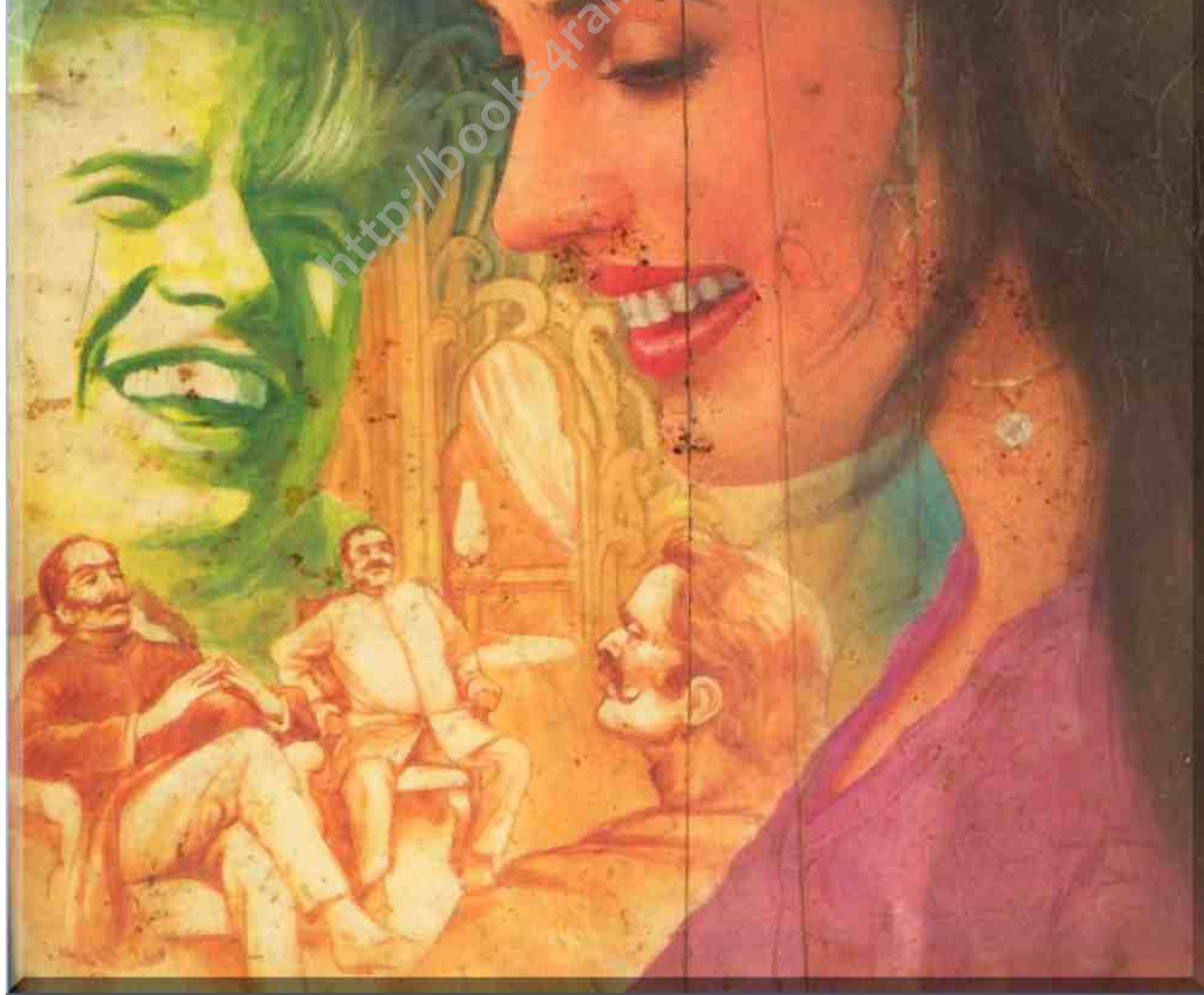
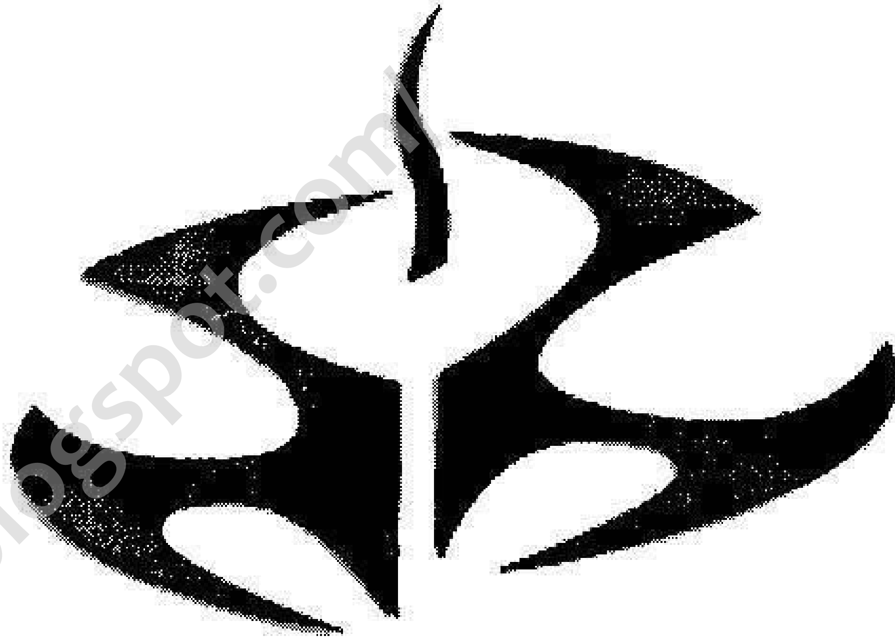
خواب زادہ

ایس ایم الیاس







ہنگاموں کے بیوپاری

نعیم ملک

کی

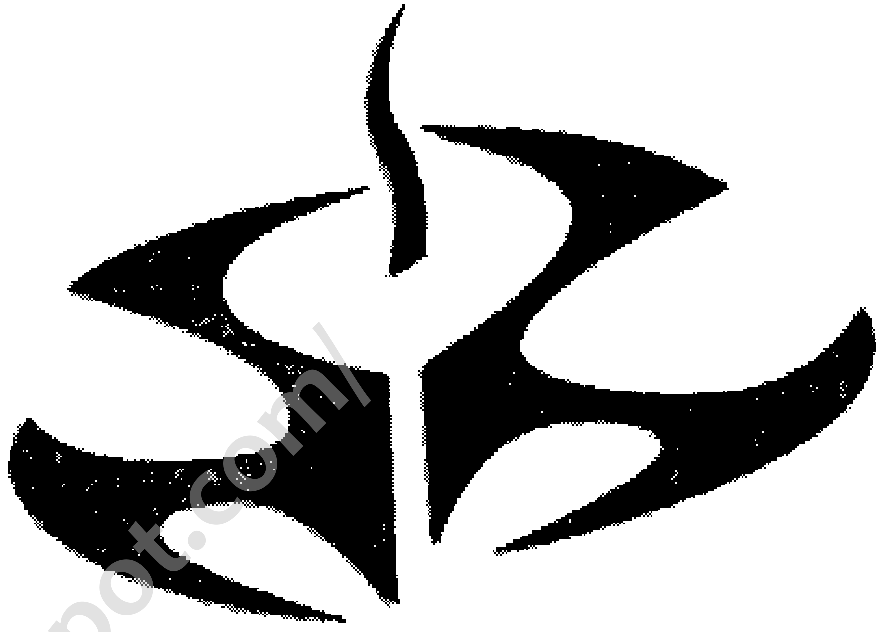
تہلکہ خیز سرگزشت

خواب زادہ

ایس ایم الیاس







Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com

ناشر : محمد علی قریشی

باہتمام : عبدالحفیظ قریشی

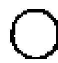
باراوّل : ۱۹۹۸ء

مطبع : نیّر اسد پریس

قیمت : ۱۵۰/- روپے

ٹوپ گیئر لگاتے لگاتے پیچھے سے آنے والی کار مجھ سے پچاس گز کے فاصلے پر پہنچ چکی تھی۔ ہارن کی آواز سن کر میں نے راستہ دینے کے بجائے اسپیڈ بڑھائی اور بیک ویو مرر پر نظر ڈال کر دیکھا۔ "پچھلی کار میں گجراج یا اس کی جسامت کا کوئی اور آدمی وہیل پر بیٹھا ہوا تھا اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے مسلسل ہارن دیئے چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہر ہارن پر میری رفتار پانچ میل کا اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ میں خطرہ محسوس کر چکا تھا اور ایکسی لریٹر پر مسلسل دباؤ ڈالے جا رہا تھا۔ اسپیڈو میٹر کی سوئی اس وقت ۶۵ میل سے اوپر تھی۔ میں بیک ویو مرر کی طرف نظر ڈالی تو پچھلی گاڑی کا فاصلہ تین سو گز سے بھی اوپر ہو چکا تھا۔ میں دس منٹ اسی رفتار سے ڈرائیو کرتا رہا۔ اب پچھلی گاڑی کا حد نظر تک کہیں پتہ نہ تھا۔ میں نے رفتار کم کر کے سگریٹ سلگایا اور اطمینان سے چلنے لگا۔ میرا خیال تھا اگر گجراج کا آنا محض اتفاق تھا تو وہ واپس ہو گیا ہو گا "لیکن اگر——" میں سوچنے لگا—— "نہیں یہ اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اتنے سویرے وہ محض سیر کے لئے نہیں نکل سکتا—— یقیناً وہ اجیتا کو بستر سے غائب پا کر اس کی تلاش میں نکلا ہے۔ یا پھر اجیتا نے سروج کے اس کو ساتھ نہ لانے پر ناراض ہو کر خود ہی گجراج کو مطلع کر دیا ہے—— اور اگر ایسا ہے تو پھر وہ دور تک پیچھا کریگا اور ناکام ہو کر لوٹنا پڑا تو پارہ گڑھ پہنچ کر قیامت برپا کر دیگا۔ نہیں اسے لوٹنا نہیں چاہئے۔" یہ خیال آتے ہی میرا پاؤں خود بخود ایکسی لریٹر سے اٹھنے لگا۔ گاڑی کی رفتار بتدریج گھٹنے لگی—— حتیٰ کہ بیس میل پر آ گئی—— تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈال کر دیکھا۔ گاڑی پھر نظر آنے لگی تھی۔ میں اس وقت اٹھارہ میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا اور سڑک ویران جنگل کے درمیان سے ہو کر گزر رہی تھی دونوں طرف اونچے اونچے درخت سڑک پر سایہ کئے ہوئے تھے اور حد نظر تک پوری سڑک پر محراب سی بنی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ میرے تعاقب میں آنے والی گاڑی اس وقت بمشکل پچاس گز کے فاصلے پر تھی۔ مزید ایک میل کا فاصلہ اسی رفتار سے طے کرنے کے بعد میں نے بیک ویو مرر پر نظر ڈال کر دیکھا۔ درمیانی فاصلہ وہی تھا شاید وہ کسی شہر میں پہنچ کر اس فاصلے کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ یہ میرے حق میں نہ تھا۔ مجھے اس سے یہیں بات کرنا تھی اور بات کیا؟ اگر یہ گجراج ہی تھا تو آخری بات کرنا تھی اور وہ بھی پستول کی زبان سے۔ کرن کی حیثیت سے میرا اس کا حساب برابر تھا لیکن رشی کی طرف سے میرا اس پر بہت کچھ باقی تھا

اور آج وہ تمام مع سود وصول کرنے کا سنہری موقع تھا۔ وہ خود ہی بغیر سوچے سمجھے جال میں پھنس گیا تھا۔ میں نے رفتار مزید کم کی اور ایک جگہ زمین ہموار دیکھ کر گاڑی کو سڑک کے انتہائی دائیں جانب کھڑا کر کے انجن بند کر دیا۔ بریک لگا کر چابی نکالی اور بائیں طرف کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ پیچھے سے آنے والی گاڑی قریب پہنچ کر رک گئی۔ میں نے کنکھیوں سے گجراج کو نیچے اترتے دیکھا اور اس کے وجود کو کسی قسم کی اہمیت دیئے بغیر بائیں طرف مڑ کر سڑک سے اترا اور جنگل کی طرف چلنے لگا۔ گنجان جھاڑیوں کی آڑ ہوتے ہی پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ پتلون کی جیبوں میں ڈالے آہستہ آہستہ اسی طرف آ رہا تھا۔۔۔۔ وہ یقیناً گجراج ہی تھا۔ اس کو اپنے نقش قدم پر چل کر جھاڑیوں کے پہلو میں پہنچتے دیکھ کر میں نے جیب سے پستول نکالا اور جھاڑی کا چکر کاٹ کر اس کے پیچھے کی طرف پہنچ گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی سکس شاٹ ویبلے ریوالور چمک رہا تھا۔ وہ کھڑا ہوا اور ادھر ادھر دیکھ رہا تھا! آخر اس نے جھک کر زمین کی طرف نظر ڈالی اور بائیں طرف گھوم کر چلنے لگا۔ میں نے ایک قدم بڑھا کر اس کے سر کا نشانہ لیتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "پستول پھینک دو۔" وہ میری آواز سن کر چونکا اور ریوالور پھینکے بغیر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ میں نے پھر ڈانٹ کر کہا۔ "پستول پھینک کر میری طرف منہ کرو۔" وہ اپنے بھاری بھرکم جسم کے باوجود حیرت انگیز تیزی سے گھوما اور ریوالور والا ہاتھ سیدھا کر کے ٹرائیگر دبا دیا لیکن اس سے پہلے میرے پستول سے نکلی ہوئی گولی اس کے دل سے پار ہو چکی تھی اور اس کی گولی گرتے گرتے ایک اونچے درخت کی شاخوں سے چند پتے گراتی ہوئی نکل گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ وہ زمین پر ٹکنے سے پہلے مر چکا تھا۔ ریوالور اب بھی اس کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ میں اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر پلٹا اور چلنے کے لئے قدم اٹھایا لیکن اسی وقت سڑک پر کسی کار کے تیزی سے بریک لگانے کی آواز سن کر ٹھٹک کر رہ گیا۔ آنے والی گاڑی کا ہماری گاڑیوں کے قریب آ کر رک جانا شوٹنگ کا ایک طویل سلسلہ جاری ہو جانے کا پیش خیمہ تھا۔ اگر گجراج روانہ ہونے سے پہلے کسی کو اپنے مشن کی اطلاع دے کر نکلا تھا تو پھر میرے لئے بچ نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور اگر کوئی اجنبی محض تجسس کی بنا پر یا گاڑی میں خرابی پیدا ہو جانے پر مدد حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا ہے تو اس کو آسانی سے ڈاج کیا جا سکتا تھا۔



میں جھاڑیوں کی آڑ لے کر چلتا ہوا سڑک کے قریب پہنچا اور پیچھے کھڑی ہوئی کار کی پلیٹ نمبر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن نمبر نظر نہ آ سکا۔ تاہم کار جانی پہچانی معلوم ہوتی تھی۔ سیٹ پر کوئی نہ تھا۔ میں دوسری جھاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی وقت کسی نے آہستہ

سے کہا۔ "کرن۔۔۔ یہ تم ہو؟" آواز زنانہ تھی اور گو صاف نہیں پہچانی جا سکی لیکن یہ سروج یا اجیتا کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ میں جواب دیتے دیتے یہ سوچ کر رک گیا کہ اگر یہ اجیتا ہے تو میرا طرز عمل کیا ہونا چاہئے۔ وہ لاکھ مجھ سے مانوس سہی لیکن گجراج پھر بھی اس کا شوہر تھا اور میں۔۔۔ اس کا محبوب سہی لیکن میرا وجود ہی کہاں تھا۔ میں تو گجراج سے بھی پہلے مر چکا تھا۔ ان حالات میں اس کا ردعمل کسی صورت میں بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ میں نے کرن کو پکارنے والی کو ایک اور آواز دینے کا موقع دیا۔۔۔ اور کوئی جواب دیئے بغیر اسی جگہ کھڑا رہا۔۔۔ آواز دینے کے بجائے اس نے ہلکا سا ہارن دیا۔ میں نے جھاڑی کی شاخیں ہٹا کر گاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ وہیل کے قریب کھڑی ہوئی اسی طرف دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر نظر پڑتے ہی مجھے اپنی دور اندیشی اور احتیاط پر افسوس ہونے لگا۔ یہ سروج تھی میں تیزی سے جھاڑی کی آڑ سے نکلا اور دوڑتا ہوا سڑک پر پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ گاڑی کے پیچھے سے گھوم کر سڑک کے کنارے پر آ گئی۔ میں نے ایک لفظ بولنے سے پہلے اس کو آغوش میں لے لیا اور درختوں کی آڑ میں لا کر چوم لیا۔ چند لمحے اس پر وارفتگی کی سی کیفیت طاری رہی آخر آنکھیں کھول کر خواب ناک لہجے میں کہنے لگی۔ "کرن۔۔۔ پریتم میں بہت پریشان ہوں۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ جیجاجی کہاں ہیں۔۔۔؟" میں نے اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے مسکرا کر کہا۔ "کیا تم انہیں میرے پیچھے آتے دیکھ کر واپس ہوئی ہو سروج؟"

اس نے کہا۔ "اجیتا دیدی کی غلطی ہے کرن۔۔۔ وہ تم سے ملنا چاہتی تھی۔ میں نے انہیں پھر کسی وقت ملنے کو کہہ کر ایک جگہ چھوڑ دیا۔ وہ پیدل راج محل کی طرف چل دیں۔ جیجا جی ان کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس طرح ناوقت باہر نکلنے کا ذرا سختی سے جواب طلب کیا تو انہوں نے میرے ساتھ دھرم شالہ جانے کا اقرار کر لیا اور وہ ان کو راج محل پہنچا کر میری تلاش میں نکل پڑے۔ میں تم سے مل کو لوٹ رہی تھی کہ وہ مجھے راستے میں مل گئے۔ انہوں نے مجھ سے بھی وہی سوال کیا۔۔۔ میرا جواب انہیں مطمئن نہ کر سکا اور وہ تیزی سے دھرم شالہ کی طرف چل دیئے۔ میں نے چند منٹ کا وقفہ دینے کے بعد گاڑی بیک کی اور دھرم شالہ کی طرف لوٹی۔۔۔ مجھے خطرہ تھا۔۔۔" میں نے اس کو زمین پر ٹکاتے ہوئے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "وہ خطرہ تو نہیں رہا پریتا۔۔۔ لیکن تمہارے یہاں آنے سے ایک اور خطرہ پیدا ہو گیا۔ کاش تم نے گجراج کا تعاقب نہ کیا ہوتا۔"

"کیا۔۔۔؟ کیا۔۔۔ پریتم۔۔۔؟" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

میں نے کہا۔ "شاید تم برداشت نہ کر سکو۔۔۔ ہاں تم تو کوئی شاک برداشت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔۔۔ آؤ۔۔۔ تمہیں گاڑی تک پہنچا دوں۔" اس نے میرے

چہرے کی طرف دیکھ کر مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "شاک کیا تم نے۔۔۔۔"

میں نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر سڑک تک پہنچایا اور گاڑی میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "سروج ڈیئر راج محل لوٹ جاؤ۔۔۔۔ شام کو اندھیرا ہونے کے بعد۔۔۔۔ سات بجے سے آٹھ بجے تک میں دھرم شالہ میں تمہارا اور اجیتا کا انتظار کروں گا۔"

اس نے وہیل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "جیجاجی کے متعلق کچھ نہیں بتاؤ گے کرن۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "کافی بتا دیا۔۔۔۔ تم نے کافی دیکھ لیا۔۔۔۔ اس کے علاوہ یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر اجیتا تم سے ان کے متعلق دریافت کرے تو یہی کہنا۔۔۔۔ وہ مجھے نہیں مل سکے۔۔۔۔ صرف کرن دوبارہ ملے تھے۔ وہ اب دھرم شالہ کے آس پاس کہیں چھپے ہوئے ہیں اور شام کو پھر ملیں گے۔ وہ صرف تمہاری وجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اچھا اب رخصت ڈیئریسٹ۔" میں نے اس کو چوم کر چھوڑ دیا۔ اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور گاڑی بیک کی۔ میں کھڑا ہوا دیکھتا رہا اور جب وہ گاڑی کا رخ تبدیل کر کے پاراگڑھ کی طرف روانہ ہو گئی تو سگریٹ سلگا کر گجراج کی کار میں سوار ہو گیا۔ چند کش لگاتے ہی ایک تدبیر جو ایک بار پہلے بھی آزمائی جا چکی تھی' دماغ میں آئی۔ میں نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی کو بیک کیا اور پچاس ساٹھ گز جا کر پھر واپس ہوا اور اپنی گاڑی سے دس قدم کے فاصلے پر دونوں بائیں وہیل سڑک کے کنارے سے اتار کر نشیب کی طرف ٹرن لے کر ایک دم بریک لگایا۔ گاڑی ٹیڑھی ہو کر بمشکل گرتے گرتے بچی۔ میں دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ادھر ادھر دیکھ کر جھکی ہوئی کار کے دائیں پہلو پر دونوں ہاتھ رکھ کر پوری طاقت سے دھکیلا۔ دوسرے دھکے میں گاڑی الٹ کر پہلو کے بل لڑھک کر نشیب میں گر گئی۔ اس کی چھت زمین پر اور چاروں وہیل آسمان کی طرف ہو گئے۔ میں نے تیزی سے دوڑ کر جھاڑیوں کے پیچھے گجراج کی لاش اٹھائی اور بمشکل الٹی پڑی ہوئی کار میں دھکیلا۔ اس کے اڑھائی من وزن نے پندرہ بیس قدم کا فاصلہ طے کرنے میں مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ میرا تمام جسم پسینے میں شرابور تھا اور میں بری طرح ہانپ رہا تھا لیکن یہ انتہائی خطرناک مرحلہ تھا۔ گاڑی سڑک سے صاف نظر آ رہی تھی اور کسی بھی وقت کوئی آ سکتا تھا۔ میں نے ایک منٹ ضائع کئے بغیر اپنی گاڑی کے ٹینک میں ربر ٹیوب ڈال کر تھرماس پٹرول سے بھرا اور لاش پر انڈیل کر دیا سلائی دکھا دی۔ پٹرول نے ایک دم آگ پکڑ لی اور پوری گاڑی دھڑا دھڑ جلنے لگی۔ میں نے جھاڑیوں کے پیچھے جا کر لاش گھسیٹنے کے نشانات ہاتھوں سے مٹائے۔ خون کے دھبوں پر ریت ڈالی اور سڑک پر آ کر کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ گجراج کی گاڑی کے پٹرول ٹینک میں آگ لگ چکی تھی اور اب تمام گاڑی شعلوں میں گھری ہوئی تھی۔

میں نے انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگایا اور گاڑی تیزی سے سڑک پر پھسلنے لگی۔ دور دور تک کسی گاڑی یا پیدل چلنے والے کا پتا نہ تھا۔ دو تین میل آگے جانے کے بعد مجھے اپنے بچ نکلنے کا یقین ہونے لگا اور اس احساس کے ساتھ ہی بھوک کی لہر پیٹ میں اٹھی۔ میں نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا کہ سڑک کے قریب کوئی آبادی نظر آئے تو کھانے پینے کی سبیل نکلے لیکن کئی میل تک کوئی گاؤں یا موضع راستے میں نہ آیا اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں ایک بار پھر راستہ بھول گیا ہوں۔ پارہ گڑھ سے دھام پور یا بڑودہ کو جانے والی سڑک اس قدر غیر آباد نہیں ہو سکتی۔ اس خیال کے ساتھ ایکسی لریٹر پر میرے پیر کا دباؤ خود بخود کم ہونے لگا۔ میں نے میٹر کی طرف دیکھا۔ گاڑی بائیس میل کور کر چکی تھی۔ بھوک کی شدت میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا جا رہا تھا لیکن اب میں آبادی کے بجائے کوئی ایسی جگہ تلاش کر رہا تھا جہاں سڑک سے ہٹ کر چند گھنٹے آرام کر سکوں لیکن یہاں حد نظر تک دونوں طرف درختوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ آخر ہر طرف سے مایوس ہو کر میں نے ایک بار پھر اسپیڈ بڑھانی شروع کی۔ درخت تیزی سے پیچھے بھاگنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک دوراہے سے گزرتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ میں راستہ بھولا نہ تھا یا اگر بھولا بھی تھا تو اب صحیح راستے پر آ چکا تھا کیونکہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس دوراہے سے پانچ میل کے فاصلے پر سڑک ایک بارہ چودہ ہزار گھروں پر مشتمل قصبے کے درمیان سے ہو کر گزرتی تھی۔ اس قصبے میں ایک باقاعدہ بازار تھا۔ دس بارہ ہوٹل تھے ایک ہندو پیاؤ تھی۔ چند منٹ میں قصبہ آ گیا میں نے ہندو پیاؤ کی زد سے ایک تیر کے فاصلے پر ایک سادہ سے نیم پختہ ہوٹل کے سامنے گاڑی روک کر ہوٹل والے کو اشارے سے بلایا اور جو کچھ کھانے کو فوری طور پر دستیاب ہو لانے کا آرڈر دیا۔

کھانے سے فارغ ہو کر ایک پٹرول پمپ پر گاڑی دھونے اور تمام لبریکنٹس تبدیل کرنے کا آرڈر دیا اور سروس کے دوران دفتر میں سوتا رہا۔ پانچ بجے شام کو مینجر نے جگا کر گاڑی تیار ہونے کی اطلاع دی۔ میں نے اٹھ کر منہ ہاتھ دھوئے چائے پی اور واپسی کے متعلق سوچنے لگا۔ پارہ گڑھ جانا کسی طرح قرین مصلحت نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میں نے سروج سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ وعدہ بدلی ہوئی صورتحال کے پیش نظر سراسر احمقانہ تھا۔ گجراج کا قتل' جسے میں نے حادثہ ثابت کرنے کے لئے نہایت کامیاب کوشش کی تھی ایک انتہائی اہم واقعہ تھا کہ ریاست میں جتنی ہلچل اور کہرام برپا ہو کم ہے---- اور پھر نہ معلوم اجیتا کا اس حادثے پر کیا ردعمل ہو؟ جبکہ اسے میرے زندہ ہونے اور پارہ گڑھ پہنچنے کا بھی علم تھا اور ایک دوسرے کا دشمن ہونے کی وجہ بھی معلوم تھی---- نہیں یہاں سے بھاگ نکلنے میں ہی عافیت تھی۔ پارہ گڑھ اور شردھام دونوں میرے لئے آؤٹ آف باؤنڈ تھے اور کسی سنگین جرم میں ملوث ہونا تو بڑی بات ہے' صرف وہاں پایا جانا ہی میرے

لٹکائے جانے کے لئے کافی تھا لیکن ولاس پور---- وہ بھی کونسا دارالامان تھا؟ وہاں بھی ایک چھوڑ دو' دو مقتولوں کی روحیں انتقام انتقام پکارتی پھر رہی تھیں۔ "مائی گڈ لارڈ----!" سوچتے سوچتے میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔" پاس ہی بیٹھے ہوئے مینجر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کتنا لیٹ ہو گیا---- یور بل پلیز۔" مینجر نے بل اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے پے منٹ کیا اور باہر نکل کر میکانک سے گاڑی کی پوزیشن کے متعلق چند سوالات کئے اور سوار ہو کر بڑودہ کی سمت روانہ ہو گیا۔ چند میل چلنے کے بعد کراس روڈ پر "ولاس پور نوے میل" کا سائن دیکھتے ہی کسی نامعلوم جذبے کے تحت ایک شارپ ٹرن لیا اور ایکسی لریٹر پر پیر کا دباؤ بڑھا دیا۔ لینڈ مارکس تیزی سے پیچھے بھاگنے لگے۔ میں نے پروفیشنل ڈرائیوروں جیسی مہارت سے ایک ہاتھ سے سگریٹ سلگایا اور گہرے گہرے کش لگا کر پروگرام پر غور کرنے لگا۔ آٹھ بجے ولاس پور میں داخل ہوتے ہی میں نے قصداً" آکٹرائے پوسٹ پر گاڑی روک دی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا ایک کلرک نے اٹھ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "جائیے صاحب بہادر---- بڑے افسروں کی گاڑیاں چیک نہیں کی جاتیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں اتنا بڑا نہیں ہوں---- شاید تم نے پہچانا نہیں---- میں ہزہائی نس کا باڈی گارڈ رہ چکا ہوں---- تم گاڑی چیک کر سکتے ہو۔" اس نے کہا۔ "پھر آپ بڑے تو ہیں---- تائیگر نعیم نہیں آپ؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "بالکل وہی---- میں اب برٹش آرمی میں لیفٹننٹ ہوں---- لو سگریٹ پیو----" اس نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ لیتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوشی ہوئی صاحب بہادر---- بھگوان آپ کو کرنل بنائیں کوئی سیوا ہمارے لائق----؟" میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں سوار ہو کر چل دیا۔ پل عبور کر کے نیشنل گارڈن کے سامنے سے گزرتا ہوا برٹش کیمپ میں داخل ہوا اور ریزیڈنٹ کے بنگلے کے سامنے گاڑی روک کر نیچے اترا۔ اس وقت سوا آٹھ بجے تھے۔ ڈنر ٹائم تھا مجھے یقین تھا صاحب اس وقت کھانا کھا رہے ہوں گے لیکن پروگرام کے تحت میں آکٹرائے کلرک اور ریزیڈنٹ سے ملاقات کا درمیانی وقفہ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ نہیں رکھنا چاہتا تھا چنانچہ آگے بڑھ کر دروازے کا کال بل بٹن دبایا---- ایک باوردی اردلی نے دروازہ کھولا اور مجھے پہچانتے ہی سلام کر کے بولا۔ "آپ کو تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا صاحب---- آیئے گول کمرے میں بیٹھیے---- معاف کیجئے میں آپ کا نام بھول گیا۔" میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "بولو لیفٹننٹ نعیم بمبئی سے آیا ہے۔" اردلی نے جھک کر سلام کیا اور اندر چل دیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔ صوفے کے پہلو میں ایک سائیڈ ٹیبل پر ٹیلیفون دیکھ کر میں کھسک کر کونے میں پہنچ گیا اور ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز

آئی---- "کیپٹن یشونت-----" میں نے کہا۔ "ڈیڈی آداب عرض---- مزاج گرامی----؟" وہ ہنس کر بولے۔ "یہ فارسی کہاں سے بولی جا رہی ہے----؟"

"ریزیڈنٹ کے بنگلے سے ڈیڈی---- سب ٹھیک ٹھاک ہے نا----؟"

وہ بولے---- "قریب قریب ٹھیک ہی ہے---- ایکسپرٹ جو ہوئے---- آ رہے ہو----؟" میں نے کہا۔ "ابھی صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ نہیں آ سکتے اسٹیشن تک؟"

بولے۔ "نہیں تم آؤ گے---- اگر اس وقت نہ آ سکو تو صبح آ جانا۔"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ آ جاتے تو ساتھ کھانا کھاتے---- میں نے ہاتھ دھو لئے ہیں---- سمجھ گئے نا آپ؟"

ہنس کر بولے۔ "سمجھ گیا ڈارلنگ۔" میں نے گڈ نائٹ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اندر کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھ کر دو تین کش لئے' سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالا اور پھر رسیور اٹھا کر سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ "ہیلو----" کہتے ہی میں نے کہا۔ "دیدی آداب عرض۔" بولیں۔ "کون----؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سیوک نعیم----"

بولیں۔ "اوہ---- کہاں سے بول رہے ہو؟"

"برٹش کیمپ سے---- آپ سب کشل تو ہیں نا----؟"

"ہاں---- تمہارا انتظار کر رہے تھے---- میں یشودھرا اور ہرمائی نس کے ساتھ وہاں گئی تھی۔ بھئی سب سن لیا۔"

"آپ نے یا ہرمائی نس نے بھی؟"

"نہیں---- انہیں کون بتا سکتا تھا۔ یہ تو ہم دو ہی پاپ آتما ہیں جو تیسرے پاپ آتما کو پہچانتے ہیں۔ پرسوں تم نہ جانے کیوں اچانک مجھے یاد آئے----" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہی بات دیدی---- پاپ آتما کو پاپ آتما صرف پہچانتا ہی نہیں یاد بھی کرتا ہے۔"

بولیں۔ "نہیں اس کے علاوہ کچھ اور کارن بھی تھا۔ جو اگر تم تھے تو سمجھ گئے ہو گے اور اگر نہیں تھے تو---- لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا دیدی بیگم جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ کل حاضر ہونگا---- یشو کے پاس دوڑتی ہوئی جایئے اب---- اوکے اینڈ پالاگن----" رسیور کریڈل پر رکھ کر میں نے ایک بار پھر اندرونی دروازے کی طرف دیکھا۔ اردلی بھی واپس آنا بھول گیا تھا۔ کبھی کبھار کسی کے ہنسنے کی آواز اندر کے کمرے سے سنائی دے جاتی تھی اور بس۔ مجھے اپنی کسمپرسی کھٹکنے لگی۔ سگریٹ سلگایا اور اکتا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دل چاہتا تھا بغیر اطلاع دیئے چلا جاؤں---- مجھے ریزیڈنٹ سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی میرا مقصد اپنی آمد

کی ایک معقول شہادت فراہم کرتا تھا اور وہ اس کورٹسی کال سے پورا ہو چکا تھا۔ اب ملاقات ہو تو کیا اور نہ ہو تو کیا لیکن ایک مقصد اور بھی تو تھا۔ میں یہاں رالز رائس میں نہیں گھوم سکتا تھا اور برٹش کیمپ کے سوا اور کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں اس کو چھپایا جا سکتا اور وہ بھی صبح ہونے سے پہلے پہلے کیونکہ دن نکلنے کے بعد کرنل گجندر سنگھ کی نظر پڑ جانے کا امکان تھا۔ یہ خیال آتے ہی میں پھر صوفے پر بیٹھ گیا اور اندر سے کسی کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

آخر نو بجے کے قریب ریزیڈنٹ ہونٹوں میں پائپ دبائے ڈرائنگ روم میں برآمد ہوئے۔ میں نے اٹھ کر فوجی سلام کیا۔ مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "مجھے افسوس ہے لیفٹنٹ۔۔۔۔ تمہیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔" میں نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ۔" وہ مجھے بیٹھنے کا اشارہ کر کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کیا رخصت پر آئے ٹائیگر؟" میں نے کہا۔ "جی ہاں۔۔۔۔ بیس پچیس روز یہیں قیام رہیگا۔" کہنے لگے۔ "مجھے ہزایکسی لنسی کی طرف سے تین روز قبل تمہارے یہاں پہنچنے کی اطلاع ملی تھی۔ کیا تم لیٹ نہیں ہو۔۔۔۔؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ صحیح کہہ رہے ہیں میں بمبئی سے ایک روز تاخیر سے روانہ ہوا اور پھر ایک روز بڑودہ ٹھہر گیا۔" انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔ "اوہ۔۔۔۔ شاید تم نے ابھی کھانا بھی نہیں کھایا ہو گا۔" میں نے اثبات میں سرہلایا۔ انہوں نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "گیسٹ ہاؤس میں سب انتظام ہو جائیگا۔" میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "میں بائی کار آیا ہوں اس لئے۔۔۔۔" انہوں نے نمبر ڈائل کرتے کرتے کہا۔ "ڈونٹ وری۔۔۔۔" ماؤتھ پیس میں کسی سے چند جملے میرے قیام کے سلسلے میں کہے اور آخر میں میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن ہارورڈ۔۔۔۔ یہ مہمان صرف لیفٹنٹ نہیں ہزایکسی لنسی کا فیورٹ بھی ہے۔ اٹس ٹائیگر نعیم اینڈ یو تو دی ریسٹ۔۔۔۔ گڈ نائٹ۔" رسیور کریڈل پر رکھ کر انہوں نے بزر دبایا۔ اردلی حاضر ہوا اور انہوں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ویل مشاک' صاحب کے ساتھ کار میں بیٹھو گیسٹ ہاؤس لے جاؤ کیپٹن کو بولو صاحب بوت بوت بولا ٹائیگر کو کھاس اٹینشن دو۔" میں نے اٹھتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ اٹھے اور دروازے تک ساتھ آئے اور مصافحہ کر کے اندر چلے گئے۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیسٹ ہاؤس پہنچ گیا۔

دروازے پر ہی کیپٹن ہاورڈ نے ریسیو کیا۔ مصافحہ کر کے مزاج پرسی کرتا ہوا اندر لے گیا۔ اردلی نے اس کو ریزیڈنٹ کا پیغام دیا۔۔۔۔ مسکرا کر بولا۔۔۔۔ "صاحب سے کہنا گائیڈنس کا شکریہ۔۔۔۔ ہم ٹائیگر کا پورا بیک گراؤنڈ جانتا ہے۔" اردلی سلام کر کے چلا گیا۔ کیپٹن مجھے لئے ہوئے ایک اپارٹمنٹ میں آیا جو دو چھوٹے چھوٹے کمروں پر مشتمل

تھا۔ اس کمرے میں چار کرسیاں ایک راؤنڈ ٹیبل' ایک آرم چیئر اور ایک بید سے بنا ہوا بیڈ تھا۔ دوسرا غالباً" بیڈ روم تھا۔ کیپٹن نے مجھ سے کھڑے کھڑے چند رسمی باتیں کیں۔ ایک اردلی میرے سوٹ کیس' بریف کیس اور تھرماس وغیرہ لے کر آیا اور بیڈ روم میں رکھ کر چلا گیا۔ میں نے بیڈ روم میں جا کر دیکھا۔ یہاں بھی قریب قریب ایسا ہی فرنیچر تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ یہاں مسہری کے قریب ایک بڑا سا آئینہ دیوار میں آویزاں تھا اور سائیڈ ٹیبل پر ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔ میں نے فرنیچر پر رکھا ہوا سوٹ کیس کھول کر سلیپنگ سوٹ اور غسل خانے کا سامان نکالا اور کپڑے تبدیل کرنے چلا گیا۔ واپس آیا تو ڈرائنگ روم میں بیرر کھانا چن رہا تھا۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ کھانا ہندو مسلم اتحاد کا گڈمڈ شاہکار تھا۔ سوائے اس کے کہ پانی کیسٹر اور گلاسوں کے ساتھ کوارٹر وسکی بھی تھی۔ تمام چیزوں میں مجھے یہی ایک آئٹم "کھاس ایٹش" نظر آئی۔ ویسے بھوک میں مجھے ہر چیز کھاس نظر آ رہی تھی۔ میں نے کھانا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر میں کھاس اور عام دونوں صاف ہو گئے۔ میں نے کافی پیتے پیتے ایک حوالدار کے ہاتھ سے کار اور گیراج کی چابیاں لیں اور سونے کے کمرے کی طرف چل دیا۔

صبح آٹھ بجے غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر میں نے سویلین لباس پہنا اور کیپٹن دیش مکھ کو ٹیلیفون کیا۔ دوسری گھنٹی پر ان کے "ہیلو دیش مکھ" کہنے کے انداز سے منہ میں لقمہ ہونے کا پتا چلتا تھا۔ شاید وہ ناشتہ کر رہے تھے۔ میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی ناشتہ کر رہے ہیں آپ؟" ہنس کر بولے۔ "آ جاؤ---- میں نے---- بلکہ میں نے اور میجر برنی نے رات کے بارہ بجے تک تمہارا انتظار کیا اور جام صحت پیتے رہے۔" میں نے کہا۔ "پندرہ منٹ میں حاضر ہوتا ہوں---- ہزہائی نس کو اطلاع دے دی کیا ڈیڈی----؟"

انہوں نے کہا۔ "نہیں تمہارے یہاں آنے پر فون کر دوں گا۔ آجاؤ۔" میں نے "آرہا ہوں۔" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اپارٹمنٹ کو قفل لگایا اور اسٹیشن سے ٹیکسی لے کر راج محل پہنچ گیا۔

ٹیکسی والے کو کرایہ ادا کر کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو کیپٹن اور میجر برنی دونوں کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے سر جھکا کر سلام کیا۔ کیپٹن نے سر پر ہاتھ رکھ کر خیریت پوچھی۔ میجر برنی نے لیفٹیننٹی کی مبارکباد دے کر سینے سے لگایا اور گردن چوم کر کرسی پر بٹھا دیا۔ کیپٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا "کہاں کہاں رہے نعیم----؟" میں نے کہا۔ "صرف بامبے سر۔" کہنے لگے۔ "تمہیں بڑے اچھے موقع پر برٹش انڈیا آرمی میں کمیشن ملا ہے نعیم---- جنگ شروع ہونے والی ہے۔ خدا تمہاری حفاظت کرے دو تین سال میں کرنل ہو کر لوٹو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی دعا چاہیے سر---- انشاء اللہ میری

واپسی پر آپ بھی کرنل ہوں گے اور برنی صاحب بریگیڈیر یا میجر جنرل ہو چکے ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو بھی طلب کر لیا جائے۔" میجر برنی نے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھایا---- کیپٹن نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چائے تو ضرور پیو گے نعیم----" میں نے کہا۔ "دریں چہ شک----" میجر برنی نے پرب کو آواز دے کر چائے لانے کو کہا اور مجھے لائٹ دی۔ کیپٹن نے نمبر ڈائل کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مسٹر مہتا اگر ہزہائی نس ناشتہ کر چکے ہوں تو انہیں میری طرف سے اطلاع دو کہ لیفٹننٹ نعیم بمبئی سے سلام کرنے کو حاضر ہوا ہے۔ کس وقت لے کر آ سکتا ہوں---- اوکے ہولڈ کر رہا ہوں---- تھینک یو مسٹر مہتا---- اچھا کہہ دیتا ہوں----" پھر میری طرف دیکھ کر بولے۔ "مسٹر مہتا تمہیں مبارکباد دے رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں آپ کے سامنے بالمشافہ ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ آپ صرف ان کو میرا ہاتھ دیکھنے کا موقع نہ دیں۔" میجر برنی نے ہنس کر کہا۔ "ہاں مہتا کو ہاتھ دیکھنے کا کریز ہے لیفٹننٹ---- لیکن بسا اوقات اس کی باتیں صحیح ثابت ہوتی ہیں۔"

پرب نے اندر آ کر چائے کی ٹرے رکھ کر مجھے سلام کیا۔ خیریت پوچھی اور چائے تیار کرنے لگا۔ میں نے اس کو جواب دیکر میجر سے کہا۔ "سر مجھے جوتشیوں پر کوئی یقین نہیں---- اور مسٹر مہتا----؟ خدا بچائے ان کی دورخی باتوں سے---- میں ایک دو مرتبہ پھنس کر بور ہو چکا ہوں۔ اس زمانے میں سارجنٹ تھا اس لئے ناراض بھی نہیں کر سکتا تھا۔" میں یہاں تک پہنچا تھا کہ کیپٹن نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "یس مسٹر مہتا---- بہتر ہے ابھی پندرہ منٹ میں حاضر ہوتا ہوں---- جے ہے----" انہوں نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور یونیفارم پہننے کو دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ میجر برنی نے کہا۔ "یس لیفٹننٹ---- گو اہیڈ۔" میں نے کہا---- "کیا عرض کروں سر---- دونوں ہاتھوں میں ہاتھ جکڑ کے پیشہ ورلا اور پنڈتوں کی طرح ایسے ذومعنی جملوں میں لمبی لمبی چھوڑتے ہیں کہ آپ یہ فیصلہ نہیں کر سکتے دن کہہ رہے ہیں یا رات۔" میجر برنی چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے ہنسنے لگے۔ میں نے پیالی اٹھا کر ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "ایک مرتبہ شاید آخری مرتبہ میرا ہاتھ دیکھتے ہوئے بولے۔ "سارجنٹ اونچے جانے والے ہو---- تمہارا ستارہ بدھوار کی کنڈلی سے نکل کر شکروار میں پردیش کر چکا ہے---- راج دربار میں تمہاری مان مریادا بڑھنے والی ہے۔ لاکھوں میں کھیلو گے۔" میں نے کہا۔ "کرکٹ یا فٹ بال' مسٹر مہتا----؟" ڈپٹ کر بولے۔ "شٹ اپ' لاکھوں میں کھیلنا تمہاری بھاشا کا ہی محاورہ ہے۔ کیا ہندی بھی بھول گئے----؟" میں نے کہا۔ "آئم سوری مسٹر مہتا۔" کہنے لگے۔ "ہاں تمہیں لاکھوں روپے ملیں گے---- پریم بندھن کا بھی سمبھو ہے پرنتو---- تمہارے شکر وار پر برہسپت وار کی چھایا پڑ رہی ہے۔ اس لئے ایک سمبھو یہ بھی ہے کہ----" وہ

بولتے بولتے رک کر لکیوں پر انگلی پھرانے لگے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "پریم بندھن ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔ لاکھوں جو ملنے والے تھے۔۔۔۔ کسی اور کی جیب میں چلے جائیں گے۔ راج دربار میں حقے کا پانی پینے پر مجبور کیا جائے گا۔ یہی نا۔۔۔۔؟ آخر میں نے اس بر ہسپت سالے کا کونسا باپ مارا ہے کہ لکھ پتی بنتے بنتے میرے جمعتہ المبارک میں ٹنگڑی پھنسا رہا ہے۔"

بولے۔ "نو نو وات ایم چھے۔۔۔۔ سوری' بات یہ ہے کہ لکھ پتی تو تم بنو گے شاید لیکن۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ چھوڑیئے مسٹر مہتا دونوں طرف کی ڈھولکی نہ بجایئے۔۔۔۔ مجھے سارجنٹ ہی رہنے دیجئے۔" میجر برنی نے قہقہہ لگایا۔ میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "دس از وہاٹ مسٹر مہتا کین فورٹیل سر۔" میجر نے پھر سگریٹ کیس نکال کر میری طرف سرکایا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کیپٹن کو یونیفارم پہن کر آتے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے میجر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ یہیں تشریف رکھئے میں میجر صاحب۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔" وہ جواب دینے کے بجائے کپ رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہمارے ساتھ بنگلے سے نکل کر اپنے بنگلے کی طرف چل دیئے۔ راج محل کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی۔

ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو یہاں ہزہائی نس اور مہارانی کے علاوہ سادھنا کماری اور یشودھرا بھی موجود تھیں۔ میں نے قریب پہنچ کر درباری سلام کیا۔ مہاراج اور مہارانی کے چرن چھوئے۔ دونوں نے مسکرا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔ میں نے سادھنا دیوی اور یشودھرا کو سر جھکا کر سلام کیا۔ ہزہائی نس نے مسکرا کر خیریت دریافت کی۔ گورنر اور ان کی لیڈی کا حال پوچھا۔ میں نے مختصر الفاظ میں حالات بیان کئے۔ انہوں نے کہا۔

"رات کو ہمیں ریزیڈنٹ نے بتایا تھا کہ تم ایک ماہ کی رخصت پر آئے ہو۔۔۔۔ سچ۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "حقیقت ہے یورہائی نس۔۔۔۔ میں چھٹی پر ہوں اور صرف درشنوں کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔" مہارانی نے کہا۔ "تو کیا یہاں آنے کا ارادہ نہیں ٹائیگر؟" میں نے کہا۔ "یورہائی نس۔۔۔۔ میری دلی تمنا ہے کہ آپ کی سیوا میں رہوں لیکن کیا کروں ہزایکسی لنسی چھوڑ نہیں رہے۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "ٹائیگر یورپ پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ لڑائی چھڑ جانا ایک دو روز کی بات ہے۔ ہمارا خیال ہے، تمہیں اپنی فوج میں لینا چاہتے ہیں لیکن کمیشن لئے بغیر شامل نہ ہونا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس آپ کا خیال بالکل صحیح ہے۔ وہ مجھے کمیشن دے چکے ہیں۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "یورہائی نس یہ تو اچھا نہیں ہوا۔۔۔۔ وہ اسے لام پر بھیج دینگے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "تو کیا ہوا؟ اچھا ہے کرنل وغیرہ ہو کر لوٹے گا۔ کوئی کراس لے کر آیا تو وطن کا نام روشن کریگا اور ہم سمجھتے ہیں اب اس کا وطن ولاس پور ہی ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس میرے لئے اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے کہ حضور کے چرنوں میں جگہ مل جائے۔"

"تم ٹھہرے کہاں ہو ٹائیگر ـــــ؟" ہزہائی نس نے پوچھا۔

"برٹش کیمپ میں یورہائی نس۔" میں نے جواب دیا۔

"راج محل میں جگہ نہیں ہے کیا ـــــ؟ وہاں سے تو گورنر لڑائی شروع ہوتے ہی فوراً بلا لے گا۔" انہوں نے کہا ـــــ ہزہائی نس بے ساختہ ہنس دیئے۔

"یہاں سے نہیں بلا سکتا کیا ـــــ؟" انہوں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں ان کے سوال کے جواب میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا' بھول گیا۔ مہارانی نے کہا۔ "یہاں دو چار دن تو ٹالا جا سکتا ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی محبت میری زندگی کا سرمایہ ہے یورہائی نس ـــــ میں یہیں رہوں گا اور جب تک آپ کا حکم نہ ہو گا ہرگز نہ جاؤں گا۔" انہوں نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹائیگر تمہارے ساتھ رہے گا لیفٹننٹ ـــــ اور تم دونوں کا کھانا یہیں سے جایا کرے گا۔" کیپٹن نے کہا۔ "جو حکم یورہائی نس ـــــ اب اجازت؟" انہوں نے کہا۔ "اجازت ہے ـــــ لیکن نعیم تم آج ہرن شکار کر کے لاؤ گے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "تو یہ کہئے نا یورہائی نس کہ اپنا کھانا خود لے کر آؤ۔" وہ ہنس کر بولیں۔ "ایسا ہی سمجھ لیجئے۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "لیفٹننٹ' نعیم کو رائفل نکال دو ـــــ" کیپٹن نے ہزہائی نس کی الماری کھول کر رائفل اور کارتوس نکالے اور سلام کر کے واپس ہو گئے۔

دربار ہال میں آتے ہی کیپٹن نے مسکرا کر کہا

وہ رعب حسن تھا غالب بوقت دید جمال
ہم اپنا حال اشاروں میں بھی بتا نہ سکے

میں ان سے کہنے والا تھا "ڈیڈی اچھا شعر ہے" لیکن اسی وقت چیمبر کا درواز کھلا اور مسٹر مہتا نے باہر آتے ہوئے کہا۔ "کیا مہتا جی کے مندر پر ناریل چڑھائے بغیر ہی نکل جاؤ گے کیپٹن ـــــ؟" کیپٹن نے رائفل میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں مسٹر مہتا ہم تمہارے پاس ہی تو آ رہے ہیں۔" پھر میری طرف دیکھ کر چلتے ہوئے کہنے لگے۔ "دائیں ہاتھ میں رائفل رکھنا تاکہ مصافحہ بھی نہ کر سکے۔" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔"

چیمبر میں داخل ہوتے ہی مہتا نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا' کیپٹن نے کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مسٹر مہتا سوکھی باتیں نہیں ہونگی۔ پہلے چائے منگاؤ ـــــ ہم ڈیڑھ گھنٹے کھڑے کھڑے تھک کر چور ہو چکے ہیں ـــــ" مہتا نے

ہنس کر ریسیور اٹھایا اور مودی صاحب کا نمبر ڈائل کیا۔ کیپٹن نے کہا۔ "چائے بیکار ہے مسٹر مہتا--- کوئی گرم چیز منگاتا۔" مہتا نے کہا۔ "چائے سے زیادہ کیا چیز گرم ہو سکتی ہے---؟" میں نے کہا۔ "برانڈی میں آپ کا مہمان ہوں اور بمبئی سے اورنج پکو کا جوشاندہ پینے نہیں آیا۔" مہتا نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مودی صاحب' مہتا بول رہا ہے--- صاحب جی--- صاحب جی--- ایک بدیشی مہمان آدھمکا ہے--- دو سمجھ لیں اور کوارٹر برانڈی اور سگریٹ بھجوا دیں--- تھینک یو--- صاحب جی۔" ریسیور رکھ کر ہماری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "اور کوئی سیوا---؟" میں نے کہا۔ "پینے کے بعد بتائینگے---؟" وہ ہنس کر بولے۔ "یہ بندوق کیا سورڈ آف آنر کے بجائے ملی---؟" کیپٹن نے کہا۔ "ہزہائی نس نے ہرن مار کر لانے کو دی ہے آج شام کو شامی کباب اڑیں گے---" بولے۔ "رام رام--- مرہٹے اور مسلمان ہماری طرح آلو گوبھی کھانے والے ہوتے تو کبھی جنگ نہ ہوتی اور آج ہندوستان کی آبادی چالیس کروڑ کے بجائے اسی کروڑ ہوتی---" کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر مہتا اگر مرہٹے اور مسلمان گوشت چھوڑ کر آلو گوبھی پر پل پڑتے تو آلو گوبھی پچاس روپے سیر بکتے اور ہندوستان کی آبادی صرف بیس لاکھ رہ جاتی اور--- اور مہتا اور دیس مکھ راج محل کے بجائے غاروں میں چھپے ہوئے ہوتے یا پھر مویشیوں سے جان بچانے کے لئے گوبھئے چلا رہے ہوتے---" مہتا نے قہقہہ لگایا۔ کیپٹن نے کہا۔ "مائی ڈیئر مہتا--- مالتھس تھیوری پڑھی ہے---؟" مہتا نے نفی میں سر ہلایا--- میں نے ہنس کر کہا۔ "سر مالتھس تھیوری تو میں نے بھی نہیں پڑھی---" بولے "خیر تم پھر اردو داں ہو اگر مالتھس نہیں تو یہ شعر ضرور پڑھا ہوگا۔" گلے پر ہاتھ پھراتے ہوئے بولے۔ "ترنم میں سناؤں---؟" میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "سر دیا دوشتی کیجئے--- تحت اللفظ کا ٹھاٹ بھی آپ کا کوئی راج گنگ سے کم نہیں ہے۔" بولے۔ "اوکے اوکے--- سنو۔

ہوا آباد عالم' اہل ہمت کے نہ ہونے سے
بھرے ہیں جس قدر جام و سبو میخانہ خالی ہے

میں نے بے اختیار کہا۔ "سبحان اللہ--- سر کیا شعر سنایا ہے۔ مالتھس تھیوری معلوم ہوتا ہے' اسی شعر کی شرح ہے۔" مہتا نے ہنس کر کہا۔ "جگ جگ جیو کپتان--- پر اپنی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔" میں نے کہا۔ "سمجھ میں اپنی بھی نہیں آیا لیکن شاید پینے کے بعد آ جائے۔" مہتا نے کرسی سے اٹھ کر دروازے میں داخل ہوتے ہوئے لڑکے کے ہاتھوں سے ٹرے لے کر رکھتے ہوئے کہا۔ "لو پیو ٹائیگر اور اپن کو بھی سمجھاؤ---" میں نے بوتل اٹھا کر دو گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "مسٹر مہتا جہاں یہ ملتی ہو وہاں فکر انگیز باتیں کرنے سے کیا فائدہ؟" کیپٹن نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "ہزہائی نس کی صحت کے نام۔"

میں نے ان کے گلاس سے گلاس چھوا کر پینی شروع کر دی گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کیپٹن نے کہا۔ "شعر کی تشریح کرو نعیم ـــــ ورنہ ا یکسپلین کرنا ہو گا کہ بغیر سمجھے سبحان اللہ کیوں کہا ـــــ؟"

میں نے ٹرے میں سے سگریٹ لے کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "سر میں تو یہ سمجھا ہوں کہ دنیا کی آبادی اس قدر بڑھ جانے کا سبب یہ ہے کہ اب کوئی دریودھن' کوئی راون' کوئی ہلاکو' چنگیز یا کوئی نپولین بونا پارٹ جیسا اہل ہمت نہیں رہا جو انسانی آبادی اور خوراک کا توازن قائم رکھے۔ جب تک میخانہ پینے والوں سے خالی رہا جام و سبو بھرے ہوئے تھے۔ اب میخانہ پینے والوں سے بھرا ہوا ہے تو جام و سبو خالی پڑے ہیں اور دیسی ٹھرا بھی نہیں ملتا کہ خود کشی کی جا سکے۔" مہتا نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا "کمال ہے کیپٹن' اردو میں بہت اچھا اچھا شاعر ہے۔" کیپٹن نے میری طرف دیکھا ـــــ میں نے دونوں گلاسوں میں بوتل خالی کر کے ایک ان کے ہاتھ میں دیا۔ مہتا نے میرا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن میں نے تیزی سے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاتھ نہیں دکھاؤں گا مسٹر مہتا ـــــ آج کل میرے تمام ستارے بجھے پڑے ہیں ـــــ ایک میں بھی کرنٹ نہیں پہنچ رہا۔" ہنس کر بولے۔ "پھر تو ضرور دکھاؤ ـــــ میں کوئی اوپائے بتاؤں گا ـــــ" کیپٹن نے کہا۔ "چھوڑو مسٹر مہتا ـــــ اس کا جزیٹر ہی ڈس مینٹل ہو گیا۔ اوپائے کیا کرو گے۔ لڑائی ہونے والی ہے اور چند دن میں یہ فرنٹ پر ہو گا۔"

میں نے کہا۔ "ہاں مسٹر مہتا بمبئی کی کوئی سیوا ہو تو بتایئے۔" غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کاہے کو لڑائی پر جاتے ہو نعیم ـــــ ریزائن کر دو اب تو میرے کیل کیولیشن انوسار تمہارے پاس پندرہ بیس لاکھ روپیہ ہارڈ کیش اور ـــــ خیر یہی کیا کم ہے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر مہتا پلیز' پھر سے حساب کرو میرے خیال میں آپ نے ڈیبٹ اور کریڈٹ کو کنفیوز کر دیا۔ میرے بیلنس میں تو صرف ایک مہینے کی تنخواہ ہے۔"

مہتا آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ کیپٹن نے کہا۔ "مسٹر مہتا مجھے معلوم ہے آپ جوتش اور پامسٹری میں ایکسپرٹ ہیں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر نعیم کے پاس نو دس لاکھ روپیہ ہوتا تو یہ اب تک دس شادیاں بھی کر چکا ہوتا۔ اس لئے آپ پھر سے حساب کریں۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ نہ کریں۔" انہوں نے میری طرف آنکھ ماری ـــــ میں نے گلاس خالی کر کے ٹرے پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کیپٹن نے اٹھتے اٹھتے رائفل میرے ہاتھ میں تھما دی اور بولے۔ "اجازت ـــــ مسٹر مہتا ـــــ" مہتا نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور دروازے تک چھوڑنے آیا۔

بنگلے کے راستے میں روشوں کے قریب رسالدار میجر ہاشمی دو جوانوں کے ساتھ باتیں

کرتے ہوئے ملے۔ انہوں نے کیپٹن کو سلام کیا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔۔۔۔ مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کب آئے ٹائیگر۔۔۔۔؟" میں نے ان کے ساتھیوں پر اچٹتی سی نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کل شام کو میجر صاحب۔۔۔۔ آپ کے ہاں سب خیریت سے ہیں نا؟"

وہ بولے۔۔۔۔ "خدا کا شکر ہے۔۔۔۔ کب حاضر ہو رہے ہو؟"

کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "انہوں نے برٹش آرمی جوائن کر لی۔"

وہ بولے۔ "ماشاء اللہ مبارک ہو نعیم۔۔۔۔" میں نے منافقت کا جواب منافقت سے دیتے ہوئے کہا۔ "ہاشمی صاحب آپ جیسے بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔" کیپٹن نے میرے بازو کو ٹہوکا دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "اوکے میجر' ابھی تو یہ کئی روز یہیں ہیں۔۔۔۔ کسی وقت بنگلے پر آیئے۔" ہاشمی صاحب نے مسکرا کر سلیوٹ کیا۔۔۔۔ اور ہم بنگلے کی طرف چلے دیئے۔ "چلو تعارف تو ہو گیا۔" کیپٹن نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔ میں نے کہا۔ "کون تھے یہ۔۔۔۔؟" وہ مسکرا دیئے۔ "خوب! اب یہ بھی بتانا پڑیگا۔" انہوں نے کہا۔۔۔۔ میں جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈیڈی۔۔۔۔ سمجھ گیا۔"

"چلو ٹھیک ہے۔" انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "چہرے یاد رکھنا۔" میں نے ہنس کر سگریٹ کیس کھولا اور پیش کرنے کے بجائے ایک سگریٹ نکال کر ان کو دینا چاہا۔ انہوں نے سگریٹ لیتے ہوئے کہا "سگریٹ کیس نہیں دکھانا چاہتے شاید۔" میں نے ہنس کر لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی آپ سے میرا کوئی راز پوشیدہ نہیں ہے۔۔۔۔ لیکن یہ سگریٹ کیس میرا نہیں ہزایکسی لنسی کا راز ہے۔۔۔۔ اب بھی اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو اپنے ہاتھ سے نکال کر دیکھ لیجئے۔" سگریٹ کا کش لیتے ہوئے بولے۔ "نہیں۔۔۔۔ اگر ایسا ہے تو میں بے حد خوش ہوں کہ گورنر نے تمہیں اس حد تک اعتماد میں لیا۔" میں نے کہا۔ "ڈیڈی اس اعتماد کا سلسلہ بہت آگے تک جاتا ہے۔ سگریٹ کیس تو معمولی سی نشانی ہے۔" انہوں نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ "میں راز دیکھ کر سمجھ چکا ہوں برخوردار۔۔۔۔ لیکن تمہاری حماقت پر ہنسی آتی ہے۔۔۔۔ اکثر ہنسی آتی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید آپ ٹھیک ہی ہنستے ہوں گے ڈیڈی۔" وہ بولے۔ "شاید کیوں؟ یقیناً کہتے ہوئے کیا ہوتا ہے۔۔۔۔ سنو نعیم تم اب وہ کارپورل نعیم نہیں ہو جس کی۔۔۔۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔۔۔۔ "ہاں ڈیڈی میں اب لیفٹننٹ نعیم ہوں۔"

"بکو مت۔۔۔۔" انہوں نے بگڑ کے کہا۔ "میں لیفٹننٹ نعیم کی بات نہیں کر رہا۔ میں اس نعیم کی بات کر رہا ہوں جو میرا بیٹا ہے' جو گورنر کا فیورٹ اور ٹریل پرنس ہونے کے باوجود آج بھی مجھے ڈیڈی کہنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ جسے دیکھ کر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا

ہے۔" میں نے ہنس کر ان کے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر بھینچتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ---- تمہاری زندگی بہت قیمتی ہے---- اس کو تین تین پیسے کے آدمیوں کی زندگی کے بدلے میں داؤں پر نہ لگاؤ۔" میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ میرے متعلق معلوم ہوتا ہے بہت زیادہ جانتے ہیں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ---- میں اتنا زیادہ جانتا ہوں کہ تم سن کر چونک پڑو گے---- اور میں تمہیں ضرور چونکاؤں گا لیکن کافی پلا کر۔" وہ اٹھ کر دروازے کی طرف گئے اور پرب کو آواز دے کر دو کپ کافی لانے کو کہا۔ اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کیپٹن نے ریسیور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا ہونا چاہئے---- ہیلو کہو۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ہیلو دس از لیفٹننٹ نعیم پلیز۔" ایک مترنم آواز آئی۔ "تھینک گاڈ---- تمہارے ڈیڈی کہاں ہیں نعیم؟" یہ یشودھرا تھی۔ مجھے کیپٹن کے قیافے پر حیرت ہوئی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے۔ بولی---- "مجھے معلوم ہے چندا---- خیر یہ بتاؤ رشی کی تعزیت پیش کروں یا لیفٹننٹی کی مبارکباد۔"

"صرف تعزیت یشو---- اس کے قتل کا پورا انتقام لینے کے باوجود میرے سینے میں آج بھی وہی آگ بھڑک رہی ہے---- وہ میرے لئے سگے بھائی سے بڑھ کر تھا---- کاش اس کے بجائے میں مارا گیا ہوتا---۔" میری آواز بھرا گئی---- وہ بھی کچھ کہنے کے بجائے رونے لگی---- میں نے رومال سے آنسو پونچھ کر بولنا چاہا لیکن آواز نے ساتھ نہ دیا اور میں "یشو ڈیر" کہہ کر رہ گیا---- وہ مجھ سے پہلے سنبھل گئی اور افسردہ لہجے میں بولی۔ "نعیم اب میں تمہارے زخموں کو کیا کریدوں---- تم تو نام سنتے ہی---- خیر میں تمہارے غم میں برابر کی شریک ہوں۔ یہ بتاؤں ہم کہاں مل سکتے ہیں---- اور کس وقت؟" میں نے کہا۔ "شاید آج نہ مل سکیں---- تمہیں معلوم ہے ہزہائی نس نے پسینہ خشک ہونے سے پہلے شکار لانے کا حکم دے دیا ہے---- ان کا مقصد کیا ہے---- یہ تو وہی جانیں---- لیکن ابھی میں ایکسپوز ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہوں----" اس نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "ہاں یہ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا اور سادھنا دیدی بھی حیران ہیں---- خدا تمہاری حفاظت کرے ڈارلنگ۔" میں نے بے ساختہ کہا۔ "آمین۔" اس نے کہا۔ "ہاں ڈیر امین سے ہوشیار رہنا ہے----" میں نے چونک کر کہا۔ "کیا یشو؟"

وہ بولی۔ "امین' رسالدار میجر ہاشی کے گروپ میں ہے اور افضل خان ڈرائیور کا سگا بھائی ہے۔ وہ اس کی لاش پر سینکڑوں آدمیوں کی موجودگی میں انتقام لینے کی قسم کھا چکا ہے۔" میں نے سوال کیا۔ "کیا اس نے کسی کا نام لیا----؟"

بولی۔ "نہیں---- نام نہیں لیا---" میں نے کہا۔ "خیر---- شکریہ یشو ڈیئر---- میں شام کو تمہیں ریزیڈنسی سے فون کر کے بتاؤں گا کہ ہم کہاں مل سکتے ہیں۔"

"اور مل بھی سکتے ہیں یا نہیں---؟ کیمپ میں تو تمہارا آنا مناسب نہیں--- ایں نا---؟"

"نہیں نعیم--- لیکن اگر تمہارے کمرے میں ٹیلیفون ہو تو رات بھر باتیں کر سکتی ہوں---" میں نے کہا۔ "میں یہیں رہوں گا--- زیادہ تر--- اور جب وہاں ہوں گا تو تمہیں رنگ کروں گا۔ اوکے' ڈیڈی انتظار کر رہے ہیں ڈیئر اس لئے گڈ بائی۔" اس نے ماؤتھ پیس چوم کر کہا۔ "گڈ بائی ڈارلنگ آئی لو یو۔" میں نے اسی کے الفاظ دوہرائے۔ " مجھے معلوم ہے چاندنی۔" اس نے ہنس کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ میں ریسیور رکھ کر صحن میں آیا۔ کیپٹن کچن کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے کافی کی چسکیاں لے رہے تھے قریب ہی تپائی پر کافی کا ایک اور مگ بھرا ہوا تھا۔ میں نے بڑھ کر مگ اٹھا لیا اور کھڑا پینے لگا۔ کیپٹن نے کہا--- "ہرن کا کیا انتظام ہو گا نعیم---؟" میں نے کہا۔ "سر کھانا کھانے کے بعد سوچیں گے--- نمک کھانے کے بعد حلال کرنے کی فکر ہونی چاہئے---" وہ مسکرا کر چپ ہو رہے۔ میں نے رب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اپنا واسو کہاں گیا رب---؟" کہنے لگا۔ "صاحب دو مہینے کی چھٹی پر گیا ہوا ہے--- پندرہ بیس دن بعد حاضر ہو گا۔" میں نے کہا۔ "پھر تو شاید ہی مجھ سے مل سکے۔" کیپٹن نے مگ رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ نعیم۔" میں ان کے ساتھ کمرے کی طرف چل دیا۔

ساڑھے بارہ بجے مودی صاحب نے کیپٹن کو ٹیلیفون پر اطلاع دی کہ ایک بجے سے پہلے کھانا کھانے کے لئے گیسٹ ہاؤس لاؤنج میں پہنچ جائیں۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ اچھا ہوا نعیم--- مودی صاحب نے یہاں کھانا بھجوانے کے بجائے ہمیں بلا لیا--- یہاں تک کھانا پہنچنے میں گڑبڑ کی جا سکتی ہے۔ میں نے کہا۔ "آپ کا خیال غلط تو نہیں ڈیڈی۔" وہ بولے۔ "معلوم ہوتا ہے مودی صاحب کو بھی تمہارے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم ہے--- خیر چلو تیار ہو جاؤ۔"

پندرہ منٹ بعد جب ہم تیار ہو کر نکلے تو روش کے اختتام پر دو جوان لان میں موجود تھے۔ ایک گھاس پر پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا دوسرا بیٹھا ہوا اس سے باتیں کر رہا تھا۔ ہم قریب ہو کر گزرنے لگے تو دونوں نے اٹھ کر کیپٹن کو سلیوٹ کیا--- روش سے بیس پچیس قدم آگے جا کر کیپٹن نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا وہ پورٹیکو سے پندرہ قدم کے فاصلے پر چلتے چلتے رک گئے او رکنے لگے۔ "تمہارا شکار کو تنہا جانا ٹھیک نہیں نعیم--- بلکہ راج محل سے باہر نکلنا بھی مخدوش ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

میں نے کہا۔ "نہیں ڈیڈی آپ نہیں--- بنارس خاں کو لے جاؤں گا۔" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "تم نہیں سمجھے--- تمہارے ساتھ کسی ایسی شخصیت کی ضرورت ہے جسے دیکھ کر وہ سلامی جھاڑنے کے سوا کچھ نہ کر سکیں---" میں نے کہا "ٹھیک ہے

پھر آپ شہر جانے کی اجازت لے لیں اور مجھے کیمپ تک پہنچا کر واپس ہو جائیں۔ میں ریزیڈنٹ سے کہہ کر چند فوجی افسروں کو ساتھ لے لوں گا ـــــ اوکے ـــــ؟" انہوں نے ہنس کر میری کمر پر ہاتھ مارا اور بولے۔ "ٹھیک ہے' آؤ چلیں ـــــ"

گیٹ پر گارڈ کی سلامی لیتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر چوتھی منزل پر پہنچے تو لفٹ کا دروازہ کھولا ہوا تھا یشودھرا اس میں کھڑی ہوئی زینے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کیپٹن پر نظر پڑتے ہی لفٹ سے باہر نکلی اور نگاہیں جھکا کر آہستہ آہستہ کاریڈور میں چلنے لگی۔ کیپٹن رک کر کھڑے ہو گئے اور کاریڈور کی طرف دیکھ کر بڑبڑائے۔ "میں واقعی بالکل احمق ہوں۔" میں نے انجان بن کر کہا۔ "آپ نے مجھ سے کچھ ارشاد کیا ڈیڈی ـــــ؟" چلتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولے۔ "میں معذرت خواہ ہوں۔"

میں نے کاریڈور میں گیٹ کے سامنے کیبن کے قریب پہنچ کر اس کو پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ کر سر جھکایا۔ وہ سر جھکا کر آگے بڑھ گئی۔ باڈی گارڈ کو اٹینشن ہوتے دیکھ کر میری نظروں میں ماضی کے واقعات گھوم گئے اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں چلتے چلتے رک گیا۔ یشودھرا نے ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچ کر بٹن دباتے ہوئے ایک بار پھر میری طرف دیکھا اور رومال گرا دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کیپٹن سر جھکائے آگے چلتے رہے۔ میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے پلٹ کر آنکھیں پونچھیں اور سگریٹ سلگا کر آگے بڑھا تو کیپٹن باڈی گارڈ کی سلامی لے کر اس کے ساتھ ہال میں داخل ہو رہے تھے۔ شاید انہوں نے رومال گرتے ہوئے دیکھ کر اس کو قصداً" کاریڈور سے ہٹایا تھا۔ میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی اور تیزی سے گیٹ کے سامنے سے گزر کر رومال اٹھالیا۔

میں پلٹ کر ہال میں داخل ہوا تو کیپٹن چیمبر کے قریب کھڑے ہوئے مہتا سے کچھ کہہ رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر باڈی گارڈ اٹینشن کھڑا ہوا تھا۔ یہ کوئی نیا جوان تھا اور شاید میری جگہ بھرتی کیا گیا تھا۔ میری طرف دیکھنے لگا تو کیپٹن نے کہا۔ "لیفٹننٹ نعیم ملک کو سلام کرو راول۔" باڈی گارڈ نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "سر آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔" میں نے تھینک یو کہہ کر اس سے مصافحہ کیا۔ کیپٹن نے غور سے میری طرف دیکھ کر کہا ـــــ "لیفٹننٹ ابھی پانچ منٹ باقی ہیں ـــ آپ باتھ روم میں جا کر ہاتھ وغیرہ دھو آئیں۔" میں غسل خانے کی طرف چل دیا۔ آئینے میں نعیم کے چہرے پر محرم طاری تھا۔ یشودھرا کا رومال جیب سے نکال کر چوما اور پھر ماضی میں گم ہو گیا۔ کسی نے دروازے پر آہستہ سے ہاتھ مارا۔ میں نے چونک کر آئینے پر نظر ڈالی اور اسی رومال سے آنسو پونچھ کر دروازے کا ہینڈل گھمایا ـــ سامنے کیپٹن کھڑے ہوئے تھے۔ میری نگاہیں خود بخود جھک گئیں ـــ "ماشاء اللہ ٹائیگر۔" انہوں نے آہستہ آواز میں کہا۔ "ارے شیر دل خاں' تم سے تو وہ لڑکیاں ہی اچھی جو اپنے آنسو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں شیم شیم۔" میں نے

جھینپ کر منہ دھونا شروع کر دیا۔

کھانے کے دوران میں مودی صاحب اور دوسرے مہمانوں سے ہنستا بولتا رہا لیکن کیپٹن سے نظریں چار کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ وہ کوئی بات کرتے تو چمچے پلیٹ یا فارک کی طرف دیکھتے ہوئے مودبانہ انداز میں "سر" کہہ کر جواب دے دیتا اور پھر کسی اور کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ کھانے کے بعد بنگلے جاتے ہوئے کیپٹن نے پورٹیکو سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"نعیم تمہاری تصویر کا یہ پہلو تو ابھی تک میری نظروں سے چھپا ہوا تھا۔ آج مجھے معلوم ہوا محبت کی آگ آہن کو بھی گداز کر سکتی ہے۔"

"میں بہت شرمندہ ہوں ڈیڈی۔" میں نے پہلی مرتبہ ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "واقعی میں کچھ اموشنل ہو گیا تھا لیکن یہ ماحول کا اثر تھا ـــــ اس دربار ہال' اس کیفٹن اور اس کاریڈور سے ماضی کی کچھ یادیں وابستہ ہیں ـــــ"

"جو رومال گرنے سے شروع ہوئیں۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "اور آج رومال گرتے ہی تازہ ہو گئیں ـــــ کیا خوب کہا ہے کالیداس نے۔

تازہ خواہی داشتن گر زخمہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "حیرت ہے' کمال ہے' کرشمہ سازی ہے سر ـــــ آپ سنسکرت بھی جانتے ہیں۔"

ہنس کر بولے۔ "اسے فارسی کہتے ہیں برخوردار۔" میں نے کہا۔ "کیا واقعی ڈیڈی ـــــ؟" بولے "اور کیا ـــــ؟" میں نے کہا۔ "پھر تو کمال نہیں' کمال پاشا ہے ـــــ کرشمہ سازی نہیں' معجزبیانی ہے۔ آپ کی نہیں کالیداس کی ـــــ جو سنسکرت کے ڈراموں میں فارسی شعروں کی گھڑائی جڑائی کا کام بھی کر لیتے تھے غالباً" فری لانسر تھے مرحوم۔" اب ان کے قہقہے لگانے کی باری تھی۔ بنگلے کی سیڑھی پر چڑھتے ہوئے کہنے لگے۔

"برخوردار' میں نے تمہارے چہرے سے یتیمی کے آثار قدیمہ مٹانے کے لئے کالیداس کا نام لیا تھا ورنہ دراصل شعر منٹو کا تھا۔"

جیفری میں آتے ہی میں نے کہا۔ "سعادت حسن منٹو کا ـــــ؟" ہنس کر بولے۔

"نہیں منٹو پارک والے منٹو کا ـــــ" میں نے نعرہ لگانے کے انداز میں کہا۔ "جے ـــــ ہند ـــــ" وہ پھر ہنس دیئے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے پیشانی پر ہاتھ پھرا کر کہنے لگے۔ "نعیم آج ہم نے ہندوستان کی تاریخ کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے ـــــ وہ سلوک کیا ہے ـــــ بتاؤ کیا ـــــ؟" میں نے انہیں سگریٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "جو حالی نے شاعری کے ساتھ کیا ـــــ؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا ـــــ میں نے کہا۔ "تو پھر ـــــ جو شاعری نے غالب

کے ساتھ کیا---؟" "نہیں یہ بھی نہیں۔"

میں نے کہا۔ "شاید آپ کہنا چاہتے ہیں جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا۔" سگریٹ سلگا کر دھوئیں میں الفاظ اور الفاظ میں دھواں آمیز کرتے ہوئے بولے۔ "نہیں' نہیں' نہیں' معلوم ہوتا ہے اردو ہندی ادب پر تمہاری گہری نظر نہیں ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی' میں کہاں کا ادیب' دراصل آج کل میری نظر صرف پستول پر ہے--- ویسے اگر آپ ایک چانس اور دیں تو--- آپ یقیناً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ--- آج ہم نے ہندوستان کی تاریخ ادب کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے' جو ہندوستان کی تاریخ ادب اپنے ادیبوں کے ساتھ کرتی رہی ہے۔"

"اونہوں---" انہوں نے ناک سکیڑ کر کہا۔ "میں یہ بھی نہیں کہنا چاہتا اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تو پھر مجھے رائفل دیجئے اور گاڑی نکلوایئے--- میں طویلے جا رہا ہوں۔"

وہ اٹھتے ہوئے بولے۔ "اوہ ہاں--- یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تمہیں شکار کو جانا ہے--- دو بج چکے۔" انہوں نے چابیوں کا گچھا نکال کر رب کو دیا اور الماری سے رائفل نکالنے لگے۔ میں نے ریسیور اٹھا کر برٹش کیمپ کا نمبر ڈائل کیا اور مسٹر واٹسن کے بنگلے سے رابطہ قائم کرنے کو کہا۔ چند ثانیوں میں مسز واٹسن نے "ہیلو" کہا۔ میں نے انہیں سلام کر کے اپنا نام بتایا--- بولیں۔ "کون لیفٹننٹ نعیم؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹائیگر نعیم کہہ لیجئے مسز واٹسن--- میں راج محل--- باڈی گارڈ یونٹ سے بول رہا ہوں---" وہ بولیں۔ "سوری لیفٹننٹ میں نہیں پہچان سکی۔" میں ان سے مسٹر واٹسن کے متعلق دریافت کرنے والا تھا کہ کیپٹن نے رائفل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مسز واٹسن کو بھی جانتے ہو کیا---؟" میں نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں ڈیڈی مسٹر واٹسن کو جانتا ہوں لیکن شاید وہ بنگلے پر نہیں ہیں۔" بولے۔ "ریزیڈنٹ کے بنگلے پر ہوں گے۔" اسی وقت ایئر پیس میں مردانہ آواز آئی۔ "ہیلو ٹائیگر---" میں نے "گڈ آفٹرنون مسٹر واٹسن" کہہ کر آغاز گفتگو کیا اور شکار کو چلنے کی درخواست کی--- ہنس کر کہنے لگے۔ "مجھے ابھی تمہارے آنے کے متعلق معلوم ہوا--- اچھا آ جاؤ دیکھیں گے۔" میں نے کہا "اور کس کس کو ساتھ لینا چاہتے ہیں آپ؟" وہ بولے۔ "ایک دو انڈین افیسرز ہوں گے۔ خیر یہاں آ کر بات کیجئے۔" میں نے کہا۔ "آ رہا ہوں مسٹر واٹسن بلکہ یوں سمجھئے آ گیا--- لیکن اپنا اپنا کارتوس' اپنا اپنا شکار--- گاڑی کے سوا کسی چیز میں شرکت نہیں ہو گی۔" ہنس کر کہنے لگے۔ "سمجھ گیا---" "ہزہائی نس کے لئے مرغابی یا ہرن چاہیں--- ہے نا---" میں نے "جی ہاں" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ کیپٹن نے پستول کا ہولسٹر اپنے کندھے

پر ڈالا اور بولے۔ "کم آن۔" میں رائفل اٹھا کر ان کے ساتھ ہو لیا۔

دروازے پر دو چمکتی ہوئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک میری مورس تھی۔ دوسری کیپٹن کی اسٹوڈی بیکر جو انہوں نے میرے جانے کے بعد خریدی تھی۔ میں نے اسٹوڈی بیکر کے قریب جا کر تفصیلی جائزہ لیا اور اس کی تعریف کی۔ مسکرا کر بولے۔ "آپ کی جوتیوں کے طفیل۔" میں نے ان کے چہرے پر نظریں گاڑ دیں۔ ہنس کر بولے۔ "کیا ہوا۔۔۔؟" میں سر جھکا کر مورش کی طرف چلنے لگا۔ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ صرف مذاق تھا بوائے۔۔۔" میں نے رک کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے ڈیڈی۔۔۔ لیکن اگر باپ بیٹے کے درمیان اشاریت کا یہ انداز ہو سکتا ہے تو پھر میں سرتاپا آپکی جوتیوں کے طفیل ہوں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اب تک خاک میں مل کر بھولی بسری چیز ہو چکا ہوتا۔" انہوں نے مجھے گاڑی کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "اچھا اچھا۔۔۔ اب تو برابر ہو گیا حساب۔۔۔ چلو وقت ضائع نہ کرو۔۔۔ ہرن کہیں بندھے ہوئے نہیں ملیں گے۔ گھنٹوں جنگل کی خاک چھاننی پڑے گی۔"

میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ گیٹ سے نکلتے وقت گارڈ نے سلامی دی تو کیپٹن کی گاڑی مجھ سے دس فٹ کے فاصلے پر چلی آ رہی تھی۔ راج محل کی حدود سے نکل کر شہر اور نیشنل گارڈن کو جانے والے انٹر سیکشن پر پہنچتے ہی درختوں کی آڑ سے ایک شخص سائیکل لئے ہوئے سڑک پر آیا اور پیڈل پر پیر رکھ کر سوار ہونے لگا۔ کیپٹن نے ہارن بجا کر گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی اور مجھ سے آگے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے۔ سائیکل سوار ان کو دیکھ کر سٹ پٹا گیا اور سوار ہونے کے بجائے رک کر ان کو سلام کیا۔ میں نے چلتے چلتے اس پر نظر ڈالی۔ یہ انہی دو آدمیوں میں سے ایک تھا۔ جنہیں ہم نے راج محل کے لان میں گھاس پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔ اگر کراسنگ پر گاڑیوں کی آمدورفت نہ ہوتی یا وہ اس جگہ سے دو سو گز پیچھے ہمیں ملا ہوتا تو میں کیپٹن کی موجودگی کی پرواہ کئے بغیر اس کو سائیکل سمیت اٹھا کر کار میں ڈال لیتا لیکن چوراہا اور دن کا وقت ہونے کے باعث یہاں گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں ضبط کر کے رہ گیا۔ دو تین منٹ میں پل کراس کر کے گاڑیاں نیشنل گارڈن کے سامنے سے گزرتی ہوئیں امین پور روڈ پہنچ گئیں۔ برٹش کیمپ کے گیٹ پر کیپٹن نے گڈ بائی کہا اور ٹرن لے کر شہر کو واپس ہو گئے۔ میں کیمپ میں داخل ہو گیا۔

دفتر کے سامنے سے گزرتے ہوئے پلٹ کر ایک نظر ڈالی۔ دروازے پر چقیں پڑی ہوئی تھیں اور اندر کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا کہ پہلا قدم رکھتے ہی چاچا جی (کرنل گجندر سنگھ) کے شبھ درشن سے محفوظ رہا۔۔۔ پریڈ گراؤنڈ اور جم خانہ عبور کرتے ہی فیملی لائنز شروع ہو گئیں۔ مسٹر واٹسن کے بنگلے کے سامنے پہنچتے ہی میں

نے انجن بند کیا اور گاڑی سے اتر کے دروازے پر لگا ہوا بٹن دبایا۔
ڈرائنگ روم میں مسٹر واٹسن اور کیپٹن میک نیب بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی دونوں نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ مزاج پرسی اور چند رسمی باتوں کے بعد مسٹر واٹسن اور کیپٹن اندر گئے اور چند منٹ بعد واپس ہوئے تو ان کے ساتھ مسز واٹسن بھی ہنٹنگ کوٹ پہنے ہاتھ میں رائفل لئے مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "اوہ ---- یو رائیکی لنسی ---- آئم سو سوری۔"
کیپٹن میک نپ نے چونک کر مسٹر واٹسن کی طرف دیکھا۔ میں نے مسز واٹسن سے کہا۔ "میں کافی دنوں کے بعد بمبئی سے آیا ہوں مسز واٹسن اس لئے آپ ٹیلیفون پر نہ پہچان سکیں۔" وہ بولیں۔ "ہاں واٹسن نے مجھے یاد دلایا تو پہچان سکی۔ آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کوئی بات ہی نہیں ہے مسز واٹسن' مجھے خوشی ہے آپ بھی شکار کو چل رہی ہیں ----" واٹسن نے کہا "بیٹھو ٹائیگر ---- ابھی دس منٹ میں کیپٹن ڈریچ آنے والے ہیں ---- بس چائے پیتے ہی چل دیں گے۔" میں نے کہا۔ "پھر مجھے بھی دس منٹ کی اجازت دیجئے میں ہنٹنگ کوٹ پہن آؤں۔" بولے۔ "ہاں ہاں ضرور ---- کیمپ میں ہے نا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
پندرہ منٹ بعد اپارٹمنٹ سے ہنٹنگ سوٹ پہن کر لوٹا تو ڈرائنگ روم میں ایک آفیسر کا اضافہ ہو چکا تھا۔ مسٹر واٹسن نے ہمارا تعارف کرایا ---- کیپٹن ڈریچ اکتیس بتیس سال عمر کے بلند قامت جوان تھے اور تین چار ماہ قبل جبلپور سے ٹرانسفر ہو کر آئے تھے۔ ان کے مصافحے میں سرزمین پنجاب کی روایتی گرمجوشی تھی۔ مسٹر واٹسن اور کیپٹن میک اس کو پنجہ آزمائی سمجھ کر مسکرا دیئے۔ چائے پینے کے بعد ہم باہر نکلے۔ میں نے مسٹر اور مسز واٹسن کو اپنی گاڑی میں سوار کرایا اور میک اور ڈریچ کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر کیمپ سے باہر نکلا۔ امین پور روڈ پر آتے ہی میک نے گاڑی کو بائیں جانب موڑا اور رفتار بڑھانی شروع کر دی۔ میرے جانے پہچانے مناظر تیزی سے گزرنے لگے۔ پندرہ بیس منٹ میں گاڑیاں ڈیلائٹ کارنر کے قریب پہنچیں تو میں نے دل پر ایک چوٹ سی محسوس کر کے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ یہاں درختوں کے عقب میں جنگل کشادہ ہوتا جا رہا تھا۔ ریت کے اونچے اونچے ٹیلے' جھاڑیاں' سبزہ گھاس اور دور دور تک پھیلے ہوئے تارا میرا اور سرسوں کے کھیتوں کا سلسلہ دکھائی دے رہا تھا۔ کیپٹن میک نیب نے مجھے اس طرف دیکھتے پا کر رفتار کم کی اور ندی کے پل کے قریب پہنچ کر بریک لگا دیا۔ ڈریچ نے دوربین سے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "ٹھیک ہے کیپٹن ---- میں نے بڑے ٹیلے سے ایک ہرن کو دوسری طرف اترتے دیکھا ہے ---- یہاں شکار موجود ہے۔" میک نے انجن بند کر دیا۔ مسٹر واٹسن بھی انجن بند کر کے اپنی میم کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلے۔ میں نے آگے بڑھ کر

چابی نکالی اور بندوقیں نکال کر دروازے لاک کر دیئے۔

ہم نے سگریٹ سلگائے اور بندوقیں لوڈ کر کے کندھوں سے لٹکاتے ہوئے سڑک سے نیچے اتر کے جنگل میں داخل ہوئے۔ جس ٹیلے کے پیچھے ہرن کو جاتے ہوئے دیکھا گیا تھا وہ پانچ چھ فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ درمیان میں کشادہ میدان تھا جس میں کہیں کہیں کیکر اور ببول کے درخت اور بیروں کی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ کہیں کہیں سخت زمین پر گھاس اور خود رو پودے تھے لیکن میدان کا بیشتر حصہ ریت کے ٹیلوں پر مشتمل تھا۔ بیروں کی جھاڑیاں پیلے' سرخ اور سبز بیروں سے لدی پڑی تھیں۔ مسز واٹسن بار بار جھاڑیوں کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ وہ خاکی ہشنگ کوٹ بر بجز' فل بوٹ اور سولا ہیٹ پہنے ہوئے تھیں۔ جب تک زمین سخت رہی وہ ہمارے ساتھ ساتھ چلتی رہی لیکن ڈیڑھ دو سو گز دور جانے کے بعد جب ریتلا میدان اور ٹیلے شروع ہوئے تو بار بار پیچھے رہنے لگیں۔ کبھی ہنس کر دوڑتی ہوئی آ ملتیں —— کبھی ہمیں ان کو ساتھ لینے کے لئے رکنا پڑتا۔ تین چار فرلانگ کا فاصلہ طے کرنے میں ان کا سانس پھولنے لگا اور پسینہ پسینہ ہو گئیں۔ آخر ایک ٹیلا چڑھتے ہوئے ان کی ہمت جواب دے گئی۔ پہلے گھٹنے ٹکائے پھر سجدہ ریز ہو گئیں۔ مسٹر واٹسن نے بازو پکڑ کے اٹھایا تو کیسوں میں ریت بھر گئی اور وہ تسمے کھولنے بیٹھ گئیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "مسز واٹسن آپ انہیں زحمت نہ دیں تو بہتر ہے۔" میک نے کہا۔ "دیٹس رائٹ۔" مسز واٹسن مسکرا کر بولیں۔ "نہیں نہیں چل سکتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "صرف چلنا ہی تو کافی نہیں —— دوڑنا بھاگنا بھی پڑیگا۔ آپ دونوں یہاں بیٹھیں اور اگر کوئی ہرن بھاگ کر اس طرف آئے تو گرا لیں۔" ڈریچ جو دور بین سے گردوپیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ میرا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگا۔ "لیفٹننٹ انہیں چھوڑو ٹیلے کی آڑ میں ان گنت ہرن چرتے پھر رہے ہیں۔ اگر ہم دس منٹ میں پہنچ جائیں تو ذرا سی دیر میں ڈھیر لگا سکتے ہیں۔" میں نے کیپٹن کو اشارہ کیا اور تیزی سے ٹیلے سے اتر کے دوڑنے لگے۔

پانچ منٹ میں ہم ٹیلے کے قریب پہنچ گئے۔ میک نے پھیل جانے کا اشارہ کیا اور ڈریچ ٹیلے کے دائیں طرف اور میں بائیں طرف دوڑا میک ٹیلا چڑھنے لگا۔ ابھی میں نے نصف ٹیلے کا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس نے ٹیلے پر چڑھ کر ایک فائر کیا۔ میں اور تیزی سے دوڑنے لگا۔ ٹیلے کے سرے پر پہنچا تو فائر کی آواز سے تین ہرن چوکڑیاں بھرتے ہوئے مجھ سے دو سو گز کے فاصلے سے گزرے میں نے ایک گھٹنا ٹکا کر درمیان والے چکارے پر فائر کیا۔ ہرن الٹا ہو کر کمرے کے بل زمین پر گرا اور تڑپنے اور اچھلنے لگا۔ اسی وقت ایک ساتھ میک اور ڈریچ کے دو فائر ہوئے۔ میں نے دوڑ کر سر پکڑا اور دھڑ پر گھٹنا ٹکا کر گلے پر چاقو پھرا دیا۔ بندوق اٹھائی اور ٹیلے کے دوسری طرف جا کر دیکھنے لگا۔ اس طرف دو ہرن تڑپ رہے تھے۔ ڈریچ ایک کے قریب پہنچ رہا تھا۔ میک بندوق کندھے پر ڈالے سگریٹ

سلگاتا ہوا آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا اس کی طرف جا رہا تھا۔ اس کو ذبیحے یا جھٹکے کی پرواہ نہ تھی۔ ہرن کو گولی لگ چکی تھی اور یہ کافی تھا لیکن ہمارے قریب پہنچنے سے پہلے ڈریچ نے دونوں کی مشکل آسان کر دی۔ میں نے قریب پہنچ کر کہا "ٹو فار لیڈیز' ون فار جینٹس----" ڈریچ نے ریت سے چاقو صاف کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارا فائر مس ہو گیا کیا---؟" میں نے کہا۔ "نہیں---- ایک گرا لیا ہے۔" چاقو بند کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے بولا۔ "پھر تو چار ہیں ایک میں نے بھی مارا ہے۔"

ڈریچ نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں جیپ یہیں لے آؤں گا۔ تم دونوں ان کو ایک جگہ اکٹھا کر لو۔" میک نے کہا۔ "بہتر ہے---- کوشش کرو۔ ضرورت ہو تو پہیوں میں ہوا کم کر دینا۔" ڈریچ جیپ لانے کے لئے چل دیا۔

ساڑھے پانچ بجنے والے تھے کہ میں دو ہرن لے کر راج محل پہنچ گیا۔ میں نے گیٹ پر ہی گاڑی ایک طرف کھڑی کر کے گارڈ روم سے مودی صاحب کو ٹیلیفون کر کے کیپٹن دیش مکھ کے بنگلے سے دو ہرن منگوا لینے کو کہا اور گاڑی لے کر بنگلے پہنچ گیا۔ کیپٹن نے مجھے دیکھتے ہی پرب کو چائے لانے کو کہا اور شکار کے متعلق پوچھا۔ میں نے دو ہرن بتائے تو کہنے لگے۔ "نعیم سچ تو یہ کہ مجھے یقین نہ تھا کہ شکار گاہ کے سوا کہیں اتنی آسانی سے ہرن مل جائے گا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت تم پر مہربان ہے اور کامیابی تم سے دو قدم آگے آگے چلتی ہے۔"

میں نے رائفل الماری میں رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی کا آشیرواد میری کامیابی ہے۔" بولے۔ "آج ڈیڈی نے آشیرواد کے بجائے تمہاری طرح ماضی کو یاد کر کے آنسو بہانے میں وقت گزارا ہے۔"

میں نے باتھ روم کی طرف چلتے چلتے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی آپ نے ناحق موتی لٹائے---- آپ کو ہماری طرح ایک ہاتھ سے لٹانے اور دوسرے سے ہاتھ سے سمیٹ لینے کا فن نہیں آتا۔ اینڈ---- وائے حسرتا' ایسا کوئی اسکول نہیں جہاں یہ آرٹ سکھایا جاتا ہو----" انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "وٹیس رائٹ کڈ----" میں ہنس کر غسل خانے میں داخل ہو گیا اور منہ ہاتھ دھونے لگا۔ باہر نکلا تو میز پر چائے کی ٹرے رکھی ہوئی تھی اور وہ گنگنا رہے تھے۔

"ان پریزادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام"

میں نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "سنا ہے خلد میں پہنچتے ہی ہر شخص بارہ سال کا نابالغ بچہ بن جائے گا۔" بولے۔ "وٹیس رائٹ۔" میں نے چائے دانی اٹھاتے ہوئے کہا "اور وہاں آپ کی کمر میں یہ الیون شاٹ آٹو میٹک بھی نہیں ہو گا۔" بولے۔ "سو وہاٹ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر آپ انتقام کاہے سے لینگے سر؟" پیشانی پر

ہاتھ مار کر بولے۔ "واقعی ڈوب گئے ہم تو۔۔۔۔" میں نے ان کی پیالی میں چائے انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ڈوبنے نہیں دیگا آپ کا ریڈی میڈ فرزند ارجمند ایک شانتا سالوی کو چھوڑ کے تمام نیشنل اور انٹر نیشنل پریزاروں سے انتقام لے ڈالے گا۔" وہ اچھل کر کرسی سے اٹھے اور میری پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔ "ماجا دیو (مائی گاڈ) نعیم تجھے ابھی تک میری شانتا کا پورا نام یاد ہے۔۔۔۔؟"

میں نے میز پر چھلکی ہوئی چائے پر رومال دباتے ہوئے کہا۔ "بھول کیسے سکتا ہوں ڈیڈی وہ محترمہ میری دھرم کی ماں بنتی بنتی آپ کی انگلیوں میں سے سلپ ہو گئیں اور میں انہیں بھول جاؤں؟" انہوں نے مخصوص مرہٹی لہجے میں "ہو" کہا اور خاموش ہو گئے۔ میں نے پرب کو آواز دی اور وہ میز صاف کر کے چلا گیا۔ ہم کھڑے کھڑے چائے پیتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد باہر نکل کر دیکھا تو مودی خانے کے چار پانچ آدمی مورس میں سے ہرن نکال رہے تھے۔ کیپٹن نے دو اردلیوں کو بلا کر گاڑی دھونے کا حکم دیا اور اندر آ کر مسٹر مہتا کو ٹیلیفون کر کے ہزہائی نس کو شکار کی اطلاع دینے کو کہا۔ پھر ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے بولے۔ "نعیم اگر ہزہائی نس نے تمہیں شکار کی تفصیل پوچھنے کے لئے بلایا تو میں اس مرتبہ تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" میں نے کہا۔ "وہ شاید ہی بلائیں ڈیڈی۔۔۔۔ لیکن آپ کیوں نہیں جائینگے۔۔۔۔؟" مسکرا کر کہنے لگے۔ "اچھا چلا چلوں گا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "کیوں چلے چلیں گے۔۔۔۔؟" وہ بولے۔ "پہلے انکار اس لئے کیا تھا کہ ایک مرتبہ تمہیں رلا چکا ہوں اور اب اقرار اس لئے۔"

"کیا اس لئے تو نہیں کہ ایک بار خود بھی رو چکے ہیں۔" میں نے ان کی بات کاٹی۔۔۔۔ بولے "نہیں تم نہیں سمجھ سکتے۔ مجھے ایک شعر یاد آ گیا تھا۔" اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی اور انہوں نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو لیفٹننٹ" کہا۔ میں ان کا شعر سننے کی سعادت سے محروم ہو گیا۔ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد ریسیور کریڈل پر رکھ کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "مہتا کا فون تھا نعیم ہزہائی نس نے یاد فرمایا ہے۔" میں نے کہا۔ "سن رہا تھا ہو آیئے۔۔۔۔" کوٹ اٹھاتے ہوئے بولے۔ "سات بجے ہیں۔۔۔۔ تم ایک گھنٹہ بیٹھے بیٹھے کیا کرو گے۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "گرائیں کو بلوا کر اس سے باتیں کرتا رہوں گا۔" بولے۔ "ہاں ٹھیک ہے بنارس خاں کو بلا لو۔ اکیلے میں تمہیں شیطانی سوجھے گی۔" میں نے پرب کو آواز دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈیڈی اب تو معاملہ برعکس ہے شیطان کو نعیمی سوجھتی ہے۔" انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "سچ کہہ رہے ہو۔" کوٹ کے بٹن لگائے، ہولسٹر کندھے پر ڈالا اور بائی بائی کرتے ہوئے دروازے کی طرف چل دیئے۔ میں نے پرب کو بنارس خاں کی طرف روانہ کیا اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ دو تین کش لے کر اٹھا اور الماری کھول کر دیکھنے لگا۔ سب سے اوپر والے خانے پر کونے میں اسکاچ کی نصف سے زیادہ خالی بوتل رکھی

ہوئی تھی۔ میں نے کارک کھول کر سونگھی اور منہ سے لگا کر کھڑے کھڑے پینی شروع کر دی۔ تین چار گھونٹوں میں پیندا دکھائی دینے لگا تو کیپٹن کے حال پر رحم کھا کر بوتل بند کر کے رکھ دی اور سگریٹ کا کش لیتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔ دماغ میں بتدریج شمعیں سی روشن ہونے لگیں۔ دروازے کی طرف دیکھ کر ریسیور اٹھایا اور سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ چوتھی گھنٹی پر دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا۔ ایک زنانہ آواز سنائی دی۔ "ہیلو وملا۔" میں نے کہا۔ "سادھنا دیوی کو فون پر بلاؤ۔" جواب ملا۔ "سادھنا دیوی یہاں نہیں ہیں۔" اس وقت مجھے وملا کی آواز سے ایک واقعہ یاد آیا اور میں نے کہا۔ "وملا—— تم کونسی وملا ہو——؟" بولی "کونسی وملا——؟ میں ایک ہی تو وملا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ " سموکنگ روم والی نا——؟" وہ بولی۔ "تم—— تم نعیم ہو——؟" میں نے کہا۔ "ہاں اور کون ہو سکتا ہوں——" بولی—— "اوہ—— اوہ میں مر جاؤں تمہاری آواز پر پریتم—— تم کہاں سے بول رہے ہو——؟" میں نے کہا۔ "کیپٹن لیونت کے بنگلے سے۔" کہنے لگی۔ "کس وقت مل سکتے ہو——؟" میں نے کہا۔ "ابھی آدھے گھنٹے کے بعد چوتھی منزل پر لفٹ کے سامنے—— لیکن دور سے دیکھنے کے لئے۔" وہ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولی۔ "اچھا آؤ تو سہی۔" میں نے "آٹھ بجے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت دروازے پر آہٹ ہوئی—— گردن گھما کر دیکھا تو پرب اندر داخل ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "صاحب بہادر بنارس خاں تو دو بجے سے ڈیوٹی پر ہے۔" میں نے "اوکے" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر دروازے پر آیا۔ ایک ڈرائیور مورس کو مارفلیکس لگا کر کپڑے سے صاف کر رہا تھا۔ میں نے سیڑھی اترتے ہوئے کہا۔ "گاڑی میں پٹرول کتنا ہے؟" اس نے کپڑا رکھ کر پٹرول چیک کیا اور بولا۔ "تین گیلن سے کچھ اوپر ہے صاحب۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک نوٹ نکالا اور اسے دیتے ہوئے کہا۔ "گاڑی صاف کر کے قریبی پٹرول پمپ سے ٹینک فل کرا لاؤ۔ مجھے نو بجے گاڑی کی ضرورت پڑے گی——" ڈرائیور نے بہتر ہے کہہ کر نوٹ پتلون کی جیب میں ڈالا اور پھر کپڑا پھیرنے لگا۔ میں اندر چلا گیا۔
ساڑھے سات بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا "ہیلو کیپٹن دیش مکھ" آواز آئی—— یہ مودی صاحب تھے جن کی آواز پہچانی جائے یا نہ پہچانی جائے' لیکن تلفظ صاف پہچانا جاتا تھا۔ وہ زے شین اور قاف نہیں بول سکتے تھے۔ "دیش مکھ" سنتے ہی میں نے کہا۔ "صاحب جی مودی صاحب کیپٹن مسٹر مہتا کے پاس گئے ہوئے ہیں۔" بولے۔ "کون ٹائیگر صاحب۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جی ٹائیگر ہی ہے مودی صاحب لیکن صاحب نہیں—— حکم——؟" ہنس کر بولے۔ "ارے حکم کیا صاحب بہادر کھانے کے لئے آ جاؤ آٹھ سے پہلے۔" میں نے کہا۔ "آٹھ کیا ابھی حاضر ہوا؟" بولے "کم آن—— جیادہ بھوک لگا ہے تو پرہارا میرے پاس آ جاؤ——" میں

نے پربھارا کے معنی پر غور کرتے کرتے "صاحب جی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

باہر نکلا تو ڈرائیور موریں لے کر جا چکا تھا۔ میں نے انڈر ورلڈ کیریکٹرز کی طرح گردو پیش کا جائزہ لیا اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول کا سیفٹی کیچ گرایا ۔۔۔۔ روشنی ہو چکی تھی ہر دس قدم پر ایک لیمپ پوسٹ تھا لیکن روشوں کے پیچھے تاریکی تھی اور ایک دو آدمی کیا پوری بٹالین چھپ سکتی تھی۔ میں نے تنہا ہونے کے باعث خطرہ محسوس کیا اور ایک روش کے سائے میں دوسری طرف والی روش پر نظر رکھتا ہوا تیزی سے راج محل کی طرف چلنے لگا۔ چند منٹ میں روشوں کے پیچ و خم سے نکل کر کھلے میدان میں آتے ہی جیب سے ہاتھ نکال کر اطمینان سے چلنے لگا۔ راج محل کے سامنے میدان میں تیز روشنی تھی اور مین گیٹ اور پیلس گیٹ گارڈز کے لئے پانچ پانچ سو گز کے فاصلے تک کھلی فائر لائن تھی۔ پورٹیکو سے سیڑھیاں چڑھتے ہی پہرے دار نے بندوق کے بٹ پر ہاتھ مار کر سلامی دی۔ میں نے کیپٹن دلیش مکھ کے متعلق دریافت کیا اور زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ چوتھی منزل پر پہنچ کر لفٹ کے سامنے رکا لیکن لفٹ اس وقت پانچویں منزل پر تھی اور کاریڈور آخری سرے تک خالی پڑا تھا۔ مجھے اپنی عجلت پر افسوس ہونے لگا۔ تھوڑی دیر سامنے اور دائیں بائیں راہداریوں کی طرف دیکھا۔ آخر سگریٹ سلگایا اور زینے کے فریم کے سہارے کھڑا ہو کر کش لینے لگا۔ پانچ منٹ اسی شغل میں گزر گئے۔ میں اکتا کر کاریڈور کی طرف چلنے لگا تھا کہ لفٹ نیچے آنے لگی۔ میں چلتے چلتے رک گیا اور پلٹ کر دیکھا۔ لفٹ چوتھی منزل پر آکر رکی۔ سادھنا دیوی اور یشودھرا کھڑی ہوئی تھیں ۔۔۔۔ یشودھرا نے دروازہ کھولا اور سادھنا دیوی باہر نکلیں۔ میں نے سر جھکا کر انہیں سلام کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھ گئیں اور کاریڈور میں رک کر دربار ہال کی طرف دیکھنے لگیں۔ میں نے لفٹ کے دروازے پر جا کر کہا۔ "یشو میری روح۔" اس نے زینے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھانے کے بعد کے بی کی حویلی کے سامنے آجاؤ نعیم ۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے ۔۔۔۔ میں ساڑھے آٹھ بجے نکل جاؤں گا۔" اس نے "اوکے" کہا اور لفٹ سے نکل کر کاریڈور کی طرف چل دی۔ میں اس کو سادھنا دیوی کے ساتھ دربار ہال گیٹ کے سامنے سے گزرتے دیکھتا رہا۔ ڈرائنگ روم کے پرائیویٹ دروازے تک پہنچتے پہنچتے کئی مرتبہ انہوں نے پیچھے مڑ مڑ کر دیکھا۔ وہ ڈائننگ روم میں داخل ہو گئیں تو آہستہ آہستہ چلتا ہوا دربار ہال میں پہنچا۔ بنارس خان نے اٹینشن ہو کر سلام کیا اور خیریت دریافت کی۔ میں نے اسے بتایا کہ پربھ کو اسے بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔" بولا ۔۔۔۔ "سر آج میں تمام رات آپ کے ساتھ رہوں گا ۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "بنارس مجھے خود بھی معلوم نہیں رات کو میں کہاں ہو گا ۔۔۔۔ بہرکیف کوشش کروں گا کہ تم میرے ساتھ رہو۔"

ساڑھے آٹھ بجے جبکہ ہم کھانا کھا کر باتیں کر رہے تھے اور میں کیپٹن سے رخصت

طلب کرنے کے لئے موزوں الفاظ سوچ رہا تھا کہ مسٹر مہتا گھبرائے ہوئے لاؤنج سے آئے اور کہنے لگے۔ "کیپٹن، آپ کی مورس میں نیشنل گارڈن کون گیا تھا۔۔۔۔؟" انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "وہ ڈرائیور جو اس کو صاف کر رہا تھا۔" بولے۔ "کیوں نیشنل گارڈن کس لئے گیا وہ۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "معلوم نہیں۔۔۔۔ اسے پٹرول ڈلوانے کو تو میں نے بھیجا تھا۔ خیر کیا ہوا اس کو مسٹر مہتا۔۔۔۔؟" بولے۔ "حادثہ۔" کسی نے گاڑی پر فائر کئے۔۔۔۔ ایک دو نہیں دس بارہ سوراخ ہیں گاڑی میں۔۔۔۔ ڈرائیور کو تو گولی نہیں لگی لیکن گھبراہٹ میں گاڑی پل سے ٹکرا گئی اس کا سر پھٹ گیا اور وہ بے ہوش ہے۔"

"ہے کہاں وہ۔۔۔۔؟" کیپٹن نے اٹھتے ہوئے سوال کیا۔ "باغ ہی میں ہے۔" مسٹر مہتا نے کہا۔ "شاید پولیس نے ہسپتال پہنچا دیا ہو۔۔۔۔ گاڑی وہیں پڑی ہے اور پولیس موجود ہے۔" کیپٹن نے میرا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے باہر نکلے۔ کاریڈور میں آتے ہی بولے۔۔۔۔ "نعیم وہ تمہارے دھوکے میں رگڑا گیا۔" میں نے کہا۔ "یقیناً سر۔۔۔۔ کیا نام تھا اس کا؟" بولے۔ "شاید رگوناتھ کدم۔۔۔۔ لمبا سا نام تھا۔۔۔۔؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بولے۔ "خیر چل رہے ہیں۔۔۔۔ دیکھ لینگے۔۔۔۔" زینہ اترتے اترتے ان کا خیال بدل گیا۔ کہنے لگے۔ "تم یہیں ٹھہر جاؤ نعیم۔۔۔۔ مسٹر مہتا کے پاس۔" میں نے کہا۔ "کیوں جناب۔۔۔۔ میرا ڈرائیور مارا گیا۔۔۔۔ میری نئی گاڑی کا کباڑہ ہو گیا۔۔۔۔ میں دیکھنے بھی نہ جاؤں۔" وہ بولے۔ "تم سمجھنے کی کوشش کرو ڈیئر۔۔۔۔ تمہارے لئے اس وقت باہر نکلنے میں خطرہ ہے۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی پھر اس طرح سمجھایئے۔۔۔۔ نعیم بیٹے۔۔۔۔ یہ وقت شریف گھرانے کی بہو بیٹیوں کے باہر نکلنے کا نہیں ہے۔ باہر مردوے بندوقیں چلا رہے ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر سر جھکا لیا اور بولے "آؤ بھئی کون روک سکتا ہے۔"

میں نے پورچ سے گزر کے دس قدم نکل جانے کے بعد کہا۔ "ڈیڈی آفینسو میری طرف سے ہوا رائٹ۔۔۔۔؟" بولے۔ "ہوا ہو گا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "ہوا ہے۔۔۔۔ انتقاماً" سہی لیکن ہوا۔۔۔۔ اب وہ بدلہ لینے کے لئے نکلے ہیں تو میں چھپ جاؤں۔۔۔۔ یا بمبئی بھاگ جاؤں۔۔۔۔ یہ جائز ہے؟" بولے۔ "ہاں محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔۔۔۔ اور پھر اب تم یہاں نہیں ہو۔ اس لئے۔۔۔۔" میں نے جھٹکے سے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "میں یہاں بھی ہوں اور دو تین جگہ اور بھی ہوں۔ شیطان کی طرح ہر جگہ ہوں اور جہاں بھی ہوں وہاں سے پسپائی میرے مسلک میں حرام ہے۔" بنگلے کے سامنے پہنچے تو ان کی کار سڑک پر کھڑی ہوئی تھی۔ ڈرائیور نے باہر نکل کر سلام کیا۔ پرب سیڑھیاں اتر کے ہمارے قریب آتا ہوا بولا۔ "سر، میجر ہرنی صاحب آئے تھے انہوں نے بتایا

آپ کی گاڑی ----" کیپٹن نے کہا۔ "ٹھیک ہے پرب ہم وہیں جا رہے ہیں ----" میں نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ سوار ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

نیشنل گارڈن میں میوزیم کے پیچھے لوگوں کا ہجوم تھا۔ ہماری گاڑی کو دیکھ کر پولیس والوں نے راستہ بنایا۔ سرصوبہ (انسپکٹر پولیس) نے آگے بڑھ کر کیپٹن کا استقبال کیا اور مختصر الفاظ میں جو کچھ انہیں معلوم ہو سکا تھا بتایا ---- ہم نے نیچے اتر کے گاڑی کی حالت دیکھی۔ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے دس گولیوں کے سوراخ تھے اور یہ تمام گولیاں رائفل سے نکلی ہوئی تھیں۔ مورس ایک چھوٹے سے پل سے ٹکرا کر سڑک سے نیچے الٹی پڑی تھی مڈگارڈ اور ریڈیٹر پچک گئے تھے۔ بونٹ تڑ مڑ کر انجن میں چپک گیا تھا۔ گاڑی انشورنس کمپنی کے سوا کسی کے کام کی نہیں رہ گئی تھی۔ گاڑی کا ڈیمیج دیکھ کر ڈرائیور کی حالت کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا تھا۔ برٹش کیمپ قریب ہونے کے باعث کیمپ سے بھی کئی فوجی افسر اس وقوعے کو دیکھنے آئے۔ کیپٹن چند منٹ سرصوبہ سے باتیں کر کے رگو ناتھ کو دیکھنے کے لئے ہسپتال جانے کو میرے ساتھ ہجوم سے باہر نکلے ---- ڈرائیور نے پچھلا دروازہ کھولا اور ہم سوار ہو کر ہسپتال کی طرف چل دیئے۔ میرے دل میں رگوناتھ کے لئے کوئی خاص ہمدردی کا جذبہ نہ تھا۔ وہ میری ہدایات کے خلاف باغ میں گیا تھا۔ اس کی غلطی سے میرا پروگرام تلپٹ ہو کر رہ گیا تھا۔ اب میرے لئے کے لی کی حویلی جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ مجھے اس کی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔ ہسپتال سے بھی ہمیں ناکام لوٹنا پڑا کیونکہ ہمارے پہنچنے سے چند منٹ پیشتر ہی اس کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا تھا۔

بنگلے میں داخل ہوتے ہی میں نے کہا۔ "ڈیڈی آپ نے تو برسات سے پہلے پینے کی توبہ کر لی ہے کیا ----؟" بولے۔ "نہیں تو ---- الماری میں ہے نکالو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنی ساری ہے کہ ہماری پارسائی کا دامن تر گیلا نہ ہو گا۔ نئی بوتل نکالئے۔" انہوں نے پرب کو بلا کر ٹرنک سے اسکاچ کی بوتل نکلوائی اور کاجو کی تھیلی ٹرے میں رکھ کر لائے۔ ابھی ہم نے گلاسوں میں انڈیلی ہی تھی کہ دروازے پر کار رکنے کی آواز آئی ---- کیپٹن نے پرب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید کوئی آیا ہے ---- دیکھو تو کون ہے ----؟" اسی وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پرب لپک کر دروازے پر پہنچا اور تھوڑی دیر میں لوٹا تو اس کے ساتھ کیپٹن میک نیپ' میجر ڈریچ اور کیپٹن ہاردورڈ تھے۔ ہم ان کو دیکھ کر کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تینوں ہیلو ہیلو کرتے ہوئے قریب آئے۔ میک نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مسکرا کر کہا۔ "یو آل رائٹ ٹائیگر۔" میں نے کہا۔ "نیور فیلٹ بیٹر۔"

کیپٹن ان میں سے کسی سے واقف نہ تھے ---- میں نے ان کا تعارف کرایا ---- پرب نے میز کے قریب کرسیاں گھسیٹیں اور سب بیٹھ گئے۔ کیپٹن نے پرب کو کافی تیار

کرنے کا آرڈر دیا۔ میں نے الماری سے تین گلاس نکالے اور انڈیلنے لگا۔ میک نے کہا۔ "ٹائیگر ہم نے باغ میں تمہاری کار کی حالت دیکھی اور اسی لئے تمہیں تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچے---- یہ حملہ تم پر کیا گیا----؟" میں نے نفی میں سر ہلایا اور گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "وہ کیپٹن کا ڈرائیور تھا جس پر حملہ ہوا میک---- بہرکیف آپ صاحبان کی ہمدردی کا بہت بہت شکریہ---- پیو----"

"لیفٹننٹ----" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تم ہم میں سے ایک ہو شکریہ کیوں----؟ یہ تو ہمارا فرض تھا---- تمہارا نہیں ہو گا کہ ایسے حالات میں----" کیپٹن نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "دیٹس رائٹ۔" دس بجے تک پینے اور قہقہے لگانے کے بعد میجر ڈریچ نے کیپٹن ولیش کھ سے کہا۔ "کیپٹن آپ مائنڈ نہ کریں ہم لیفٹننٹ کو لے جانا چاہتے ہیں---- اور یہ ریزیڈنٹ کا آرڈر ہے۔ اس انسیڈنٹ کے متعلق انہیں معلوم ہو گیا ہے اور وہ اس کو کیمپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔" کیپٹن نے کہا۔ "میں خود بھی یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ یہ کیمپ میں رہے میجر---- صرف اتنا خیال رکھئے کہ کھانا یہیں کھایا کریگا---- یہ ہزہائی نس کا حکم ہے۔" کیپٹن ہاورڈ نے کہا۔ "ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کیپٹن---- نوازشوں کا شکریہ۔" کیپٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈونٹ مینشن اٹ۔"

سوا دس بجے کے قریب میں برٹش آفیسرز کے ساتھ راج محل سے نکلا تو یشودھرا کی پیکارڈ شہر سے واپس ہو رہی تھی۔ قریب پہنچتے ہی میں نے کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر انہیں ویو کیا۔ میرے ہمراہیوں میں سے کوئی نہ سمجھ سکا کہ میرا ہاتھ باہر نکلا اور کوئی نہ دیکھ سکا کہ پیکارڈ میں کون تھا----؟ کیمپ میں پہنچ کر گاڑی نے دو تین موڑ لئے اور ریزیڈنٹ کے بنگلے کے سامنے جا کر رک گئی۔ میجر ڈریچ نے اتر کے کال بیل بٹن دبایا۔ دروازہ کھلا اور ہم سب کار سے اتر کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے۔ اردلی نے ڈریچ کو سلام کیا اور پلٹ کر اندر چل دیا۔ میں نے کیپٹن میک کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ مڈنائٹ ڈرامہ کیا ہے میک؟" اسی وقت ریزیڈنٹ دروازے میں نمودار ہوئے اور ہم نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کم ان---- مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" میں ان کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ دروازہ بند کر کے کہنے لگے۔ "تم بہت سے خطرناک معاملات میں ملوث ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم مارے جاؤ اس لئے تم کیمپ میں ہی رہو۔"

میں نے سر جھکا لیا۔ مجھے خاموش دیکھ کر بولے۔ "تم سمجھ رہے ہو میرا مطلب کیا ہے----؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یس سر---- تھینک یو ویری مچ۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسکرائے اور "گڈ نائٹ" کہہ کر اندر چل دیئے۔ میں دروازہ کھولکر باہر نکلا---- میرے ہمراہی مجھے اپارٹمنٹ میں پہنچا کر چلے گئے۔

کتاب پر مت لکھیں
کتاب پر لکھنے والے سے قیمت وصول کی جائیگی

لباس تبدیل کر کے بستر پر بیٹھتے ہی میں نے ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا اور انہیں تمام باتیں بتائیں۔ انہوں نے کہا۔ "تمہارے مرض کا اس سے بہتر علاج شاید ہی کوئی اور ہو لیفٹننٹ---- مجھے امید ہے تم اس ٹیلی ڈوز کو تھوکنے کی کوشش نہ کرو گے۔" میں نے کہا۔ "تھینکس فار ایڈوائس سر اور بائی دی وے سر آپ کے ایکسچینج کی ایفی شینسی کا کیا حال ہے؟" وہ سمجھ گئے اس سوال کا مقصد کیا تھا۔ بولے "یو آر نوٹ اے فول---- آر یو؟" میں نے ہنس کر "گڈ نائٹ" کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اس وارننگ کے بعد سادھنا دیوی یا یشودھرا کو ٹیلی فون کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور بستر پر دراز ہو گیا۔

صبح ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر میری آنکھ کھلی۔ کمبل پھینک کر لائٹ آن کی اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ ابھی چھ نہیں بجے تھے۔ "ہیلو" کہتے ہی آواز آئی۔ "کون بول رہا ہے؟" یہ یشودھرا تھی---- میں نے فدویانہ انداز میں کہا---- "آپ کا ادنیٰ خادم نعیم۔" بولی۔ "میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا ڈیئر۔"

"میں یہ آواز سننے کے لئے قیامت تک جاگ سکتا ہوں تکلفات میں وقت ضائع مت کرو پریتما---- بتاؤ کہاں مل سکتی ہو---- میں تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لئے تڑپ رہا ہوں۔"

"بہت غلط تو نہیں ڈیئر لیکن اتنا زیادہ صحیح بھی نہیں۔ اگر بمبئی سے آنے کا مقصد صرف میری جھلک دیکھنا ہی ہوتا تو تم دوسرے مسائل پیدا کرنے سے پہلے----" میں نے اس کا قطع کلام کر کے کہا۔ "غیرت مند پہلے قرض ادا کیا کرتے ہیں۔ وہ کر دیا---- اب میرے جسم کا رواں رواں تمہارا ہے یشو---- خالص تمہارا، صرف تمہارا، اس پر کسی کا قرض نہیں۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو" اس نے کہا---- "لیکن ایسا نہیں ہے نعیم---- تم نے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔ اب میں تمہیں کہیں بلاتے ہوئے بھی ڈرتی ہوں۔"

"ڈرو نہیں یشو---- وقت اور مقام بتاؤ۔" میں نے کہا۔ اس نے فوراً کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے سگریٹ نکالا اور منہ میں لگا کر اسی ہاتھ سے سلگایا۔ "نعیم" اس کی آواز آئی۔ "میں دس بجے کے بعد پھر رنگ کرونگی۔ تم ٹیلی فون کے قریب ہی

رہنا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "رہوں گا ڈیئر---- لیکن اتنی احتیاط---- کیا تمہاری تمام فوج نے بغاوت کر دی ہے۔"

"ایسا تو نہیں ہے ڈیئر۔" اس نے کہا "لیکن میں تمہیں فائر کے سامنے ایکسپوز نہیں کر سکتی۔ مجھ میں اور روپا دیدی میں یہی فرق ہے۔" میں نے اپنی آواز کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "یشو' میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں' میری جان لیکن کیا یہ نام لے کر میری روح کو زخمی کرنا ضروری تھا۔"

"آئی ایم سوری ڈیئر---- واقعی ایک ایسا راز تھا جسے میں نے جاننے کے باوجود تم پر کبھی ظاہر نہ کیا---- اس وقت زبان پر لا کر تمہیں دکھ نہیں پہنچانا چاہئے تھا۔ میں تم سے معافی----"

"پلیز یشو----" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "معافی تو مجھے مانگنی چاہئے---- مجرم میں ہوں تم نہیں---- تم نے آج تک مجھے شرمندہ نہیں کیا یہ تمہاری عظمت کی دلیل ہے---- تم آج بھی عظیم ہو---- پلیز یہ سب باتیں بھلا دو---- میں سمجھوں گا تم نے مجھے معاف کر دیا---- اچھا میں تمہارے ٹیلی فون کا انتظار کروں گا---- یشو آئی لو یو۔"

اس نے ماؤتھ پیس کو بوسہ دیا اور "سو ڈو آئی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا میں ریسیور رکھ کر بستر سے اٹھا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اردلی چائے لے کر آ گیا اور میں روزانہ معمول کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ دس بجے میں نے شیو اور غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہنے اور باہر نکل کر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ یہ وقت تمام افسروں کے باہر نکلنے کا تھا اور اگر کوئی اور نہیں تو میجر وڑائچ کسی بھی وقت یہاں آ سکتا تھا اور کمرے میں اس کی موجودگی میں ٹیلی فون پر بات کرنا ممکن نہ تھا اس لئے تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد میں نے اردلی سے کہہ کر دو کرسیاں برآمدے میں نکلوائیں اور بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔

گیارہ بجے میجر وڑائچ اور کیپٹن میک نیب آ گئے۔ میں نے کرسیاں اندر ڈلوائیں اور ان کو لے کر سیٹنگ روم میں آ گیا---- سگریٹ پیش کئے۔ بیٹھتے ہی میک نیب نے کل شام کے واقعے پر تبصرہ شروع کر دیا۔ وہ چند ماہ پہلے یہاں آیا تھا۔ اسی طرح وڑائچ بھی نیا تھا۔ اس لئے دونوں میں سے ایک بھی میرے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہ جانتا تھا کہ کچھ عرصے پہلے میں مہاراجہ کا فیورٹ باڈی گارڈ تھا اور سال ڈیڑھ سال پہلے ہز ایکسی لنسی دورے پر یہاں آئے اور کسی وجہ سے پسند کر کے بمبئی لے گئے اور انڈین آرمی میں لیفٹننٹ کے رینک سے شامل کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ مجھے بھی انکی طرف سے اطمینان تھا۔ اگر کوئی خطرہ تھا تو گجندر سنگھ کی طرف سے تھا جو میرے محسن ہونے کے باوجود میرے اس حد تک

بڑھ جانے سے خوش نہ تھے۔ چنانچہ اس حادثے پر اپنی زبان کھولنے سے پہلے میں نے یہ جاننے کے لئے کہ ان دونوں---- خصوصاً" کیپٹن وڑائچ کے کرنل سے کیسے تعلقات ہیں۔ میں نے ان کے متعلق پوچھا۔ میک نیب نے کہا۔ "وہ چند روز پہلے دو ماہ کی رخصت پر گئے ہیں---- اور صرف اسی صورت میں جلد واپسی کا امکان ہے کہ جنگ چھڑ جائے اور انہیں طلب کر لیا جائے۔"

میں نے کہا۔ "اس صورت میں بھی مجھ سے تو ملاقات نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بمبئی بلا لیا جائیگا۔"

وڑائچ نے کہا "لیفٹننٹ یہ تو بتاؤ تم رخصت پر وطن جانے کے بجائے یہاں کس سلسلے میں رک گئے؟" اس سوال نے مجھے چکرا دیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ کرنل کے متعلق دریافت کرتے ہی مجھے ایک ایسے سوال کا جواب دینا ہو گا جو ریاضی سے بھی مشکل تھا۔ بمشکل سنبھل کر کہا۔ "میرے تمام عزیز رتلام میں ہیں' ان سے سرسری ملاقات کر کے یہاں چلا آیا۔ ابھی ایک دو جگہ اور جانا ہے جو یہاں سے قریب ہیں---- اس کے بعد پھر رتلام چلا جاؤں گا۔" دونوں آفیسر ہنس دیئے---- میک نیب نے کہا۔ "تمہاری کار پر فائر ہونے سے یہ تو پتا چل گیا کہ ولاس پور سے تمہارے تعلقات بڑے خوشگوار ہیں لیفٹننٹ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ خوشگوار تعلقات اس شخص کے نہیں ہو سکتے کیا جو اس وقت کار ڈرائیو کر رہا تھا۔"

وڑائچ نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نو---- نیور---- وہ ایک معمولی حوالدار ہے---- اور ایک معمولی حوالدار پر پوری بٹالین رائفلیں لے کر نہیں چڑھا کرتی۔" میں نے پیچھا چھڑانے کے لئے کہا۔ "شاید مجھے اس کا زیادہ تجربہ نہیں اتنا جانتا ہوں کہ میری گاری تباہ ہو گئی لیکن یہ بھی میرا نہیں انشورنس کمپنی کا نقصان ہوا۔"

"دیٹس آل رائٹ" میک نیب نے کہا۔ "اگر تمہیں یقین ہے کہ حملہ تم پر نہیں کیا گیا تو ٹھیک ہے۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو فار کنسرن سر---- میرا یہاں کوئی ایسا دشمن نہیں۔"

وڑائچ نے کہا۔ "ویل بوائے---- پھر ریذیڈنٹ نے تمہیں کیوں بلا لیا؟" اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا---- لیکن نہ جانے کیوں---- غالباً" یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کی معلومات بہت وسیع ہیں---- کیپٹن نے کہا "خیر---- یہ تو کوئی ایسی بات نہیں میجر---- ریذیڈنٹ کو معلوم ہے کہ یہ ہزایکسی لنسی کا فیورٹ ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو اسے میوزک فیس کرنا پڑے گا' اس لئے اپنے پروٹیکشن میں لے لیا۔"

میں نے دل ہی دل میں کیپٹن کا شکریہ ادا کیا اور رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ میک

نیب نے کہا۔ "کسی کا انتظار ہے کیا لیفٹننٹ" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے میجر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے گیارہ بج رہے ہیں---- چلنا چاہیے۔" وڑائچ اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں چل دیئے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ان کے سوالات خطرناک صورت اختیار کرنے لگے تھے اور اس سے زیادہ خطرناک اور پریشان کن صورت یہ تھی کہ ابھی تک یشودھرا نے ٹیلی فون نہیں کیا تھا۔

ڈیڑھ بجے کھانا کھانے کے بعد میں نے انتظار کیا لیکن ٹیلیفون پر دائمی سکوت طاری تھا۔ آخر میں نے اس حبس بیجا سے تنگ آ کر باہر نکلنے کے لئے ریسیور اٹھا کر ریزیڈنٹ کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا۔ "ہیلو" سنتے ہی میں نے کہا۔ "دس از لیفٹننٹ نعیم سر۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "اوہ---- لیفٹننٹ نعیم---- ایک منٹ کے لئے آ سکتے ہو کیا؟"

میں نے کہا۔ "سر حاضر ہونے کے لئے ہی آپ کو زحمت دی تھی۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "فوراً" آ جاؤ مائی ڈیئر۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور دروازہ بند کر کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں ریزیڈنٹ کے بنگلے پر پہنچا تو ان کا اردلی سارجنٹ دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی سیلوٹ کیا اور پردہ اٹھایا۔ میں تھینکس کہہ کر اندر داخل ہوا۔ "لیفٹننٹ یہ عجیب کوانسی ڈینس ہے کہ جس وقت میں تمہیں رنگ کرنے جا رہا تھا اسی وقت تم نے مجھے رنگ کیا۔ "او کے---- سٹ ڈاؤن۔"

میں "شکریہ" کہہ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ بولے "ابھی تھوڑی دیر پہلے ہزہائی نس کا ٹیلی فون آیا تھا وہ چار بجے تمہیں پیلس میں ملنا چاہتے ہیں---- جانا چاہتے ہو؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یقیناً" سر---- یہ میرا فرض ہے۔"

وہ بولے "او کے---- ضرور جاؤ---- لیکن یونیفارم میں جانا اور یہ نہ بھولنا کہ تم برٹش آرمی آفیسر ہو اور صرف لیفٹننٹ نہیں---- ہزایکسی لنسی کے خاص آدمی ہو ہمارے پروٹیکشن میں ہو۔"

میں نے ایک بار پھر ان کا شکریہ ادا کیا۔ میڈم نے مسکرا کر کہا۔ "میک اس کے علاوہ یہ اور بھی بہت کچھ ہے جو تم جاننے کے باوجود نہیں کہہ رہے۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "وہ ہمارے ٹیور میں نہیں ہے مائی لیڈی۔" پھر میری طرف پلٹ کر بولے۔ "لیس لیفٹننٹ یہ تو میں پوچھنا ہی بھول گیا تم نے کس مقصد کے لئے اپائنٹمنٹ مانگا تھا----"

میں نے کہا "مقصد حل ہو گیا سر---- میں وہیں جانا چاہتا تھا جہاں آپ بھیج رہے ہیں۔" دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا---- آخر ریزیڈنٹ نے کہا۔ "او کے تمہاری تمنا پوری ہو گئی لیکن تم ہزہائی نس کے سوا کسی اور سے نہیں ملو گے اور ہم تمہارے ساتھ کسی ایک

انگریز آفیسر کو بھیج رہے ہیں جو تمہیں پسند ہو---- بولو کون؟"
میں نے کہا۔ "سر اگر آپ اسے ضروری سمجھتے ہیں تو کیپٹن میک نیب کو بھیج دیجئے۔"

انہوں نے اردلی سارجنٹ کو بلا کر چند ہدایات دیں اور ریسیور اٹھا کر میک نیب کو تین بجے یونیفارم پہن کر اپنے ساتھ چائے پینے کو کہا میں نے ان سے یونیفارم پہن کر آنے کی اجازت طلب کی اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ ہزہائی نس کے بلانے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ ممکن تھا کہ وہ محض راج محل سے ریزیڈنسی جانے کا سبب دریافت کرنے کو بلا رہے ہوں اور یہ بھی ممکن تھا کہ میری گاڑی پر فائرنگ کے سلسلے میں کوئی گرفتاری عمل میں آئی ہو اور معاملہ دوسرے قتل کے انکشاف تک پہنچ گیا ہو۔ ریزیڈنٹ کے انداز گفتگو سے اور ان کے بار بار برٹش آرمی اور ہزایکسی لنسی کے حوالے دینے سے تو یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہزہائی نس کی طرف سے میرے ساتھ کسی اچھے سلوک کے متوقع نہ تھے۔ ان کے الفاظ کا یہی مفہوم ہو سکتا تھا---- کہ خود کو بے یار و مددگار سمجھ کر دب نہ جانا---- ہم تمہاری پشت پر ہیں۔ یونیفارم پہن کر ریزیڈنٹ کے بنگلے واپس پہنچنے تک میرا ذہن متضاد خیالات کی آماجگاہ تھا۔

جس وقت میں ریزیڈنٹ اور ان کی میم کے ساتھ سہ پہر کی چائے پی کر باہر نکلا تو کیپٹن میک نیب میرے ساتھ تھا۔ پورچ میں ریزیڈنٹ کی کار کھڑی ہوئی تھی اور ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر ایک باوردی مسلح حوالدار میجر بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن نے گاڑی کا دروازہ کھول کر انگریزی میں کہا۔ "میک نیب تمہارا باڈی گارڈ ہے نعیم۔"

میں نے اس کو اندر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تمہارا یہ خیال ہے سر؟"

ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر کے باہر نکالی۔ سڑک پر آتے ہی بولا "اور شاید بہت غلط بھی نہیں ہے۔"

میں نے اس کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سر میں آپ کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کروں گا---- یہ ڈسپلن کی خلاف ورزی ہے۔" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ---- خیر جھٹلانے کی کوشش بیکار ہے---- ریزیڈنٹ نے اپنی کار دینے کی وجہ سمجھاتے ہوئے بتا دیا ہے کہ وہ تمہاری کار کو سڑک پر لانا نہیں چاہتے۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے وہ ہزایکسی لنسی کی وجہ سے مجھے بہت کور دے رہے ہیں۔"

وہ مسکرا دیا---- ٹریفک کنٹرول کرنے والے پولیس مین نے گاڑی کو دیکھ کر سلیوٹ کیا اور وہ اس کو جواب دیتے ہوئے بولا۔ "مجھے معلوم ہے---- وہ تمہیں فوجی گاڑی میں اس لئے نہیں بھیجنا چاہتے کہ تم پرنس ہو اور رالز رائس اس لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ تم لیفٹننٹ ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیپٹن اس سیلف کنٹراڈکشن پر تمہیں مبارکباد پیش کرنے کو دل چاہتا ہے۔" اس نے سگریٹ کا دھواں میری طرف چھوڑتے ہوئے کہا۔ "مجھے جھوٹ سے نفرت ہے لیفٹننٹ۔"

میں نے کہا۔ "ظاہر ہے کیپٹن اسی لئے تم نے جھوٹ اور سچ کے درمیان ایک تیسری صنف فن تخلیق کی جسے حسب ضرورت ذرا سے لفظی الٹ پھیر سے دونوں طرف استعمال کیا جا سکتا ہے۔"

وہ ایک طویل کش لے کر سڑک کی طرف دیکھنے لگا اور دھواں چھوڑتا ہوا مسکرا کر بولا۔ "تم اچھی گفتگو کرتے ہو لیکن لفاظی پسندیدہ فن نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی نصف صداقت ہے کیپٹن! جھوٹ اور سچ ففٹی ففٹی—— نہ کم نہ زیادہ۔" وہ قہقہہ لگا کر رہ گیا۔

راج محل میں داخل ہوتے ہی گارڈ نے پریزنیٹ آرمس کیا اور ہم لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچے۔ دیوان ہال کے دروازے پر میری کیبن کے قریب مسٹر مہتا باڈی گارڈ کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے مجھے اس غیر معمولی استقبال پر تعجب ہوا۔ وہ ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ایڈی کانگ چیمبرز میں آئے۔ کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کیپٹن میک نیب سے ان کا تعارف کرایا۔ اس وقت چار بجنے میں دس منٹ تھے انہوں نے رسٹ واچ میں ٹائم دیکھ کر سگریٹ پیئے۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہی ان سے یاد آوری کا سبب پوچھا تو گجراتی میں کہنے لگے۔ "اگر تمہارے ساتھ ودیشی پارسل نہ ہوتا تو آج میں تمہارا ہاتھ دیکھے بغیر نہ چھوڑتا ٹائیگر۔" میں نے ہنس کر کہا "پہلے بات کا جواب دیجئے مسٹر مہتا پھر میں تو کیا یہ ودیشی پارسل بھی اپنی لکیریں دکھائے گا۔" بولے۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے تم اور اونچے جانے والے ہو ٹائیگر—— آج صبح ہزہائی نس کا ایک رشتہ دار راجہ آیا ہے اسی نے تمہیں بلوایا ہے۔"

میں ایک ثانیے میں سمجھ گیا۔ "یہ رشتہ دار راجہ کون ہو سکتا ہے لیکن اپنی مسرت کا اظہار کئے بغیر سوال کیا۔ مسٹر مہتا کسی راجہ کے آنے جانے سے میرے اونچا جانے یا نیچے آنے کا کیا تعلق بھلا؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ میں نہیں جانتا لیکن یہ تمہارے لئے راج کاج میں مان مریادا کا سوچک ہے۔"

"اچھا—— مان لیا۔" میں نے کہا۔ "یہ بتائیے پھر کوئی برہسپت تو اپنی ٹانگ نہیں پھنسا رہا؟ بلکہ بہتر تو یہ ہے کچھ نہ بتائیے—— چار بجنے والے ہیں ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کو اطلاع دیجئے آپ کا ٹائیگر حاضر ہو گیا ہے۔"

انہوں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور سلام عرض کر کے کہا۔ "یور ہائی نس

لیفٹننٹ نعیم اور کیپٹن میک نیب حاضر ہو گئے ہیں---- بہتر ہے یور ہائی نس---- جی حضور---- جو حکم---- بہتر ہے یور ہائی نس---- بہت بہتر ہے---- آداب عرض ہے۔"

ریسیور رکھ کر انہوں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ "کیا پینا پسند کریں گے آپ کیپٹن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کوئی بھی انگلش ڈرنک----" کیپٹن ہنس دیا۔ مسٹر مہتا نے کہا "آپ اندر تشریف لے جائیں---- میں کیپٹن کی تواضع کر سکتا ہوں۔" میں "شکریہ آپ کا" کہہ کر چیمبر سے باہر نکلا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت ہزہائی نس اور مہارانی کے علاوہ سادھنا دیوی' یشودھرا' ارملا دیوی اور کرنل ماما بیٹھے ہوئے تھے میں تمام صوفوں پر سرسری نظر ڈال کر ہزہائی نس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ قریب پہنچ کر سلیوٹ کیا۔ مہارانی کے چرنوں کو ہاتھ لگایا۔ ارمیلا' یشودھرا اور سادھنا دیوی کو نمستے کر کے کرنل ماما کو پرنام کیا اور گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "شبھ آگمن' پوجیہ شریمان۔"

انہوں نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور آشیرواد دیا۔ ان کی پلکیں نم آلود ہونے لگیں تو مسکرا کر بیٹھتے ہوئے بولے "کشل ہونا برخوردار؟" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اتنا کشل ہے کہ ہماری کشلتا خطرے میں پڑ گئی ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی کشلتا میری زندگی ہے یور ہائی نس۔"

کرنل ہنس دیئے۔ "یہ آپ نے صحیح کہا یور ہائی نس---- میں نے اس کے متعلق ہزایکسی لنسی سے جو کچھ سنا وہ آپ کے خیال سے مطابقت رکھتا ہے۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھا اور بولے "کرنل! ہزایکسی لنسی اس کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔"

کرنل نے کہا۔ "شاید یور ہائی نس---- لیکن پھر بھی بہت کچھ جانتے ہیں---- انہوں نے مجھے بہت کچھ بتایا---- لیکن اس وقت جب میں نے ان سے کہا---- یہ جوان مجھے بہت پسند ہے۔ اگر آپ مجھے عنایت فرما دیں تو یہ میری باونی کا انتظام سنبھال سکتا ہے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "پھر کیا جواب دیا انہوں نے؟"

کرنل مسکرا دیئے۔ سادھنا اور یشودھرا کی نگاہیں ان کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ میں سوچ میں پڑ گیا---- نہ معلوم وہ کیا کہنے والے تھے۔ آخر انہوں نے یہ تعطل ختم کیا اور بولے "یور ہائی نس" انہوں نے کہا۔ "کرنل اپنی باونی پر رحم کرو---- یہ جوان صرف ہماری فوج کے کام کا ہے میں تمہیں جتنر سے بہتر انگریز اسٹیٹ میجر دے سکتا ہوں---- میں خاموش ہو گیا---- دراصل مجھے اس لڑکے سے کچھ محبت ہو گئی ہے---- لیکن محبت

انگریزوں کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں اس لئے میں نے انہیں سمجھانے کے بجائے اس کو گرین میں بلا کر بات کی۔--- اور اب سوچتا ہوں کہ نہ کی ہوتی تو بہتر تھا۔" وہ آبدیدہ ہو کر بولتے بولتے رک گئے۔ ہزہائی نس نے معنی خیز نظروں سے مہارانی کی طرف دیکھا اور انہوں نے کہا۔ "کیوں کرنل؟"

وہ بولے۔ "اس کے بعد میں کئی بار اس سے ملا یہ مجھ کو باپ اور میں اس کو بیٹا سمجھنے لگا---- اب صورت یہ ہے کہ میں اس کو باونی لے جانا چاہتا ہوں---- اور گورنر اس کو چھوڑ نہیں رہے---- جنگ شروع ہوتے ہی لڑائی پر بھیج دیں گے---- کچھ سمجھ میں نہیں آتا---"

ہزہائی نس نے کہا۔ "کرنل مجبوری ہے---- ہم ہزایکسی لنسی کو ڈکٹیٹ تو نہیں کرا سکتے اور پھر ان کا یہ خیال سو فی صد صحیح ہے کہ یہ صرف فوج کے کام کا ہے اور وہاں بھی صرف جنگ کی صورت میں---- جہاں اسے ہزاروں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کی اجازت ہو حتیٰ کہ کوئی مائی کا لال ایسا پیدا ہو جو اس کے کندھوں سے سر کا بوجھ اتار پھینکنے میں اس کی سہائتا کر سکے---- یقین کرو کرنل اس کو اپنا سر کندھوں پر بھاری پڑ رہا ہے---- اور برطانیہ کے سوا ہندوستان کی کوئی ریاست ایسے آدمی کی متحمل نہیں ہو سکتی جسے نہ کنٹرول کیا جا سکے---- نہ نکالا جا سکے---- نہ سر کے بوجھ سے سبک دوش کیا جا سکے۔"

کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "یور ہائی نس---- کیا عرض کروں---- یہ کہہ دینا تو غلط ہو گا کہ مجھے ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے کیونکہ میں خود بہت امن پسند اور رحم دل واقع ہوا ہوں---- لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ فطرتاً" یہ بھی بہت خوش مزاج اور رحم دل ہے اگر اس نے کسی پر ہاتھ اٹھایا ہے تو اس کی کوئی معقول وجہ ہو گی---- مجھے افسوس ہے اس نے آپ کو ناراض کیا۔"

ہزہائی نس مسکرا دیئے---- "ستم یونہی ہے کرنل ہم اس سے ناراض نہیں ہیں---- یہ جاں نثار ہے---- وفادار ہے---- قابل اعتماد ہے---- ہمارے اشارے پر جان دے سکتا ہے اور جان لے سکتا ہے---- لیکن افسوس جتنی جانیں یہ لینا چاہتا ہے کوئی ریاست ایفورڈ نہیں کر سکتی۔ اس کی محبت اور نفرت دونوں ناقابل برداشت ہیں---- یہ معمولی لیفٹننٹ---- ایک خوبصورت شہزادہ ہے۔ جس کے ارد گرد درباریوں اور مصاحبوں کے بجائے لاشیں چلتی ہیں---- کیا یہ غلط ہے نعیم؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "صحیح ہے یور ہائی نس---- سوائے اس کے کہ آپ کا جاں نثار، خوبصورت شہزادہ نہیں صرف معمولی لیفٹننٹ ہے۔" کرنل نے کہا۔ "یور ہائی نس اگر آپ اس کو جاں نثار، وفادار اور قابل اعتماد تسلیم کرتے ہیں تو مجھے اس کی قطعی پروا نہیں

ہے کہ اس کے آگے پیچھے مصاحبین چلتے ہیں یا لاشیں---- اس کی دوسری خوبیاں کچھ مجھے معلوم ہیں کچھ ظاہر ہیں---- اور سب ٹھیک ہے---- کم از کم میرے لئے----"

"ٹھیک ہے تو لے لو ہزایکسی لنسی سے۔" انہوں نے کہا۔

میں اس طویل گفتگو سے اکتا گیا لیکن کس طرح کہتا کہ اٹھئے کرنل ماما---- باہر نکلتے ہی میں آپکا بیٹا ہوں---- رشی بھی اور کرن---- خاموش کھڑا برداشت کرتا رہا---- آخر کرنل نے کہا----"یورہائی نس ایک ہی طریقہ ہے اگر آپ پسند کریں۔"

"جی کرنل وہ کیا؟" ہزہائی نس نے پوچھا۔

"میں گورنر کو درخواست پیش کروں کہ لیفٹننٹ نعیم کو فوج سے سبکدوش کر دیا جائے' میں اسے ایڈوپٹ کرنا چاہتا ہوں۔" انہوں نے کہا۔ ہزہائی نس ہنس دیے۔ "کرنل آپ نے شاید تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا---- اور شاید نعیم کو بھی اتنا نہیں بتایا جتنا اس وقت کہہ رہے ہو۔ ورنہ یہ خود بھی بتا سکتا تھا کہ یہ تقریباً" ناممکن ہے خیر---- پھر کسی وقت اس موضوع پر بات کریں گے۔"

کرنل نے کہا۔ "یورہائی نس---- کیا عرض کروں' میں تو اس کو بیٹا بنا چکا ہوں---- اور میری زبان---- آپ جانتے ہیں---- راجپوت کایا بدل سکتا ہے' زبان نہیں بدلا کرتا۔"

ہزہائی نس نے اٹھتے ہوئے کہا "تو پھر کہنے سننے کی گنجایش ہی کہاں رہی کرنل---- اٹھو اور اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لو۔" کرنل نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا اور پیشانی چومی۔ میں نے جھک کر ان کے چرن چھوئے۔ اٹھتے ہی ہزہائی نس اور مہارانی نے میرے سر پر ہاتھ پھرایا آشیرواد دیا۔ کرنل نے کہا۔ "نعیم بیٹے' اس سے پہلے کہ میں تمہیں تلوار اور جوڑا پیش کروں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اگر میں تمہیں نعیم کے بجائے کرن کہہ کر پکاروں تو کوئی اعتراض تو نہیں نا؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "پاپا ایک بیٹے کو اپنے باپ کے دیئے ہوئے نام پر اعتراض ہو سکتا ہے؟ یہ تو میری عزت افزائی ہے۔"

انہوں نے میری کمر تھپک کر کہا۔ "تم سے اسی جواب کی امید تھی بیٹے اور اب میں تمہیں اس کی وجہ بھی بتاتا ہوں۔ کرن میرے سورگباشی بھانجے کا نام ہے۔ جو شکل و شباہت میں تم سے بہت کچھ ملتا تھا---- میں نے پہلی مرتبہ تمہیں گورنر ہاؤس میں دیکھا تو ایسا محسوس کیا جیسے کرن صحت یاب ہو کر میرے سامنے آگیا ہے----" ان کی آواز بھرانے لگی---- اور بولتے بولتے رک گئے۔ میں نے ان کا بازو تھام کر صوفے پر بٹھا دیا۔ مہارانی نے کہا۔ "کرنل اب اس ذکر سے آتما کو دکھی نہ کیجئے---- چلئے اب نعیم کو کچھ بھی سمجھ لیجئے۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "بیٹھ جاؤ---- نعیم اپنے پاپا کے

پاس---" میں نے کرنل کے برابر والے صوفے پر سادھنا اور یشودھرا کو بیٹھے دیکھ کر کہا۔ "عزت افزائی کا شکریہ یورہائی نس میں بالکل ایٹ ایز ہوں۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "ایٹ ہوم ہو جاؤ نعیم۔" میں نے جھک کر سلام کیا اور کرنل کے پاس بیٹھ گیا۔ مہارانی نے ایک داسی کو اشارے سے پاس بلا کر کچھ کہا۔ وہ سر جھکا کر تیزی سے چلی گئی۔ سادھنا اور یشودھرا نے ایک ساتھ کہا۔ "کانگریچو لیشنز۔" فرق صاف تھا کہ سادھنا نے کانگریچو لیشنز کے ساتھ کرن کہاں اور یشودھرا نے نعیم اور میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینکس یورایکسی لنسیز۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "کرنل زبان کا پاس رکھنے کی حد تک تمہاری تمنا پوری ہو گئی یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اگر تم اپنے بیٹے کی زندگی کے دشمن نہیں ہو تو بھول کر بھی جاگیر کی وراثت اس کو نہ دینا۔" کرنل سر جھکا کر سوچنے لگے۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ ہے---- تمہارے بھتیجے ہر بھانجے' جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے' اس کے اور تمہارے ٹکڑے اڑا دیں گے۔" سادھنا دیوی نے کہا۔ "ہاں ماما جی یہ بہت بڑی غلطی ہو گی---- بہتر تو یہ ہے کہ آپ اس کا اعلان بھی نہ کریں اور بات اسی راج محل تک رہنے دیں کیونکہ متبنے بنانے کا پتا چلتے ہی ان لوگوں کو باؤنی ہاتھ سے نکلتی دکھائی دے گی اور آپ لاکھ سمجھائیں کوئی نہیں سمجھے گا۔"

کرنل نے سر اٹھا کر ہزہائی نس کی طرف دیکھا اور مری ہوئی آواز میں بولے۔ "یہ کچھ نہ ہوا پھر----"

ہزہائی نس نے کہا۔ "اس سے زیادہ ہو بھی کیا سکتا ہے کرنل---- یہی کہ تم اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو دوسرے طریقوں سے فائدہ پہنچا سکتے ہو---- لیکن---- جاگیر---- یہ مسئلہ بھول کر نہ چھیڑ بیٹھنا۔"

کرنل نے چونک کر کہا۔ "بہتر ہے یورہائی نس---- آپ کی رہنمائی کا شکریہ۔" ان کے الفاظ ختم ہونے سے پہلے چار پانچ داسیاں مٹھائی اور چائے کی کشتیاں لئے ہوئے آگئیں اور سرو کرنے لگیں۔ ہزہائی نس کے سوا سب ہمارے ساتھ چائے میں شریک ہوئے۔

چائے پیتے پیتے کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "آج تم میرے پاس رہو گے کرن۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ کے دل میں رہو نگا پاپا---- اور آپ میرے دل میں لیکن قیام ریزیڈنسی میں رہے گا۔"

وہ بولے "کیوں؟"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ہم تمہارے اس بیٹے کی حفاظت نہیں کر سکتے' اس لئے کرنل۔" کرنل کے ہاتھ سے چمچہ چھوٹ گیا۔ "یہ کیا فرما رہے ہیں یورہائی نس۔" میں

نے اختراماً ذرا اٹھ کر پھر بیٹھتے ہوئے کہا۔ یورہائی نس آپ کا اقبال ہی آج تک میری حفاظت کرتا رہا اور ہمیشہ کرتا رہے گا یہ میرا عقیدہ ہے۔ اگر آپ کا اشارہ میری گاڑی پر حملے کی طرف ہے تو یقین فرمایئے میں نے اس سے کوئی اثر نہیں لیا۔ یہ ریزیڈنٹ کی مہربانی ہے کہ انہوں نے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر خواہ مخواہ مجھے کیمپ میں بلا لیا اور اس واقعے کو اہمیت دے دی ورنہ میں کیا اور میری حفاظت کیا۔ میں خود آپ کی حفاظت میں قربان ہو جانے کو اپنا دھرم سمجھتا ہوں۔"

کرنل نے کہا۔ "مجھے یقین ہے بیٹے تم ایسے ہی ہو۔"

"ہے تو۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "یہ ہم بغیر کہے جانتے ہیں---- لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم صرف پستول اور تلوار سے ہی نہیں زبان سے بھی کام لینا جانتے ہو---- خیر اگر آج تم اپنے پاپا کے پاس رہنا چاہو تو ہم ریزیڈنٹ کو ٹیلی فون کر سکتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "جو حکم۔" مسکرا کر بولے۔ "یہ ہمارا حکم نہیں اگر تم چاہتے ہو تو انتظام ہو سکتا ہے لیکن---- تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ مہمان خانے سے باہر نہیں نکلو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا "جو حکم---- اگر کیپٹن دلیش مکھ سے ملنے کی اجازت----"

"دلیش مکھ تمہارے پاس آ سکتا ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورہائی نس میں خود کو ان سے بڑا ثابت نہیں کر سکتا---- وہ میرے افسر ہیں---- میرے گرد ہیں میں جو کچھ نظر آ رہا ہوں یہ سب ان ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے۔"

مہارانی ہنس دیں اور مہاراجا کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "اس نے پھر الفاظ کا جال پھیلانا شروع کر دیا---- کیجئے انکار----"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس میں اپنی درخواست واپس لیتا ہوں۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "نہیں---- کوئی بات نہیں---- جا سکتے ہو---- بلکہ ابھی چلے جاؤ---- آٹھ بجے کھانے پر ضرور کرنل کے پاس پہنچ جانا۔" میں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اجازت یورہائی نس؟" انہوں نے مسکرا کر سر سے اشارہ کیا۔ میں نے کرنل کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ انہوں نے کہا۔ "اجازت" میں راجکماریوں کو سیس نوایا---- ہزہائی نس کو سلام کیا اور دروازے کی طرف چل دیا---- مہاراجہ نے ریسیور اٹھا کر ڈائل کرنا شروع کیا۔

چیمبر میں پہنچا تو کیپٹن اور مسٹر مہتا قہقہے لگا رہے تھے۔ ٹیبل پر اسکاچ بوتل اور کاجو کی پلیٹ رکھی ہوئی تھی۔ بوتل میں دو تین پیگ وہسکی دکھائی دے رہی تھی۔ کیپٹن نے مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر مسٹر مہتا سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل آیا۔ میں نے دروازے کی طرف

چلتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن تم اکیلے جا رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "مذاق مت کرو۔"

میں نے کہا۔ "مذاق نہیں کر رہا کیپٹن ---- ایک معزز مہمان کے استقبال کے لئے مجھے روک لیا گیا ہے ---- ہزہائی نس نے ریزیڈنٹ کو ٹیلی فون پر کہہ دیا ہے ----"

وہ بولا۔ "او کے ---- میں گارڈ روم سے انہیں رنگ کر کے دریافت کرونگا۔"

"یقیناً" میں نے کہا۔ "لفٹ کے پاس پہنچے تو پرمیلا تھالی میں موگرے کے گجرے لئے ہوئے کاریڈور میں آ رہی تھی۔ ہماری طرف دیکھ کر چلتے چلتے رکی اور مسکرا دی۔ میں نے کہا۔ "پرمیلا تم؟" اس نے گیٹ کی طرف نظر دوڑائی اور ایک گجرا اٹھا کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے اس کا ہاتھ دھکیلتے ہوئے کہا۔ "کم ہو جائے گا ---- میں یہیں ہوں۔"

"کہاں؟" اس نے سوال کیا۔ میں نے لفٹ کے بٹن پر انگلی رکھ کر کہا۔ "مہمان خانے میں۔" وہ "او کے" کہہ کر آگے بڑھ گئی میک نیب نے آہستہ سے کہا۔ "ا سپیکس انگلش۔" اسی وقت لفٹ آ گئی ---- میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "یہ سب رواں انگلش بولتی ہیں۔"

وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولا "اور سب کی سب تم سے اتنی ہی بے تکلف ہیں۔"

میں نے دروازہ بند کر کے گراونڈ فلور بٹن دباتے ہوئے کہا "میں اعلیٰ کردار کا مالک ہوں کیپٹن ---- دیکھا نہیں کس طرح ٹرخا دیا۔"

اس نے میری کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "خوب میک نیب اتنا ٹائٹ نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

میں نے گراوئنڈ فلور آتے ہی دروازہ کھول کر اسے باہر دھکیلا گارڈ نے سلامی دی اور سیلوٹ کرتا ہوا گارڈ روم میں گھس گیا۔ ایک منٹ بعد مسکراتا ہوا باہر نکلا۔ میں اس کے ساتھ سیڑھیاں اتر کے پورٹیکو میں آیا۔ مسکرا کر بولا۔ "وش یو لک ---- اینڈ گڈ بائی۔" میں نے اس سے مصافحہ کیا اور کیپٹن یشونت کے بنگلے کی طرف چل دیا۔ ابھی نصف فاصلہ طے کیا تھا کہ کیپٹن یشونت روشوں سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ قریب پہنچتے ہی میں نے انہیں سلام کیا۔ مسکرا کر بولے "خود آئے یا ہزہائی نس نے طلب کیا؟" میں نے کہا۔ "خود آیا تھا۔ ہزہائی نس کو سلام کر آیا ---- آج یہیں رہوں گا ---- مہمان خانے میں ---- ڈیڈی کو سلام کرنے کی اجازت لے کر آیا ہوں کل واپس ----"

ہنس کر میری کمر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولے۔ "فل اسٹاپ۔"

میں "تھینک یو سر" کہہ کر خاموشی سے چلنے لگا۔ بنگلے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہنے لگے۔ "اندر میجر برنی بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے یہیں بتاؤ' ہزہائی نس نے تمہاری کار پر فائرنگ کے سلسلے میں تو کچھ نہیں پوچھا؟ میں نے کہا۔ "پوچھا تھا لیکن میں نے مطمئن کر

دیا۔ اندر داخل ہوتے ہوئے بولے۔ "چلو اچھا ہوا---- اب زیادہ باہر نہ نکلنا---- بلکہ بہتر تو یہ ہے کچھ دن کے لئے وطن ہو آؤ" میں ہنس دیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوتے رک کر دیکھتے ہوئے بولے۔ "کیوں بہت بڑے ہو گئے ہو اس لئے ہنس رہے ہو؟"

"نہیں ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ "بڑا تو کیا ہو گیا پنجاب کے ایک ایک گاؤں میں کرنل اور جرنیل بھرے پڑے ہیں۔ لیفٹننٹ کی بساط ہی کیا ہے---- میرے نہ جانے کی وجہ کچھ اور ہے۔"

"ہو گی----" انہوں نے اکتا کر کہا۔ "آؤ برنی صاحب انتظار کر رہے ہیں میں ان کے ساتھ پہلے کمرے میں داخل ہوا۔ ڈرائنگ روم میں میجر برنی بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے انہیں سلیوٹ کیا۔ مسکرا کر اٹھے اور ہاتھ پھیلا کر لپٹ گئے۔ "بوائے او بوائے۔" انہوں نے میری پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔ "ہمیں چھوڑ کر بھاگ گئے نا؟" کیپٹن نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے---- دیکھ لو پکڑ لائے۔"

میجر نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے خوشی ہے نعیم تم انگریزی فوج میں شامل ہو گئے۔"
میں نے کہا۔ "آپ کی محبت ہے سر" کیپٹن نے کہا۔ "بولو نعیم کیا کھاؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "بہت کچھ کھا چکا ہوں سر زحمت نہ فرمائیں۔"

میجر نے ہنس کر کہا۔ "پی تو سکتے ہو۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ کیپٹن الماری کی طرف گھوم گئے اور بوتل اور گلاس نکال نکال کر پکڑانے لگے۔ میجر نے کہا۔ "کیپٹن آپ دونوں صاحبان کھانا میرے ساتھ کھائیں گے۔"

انہوں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ کے ساتھ یہیں میجر۔"

میں نے کہا۔ "مہمان خانے میں۔"

میجر نے بوتل اٹھا کر گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "اوہ پھر تو ہم یہیں تمہارا جام صاحب پی ڈالیں۔"

ایک ڈیڑھ گھنٹہ پینے پلانے اور باتیں کرنے کے بعد آٹھ بجے کے قریب میں نے دونوں افسروں سے رخصت طلب کی اور وہ مجھے راج محل کے پورٹیکو تک پہنچا کر واپس ہو گئے۔ میں مہمان خانے میں پہنچا تو سادھنا اور یشودھرا کرنل کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے دونوں کو جھک کر سلام کیا۔ سادھنا نے اٹھ کر دروازے کا بولٹ چڑھا دیا اور مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولیں۔ "نعیم کرنل ماما تو تمہارے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں ڈیڈی جتنا ایک باپ کو اپنے بیٹے کے متعلق جاننا چاہئے یہ اس سے زیادہ جانتے ہیں---- کینتھ کی بدولت۔"

یشودھرا نے کہا۔ "میرا خیال تھا وہ کسی سے ذکر نہیں کرے گی۔"

کرنل نے کہا۔ "اس نے برا تو نہیں کیا۔ اگر وہ مجھ سے ذکر نہ کرتی تو تمہیں کس طرح معلوم ہوتا کہ نعیم زندہ ہے۔"

یشودھرا نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ تو صحیح ہے کرنل ماما لیکن یقین فرمایئے مجھے رشی کی موت کا کم صدمہ نہیں ہے۔"

"یہ سچ ہے یشودھرا دیوی۔" انہوں نے کہا۔ "پر وہ ہم سب کا مشترکہ دکھ ہے جس میں سینکڑوں نر ناری تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے غم میں بھگوان وہ وقت نہ لائے' کوئی شریک نہ ہوتا اور تم کسی کو بتا بھی نہیں سکتی تھیں۔ خیر اب یہ بتاؤ ماما تمہارے کس کام آ سکتا ہے۔

سادھنا نے کہا۔ "شکریہ ماما جی---- لیکن آپ اس مسئلے سے علیحدہ ہی رہیں تو بہتر ہے---- اس کا کوئی اور ہی طریقہ ہو سکتا ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "میں ہر طریقے سے تمہارے ساتھ ہوں---- ہر طرح سے ساتھ ہوں۔" یشودھرا نے کہا۔ "کون نہیں سمجھ سکتا ماما جی---- یہ صرف آپ کی وجہ سے زندہ ہے۔"

وہ بولے۔ "آہ بدنصیبی---- یقین کرو یشودھرا دیوی---- اگر رشی سڑک کے بجائے راج محل میں مارا گیا ہوتا تو ہم اس کی موت کو کبھی ظاہر نہ کرتے۔ کسی اور جگہ لے جا کر کریا کرم کراتے اور اس کو اس کے روپ میں سامنے لے آتے۔" سادھنا نے یشودھرا کی طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ مجھے بھی ان کی سادگی پر ہنسی آنے لگی۔ انہیں کچھ احساس نہ تھا کہ ان کے الفاظ کا مفہوم کیا ہے۔

سادھنا نے کہا۔ "یہ آپ کی نعیم سے بے پناہ محبت کا ثبوت ہے کہ آپ نے اس انداز میں سوچا لیکن کاش اس کے دوسرے پہلوؤں پر بھی غور فرما لیتے۔"

انہوں نے حیران ہو کر کہا۔ "دوسرے پہلو---- کیا؟"

"یہی کہ رشی شادی شدہ تھا۔ اگر آپ نعیم کو اس کے روپ میں پیش کرتے تو سروج کا کیا ہوتا؟" انہوں نے سر جھکا کر کہا۔ "ہاں سادھنا---- یہ تم نے ٹھیک کہا---- واقعی میں سٹھیا گیا ہوں---- کیسی مت ماری گئی ہے میری---- ارے ہاں---- تمہیں یہ بھی معلوم ہے---- پانچ چھ روز پہلے گجراج سنگھ کا اکسمات ہو گیا۔"

سادھنا نے کہا۔ "نہیں---- ہمارے پاس ابھی تک کوئی خط---- لیکن کیا معلوم ہزہائی نس کے نام آیا ہو---- کیا ہوا گجراج کو؟"

"جنگل میں کار الٹ گئی۔" انہوں نے کہا۔ "جل کر مر گئے۔"

"نارائین---- نارائین۔" دونوں نے بیک وقت کہا۔ سادھنا نے چچ چچ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا بے چارے کا کیا ہو گا؟ ابھی تو پچیس برس کی بھی نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "موت میں اتنی عقل کہاں---- سادھنا دیدی جو کسی کا گلا دبانے سے پہلے اس کی تپنی کی عمر کا حساب لگا سکے---- مجراج کی عمر کیا تھی؟" کرنل نے کہا۔

"معلوم نہیں---- لیکن اندازاً" پینتالیس کے پیٹے میں تھے۔"

میں نے کہا۔ "پاپا پھر تو غلطی موت کی نہیں ان کی تھی اپنی عمر کی عورت سے شادی کیوں نہیں کی؟"

سادھنا کچھ کہنے والی تھی کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا میں اٹھنے لگا تو کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولے۔ "شاید ہزہائی نس نے ہمیں کھانے پر یاد فرمایا ہے۔" میں نے ان کو چلتے ہوئے روک کر کہا "پاپا میں ہزہائی نس کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا لہذا آپ اکیلے تشریف لے جائیں۔"

وہ بولے۔ "کیوں---- یہ تو تمہاری عزت افزائی ہے۔"

"عزت افزائی تو ہے---- لیکن ذرا زیادہ وزنی ہے۔ میں اس کا بار نہیں اٹھا سکوں گا اور بھوکا رہ جاؤں گا۔"

وہ "اچھا" کہہ کر چل دیئے اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ ہم نے دو منٹ ان کی واپسی کا انتظار کیا' اس کے بعد سادھنا نے اٹھ کر دروازے کا بولٹ چڑھا دیا۔ وہ لوٹی تو ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں تھے اور نگاہیں سادھنا دیوی سے رحم کی درخواست کر رہی تھیں۔ انہوں نے ایک لمحے کے لئے رک کر ہمارے چہروں پر نظر ڈالی اور سر جھکا کر گیلری کے سمت میں کھلنے والے دروازے کی طرف چل دیں۔ ان کی پیٹھ پھرتے ہی ہم دونوں ہم آغوش ہو گئے۔ وہ چند منٹ کھڑکی کا پردہ سرکا کر گیلری کی طرف دیکھتی رہیں پھر ایک جھٹکے سے پردہ کھینچتی ہوئی مڑ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے کے وسط میں ایک صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "یشو مجھے رہ رہ کر اجیتا کا خیال آ رہا ہے۔"

میں سنبھل کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ یشودھرا نے پلٹ کر کہا۔ "دیدی---- سورج تو اٹھارہ سال کی بھی نہیں ہے اس کے سہاگ اجڑنے کو روئیں یا اجیتا کے۔"

"ہاں" انہوں نے کہا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے پارہ گڑھ کو اکسماتوں نے گھیر لیا ہے۔ چند مہینوں میں دو راجکماریاں ودھوا ہو گئیں---- ہمیں جانا تو چاہئے۔" یشودھرا نے اثبات میں سرہلایا اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔

میں نے کہا۔ "یشو کرنل پاپا کے جانے کے بعد روانگی کا پروگرام رکھو تو میں پارہ گڑھ کے حدود تک تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں۔"

سادھنا دیوی اٹھ کر ہمارے قریب آتی ہوئی بولیں۔ "کیا کہہ رہے ہو؟"

میں نے اپنے الفاظ دوہرائے۔ تو بولیں۔ "تم پارہ گڑھ کیسے جا سکتے ہو؟"

"آپ کے ڈرائیور کی حیثیت سے۔" میں نے جواب دیا۔ انہوں نے سرہلا کر کہا۔

"کسی نے پہچان لیا تو کیا ہو گا۔۔۔۔ کچھ سوچا تم نے؟"

"میں شہر نہیں جاؤں گا۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا دیں "واپس کس طرح آؤ گے؟"

میں نے کہا۔ "میرے پاس کرنل پاپا کی رالز ہے۔" یشودھرا نے کہا۔ "پھر تو ٹھیک ہے دیدی۔"

انہوں نے ہنس کر کہا۔ "میں سوچ کر اس کا جواب دونگی تمہاری طرح اندھا دھند فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"بہتر ہے دیدی۔۔۔۔" میں نے کہا "اور اب میں اجازت چاہوں گا۔" میں نے کہا۔ "آپ نے درشن دینے کی زحمت فرمائی۔۔۔۔ میرا جیون سامرتھ ہو گیا۔" یشودھرا نے اٹھتے اٹھتے ہاتھ بڑھا کر کوٹ کی جیب پکڑ لی اور میں پھر بیٹھ گیا۔ سادھنا دیوی نے اٹھ کر کہا۔ "یہ ٹھیک ہے یشو۔۔۔۔ ہم کرنل ماما کے پاس آ سکتے ہیں لیکن اس کی موجودگی یہاں خطرناک ہے۔۔۔۔ اچھا نعیم۔۔۔۔ ابھی تم یہیں ہو۔۔۔۔ ریزیڈنسی جانے کے بعد مجھے رنگ کرنا' میں تمہیں پروگرام سے مطلع کرونگی۔۔۔۔ آؤ۔" میں سر جھکا کر اٹھ کھڑا ہوا' وہ عقبی دروازے تک میرے ساتھ آئیں۔ باہر نظر دوڑا کر اشارہ کیا اور میں تیزی سے باہر نکل گیا۔ کاریڈور کا ایک طویل چکر کاٹ کر ہال میں پہنچا تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔ میں نے چند منٹ انڈر سکرٹیری سے باتیں کیں اور گیلری والے راستے سے دوبارہ گیسٹ ہاؤس میں پہنچا تو کرنل پاپا رولنگ چیئر پر لیٹے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بولے۔ "کھانا نہیں کھاؤ گے کیا؟"

میں نے کہا۔ "ضرور کھاؤں گا لیکن پاپا۔۔۔۔ میں یونیفارم کے سوا کوئی کپڑا نہیں لایا کب تک ٹائٹ کالر میں رہوں۔"

وہ بولے۔ "میں تمہارے لئے خلعت اور ریشمیں جوڑے تو سوٹ کیس میں بھر کر لایا ہوں کوئی ایک نکال کر پہن لو۔"

میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا لیکن مجھے سلیپنگ سوٹ پہن کر سونے کی عادت ہے۔ خیر کھانا کھا کر کیمپ سے لے آؤں گا۔ اپنی کار کی چابی دے دیجئے۔" انہوں نے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دی اور بزر دبا کر خدمت گار کو بلایا اور کھانے کا حکم دیا۔ وہ سر جھکا کر چلا گیا تو میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "کتنی دیر میں لوٹو گے؟"

میں نے ان سے نظریں ملائے بغیر کہا۔ "زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں۔۔۔۔ لیکن پاپا آپ انتظار کرنے نہ بیٹھ جایئے میں کسی وقت بھی آ کر اپنے کمرے میں سو جاؤں گا۔"

وہ بولے۔ "کوئی خطرہ تو نہیں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ ہزہائی نس کی باتوں سے زیادہ اثر نہ لیں پاپا۔۔۔۔ اگر

ان کے شبہات حقیقت پر مبنی ہوتے تو اب تک میرا نام و نشان باقی نہ رہتا---- یہاں میں ایک معمولی باڈی گارڈ تھا---- شردھام کا راج کمار نہیں۔"

وہ میرے استدلال سے چکر میں پڑ گئے---- "یہ تو ٹھیک کہہ رہے ہو۔"

کھانا کھانے کے بعد میں نیچے آیا اور کرنل پاپا کی کار میں بیٹھ کر بنارس کے بنگلے پر پہنچا اور گاڑی کا ہارن بجایا---- دوسرے ہارن پر اس نے تیزی سے دروازہ کھولا---- میں نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے کہا۔ "بنارس۔"

میری آواز سنتے ہی وہ سیڑھیوں سے چھلانگ لگا کر گاڑی کے پاس آیا اور سیلوٹ کر کے بولا۔ "سر آپ؟" میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کونسی ڈیوٹی ہے کہ کہیں نظر نہیں آئے۔"

کہنے لگا۔ "سر نارتھ گیٹ پر ہوں---- صبح کے دس بجے سے ایک۔"

میں نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ "پانچ منٹ میں یونیفارم پہن کر آ جاؤ میں تمہیں سیر کرانے لے جا رہا ہوں پستول ضرور لے لینا۔" پستول کا نام سن کر اس کی گرم جوشی پھیکی پڑ گئی۔ اسے میرا بیک گراؤنڈ معلوم تھا اور تازہ ترین واقعات سے بھی بے خبر نہ تھا۔ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا۔ "سر میری بیوی کی طبیعت خراب ہے اور گھر پر کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے---- میں ضرور چلتا لیکن----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "خیر ایسی حالت میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ جاؤ رگھوناتھ کو میرا پیغام دو---- اور کہو ٹائیگر تمہیں شہر لے جانا چاہتا ہے۔ پانچ منٹ میں تیار ہو کر آ جاؤ---- یونیفارم اور پستول نہ بھولے۔"

وہ "بہتر ہے سر" کہہ کر تیزی سے دوسری رو کی طرف چل دیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور گرد و پیش پر نظر ڈال کر دیکھا۔ کئی بنگلوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ ایک دو جوانوں نے باہر نکل کر میری گاڑی کی طرف دیکھا بھی تھا وہ میرے جانے پہچانے ساتھیوں میں تھے لیکن اس وقت مجھے ان سے مصافحہ یا معانقہ کرنے کی فرصت نہ تھی اس لئے خاموش رہا۔ گاڑی کے اندر تاریکی ہونے کے باعث وہ بھی مجھے پہچان نہ سکے۔

میرا سگریٹ ختم نہیں ہوا تھا کہ بنارس خان اور رگھوناتھ دائیں طرف سے نمودار ہوئے۔ رگھوناتھ یونیفارم میں تھا اور اس کے کندھے پر پستول کا ہولسٹر لٹک رہا تھا۔ اس نے کار کے پاس پہنچتے ہی سیلوٹ کیا اور مسکرا کر بولا۔ "سر میں ایک ہفتے سے آپ کے لئے تڑپ رہا تھا۔ حضور کا مزاج تو اچھا ہے۔"

میں نے لائٹ آن کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "خود دیکھ لو' پہلے سے دس پونڈ زیادہ ہوں۔ چلو دروازہ کھولو اور اندر آ جاؤ۔" اس نے مسکرا کر دائیں جانب والا دروازہ کھولتے

ہوئے کہا۔ "سر آپ مجھے کیسے ڈرائیو کر سکتے ہیں یہ تو میرا فرض ہے۔" میں نے دوسری طرف سرکتے ہوئے کہا۔ "میں فرائض پر بحث نہیں کروں گا چلو تم ڈرائیو کرو۔" وہ گاڑی میں وہیل پر آ گیا اور سوئچ آن کر کے اسٹارٹ کر دی۔ میں نے بنارس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "زحمت کا شکریہ بنارس۔" اس نے اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ گاڑی تیزی سے گیٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ مین گیٹ کھلا دیکھ کر رگھوناتھ نے اتنی تیزی سے گاڑی نکالی کہ پہرے دار کو بمشکل اٹینشن ہونے کا موقع مل سکا۔ میں نے ہنس کر کہا "ویل ڈن رگھو-----" وہ مسکرا دیا۔

سڑک پر آتے ہی کہنے لگا۔ "سر کیا ہم دھار وہیڑہ چل رہے ہیں؟" میں نے اس کو آزمانے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "پہلے گاڑی میں پٹرول ڈلواؤ----- اس کے بعد بتاؤں گا---- یا تم سے پوچھوں گا تم کہاں تک ساتھ دے سکتے ہو؟"

اس نے ہنس کر شہر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "سر رگھوناتھ بھی ابھی آپ کی طرح---- وہ سر انگریزی میں تیر تکے پر گزارا کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "برہمچاری جی کہتے ہیں شاید۔" بولا۔ "نو سر---- بیچلر کہتے ہیں تو آپ کا غلام ابھی تک اسی لئے بیچلر ہے کہ شاید کسی وقت بھی آپ کے کام آ سکے اور آج قسمت سے یہ موقع ملا ہے---- چلئے جہاں چلنا ہے۔" میں نے ہنس کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "واقعی یار عشق کرنے کے لئے فوجی ہونا ضروری ہے---- سویلین عاشق تو آہ و زاری اور شاعری کے سوا کچھ نہیں کر سکتے---- چلو سروس اسٹیشن آ گیا---- پٹرول اور ہوا چیک کراؤ۔" اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے ٹرن لیا اور پٹرول پمپ کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔

دو منٹ میں پٹرول ٹینک فل کرا کے گاڑی پھر سڑک پر تھی---- رگھوناتھ نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا---- "دھاروہیڑہ۔" اس نے "زندہ باد ٹائیگر" کہہ کر تیزی سے گیئر بدلنا شروع کئے اور گیس دیتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ گاڑی سڑک سے اٹھنے لگی۔ میں نے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس کے بازو کو ٹوکا دیا۔ اس نے ایکسی لریٹر سے پیر کا دباؤ کم کرتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ "سگریٹ" میں نے ہنس کر کہا۔ بولا "سلگا کر دیجئے سر---- تھینک یو" میں نے سگریٹ سلگایا کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ کش لگا کر کہنے لگا۔ "زیلدار کے یہاں تو نہیں چلنا؟"

"رات کے دس بجنے والے ہیں---- وہ شاید سو گئے ہونگے---- اس لئے----"

"انہیں تکلیف نہ دی جائے تو بہتر ہے۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "سر میرے اور آپ کے سوچنے کا ایک ہی انداز ہے۔"

"جہاں تک محبت کی دوڑ بھاگ کا تعلق ہے۔۔۔۔" میں نے سگریٹ کا دھواں اس کے منہ پر چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس نے ہنس کر کہا۔ "میری بھاگ دوڑ ہی کیا سر۔۔۔۔ سر کیوں۔۔۔۔ سرکنڈوں تک زیادہ سے زیادہ۔۔۔۔ ایم۔ پی سے آنکھ مچولی کر کے آؤٹ آف باؤنڈ ایریا تک۔۔۔۔ آپ کے طفیل کار میں۔۔۔۔ ورنہ سائیکل۔۔۔۔ یا کوئیک مارچ۔۔۔۔ یہ دوڑ بھاگ تو نہ ہوئی جھک مارنا کہہ سکتے ہیں۔"

"شٹ اپ۔" میں نے اس کے منہ پر الٹا ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "فلسفی بننے کی کوشش نہ کرو۔۔۔۔ اگر جھک مارنا ہی ہے تو پھر جھک مارنا ہی رہے گا۔۔۔۔ پیدل جانے یا کار اور ہوائی جہاز میں چلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مقصد ایک ہے۔۔۔۔ حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوا کریں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" اس نے سپردگی کے انداز میں کہا۔ "میں جو کچھ کہنا چاہتا تھا نہیں کہہ سکا۔"

"اب کہہ ڈالو۔۔۔۔ کون منع کرتا ہے۔۔۔۔ اس میدان میں ہم دوست ہیں۔۔۔۔ افسر یا ماتحت نہیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔" وہ ہنس دیا۔ سگریٹ کا کش لے کر دھواں اڑاتا ہوا کہنے لگا۔ "سر پیدل اور کار کا فرق کوئی فرق نہ سہی لیکن محبوبہ کی شخصیت کا فرق بڑا فرق ہے۔" ایک وہ جسے ہم اور آپ خرید سکتے ہیں۔۔۔۔ ایک وہ جو ہمیں خرید سکتی ہے اور ہم اس کو چھونے کی جرات نہیں کر سکتے۔ کیا ان دو شخصیتوں میں کوئی فرق نہیں؟"

"ہے۔" میں نے اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا لیکن سوال یہ ہے کہ جس کو چھونے کی جرات نہ ہو اس سے محبت ہی کیوں کی جائے کیا اس لئے کہ ناکام ہو کر دوسروں کو بھی محبت سے متنفر کرنے کے لئے جگت ڈھنڈورا پٹیا جائے کہ "پریت کئے دکھ ہوت ہے' پریت نہ کریو کوئے۔"

"نو بوائے۔۔۔۔ میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ فلسفی بننے والوں کو محبت کے علاوہ کوئی اور معزز پیشہ اختیار کرنا چاہئے۔"

"یہ لیجئے سر۔۔۔۔ آ گیا اپنے خوابوں کا شیش محل۔۔۔۔" اس نے گاڑی روکتے ہوئے دائیں جانب اشارہ کیا۔ "یہ۔۔۔۔ اب بتایئے۔۔۔۔ یہیں ڈسماؤنٹ ہو کر کتوں کی مجلس مذاکرہ منعقد کرائیں یا زیلدار کی زنجیر ہلائیں۔۔۔۔"

اس کی آواز سے دو تین کتے اس کے پاس پہنچ کر بھونکنے لگے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سنو بلمپت دوست۔" رگھوناتھ نے زمین سے مٹی کا ڈھیلا اٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور کتوں نے کھرج سے اٹھان لے کر اپنا راگ بے تال پنچم میں پہنچا دیا۔ مجھے ایک معروف سے کتے کا نام یاد آ گیا اور آگے بڑھ کر کہا۔ "مکرر جھبرو مکرر" معلوم نہیں جھبرو شریک

محفل تھا بھی یا نہیں لیکن مصرعے کی تکرار پہلے سے بھی جاندار تھی۔ رگھوناتھ نے جھبرو کے ساتھ مکرر کو بھی کسی کتے کا نام سمجھ لیا اور زور زور سے پکارنے لگا۔۔۔۔ مکرر۔۔۔۔ جھبرو۔۔۔۔ مکرر۔۔۔۔ جھبرو۔۔۔۔ ابے چپ کرو یارو۔۔۔۔"

لیکن مکرر اور جھبرو داد، تحسین کے دلدادہ جان نکلنے تک کورس سنانے پر آمادہ تھے۔ نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا۔۔۔۔ نہ ترنم سے شناسا نہ گلے کی پروا۔ بس لگے ہوئے تھے کام سے۔۔۔۔ حتیٰ کہ ایک آدمی ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے میں ڈنڈا لئے ہوئے گلی میں سے نکلا اور ان کو ڈانٹ کر بھگانے لگا۔ کتے خاموش ہو گئے۔ رگھوناتھ نے آواز دے کر کہا۔ "ادھر آؤ۔" اس نے لالٹین اوپر اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب آکر بولا۔ "حکم حضور۔"

میں نے کہا۔ "حکم کیا گانا سنیں گے!" غور سے میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "دربار آپ تو۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "ہاں میں تم کو پہچانتا ہوں۔۔۔۔ تابو اور گلابو ہیں نا؟"

وہ بولا "ہاں دربار ہیں پدھاریئے۔" وہ چلنے لگا ہم بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ ٹیکری پر پہنچ کر بولا۔ "آپ یہیں ٹھہریئے دربار میں انہیں بھیجتا ہوں۔۔۔۔ تکلیف معاف کرنا سرکار۔"

ہم نے دل ہی دل میں تکلیف معاف کر دی۔ اس نے تمام کتوں کو بھگایا اور گلی میں گھس گیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر رگھوناتھ کو دیا اور دونوں سلگا کر کش لگانے لگے۔ تین چار منٹ گزر گئے۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ دونوں آتی دکھائی دیں۔ قریب آئیں تو چند رسمی باتوں کے بعد میں نے کہا۔ بھئی تم دونوں ولاس پور چل سکتی ہو؟ گلابو بولی۔ "ہمارے نصیب ایسے کہاں حضور؟" رگھوناتھ نے کہا۔۔۔۔ "تمہارے نصیب ایسے کہاں کہ لفٹین صاحب تمہارے دروازے پر کھڑے ہیں۔" وہ ہنس دی۔۔۔۔ تابو نے کہا۔ "یہ ان کی محبت ہے۔۔۔۔ اور تمہاری بھی۔۔۔۔ ہم ضرور چلیں گے دربار۔۔۔۔ کیا ابھی؟" رگھوناتھ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "ابھی صرف تم دونوں۔"

تابو نے مسکرا کر کہا۔ "چلئے لیکن کب تک کے لئے۔"

"زیادہ سے زیادہ کل شام تک کے لئے۔" میں نے کہا۔ "کل تمہیں اسی گاڑی میں واپس پہنچا دیا جائے گا۔"

وہ بولی۔ "جو حکم۔۔۔۔" میں نے پتلون کی جیب میں سے چند نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "سو سو روپے اپنے گھر والوں کو ابھی دے دو اور سڑک پر آ جاؤ ہم چلتے ہیں۔" وہ پلٹ کر چل دیں۔ ہم دونوں کار کی طرف واپس ہونے لگے۔ سڑکوں کے اختتام پر پہنچے تھے کہ درختوں کی آڑ سے سڑک پر ولاس پور کی سمت سے آنے والی کسی تیز

رفتار گاڑی کی روشنی پڑتی دکھائی دی۔ میں چلتے چلتے ٹھٹک کر رک گیا۔ رگھوناتھ میرے برابر میں آتے ہوئے رک کر بولا۔ "کس کی گاڑی ہو سکتی ہے یہ؟"

میں نے گاڑی کو موڑ سے نکلتے دیکھ کر کہا۔"ملٹری کار یا جیپ معلوم ہوتی ہے اور یہ انہی دوستوں کی ہو سکتی ہے جن کی نیند حرام ہو چکی ہے۔" گاڑی ہماری کار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ ہم ایک درخت کی آڑ میں ہو گئے۔ یہ ایک جیپ تھی اور اس میں ڈرائیور سمیت پانچ آدمی سوار تھے۔ رگھوناتھ نے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "دوست ہی ہیں سر بولئے کیا ارادہ ہے؟"

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں چلو---- سڑکیوں کی آڑ میں دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔ یہاں یہ ڈرامہ مناسب نہیں----" اس نے "جو حکم" کہہ کر پستول ہولسٹر میں ڈال دیا اور گلی میں داخل ہو گیا۔ کچھ آگے چل کر ایک جگہ تابو کسی سے باتیں کرتی دکھائی دی۔ رگھوناتھ نے اشارے سے اس کو پاس بلایا۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "تابو کچھ گڑ بڑ ہو گئی ہے۔ تمہیں اب باہر نہیں نکلنا ہے ہماری گاڑی کو انگریزی فوج نے گھیر لیا ہے---- تم آرام سے سو جاؤ---- اور ہمارے متعلق کوئی پوچھے تو کہہ دینا ہمیں کچھ معلوم نہیں----"

اس نے برا سا منہ بنا کر سڑک کی طرف دیکھا اور بولی۔ "اچھا---- جایئے دربار فکر نہ کیجئے۔" میں نے رگھوناتھ کو چلنے کا اشارہ کیا---- اور تیزی سے دوسری طرف چل دیا۔ سڑکیوں سے نکل کر شارع عام پر آتے ہی رگھوناتھ نے کہا۔ "سر اس طرح جان کی خیر منا کر نکل جانا تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں سمجھ میں تو میری بھی نہیں آیا لیکن حالات کا تقاضا یہی ہے رگھوناتھ۔"

وہ بولا۔ "حالات کیا ہوتے ہیں سر؟ ہمیں ٹکرا جانا چاہیے۔"

"نہیں----" میں نے کہا۔ "میں سرکاری مہمان خانے میں ٹھہرا ہوا ہوں---- ہزہائی نس نے ریزیڈنٹ سے میری ذمہ داری لے رکھی ہے۔ میں وہاں سے سلیپنگ سوٹ لانے کے بہانے نکلا ہوں ہزہائی نس کو یہاں آنے کا کیا جواب دوں گا---- تمہیں کچھ ہو گیا تو اس کا کیا عذر پیش کروں گا۔ میری بات چھوڑو---- اگر مارا گیا تو کوئی ظلم نہیں بلکہ انصاف ہو گا---- کیونکہ میری گردن پر ان گنت خون ہیں---- اور زیادہ تر ان ہی لوگوں کے ہیں---- لیکن تمہیں کس حساب میں ناحق۔"

"صاحب!" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "آپ کی دوستی کے حساب میں۔" میں نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "او کے دوست---- کل شام کو شہر میں ان سے بات کریں گے۔ اس وقت مجھے مرنے کا کوئی افسوس نہ ہو گا---- اور تمہارے پاس بھی اتنا روپیا ہو گا کہ پورا کنبہ زندگی بھر آرام سے بیٹھ کر کھا سکے۔"

"سر میری سمجھ میں آپ کی باتیں نہیں آ رہیں۔"

"اگر تم نے چوبیس گھنٹے زیادہ رہنے کی اجازت دے دی تو خود بخود سمجھ میں آ جائیں گی۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میرے ذہن میں ایک تدبیر آئی اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں نے رگھوناتھ کا بازو پکڑ کے ایک گلی کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ دس منٹ بعد ہم پلٹ کر اپنی گاڑی کے پیچھے پہنچ چکے تھے۔ ایک درخت کی آڑ لے کر سڑک کی طرف دیکھا تو جیپ کی اگلی سیٹ پر ایک آدمی کے سوا کوئی نہ تھا۔ یہ یقیناً ڈرائیور تھا۔ میں نے رگھوناتھ کے کان میں کہا۔۔۔۔ "صرف ڈرائیور ہے رگھوناتھ۔۔۔۔ بولو کیا خیال ہے؟"

اس نے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "بسم اللہ" میں نے پستول نکال لیا اور بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "خطرے کے سوا فائر نہ کرنا۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور درختوں کی آڑ لیتا ہوا جیپ کے بائیں جانب سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے تیزی سے سڑک عبور کی اور دائیں جانب بڑھنا شروع کر دیا۔ ڈرائیور کا منہ سرکیوں کی طرف تھا اور قطعی غافل نہیں تھا۔ ذرا سی آہٹ ہوتے ہی چوکنا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتا تھا۔ جس جگہ دونوں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں وہاں میری طرف والے حصے پر تیس چالیس قدم کے فاصلے تک سڑک کے قریب اکا دکا جھاڑیوں کے سوا کوئی درخت نہ تھا جس کی آڑ لی جا سکتی۔ مجھے آگے بڑھنے میں خطرہ محسوس ہونے لگا۔ ڈرائیور بھی اسی طرف تھا۔ اس لئے گاڑی کا کور بھی نہیں لے سکتا تھا۔ دوسری طرف سے ایک ساتھ پہنچنا تھا۔ تاکہ اگر ایک طرف ڈرائیور متوجہ ہو جائے تو دوسری طرف پیچھے والا اس پر حملہ کر سکے۔ کوئی اور راستہ نہ پا کر آخر میں درخت کے سائے سائے اوندھا ہو کر کہنیوں اور ہاتھوں کے بل لائننگ ایڈوانس کرتا ہوا جیپ کا درمیانی فاصلہ طے کرنے لگا۔ سڑک کی بلندی کے باعث اب میں رگھوناتھ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

میں جیپ سے دس قدم کے فاصلے پر تھا کہ کسی نے دبی آواز میں ہینڈز اپ کہا۔۔۔۔ میں آواز نہ پہچان سکا۔۔۔۔ لیکن یہ وقت چھپ کر بڑھنے کا نہ تھا۔ دوست یا دشمن دونوں میں سے کسی نے کہا ہو بہر حال مجھے ایکشن میں آنے کی ضرورت تھی۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا اور ڈرائیور کو ہاتھ اٹھائے دیکھ کر دو تین چھلانگوں میں اس کے سر پر تھا۔ جیپ کے دوسری جانب رگھوناتھ پستول تانے کھڑا تھا۔ میں نے پیچھے پستول کی نالی ڈرائیور کی کنپٹی پر رکھ دی۔ رگھوناتھ نے جیپ میں آ کر سیٹ پر سے اس کا پستول اٹھا لیا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے کار کی چابی نکال کر اس کو دی اور ڈرائیور سے کہا۔ "گاڑی بیک کر کے نکالو اور ولاس پور کی طرف چلو۔"

اس نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی بیک کر کے یو ٹرن لیا---- "سو ڈیڑھ سو گز جانے کے بعد میں نے رگھوناتھ کو دس گز کے فاصلے پر پیچھے آتے دیکھ کر اس سے کہا۔ "تم یہاں ہمارے پیچھے کس لئے آئے ہو----" اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔ "نہیں صاحب ڈاکہ ڈالنے آئے تھے----"

میں نے کہا۔ "ٹھیک---- دوسرے چار کون کون تھے؟"

وہ بولا۔ "میرے افسر تھے----"

"نام نہیں بتاؤ گے؟" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "خیر ملٹری پولیس خود آ کر گرفتار کر لے گی اب بھاگ تو سکتے نہیں---- سواری چھن گئی۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ چند میل چلنے کے بعد ندی کا گھاٹ آ گیا۔ جہاں قرب و جوار کے دیہاتی نہانے دھونے اور پانی لینے آیا کرتے تھے۔ گھاٹ کی سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی میں نے گاڑی رکوائی اور نیچے اترے کے ڈرائیور سے باہر آنے کو کہا۔ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی اثنا میں رگھوناتھ بھی کار روک کر نیچے اتر آیا۔ میں نے ڈرائیور کو ہچکچاتے دیکھ کر پستول سیدھا کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "گیٹ ڈاؤن یو سوائن----" اس نے داہنا ہاتھ اسٹیئرنگ وہیل پر رکھا اور اٹھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے سیٹ کی پشت گاہ تھام کر دونوں لاتیں پوری طاقت سے میرے سینے پر ماریں میں نے اس اچانک حملے سے گھبرا کر گرتے گرتے ٹرائیگر دبایا لیکن فائر مس ہو گیا اور اس سے پہلے کہ میں زمین سے اٹھتا وہ چھلانگ لگا کر میرے اوپر آ گیا اور دونوں ہاتھوں سے پستول چھیننے کی کوشش کرنے لگا۔ میری داہنی کلائی پوری طرح اس کی گرفت میں آ چکی تھی۔ اس نے بائیں ہاتھ سے پستول پکڑ کر میری کلائی کو مروڑنا چاہا۔ میں نے پستول والا ہاتھ نیچے گھسیٹ کر اس کو جھکنے پر مجبور کیا اور بائیں ہاتھ کو دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ڈال کر اوپر اٹھاتے ہوئے پستول والے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اس کا سر زمین سے ٹکرایا اور ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ اب میں اس کے اوپر آ چکا تھا۔ ایک اور جھٹکا دیکر پستول اس سے چھڑایا اور پوری طاقت سے پستول کا کندا سر کے پچھلے حصے پر مارا---- وہ چیخ بھی نہ سکا اور زمین پر لمبا ہو گیا۔ سر سے خون کا فوارہ ابلنے لگا۔ میں نے سیدھا ہو کر کپڑے جھاڑتے ہوئے رگھوناتھ پر نظر ڈالی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر بولا۔ "ویل ڈن سر" میں نے کہا۔ "چلو تمہاری خواہش پوری ہو گئی رگھوناتھ---- اب؟"

وہ بولا۔ "اب کیا ٹائیگر---- ندی میں پھینکو---- اور گھر چلو---- ان سالوں نے تو ہماری کڑھی بگاڑ ہی دی تھی لیکن ہم نے ایک کا تو بھرتہ بنا دیا۔" میں نے پستول ہولسٹر میں ڈالتے ہوئے کہا---- "کم آن دین۔" اس نے جھک کر دونوں ہاتھ پکڑے۔ میں نے ٹانگیں تھامیں اور اٹھا کر گھاٹ پر لے آئے۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر دن تو کہہ

دو جھکولے دیئے اور تیسرے جھکولے پر تھری کہہ کر دور پھینک دیا۔ پانی میں ایک چھپاکا ہوا اور مردہ یا نیم مردہ لاش لہروں میں غائب ہو گئی اس جگہ پانی کی گہرائی پندرہ بیس فٹ تھی اس کا مجھے اچھی طرح علم تھا۔ لاش پانی میں ڈوب چکی تھی۔

ولاس پور واپس آتے ہوئے رگھوناتھ اس ساری کاروائی کے متعلق بڑے دلچسپ انداز میں گفتگو کرتا رہا---- بولا۔ "میں اس جھڑپ کے متعلق کہہ رہا تھا۔ مجھے یقین تھا---- اتنی زوردار کک لگنے کے بعد آپ سنبھل نہیں سکیں گے---- میں اسے شوٹ کرنے لگا تھا لیکن اتنے میں بازی پلٹ گئی۔ آپ نے اسے منہ کے بل گرا کر اوپر اٹھا لیا---- میں گولی چلاتے چلاتے رک گیا----"

"یہ تم نے اچھا ہی کیا۔" میں نے کہا۔ "اگر اس وقت تم فائر کر دیتے تو گولی دونوں میں سے نکل جاتی اور میں بھی اس کے ساتھ لیٹا ہوا ہوتا۔"

"یہ خیال مجھے بھی تھا سر۔" وہ کش لے کر بولا "لیکن دراصل میں دونوں کے داؤں پیچ دیکھنے میں کھویا ہوا تھا۔ یہ تو آپ بھی تسلیم کر لیں کہ وہ بہادر تھا اور طاقت میں بھی کچھ کم نہ تھا۔"

میں نے طویل سانس لے کر کہا۔ "رگھوناتھ---- یقیناً وہ بہادر تھا---- میں اس کا احترام---- دلی احترام کرتا ہوں۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے مجھے لڑائی کا مزا چکھایا---- اور جس کو ڈیسٹرائے کرنے کا مجھے افسوس ہے---- لیکن میں ایسا کرنے پر مجبور تھا---- اس کو چھوڑ دینا اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالنا تھا۔"

"پھانسی دور کی بات ہے سر---- اگر آپ ایک سیکنڈ لیٹ ہو جاتے تو پستول اس کے ہاتھ میں ہوتا---- اور---- اتنا موقع تو میں اس کو نہ دیتا لیکن----" وہ ہنس دیا۔ "آپ کو میرا احسان مند ضرور ہونا پڑتا---- اور میں نہیں چاہتا تھا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو کیا تم سمجھتے ہو اب میں تمہارا احسان مند نہیں ہوں----؟ سنو ہم دوست ہیں رگھوناتھ----

چند منٹ میں ہم کیمپ میں تھے۔ میں نے گاڑی سے اتر کے اپارٹمنٹ کھولا۔ آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر کوٹ اور پینٹ کو برش سے صاف کیا ہاتھ دھوئے---- سوٹ کیس کھول کر سلیپنگ سوٹ اور نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور رگھوناتھ کو ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔

جس وقت ہم راج محل میں داخل ہوئے سوا بارہ بج چکے تھے میں نے پورٹیکو کے قریب گاڑی پارک کرتے کرتے نوٹوں کی ایک گڈی اس کی بیرونی جیب میں سرکا دی۔ سوئچ آف کر کے چابی نکالتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "یہ کیا سر؟"

میں نے اپنے منہ پر انگلی رکھ کر کہا۔ "ہش سوال و جواب صبح کرنا' اس وقت چپ

چاپ جا کر سو جاؤ۔" اس نے چابی نکال کر میرے ہاتھ میں دی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ میں نے دروازہ لاک کر کے اس کو خدا حافظ کہا اور پورچ کی طرف چل دیا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی گارڈ نے بندوق پر ہاتھ مار کر سلام کیا اور ایک قدم آگے بڑھ کر کہنے لگا۔

"صاحب بہادر دس بجے کپتان صاحب نے ٹیلی فون پر آپ کے متعلق پوچھا تھا ہم نے بتایا۔ "باہر گئے ہیں۔" تو بولے "جس وقت آئیں ہمیں ٹیلی فون کرنے کو کہنا۔"

میں نے سلیپنگ سوٹ اسٹول پر پھینکتے ہوئے مخمور آواز بنا کر کہا "یو مین کیپٹن دیش مکھ؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا---- "یس سر۔" میں نے گارڈ روم کی دیوار میں آویزاں ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر ڈائل کیا۔ پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی "ہیلو لیفٹننٹ۔" میں نے کہا۔ "آپ جاگ رہے ہیں سر؟"

وہ بولے۔ "ہاں---- کچھ زیادہ پیے ہوئے ہو کیا؟"

"کیمپ چلا گیا تھا سر---- کیپٹن میک نیب نے پلاتے پلاتے یہ حالت کر دی---- حکم؟" وہ بولے۔ "اسی لئے ہم بلا رہے تھے---- میجر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو سر۔" انہوں نے ہنستے ہوئے کہا---- "اچھا صبح سہی---- لو میجر صاحب سے بات کرو---- بہت ٹائٹ ہے سر----" میں سمجھ گیا۔ آخری جملہ انہوں نے میجر برنی سے کہا تھا۔ دوسری طرف سے میجر برنی کے ہنسنے اور ہیلو لیفٹننٹ کہنے کی آواز سن کر میں نے پہلے سے بھی زیادہ بھاری آواز میں کہا۔ "آداب عرض سر۔" بولے "اوہ بوائے---- تم تو قریب المرگ ہو---- جاؤ آرام کرو---- شب بخیر----" میں نے آواز پر سچ مچ نزع کی کیفیت طاری کرتے ہوئے کہا۔ "شب بخیر۔"

ریسیور رکھتے ہی گارڈ نے سلیپنگ سوٹ اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صاحب بہادر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر حکم ہو تو حوالدار کو جگا دوں تاکہ وہ آپ کو اوپر پہنچا دے----" میں نے اپنی ایکٹنگ کی اوریجنیلٹی کی دل میں داد دیتے ہوئے کہا۔ "نہیں جوان فکر نہ کرو میں لفٹ میں جا سکتا ہوں۔"

وہ "جیسی آپ کی مرضی۔" کہہ کر چپ ہو گیا۔ میں نے اس کے ہاتھ سے سلیپنگ سوٹ لیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا۔

مہمان خانے میں پہنچا تو کرنل پاپا سو چکے تھے ان کا کمرہ اندر سے بند تھا۔ میں نے برابر والے کمرے کا دروازہ کھولا اور سوئچ آن کر کے روشنی کی۔ یونیفارم اتار کے سلیپنگ سوٹ پہنا اور کرنل پاپا کے کمرے میں کھلنے والے دروازے کا ہینڈل گھما کر کھولا۔ وہ بے خبر سو رہے تھے ان کے سرہانے ایک ٹیبل پر ریڈنگ لیمپ جل رہا تھا۔ اسی کے قریب ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ میں نے جوتے اتارے اور دبے پاؤں اندر جا کر ٹیلی فون کا پلگ نکالا اور اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آیا---- دروازہ بند کر کے سوئچ بورڈ میں

کا نمبر ڈائل کیا۔ چوتھے پانچویں رنگ پر کسی نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "جی حضور" یہ میجر کا اردلی تھا۔ میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "میجر صاحب سو گئے کیا؟"

وہ بولا۔ "نہیں حضور کپتان صاحب کے بنگلے گئے ہوئے ہیں" میں نے کہا۔ "اچھا ہم پھر رنگ کریں گے۔" کہنے لگا۔ "نہیں سرکار---- صرف پانچ منٹ میں بلا لاتا ہوں۔" اس نے ریسیور میز پر رکھ دیا۔ میں نے اس کے تیز قدموں کی چاپ دوڑتی ہوئی سن کر سگریٹ سلگایا اور مسہری پر بیٹھ گیا۔ دو تین منٹ گزرے ہوں گے کہ ریسیور اٹھانے کی آواز آئی میں نے کہا۔ "ہیلو---- ازاٹ یو میجر؟" بڈی نے کہا۔ لیٹ پلیز---- مے آئی نو---" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کٹ اٹ آوٹ میجر---- تم اسٹیشن ایم۔پی کمانڈر ہو نا؟"

وہ بولا۔ "رائٹ۔" میں نے اسی بدلی ہوئی آواز میں اس سے بولنا شروع کیا۔ "دیکھو میجر---- صبح تک تمہارے سامنے ایک بہت بڑا پرابلم آ رہا ہے۔ اگر تم اسی وقت اپنے آرمی ہیڈ کوارٹر میں سرپرائز رول کر آؤ تو تمہیں ایم۔ٹی کے پانچ جوان اور جیپ نمبر ۶۷۵۴ ڈبلیو غائب ملیں گے۔ پہلے چیکنگ کرانے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں یہ بھی بتانے کو تیار ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟" میجر نے کہا۔ "پلیز بتائیے---- میں ابھی یونیفارم پہن کر ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "گڈ---- تم نے دھار وہیٹرہ کا نام سنا ہے؟"

وہ بولا۔ "جی ہاں---- اچھی طرح جانتا ہوں---- یہاں سے پندرہ میل۔" میں نے کہا۔ "بالکل درست---- وہ تمام جوان جہاں تک میرا خیال ہے آؤٹ آف باؤنڈ ایریا سے واپس آ رہے تھے۔ میں نے انہیں گھاٹ کے قریب ایک دوسرے سے لڑتے اور پستول نکالتے ہوئے دیکھا---- ہو سکتا ہے اس وقت ان میں سے کوئی نہ کوئی زخمی بھی ہو چکا ہو۔ مجھے صحیح علم نہیں---- میں نے انوالو ہونا مناسب نہ سمجھا---- جیپ کا نمبر لیا اور چلا آیا---- ناؤ ہری اپ اینڈ شو سم ایکشن گڈ نائٹ۔"

میجر کی طرف سے گڈ نائٹ کا انتظار کئے بغیر میں نے ریسیور رکھ دیا مجھے معلوم تھا گڈ نائٹ کہنے سے پہلے وہ ایک بار پھر میرا نام جاننے کی کوشش کرے گا۔ سگریٹ ایش ٹرے میں دبا کر میں نے ٹیلی فون کا پلگ نکالا' دبے پاؤں کرنل پاپا کے کمرے میں جا کر ان کے کمرے میں کا ٹیکٹ کیا اور ٹیبل پر رکھ کر اپنے کمرے میں واپس آ گیا۔

صبح آٹھ بجے میں نے غسل اور شیو سے فارغ ہو کر پاپا کے ساتھ ناشتہ کیا۔ چائے پینے کے بعد انہوں نے کپ بورڈ سے ایک سوٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "کرن اس میں تمہارے دو جوڑے ہیں۔ ایک درباری لباس ہے دوسرا انگریزی جو بھی پسند ہو پہن لو" میں نے سوٹ کیس کھول کر دیکھا تو آنکھیں چکا چوند ہو گئیں---- میں نے درباری لباس اٹھا

کر سوٹ اور قمیص نکالتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ تو مجھے سچ مچ کا راجکمار بنا رہے ہیں۔۔۔۔ اتنا روپیا خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

ٹھنڈی سانس بھر کر بولے۔ "یہ کیا چیز ہے میرے چاند اگر میرا بس چلے تو اپنی زندگی بھی تم پر قربان کر دوں۔ تم میرے لئے اصلی کرن ہو۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ اصلی کرن کا نام سن کر میرا دل بھر آیا اور خودبخود آنسو نکلنے لگے۔ انہوں نے مجھے اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور سر پر ہاتھ پھرا کر بولے۔ "جاؤ سوٹ کیس اپنے کمرے میں لے جاؤ اور انگریزی والا سوٹ پہن لو۔۔۔۔۔ یہ پھر کبھی میں اکیلے میں پہنا کر دیکھ لوں گا۔"

میں نے سوٹ کیس اٹھا کر چلتے ہوئے کہا۔ "پاپا میں دوپہر تک کے لئے کیپٹن دلیش مکھ کے پاس جا رہا ہوں۔ اگر آپ یاد فرمائیں تو ان کے بنگلے سے ٹیلی فون کر کے بلا لیں۔"

وہ بولے۔ "اچھا۔۔۔۔ لیکن شام تک تم میرے ساتھ رہو گے۔۔۔۔ میں کل صبح یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔۔۔۔ اگر گجراج کا اکسمات نہ ہوتا تو ایک ہفتہ یہیں رہتا۔۔۔۔ لیکن اجیتا کے سر پر ہاتھ پھرانا بھی ضروری ہے۔۔۔۔ ہاہ۔۔۔۔" وہ ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش ہو گئے۔ میں نے کریدنے کے خیال سے سوال کیا۔ "پاپا کہیں یہ بھی رشی بھائی جیسا اکسمات تو نہیں؟"

وہ بولے۔ "نہیں خط میں تو صرف اتنا لکھا تھا کہ جنگل میں کار الٹی پڑی تھی اور لاش بری طرح جلی ہوئی تھی۔۔۔۔ پہچانی بھی نہ جا سکی۔۔۔۔ وہاں جا کر پوری تفصیل سے معلوم ہو گا۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

میں کیپٹن کے بنگلے جانے سے پہلے بنارس خاں کے ہاں پہنچا اس نے جیفری میں کرسیاں لا کر بچھائیں اور سراپا معذرت بن کر رات کو ساتھ نہ چلنے کی معافی طلب کرنے لگا۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "معذرت کی ضرورت نہیں بنارس۔۔۔۔ ہمیں برٹش کیمپ تک ہی تو جانا تھا۔ وہ بھی اس لئے کہ تم جانتے ہی ہو۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر اسی لئے تو میں شرمندہ ہوں۔۔۔۔ اچھا چائے پی سکتے ہیں آپ؟"

میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "میرے آنے کی وجہ یہ ہے بنارس کہ مجھے صبح معلوم ہوا بھابی واقعی بیمار ہیں اور تم آج رخصت پر ہو۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں تم ان کا اچھی طرح علاج کراؤ۔۔۔۔ یہ لو۔" میں نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "مجھے شرمندہ نہ کیجئے سر اللہ کی مہربانی سے میرے پاس۔۔۔۔"

میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پاگل میں تمہیں مفلس سمجھ کر نہیں بڑا بھائی سمجھ کر بھابی کے لئے دے رہا ہوں۔" اس نے سر جھکا لیا۔ میں نے نوٹ اس کی جیب

میں ٹھونس دیا اور اٹھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "شام کو بھابی کی خیریت بتانا۔" وہ کیپٹن کے بنگلے تک میرے ساتھ آیا اور اس وقت تک کھڑا رہا جب تک میں سیڑھیاں چڑھ کر جیفری میں نہ چلا گیا۔

ڈرائنگ روم میں کیپٹن سلیپنگ سوٹ پہنے آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے پائپ پی رہے تھے۔ میں نے سلام کر کے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "سر آج ابھی تک ہالی ڈے موڈ میں کیسے؟" پائپ ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔ "رات کو دیر تک جاگنا پڑا تھا---- نیند پوری نہیں ہوئی---- تم سناؤ رات کو اتنی پی گئے کہ بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔" میں نے کہا۔ "کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھی ڈیڈی ورنہ ضرور آتا۔"

"پریشان ہوتے۔" انہوں نے کہا۔ "رات کو کسی نے برٹش کیمپ سے میجر برنی کو ٹیلی فون کر دیا اور وہ صبح کے تین بجے تک مجھ سے صلاح مشورہ کرتا رہا۔"

"ٹیلی فون؟" میں نے انجان بن کر کہا۔ "ایسی کیا بات تھی؟"

"ایم۔ٹی سیکشن کے کچھ جوان غائب تھے۔ برنی نے ساڑھے تین بجے وہاں جا کر بگل بجوا کر حاضری لی تو ایک جوان اور جیپ کے سوا سب حاضر تھے۔ پانچ بجے وہ بتائے ہوئے مقام پر پہنچے تو جیپ پڑی ہوئی مل گئی---- جوان کا پتا نہیں---- اب کچھ تیراک اور غوطہ خور ندی میں تلاش کرنے گئے ہیں۔ خیال ہے کسی نے قتل کر کے ندی میں پھینک دیا ہے۔"

"اوہ---- ٹیلی فون کرنے والا کون تھا؟ اور وہ وہاں کس لئے گیا تھا؟"

"معلوم نہیں---- برنی کہتا ہے لہجے سے کوئی انگریز آفیسر معلوم ہوتا تھا۔ اسے تو یقین نہیں آ رہا تھا لیکن یہ یقین تھا کہ بولنے والا انگریز تھا اور ایسے کمانڈنگ ٹون میں بات کر رہا تھا کہ برنی گھبرا گیا---- وہ کچھ نہ کرتا لیکن گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بحث کرنے کے بعد جب میں نے یہ کہا کہ اگر یہ بات سچ ہوئی اور اس نے صبح ہزہائی نس کو رپورٹ کر دی تو تمہاری کیا پوزیشن ہو گی؟ تب وہ ایک لیفٹننٹ اور ایک سارجنٹ کو ساتھ لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچا---- خیر جہنم میں جائے---- بولو کیا پی سکتے ہو؟"

"سب کچھ پی سکتا ہوں---- اومنی ڈرنک ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا کر اٹھے اور الماری سے بوتل اور گلاس نکالتے ہوئے بولے۔ "تین چار شاٹ باقی ہے---- اس لئے میں شریک نہیں ہو سکتا۔" میں نے ان کے ہاتھ سے گلاس لے کر میز پر رکھے اور دونوں گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "دو جام ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں---- پہلے آپ----" انہوں نے مسکرا کر گلاس اٹھایا اور پروپوز کرنے کو تھے کہ میجر برنی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پیک کیپ اٹھا کر---- "گڈ مارننگ" کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئے۔ کیپٹن نے کہا۔ "سنایئے کیا ہوا----؟"

وہ بولے---- "ہو گیا--- گھاٹ سے کچھ فاصلے پر لانس نائیک اسٹیل نور کی لاش مل گئی--- رول کال میں وہی غیر حاضر تھا--- اس کے سر کا پچھلا حصہ پھٹا ہوا ہے۔ یہ لوگ پاتروں میں گئے تھے لیکن وہ لوگ کہتے ہیں یہاں کوئی فوجی نہیں آیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اطلاع دینے والے صاحب وہاں کس لئے گئے تھے---؟"

کیپٹن نے جواب دینے کے بجائے گلاس ان کو تھما دیا اور بولے۔ "پیجئے۔" میجر نے بلا تکلف گلاس منہ سے لگا لیا۔ میں نے اپنا گلاس کیپٹن کی طرف سرکا دیا اور ریسیور اٹھا کر مودی خانے کا نمبر ڈائل کیا اور مہمان خانے کے اکاؤنٹ میں ہاف اسکاچ کیپٹن دیش لکھ کے بنگلے بھیجنے کو کہا۔ ریسیور رکھتے ہی کیپٹن نے کہا--- "اسے تو ختم کرو---" میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ میجر نے کہا۔ "ٹائیگر رات کو تو تم اتنے ٹائٹ تھے کہ شاید لفٹ بھی گھومتی دکھائی دے رہی ہو گی۔"

"آپ کے آنے سے پہلے کیپٹن بھی یہی کہہ رہے تھے سر۔" میں نے کہا "لیکن ایسی کوئی بات نہ تھی--- میں خود چل کر کمرے تک پہنچا تھا۔ "وہ بولے" ٹھیک ہونا اس لئے' ہماری عمر میں اتنی پینے کے بعد---"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کتنی سر؟"

کیپٹن نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ڈیئر ڈیئر--- یس میجر--- بتایئے کتنی؟" میجر نے مسکرا کر کہا۔ "یو آر رائٹ بوائے۔"

تھوڑی دیر میں مودی خانے سے ایک لڑکا ہاف باٹل لے کر آ گیا اور ہم دیر تک پیتے رہے۔ میجر دو پیگ پی کر چل دیئے اور ہم دونوں کھانا کھانے تک آہستہ آہستہ پیتے رہے--- ایک بجے کے قریب میں نے کیپٹن سے رخصت چاہی تو اٹھتے ہوئے بولے۔

"یونیفارم پہننے کی اجازت دو--- میں پانچ منٹ میں تیار ہو کر تمہارے ساتھ چلتا ہوں---" میں پھر بیٹھ گیا۔ وہ یونیفارم پہننے لگے۔

بنگلے سے نکل کر لان کے قریب پہنچے تو پہلے ہی ٹرن پر رسالدار میجر ہاشمی روش کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی کیپٹن کو سلیوٹ کر کے میری طرف مخاطب ہوئے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ جواب دینے کے بجائے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔

قریب ہے حشر اے ستمگر' چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ پستول پر ہاتھ رکھتے ہوئے گرج کر بولے۔ "میجر میرے سامنے سے دفع ہو جاؤ--- ورنہ خدا کی قسم ابھی ایک منٹ میں میری آستین تمہارے خون میں کندھے تک ڈوبی ہوئی ہو گی۔" رسالدار میجر کی سٹی گم ہو گئی کانپتے ہوئے ہاتھ سے سلیوٹ کر کے چلنے لگا تو میں نے روک کر کہا۔ "

سنو رسالدار میجر صاحب--- " یہ شعر سویلینز کے لئے کہا گیا ہے' ہمارے لئے نہیں--- ہم فوجی ہیں--- جنگ میں اگر ایک ہزار آدمیوں کو شوٹ کر دیں تو قاتل نہیں ہیرو کہلاتے ہیں۔ پہلی گولی چلاتے چلاتے خود شوٹ ہو جائیں تو مقتول نہیں شہید کہلاتے ہیں--- اس لئے کہ ہم کولڈ بلڈ مرڈر نہیں کرتے۔ اعلان جنگ کر کے گولی چلاتے ہیں--- آیئے ڈیڈی--- ابھی آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں--- میرے پاس گولیاں ختم نہیں ہوئیں۔"

کیپٹن نے کہا۔ "میجر یونیفارم پہن کر تیار ہو جاؤ--- میں تمہیں پانچ منٹ میں ہزہائی نس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ہزہائی نس کا نام سن کر کانپ اٹھا۔ "ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ "سر--- میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں لیفٹنٹ کو رحم کرنے کو---"

میں نے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے ڈیڈی--- آپ انہیں جانے دیجئے--- پلیز ڈیڈی---" کیپٹن سر جھکا کر راج محل کی طرف چلنے لگے۔ میں نے روشوں سے نکلتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی--- یہ ڈراؤنا شعر مایوسی اور شکست خوردگی کا مظہر ہے۔ اب یہ زندگی بھر گولی چلانے کا نام نہ لیں گے۔" انہوں نے مڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا یہ آخری شکار---" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ نہیں سمجھے تھے کیا؟"

انہوں نے مسکرا کر میری کمر پر ہاتھ مارا۔ "یو ڈیول آف مائی بلڈی سن--- اب تمہارے متعلق کوئی بات کرنا اپنی بے بضاعتی کا مظاہرہ کرنا ہے۔" میں نے سر جھکا دیا۔ "راج محل میں چوتھی منزل پر پہنچتے ہی وہ ہال کی طرف گھوم گئے۔ میں نے سلام کیا اور مہمان خانے کی طرف چل دیا۔

شام کو میں نے کرنل پاپا اور ہزہائی نس سے رخصت طلب کی اور کیمپ پہنچ گیا۔ دوسری صبح سادھنا دیوی نے گیارہ بجے مجھے ٹیلی فون پر بتایا کہ کرنل ماما دس بجے پارہ گڑھ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں اور ایک دو روز وہاں ٹھہریں گے--- پرسوں دوپہر کو ہم جا رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے دیدی--- صرف ڈرائیور اور باڈی گارڈ کے تکلف سے پیچھا چھڑا لیں تو خادم آپ کے ساتھ ہو گا۔"

وہ بولیں "اسکی فکر نہ کرو--- بتاؤ پرسوں دو بجے کس جگہ انتظار کریں؟"

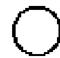
"آکٹرائے پوسٹ پر۔" میں نے کہا۔ "آپ کا ڈرائیور رالز میں ہو گا--- مائنڈ نہ کیجئے گا۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں--- یہ خلاف توقع نہیں نعیم--- اچھا نمستے---"

میں نے "آداب عرض" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر کیا کھویا' کیا پایا کے نقطہ نظر سے ولاس پور میں اپنی شان نزول پر غور کرنے لگا تو آستین پر لہو کے چند چھینٹوں

کے سوا دامن میں مسرتوں کے پھول کی خوشبو تک نہ تھی۔ اپنی محرومی پر میری آنکھیں بھر آئیں---- سگریٹ پھینک کر بستر پر گر پڑا اور تکیے میں منہ چھپا کر رونے لگا۔ دل کا غبار ہلکا ہوا تو ذہن دوسری طرف منتقل ہونے لگا۔ میری نظروں میں روپا کی تصویر ابھرنے لگی۔ میں نے محسوس کیا جیسے وہ میرے سرہانے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہو۔ "نعیم تم محبت کے دیوتا ہو۔ تم نے میرا وہ انتقام لیا ہے کہ میری آتما کو ابدی سکون مل گیا۔"

آخری چیک پوسٹ سے چند میل اس طرف میں نے سایہ دار درخت کے نیچے سڑک کے کنارے گاڑی کھڑی کر دی۔ اس وقت ڈیڑھ بجا تھا۔ میں ریزیڈنٹ سے بمبئی واپس ہونے کا بہانہ کر کے رخصت ہو چکا تھا اور اس وقت یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔ انجن بند کر کے شولڈرز سے بیس وغیرہ اتار کر ڈیش بورڈ پاکٹ میں چھپا دیئے اور سیٹ سے کمر لگا کر سگریٹ پینے لگا۔ اب میں سیکنڈ لیفٹننٹ کے بجائے باوردی شوفر تھا۔ ایک گھنٹے بعد بیک دیو مرر میں دور سے ایک کار آتی دیکھ کر میں نے ہاتھ بڑھا کر مرر کا ایڈ جسٹ منٹ صحیح کر کے غور سے دیکھا اس دوران گاڑی اور قریب آ گئی اور وہیل پر ایک باوردی ڈرائیور اور اس کے برابر میں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ میں سنبھل کر بیٹھ گیا اور خود کو لاتعلق ظاہر کرنے کے لئے گردن جھکا کر سگریٹ سلگانے لگا۔ گاڑی تیزی سے گزر گئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس تبدیلی پر تعجب ہوا دس پندرہ قدم آگے نکلنے کے بعد پیکارڈ کی پچھلی کھڑکی سے ایک لفافہ گرا اور اڑ کر سڑک سے نیچے ایک درخت کے تنے سے ٹکرا کر رکا۔ میں نے تھوڑی دیر توقف کیا اور جب کار نظروں سے اوجھل ہو گئی تو نیچے اتر کر لفافہ اٹھایا اور کھول کر خط پڑھنے لگا۔ "ڈیرسٹ طریق کار میں اس جبری تبدیلی پر ناراض نہ ہونا۔ تمہیں شام کو سات بجے پارہ گڑھ کے جنوبی دروازے پر پہنچ کر ہمارا انتظار کرنا ہے۔ یہ حکم بھی ہے اور درخواست بھی ہے---- تمہاری یشو۔"

میں نے خط کوٹ کی جیب میں رکھا اور آ کار میں بیٹھ گیا۔ مجھے واقعی غصہ آ رہا تھا لیکن حالات پر' اپنی قسمت پر---- یشودھرا سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ بھی میری طرح حالات کا شکار تھی۔ میں دیر تک سوچتا رہا اور کسی فیصلے پر نہ پہنچ سکا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ چھ ساڑھے چھ بجے شام کو پارہ گڑھ پہنچنے کے بعد وہ سات بجے کس طرح مجھ سے ملنے کے لئے واپس آ سکتی ہے؟ آخر اکتا کر میں نے بمبئی چل دینے کا فیصلہ کیا بیس وغیرہ نکال کر کوٹ کے شولڈرز پر لگائے اور گاڑی اسٹارٹ کر کے چلتے ہوئے گھڑی پر نظر ڈالی' اس وقت تین بجنے میں دس منٹ تھے۔



دس گیارہ میل چلنے کے بعد انٹر سیکشن آ گیا "ٹو پارہ گڑھ" کا سائن نظر آتے ہی غیر

اختیاری طور پر میں نے ٹرن لیا اور رالز پچاس میل کی رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ میں ایک بار پھر اپنی مرضی کے خلاف خطرناک وادیوں میں داخل ہو رہا تھا اور مطمئن تھا کہ دل و دماغ کی ختم نہ ہونے والی کشمکش سے تو نجات ملی۔

پینتالیس اور پچاس میل کی رفتار سے ڈرائیو کرتا ہوا میں دھرم شالہ کے قریب پہنچا تو سوا چھ بجے تھے' سورج غروب ہونے والا تھا۔ میں نے انجن بند کر دیا اور ہولسٹر کندھے پر ڈال کر گاڑی سے نیچے اترا۔ دھرم شالہ کے کنویں پر جا کر پانی پیا اور سگریٹ سلگاتا ہوا گاڑی کے قریب آ کر ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں سورج غروب ہو گیا اور تاریکی چھا گئی۔ یہاں سڑک پر روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف چلنے لگا۔ شہر کے جنوبی دروازے سے سو قدم کے فاصلے پر پہنچ کر گاڑی روک کر بیک کر کے دو تین ٹرن لئے اور شہر سے مخالف سمت میں رخ تبدیل کر کے انجن بند کر دیا۔ مجھے یہاں کھڑے ہوئے بمشکل دس منٹ گزرے ہوں گے کہ شہر کی طرف سے ایک کار کے ہیڈ لیمپس کی روشنی سے سڑک دور تک جگمگا اٹھی۔ میں نے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھا۔ انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ اسی وقت آنے والی گاڑی رالز کے برابر پہنچ کر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ میں نے گیئر لگاتے لگاتے رک کر دائیں طرف نظر ڈالی۔ یہ پیکارڈ نہ تھی۔ وہیل پر سروج بیٹھی ہوئی تھی---- نگاہیں ملتے ہی اس نے دبی آواز میں کہا۔ "یور ایکسی لنسی" میری زبان سے بے اختیار نکل گیا۔

"سروج۔"

○



سروج نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کار آگے بڑھائی۔
میں نے اپنی حیرت پر قابو پا کر پیچھے کی طرف نظر ڈالتے ہوئے گیئر لگایا اور گاڑی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ اس نے اسپیڈ بڑھائی اور دو میل تک تیزی سے چلنے کے بعد رفتار کم کر کے کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ اس وقت ہمارے درمیان سو فٹ کے قریب فاصلہ تھا۔ میں نے ایکسی لریٹر پر ہلکا سا دباؤ ڈالا اور چند سکنڈ میں اس کے برابر پہنچ گیا۔ اس نے بیک ویو مرر پر نظر ڈالتے ہوئے میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ”کرن---- تم کل کیوں نہیں پہنچے میں ساڑھے آٹھ بجے تک تمہارا انتظار کرتی رہی۔
میں نے سر جھکا کر کہا۔ ”مجھے افسوس ہے یور ایکسی لنسی---- کل میں یہاں سے آٹھ سو میل کے فاصلہ پر تھا---- کسی طرح نہ پہنچ سکا---- زحمت کی معافی چاہتا ہوں۔“ اس نے پھر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”غیروں کی طرح بات نہ کرو کرن---- میں شکایت نہیں کر رہی۔“
میں نے کہا۔ ”شکریہ---- لیکن اب یہ بتائیے ہم کس جگہ اطمینان سے بات کر سکتے ہیں؟“ وہ سوچنے لگی۔ دو تین فرلانگ جانے کے بعد بولی۔ ”گاڑی پیچھے کر لو کرن اور دو تین سو گز کے فاصلے سے میری گاڑی کے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔“
میں نے اسپیڈ کم کر کے اس کو آگے نکلنے دیا۔ وہ اسپیڈ بڑھاتی رہی۔ میں اس کے پیچھے اسی رفتار سے چلتا رہا۔ دھرم شالہ سے کچھ پہلے اس نے دائیں طرف ٹرن لیا اور ایک ڈیڑھ میل جانے کے بعد گاڑی سڑک سے انار کے درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان پہنچ کر رک گئی۔ میں نے اس کے قریب پہنچ کر انجن بند کر کے دروازہ کھول دیا۔ اس نے گاڑی سے اتر کے دروازہ بند کیا اور دوسرے لمحے میری باہوں میں تھی۔ سراپا نیاز' مجسم خود سپردگی' الفاظ سسکیوں میں ڈھلتے رہے۔ دھڑکنیں بڑھتی رہیں۔ شدت جذبات نے دونوں کو مہر بلب کر دیا۔ مہینوں کی بیوگی کے احساس کے بعد خلاف توقع سہاگ کا خمار اس پر مدہوشی طاری کئے ہوئے تھا۔ حالات کے طبعی اصولوں سے بے نیاز ہو کر وہ میری وارفتگی کا شکار ہوتی رہی۔ اس کے اطمینان کے لئے یہ احساس کافی تھا کہ محبت کے مرتب کردہ نقوش کی موجودگی میں کوئی تازہ نقش مرتسم ہونے کا اندیشہ نہیں---- ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر فضائے بسیط میں دور دور تک روشنی کی لکیریں چھوڑتے رہے۔ جنگل کی تاریک وادیاں

جگمگاتی رہیں اور پھر دفعتاً ایک کوندا سا لپکا۔ دماغ کا گوشہ گوشہ منور ہو گیا اور زندگی کی ٹھوس حقیقتیں سامنے آنے لگیں۔ ہم نے باغ ارم کی وادیوں کے بجائے اپنے آپ کو سنسان جنگل میں محسوس کیا اور ڈیش بورڈ لیمپ کی سرخ روشنی میں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آخر اس نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بتاؤ کرن تم رہتے کہاں ہو اب؟"

"بمبئی۔" میں نے کہا "لیکن اتنا اہم مسئلہ نہیں ہے ڈیئر میں جہاں بھی ہوں گا' تمہارے پاس آتا رہوں گا۔ بشرطیکہ یہاں میرے قیام کا انتظام ہو سکے۔" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے اس کو پریشان دیکھ کر کہا۔ "چھوڑو ڈیئر---- یہ بتاؤ گجراج کے حادثے کے متعلق تمہارے خاندان والوں میں کیا تاثرات پائے جاتے ہیں؟"

اس نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ "اجیتا دیوی کے سوا سبھی اس کو حادثہ سمجھتے ہیں---- عام تاثر یہ ہے کہ میرا بیاہ کسی ایسی اشبھ گھڑی میں ہوا کہ ایک سال بھی نہ ہونے پایا تھا کہ راج محل میں دو راج کماریاں ودھوا ہو گئیں۔"

"یہ کس حد تک صحیح ہے---- یہ تو تم بھی جانتی ہو---- لیکن اجیتا کا خیال سب سے مختلف کیوں ہے؟"

"اس لئے کہ ان کو معلوم ہے وہ تمہارے پیچھے گئے تھے---- گو انہوں نے میرے سوا کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا---- تمہیں ان سے مل کر انہیں یقین دلانا چاہئے کہ---- وہ ایک حادثہ ہی تھا۔"

"حادثہ بھی اگر تھا تو اس کی وجہ تو میں ہی تھا ڈیئر---- میں ان سے شرمندہ ہوں۔"

"شرمندگی تمہیں ان سے منہ چھپانے کے لئے معقول وجہ نہیں ہے کرن---- انہوں نے تمہارے لئے بہت بڑا بلیدان دیا ہے---- مجھے خوشی ہو گی اگر تم ان کے آنسو پونچھنے کی کوشش کرو۔"

"میں ان کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں پرنتا---- لیکن---- کیسے---- کہاں؟"

"یہاں سے نو میل کے فاصلے پر برٹش حدود میں ایک ریلوے اسٹیشن ہے۔ تم وہاں پہنچ کر ویٹنگ روم میں ہمارا انتظار کرو---- میں ایک گھنٹے میں ان کو لے کر تمہارے پاس پہنچ سکتی ہوں---- او کے۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آج تمہارا باہر نکلنا مشکل ہے میں نے ولاس پور کی ایک کار کو راج محل میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔" وہ خاموش ہو گئی۔ ایک لمحے بعد سنبھل کر کہنے لگی۔ "کرن پھر تو مجھے بھی پہنچنا چاہئے---- ہو سکتا ہے مہارانی یا راجکماریاں آئی ہوں---- تم نے دیکھا نہیں اندر کون تھا؟"

"اس گاڑی میں اندر کچھ نظر نہیں آتا ڈیئر۔" میں نے جواب دیا۔
وہ شیشے میں اپنا عکس دیکھ کر بالوں پر ہاتھ پھراتی ہوئی کہنے لگی۔ "بہرکیف تم اسٹیشن چلے جاؤ کرن' وہاں تمہارے قیام کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ خاصا درمیانہ درجے کا اسٹیشن ہے۔ ریفرشمنٹ روم بھی ہے۔ ہم اگر آج رات نہ آسکے تو کل کسی بھی وقت تمہارے پاس ہوں گے---- اچھا اجازت؟"

میں نے اثبات میں سرہلایا۔ اس نے دروازہ کھولا اور میرا منہ چوم کر باہر نکل گئی۔ میں اس کو گاڑی بیک کر کے سڑک پر اور ٹرن لے کر تیزی سے شہر کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ سگریٹ سلگایا اور چند کش لے کر گھڑی کی طرف دیکھا۔ آٹھ بج چکے تھے۔ میں نے بسکٹوں کا پیکٹ نکال کر گاڑی میں بیٹھے بیٹھے تھوڑے بسکٹ کھائے۔ تھرماس سے ایک گلاس چائے نکال کر پی اور گاڑی اسٹارٹ کر کے شہر کی طرف چل دیا۔ آکٹرائے پوسٹ پر وہی کلرک موجود تھا۔ میں نے گاڑی کو بریک لگا کر اسے "ہیلو" کہا۔ اس نے مسکرا کر سلام کیا اور تیزی سے قریب آکر مزاج پوچھا۔ میں نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "میں ابھی تمہارے لئے سفارش نہیں کر سکا لیکن اس مرتبہ ضرور کر کے جاؤں گا۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "بہت مہربانی صاحب بہادر ہم تو آپ کو دیکھ کر ہی اتنا خوش ہوتے ہیں جیسے کوئی ریاست مل گئی۔" میں نے اس کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "دوست ہمیشہ مل کر خوش ہوتے ہیں میں پھر ملوں گا---- اور اس وقت تم بہتر حالات میں ہو گے----" وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "صاحب چائے پی کر جاتے تو مجھے بڑی خوشی ہوتی۔"

میں نے دس روپے کا نوٹ نکال کر اس کو دیتے ہوئے کہا---- "میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں لیکن چائے کے بجائے کسی اچھے سے ہوٹل سے کھانا منگاؤ' میں گاڑی میں پٹرول ڈلوا کر واپس آتا ہوں۔"

اس نے دفتر کی طرف دیکھ کر ایک آدمی کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ میں نے "او کے" کہہ کر گیئر لگایا اور شہر کی طرف چل دیا۔

اس وقت بازار میں خوب چہل پہل تھی۔ شہر کی باقاعدگی' عمارتوں اور دکانوں کی خوبصورتی اور سڑکوں پر روشنی کے اعلیٰ انتظام سے ریاست کے تمول کا اظہار ہوتا تھا۔ میں آہستہ آہستہ گاڑی چلاتا ہوا پٹرول پمپ پر پہنچا۔ گاڑی رکتے ہی ایک شخص نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ میں نے پیچھے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ٹینک فل کر دو۔"

پمپ والے کو پے منٹ کر کے میں نے بازار کا چکر لگایا۔ سگریٹ وغیرہ خریدے اور آکٹرائے پوسٹ پر پہنچ کر ایک درخت کے نیچے گاڑی کھڑی کر کے دفتر میں آیا۔ میز پر

کھانے کی ٹرے رکھی ہوئی تھی۔ کلرک مجھے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے ٹرے کا خوان پوش اٹھانے سے پہلے ریسیور اٹھایا اور اجیتا کا نمبر ڈائل کر کے گھنٹی بجنے کی آواز سننے لگا۔ پانچویں رنگ پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو کون؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بوجھو تو جانیں۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے اکتا کر کہا۔ "کیا تم اجیتا نہیں ہو؟"

بولی۔ "ہوں----"

ٹیلی فون میں آواز صاف نہیں پہچانی جا رہی تھی۔ صرف اتنا سمجھ میں آ رہا تھا کہ آواز زنانہ تھی لیکن وہ اجیتا کے علاوہ کسی اور عورت کی بھی ہو سکتی تھی۔ میں نے "ہوں ہاں" کے جواب کو مشکوک سمجھ کر انگریزی میں کہا۔ "اجیتا کیا تم میری آواز بھی پہچاننا بھول گئیں۔" جواب ملا---- "نہیں ڈیئر پہچان گئی بتاؤ کہاں ملو گے؟"

میں نے اس سوال سے مطمئن ہو کر کہا۔ "ریلوے اسٹیشن----" اس نے "او کے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ مجھے اس اختصار پر تعجب تو ہوا لیکن اس خیال سے زیادہ اہمیت نہ دی کہ تھوڑی دیر میں سروج اس کو سب کچھ تفصیل سے بتا دے گی اور وہ کسی نہ کسی وقت اسٹیشن ضرور پہنچے گی۔" ریسیور ہک پر لٹکایا اور بیٹھ کر کھانا کھانا شروع کر دیا۔ آکڑائے کلرک نے برہمن ہونے کے باوجود میرے لئے کھانا کسی اسلامی ہوٹل سے منگایا تھا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ اس کے نزدیک ہندوستانی کھانوں میں صرف مسلمانوں کا کھانا ہی اس قابل تھا جو مغربی کھانے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں انگریزوں کو پیش کیا جا سکے---- میں چاہتا تھا وہ میرے متعلق غلط فہمی میں مبتلا رہے۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے کافی منگوائی اور اطمینان سے پیتا رہا۔

دس بجے کے قریب جب کھانے سے فارغ ہو کر نکلا تو دروازے کے سامنے پہنچ کر ایک مضبوط تن و توش کا ایک ادھیڑ عمر آدمی جو سفید شرٹ اور خاکی پتلون پہنے ہوئے تھا مجھے دیکھ کر تعظیماً" اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے کلرک کا شکریہ ادا کیا اور برآمدے سے اتر کے چلنے لگا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چند نوٹ نکالے اور کہنے لگا۔ "صاحب بہادر یہ سات روپے آٹھ آنے باقی بچے ہیں۔" میں نے اس کے رخسار پر ہلکا سا ہاتھ مار کر کہا۔ "اپنے پاس رکھو---- تم میرے کیشیر ہو۔"

اس نے نوٹ جیب میں ڈال کر خاکی پتلون والے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کپتان صاحب بہادر آپ کا قیام تو ریزیڈنسی میں ہی ہے نا؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا۔ کلرک نے رخصتی سلام کیا۔ میں نے گاڑی میں سوار ہوتے ہوتے ہوئے دفتر کی طرف نظر ڈالی۔ خاکی پتلون والا اندر

جا چکا تھا۔ گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی کلرک نے پھر سلام کیا۔ میں اس کو جواب دیتا ہوا بازار کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر سے چھ سات میل جانے کے بعد اسٹیشن کی طرف متعدد تانگے' بگھیاں اور موٹریں شہر کی طرف آتی ہوئی ملیں اور اسٹیشن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ راستے میں کئی دیہات اور قصبے آئے جو سڑک سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر واقع تھے۔ صرف ایک قصبہ ایسا تھا جس کے درمیان ہو کر سڑک گزرتی تھی۔ یہاں ابھی تک ہوٹل وغیرہ کھلے ہوئے تھے۔ سڑک پر روشنی کا کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ میں گیارہ بجے کے قریب اسٹیشن پہنچا تو تمام مسافر جا چکے تھے اور اسٹیشن پر ریلوے اسٹاف اور اسٹال کے گنے چنے آدمیوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ مسافر خانے اور پلیٹ فارم کے سوا گرد و پیش کی روشنیاں گل ہو چکی تھیں۔ بحیثیت مجموعی قرون وسطے کی کارواں سرائے جیسا ماحول طاری تھا۔ میں نے ایک کونے میں گاڑی روک کر دروازے لاک کئے اور ادھر ادھر نگاہ دوڑائی---- ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ فرسٹ سیکنڈ کلاس گیٹ کے برآمدے میں سیڑھیوں کے اوپر ایک ہلکا سا بلب روشن تھا۔ میں اسی طرف چلنے لگا۔ سیڑھیوں پر ہی ایک صاحب جو بریچز بند گلے کا ہاف کوٹ اور جودھپوری صافہ باندھے کندھے پر پستول ہولسٹر ڈالے کھڑے تھے' ملاقات ہوئی۔ انہوں نے برآمدے میں پہنچتے پہنچتے غور سے میری طرف دیکھا اور منہ سے پائپ نکالتے ہوئے کہا۔ "گڈ ایوننگ آفیسر---- تم ہامواگڑھ سے آ رہے ہو؟"

میں نے چلتے چلتے کر کہا۔ "دیٹس رائٹ۔"

وہ بولے۔ "شہر سے---- یا برٹش کیمپ سے؟"

میں نے ان کے چہرے پر نظر ڈال کر چلتے ہوئے کہا---- "دونوں جگہ سے---- فرمایئے آپ کون سی جگہ سے دلچسپی رکھتے ہیں؟"

وہ میرے ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگے۔ "میری گاڑی شہر سے آنے والی تھی----"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "راج محل سے۔"

وہ بولے۔ "نہیں---- میں شہر میں رہتا ہوں---- اٹولہ گارڈن میں---- برج کے پاس---- میرا خیال تھا شاید آپ کو راستے میں کوئی کار----" میں نے نفی میں سرہلایا اور ویٹنگ روم کی طرف چلنے لگا۔ وہ بھی میرے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

ویٹنگ روم کے دروازے پر ایک عورت اور دو لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر میرے ہمراہی سے کہا۔ "ڈیڈی گاڑی آئی؟" اس نے نفی میں گردن ہلا کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ میری نظریں دروازے میں کھڑی ہوئی دوسری لڑکی پر جم کر رہ گئیں۔ وہ حسن و شباب کا شاہکار تھی۔ ہلکی روشنی میں اس کے شفق رنگ رخسار شعلوں کی طرح دہکتے نظر آ رہے تھے۔ اس نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ایک ہلکا سا تبسم اس کے ہونٹوں پر ابھرا اور مجھے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اپنے ڈیڈی کی

طرف مخاطب ہو گئی۔ "تو کیا تمام رات ہمیں یہیں ٹھہرنا ہو گا ڈیڈی۔۔۔۔" اس نے کہا۔
میں نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے اپنے پہنچنے کی اطلاع نہیں دی تھی کیا؟"

اس نے لڑکی کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ اور یہاں پہنچ کر خیال آیا کہ ہم اپنے پروگرام سے ایک روز پہلے پہنچ گئے۔ میں "اوہ" کہہ کر اسٹیشن ماسٹر سے اپنے قیام کا انتظام کرانے کے لئے آفس کی طرف چل دیا۔ وہ تینوں وہیں کھڑے میری طرف دیکھتے رہے۔

"یہ کون ہے ڈیڈی؟" میں نے چلتے چلتے کسی کو کہتے سنا ڈیڈی نے کیا جواب دیا یہ نہ سن سکا۔

"ڈی۔۔۔۔ ایس۔۔۔۔ ایم اپنے دفتر کی میز پر بستر پھیلا کر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر بری طرح گھبرا گیا۔ بوکھلا کر کہنے لگا۔ "وہاٹ کین آئی ڈو فار یو گڈ ایوننگ کیپٹن سر۔"

میں نے اس کی گھبراہٹ کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "گڈ ایوننگ۔۔۔۔ مجھے صبح تک یہیں ٹھہرنا ہے۔۔۔۔ ویٹنگ روم میں ایک فیملی ہے۔۔۔۔ میرے لئے۔۔۔۔" وہ میرا جملہ ختم ہونے سے پہلے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگا۔ "آیئے جناب' میں لیڈیز ویٹنگ روم کھلوا دیتا ہوں۔" میں اس کے ساتھ باہر نکل کر پلیٹ فارم پر چلنے لگا۔ اس نے آگے بڑھ کر ویٹنگ روم کے دروازے پر ٹارچ سے لائٹ ڈالی اور دروازہ اندر سے بند دیکھ کر بڑبڑایا۔ "اوہ میں بھول گیا تھا۔۔۔۔ اس میں تو شام سے دو لیڈیاں۔۔۔۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "پھر؟"

وہ پلٹ کر دفتر کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔ کچھ سوچ کر بولا۔ "سر اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو کسی دفتر میں انتظام کرا دوں؟"

میں نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ آپ صرف ایک آرام چیئر باہر نکلوا دیں میں ویٹنگ روم کے سامنے چند گھنٹے گزار سکتا ہوں۔"

اس نے چند قدم بڑھ کر جینٹس ویٹنگ روم میں جھانکا اور کواڑ تھپتھپایا۔ میں ٹہلتا ٹہلتا اس کے قریب پہنچ کر دروازے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ وہی صاحب دروازے میں نمودار ہوئے۔ ایس۔ ایم۔ نے کہا۔ "دربار تکلیف فرمایئے۔۔۔۔ ذرا آرام کرسی باہر نکلوانی ہے ایک فوجی افسر۔۔۔۔" جملہ ختم ہونے سے پہلے انہوں نے دروازے سے باہر نکل کر میری طرف دیکھا۔۔۔۔ میں نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ زحمت معاف کیجئے گا شریمان۔۔۔۔ دوسرا ویٹنگ روم بھی رکا ہوا ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور بولے۔ "آیئے۔۔۔۔ یہیں تشریف رکھئے

چند گھنٹے ہی تو گزارنے ہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ مناسب نہیں ہے شریمان----" انہوں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "سفر میں اتنا نا مناسب بھی نہیں---- آیئے۔"
اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔ "کیپٹن صاحب کوئی مضائقہ نہیں۔" میں او کے کہہ کر دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس نے گڈ نائٹ کہا اور جان چھڑا کر دفتر کی طرف چل دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ ان کی شریمتی اور دونوں لڑکیاں کسمسا کر رہ گئیں۔ "میرا نام بھشمبر سنگھ ہے۔" انہوں نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں نے ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے پیرنسلی کہتے ہیں----"
انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "میں آرام کرسی چھوڑ کر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ کسی قدر تکلف کے بعد وہ آرام کرسی پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے۔ "کیپٹن شاید آپ ہنسیں گے۔ مجھے آپ کا نام سن کر تعجب ہوا---- میری بڑی لڑکی---- یہ----" انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا---- وہ مسکرا دی---- میں نے پھر اپنی نبضیں ساقط ہوتی ہوئی محسوس کیں۔ دل دو تین درمیانی دھڑکنیں فراموش کر کے کمی پوری کرنے کے لئے دھڑکنے کے بجائے چھلانگیں لگا رہا تھا---- میں نے اپنی اندرونی کیفیت چھپاتے ہوئے کہا۔ "جی شریمان۔" قہقہہ لگاتے ہوئے بولے۔ "یہ وثوق کے ساتھ کہتی ہے---- آپ راجکمار رشی کرن جی ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "بھشو جی---- پھر تو سچ ہی کہہ رہی ہو گی۔"
لڑکی نے کہا۔ "ڈیڈی---- وہی آواز وہی شکل و صورت وہی قدوقامت---- آپ یقین کیجئے میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے---- اور ایک بار نہیں کئی بار دیکھا ہے۔"
میں نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کب کہاں مسی؟"
اس نے براہ راست مجھ سے مخاطب ہو کر کہا---- "راج محل میں---- آپ کی شادی کے وقت راجکمار۔"
میں نے قہقہہ لگا کر بھشمبر سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- "خوب----"
لڑکی نے برجستہ کہا۔ "بلکہ بہت ہی خوب۔"
میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینک یو ویری مچ مسی---- مجھے آپ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ آپ نے مجھے فوجی افسر سے راجکمار غیر شادی شدہ سے شادی شدہ اور کرسچین سے راجپوت بنا دیا۔ اب اگر یہ بھی بتا دیں کہ کس ریاست کا راجکمار ہوں تو یقین فرمایئے میری آدھی ریاست آپ کی ہو گی۔"
لڑکی نے جھینپ کر سر جھکا لیا---- بھشمبر سنگھ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ آدھی ریاست کا مفہوم سمجھنے سے قاصر نہ تھے۔ میرا مقصد بھی ان کو ناراض کر کے اپنا پیچھا چھڑانا

تھا لیکن وہ پی کر رہ گئے اور خود پر قابو پاتے ہوئے بولے۔ "اس کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔"

"کیپٹن ---- جس رشی کرن کا یہ ذکر کر رہی ہے اس کو سورگ باشی ہوئے کئی مہینے ہو چکے ہیں ----"

میں نے کہا۔ "پھر یقیناً وہ مجھ سے شکل و صورت میں مشابہت رکھتا ہو گا ورنہ مسی کو غلط فہمی نہ ہوتی۔"

لڑکی نے کہا۔ "او کے کیپٹن ---- ایک بات بتایئے۔"

ششیر سنگھ نے اس کی بات کاٹی ---- "چھوڑو سریکھا بحث نہیں کیا کرتے ---- اور اس وقت تو تم ناممکن کو ممکن ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "او کے ڈیڈی ---- میں اپنی ہار مانتی ہوں ---- گو ----"

"پھر وہی بات۔" انہوں نے کہا ---- وہ خاموش ہو گئی لیکن اس کی ذہانت نے مجھے ذہنی پریشانی میں مبتلا کر دیا۔

میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر ششیر سنگھ کو پیش کیا۔ انہوں نے شکریہ ادا کر کے میز سے پائپ اٹھا لیا۔ میں نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور خاموشی سے پینے لگا۔ دھواں نکالتے ہوئے کنکھیوں سے سریکھا کی طرف دیکھا تو وہ میری طرف دیکھ رہی تھی نگاہیں ملتے ہی مسکرا دی۔ میں پھر سگریٹ کی طرف متوجہ ہو گیا اور آنکھیں بند کر کے کش لگانے لگا۔ یہ اتفاقیہ ملاقات میرے لئے بہت بڑا مسئلہ بن گئی تھی۔ سریکھا بری طرح میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی اس کی صورت سکون جاں تھی۔ دل چاہتا تھا وہ ہمیشہ نظروں کے سامنے رہے لیکن اس کی ذہانت ہوش ربا تھی ---- عقل کا تقاضا تھا کہ اس سے فرار اختیار کیا جائے۔ میں ایک عجیب کشمکش میں مبتلا تھا ---- سوچ رہا تھا کاش وہ اتنی ذہین نہ ہوتی ---- یا پھر اتنی حسین نہ ہوتی۔ وہ کلیجے سے لگا لینے کے قابل تھی ---- لیکن ایسے کلیجے سے جو جسم سے چار چھ فرلانگ ہٹ کر واقع ہوا ہو ---- کم از کم میرے حالات' اس کی معلومات عامہ کی روشنی میں اس سے کم فاصلے کے متحمل نہیں تھے۔ دفعتاً ششیر سنگھ جی کے ایک خراٹے نے چونکا دیا اور میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ بائیں ہاتھ میں پائپ تھامے' کہنی کرسی کے بازو پر رکھے بے خبر سو رہے تھے۔ میں نے سگریٹ پیر سے مسلتے ہوئے سریکھا کی طرف دیکھا' وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس نے ماں کی طرف دیکھ کر انگڑائی لی۔ اس کے بھرپور سینے کا مدوجزر تمام بندشیں توڑ ڈالنے کو مچل رہا تھا۔ مجھے زمین لرزتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ اس نے مسکرا کر جھٹکے سے دونوں ہاتھ نیچے گرا دیئے ---- شاید وہ میری بے چینی کو مجھ سے زیادہ سمجھ سکتی تھی۔ میں مزید چوٹ کھانے کی تاب نہ پا کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے چہرے پر آخری نظر ڈالتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تمام پلیٹ فارم خالی پڑے تھے۔ برائے نام روشنی میں

بنچوں پر کہیں کہیں قلی اور خوانچے والے پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ تیسرے درجے کا مسافر خانہ بھی جیتے جاگتے انسانوں کے بجائے اکا دکا چادروں اور کمبلوں میں لپٹے ہوئے بنڈل نما انسانوں کا گودام تھا۔ تھوڑی دیر پلیٹ فارم پر چہل قدمی کرنے کے بعد نے میں سگریٹ سلگایا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا گیٹ پر پہنچ کر رکا۔ دیا سلائی جلا کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو دو بجنے میں چند منٹ باقی تھے' میں کار میں جا کر آرام کرنے کے خیال سے برآمدے میں داخل ہوا۔

ابھی سیڑھیوں تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ "کیپٹن!"

میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ تین قدم کے فاصلے پر سریکھا کھڑی ہوئی تھی۔ میں حیرت زدہ ہو کر اس کا منہ تکنے لگا۔۔۔۔ وہ اس مدہم سی روشنی میں بھی اتنی ہی حسین نظر آ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود مرکز انوار ہے۔ "سریکھا!" آخر میں نے سنبھل کر کہا "یہ کیا؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ .تم کہاں جا رہے ہو کرن؟"

میں نے پھر ایک جھٹکا سا محسوس کیا۔ وہ مجھے کرن کے سوا کچھ ماننے پر تیار نہ تھی۔ مجھے خاموش دیکھ کر آگے بڑھتے ہوئے بولی۔ "نہیں بتانا چاہتے؟" میں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "سریکھا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔"

"آتا ہے۔۔۔۔" اس نے کہا۔۔۔۔ "اتنا کہ کیا بتاؤں کرن۔۔۔ میں نہیں بتا سکتی جب تک کہ تم تسلیم نہ کر لو کہ واقعی کرن ہو۔"

میں نے کہا۔ "تسلیم کرتا ہوں۔۔۔۔ اب پلیز واپس جاؤ۔۔۔۔ تمہارے ڈیڈی جاگ اٹھے تو۔۔۔۔"

وہ بولی۔ "وہ نہیں جاگیں گے۔۔۔۔ اچھا تو تم کرن ہو نا؟ اگر واقعی ہو تو اپنی پتنی کا نام بتاؤ۔" میں نے سیڑھیوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آؤ بتاتا ہوں۔"

اس نے بغیر جھجکے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے اپنے تمام جسم میں سنسنی دوڑتی محسوس کی اور رکتے ہوئے کہا۔ "سریکھا پلیز۔"

وہ بولی "تو یہیں بتاؤ نا؟" میں نے آہستگی سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "تم بے وقوفی کی حد تک دلیر ہو سریکھا۔۔۔۔ میں نہیں سمجھتا دنیا میں اتنی نڈر لڑکی کوئی اور بھی ہو سکتی ہے۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے کرن۔"

میں نے کار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "جواب وہاں دیا جا سکتا ہے۔"

وہ بولی۔ "کیا میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"

میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ میرا منہ تکنے لگی۔ "کمال ہے کرن۔۔۔۔" اس نے

ہنس کر کہا۔ "اچھا---- میں تم پر اعتماد کرتی ہوں۔"

"آ جاؤ پھر----" میں نے کہا۔ اس نے سیڑھیاں پھلانگنی شروع کر دیں۔ میں نے چابی نکالی اور آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا وہ بغیر کچھ کہے گاڑی میں سوار ہو گئی۔ میں نے وہیل پر جگہ لے کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "قسم پر یقین کرتی ہو سریکھا؟"

وہ بولی۔ "کس چیز کی قسم؟"

میں نے چابی لگا کر ڈیش بورڈ لیمپ کا سوئچ آن کرتے ہوئے کہا۔ "جس چیز کی تم کہو۔" مسکرا کر بولی۔ "میرے سر کی۔"

سرخ روشنی نے اس کے تبسم میں بجلی بھر دی۔ میں اس کی حدت میں پگھل کر رہ گیا۔ وہ مجھے عزیز ترین چیز نظر آنے لگی---- میں نے مسکرا کر کہا۔ "سریکھا میری جان تمہاری خود اعتمادی اور خودشناسی نے مجھے جیت لیا---- اب تم مجھے ایک جنبش نظر سے مٹا سکتی ہو---- بولو مٹا تو نہ دو گی۔"

"جذباتی نہ بنو---- پہلے اپنا وعدہ پورا کرو۔"

میں نے اس کے سر کو ہاتھ لگا کر کہا---- "تمہارے سر کی قسم سریکھا میں راجکمار کرن نہیں ہوں---- فوجی افسر ہوں---- بالکل یہی جو کچھ نظر آ رہا ہوں---- میرا کوئی راج محل نہیں کوئی ریاست یا خزانہ نہیں---- یہ میرا قسمیہ بیان ہے اور یہیں ختم ہوتا ہے اس کے بعد میں جو کچھ کہوں گا اس کا تعلق صرف میرے جذبات سے ہو گا---- اب بولو---- کیا کہتی ہو؟" اس نے غور سے میری طرف دیکھا---- اور کہنے لگی---- "مجھے یقین ہے تم سچ کہہ رہے ہو---- لیکن میں تمہیں کرن کے سوا کچھ نہیں مانتی۔"

میں نے کہا "نہ مانو اس سے کیا فرق پڑتا---- میں راجکمار تو نہیں بن سکتا۔"

"ہاں----" اس نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ "لیکن کرن میں نے تمہیں شادی کی صبح اجیتا دیوی سے باتیں کرتے دیکھ کر دل میں سوچا تھا۔" وہ بولتی بولتی چپ ہو گئی اور میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کر کے اس کو جھنجھوڑا "کیا سوچا تھا تم نے؟"

اس نے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا اور خمار آلود آواز میں بولی---- "سونے دو کرن۔" اس کا سر پھر میرے کندھے پر ٹک گیا۔ وہ سچ مچ سو چکی تھی۔ میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کا شانہ ہلا کر کہا "سریکھا ڈارلنگ---- کیا تم مجھے قتل کرانا چاہتی ہو؟"

وہ چونک کر بولی---- "کیا----؟" میں نے کہا۔ "کچھ نہیں---- تم سو رہی ہو---- ذرا ہوش میں آؤ اور ویٹنگ روم چلو---- میں تمہارے ڈیڈی کو جگا کر تم سب کو گھر چھوڑ آؤں گا---- اٹھو جلدی کرو۔" اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں۔ اس تکلف سے کہ گویا میکدے کا در کھلا---- میں اس کی نیم باز آنکھوں میں کھو کر رہ گیا کہنے لگی----

"اچھا کرن---- تمہارا حکم----"

میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "مان گئے دیوی۔" اس نے باہر نکلنے کا اشارہ کرتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا "تمہارے---- دیوتاؤں کو بھی---- ماننا پڑے گا---- کرن۔" میں ہنستا ہوا گاڑی سے باہر نکل گیا۔ اس نے میری طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "مجھے بھی تو نکالو۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر باہر گھسیٹا اور زمین پر پیر ٹکتے ہی چھوڑ دیا۔ وہ ہنس دی اور سیدھی ہوتی ہوئی بولی۔ "ڈرتے ہو کرن؟" میں نے جھک کر کہا۔ "ہاں دیوی---- میرے دیوتاؤں کو بھی ڈرنا پڑے گا---- نہیں کیا؟" وہ مسکرا کر گیٹ کی طرف چلتی ہوئی بولی---- "پانچ منٹ بعد آنا کرن۔"

میں اس کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو گاڑی میں بیٹھ گیا۔ دروازہ بند کیا اور سگریٹ سلگا کر اس ہنگامہ خیز رات کے واقعات پر غور کرنے لگا۔ وہ جو گزر چکے تھے---- خطرناک تھے' جو گزر رہے تھے خطرناک تھے اور جو گزرنے والے تھے نہ جانے کیا تھے---- سریکھا---- دیوانہ کر دینے کی حد تک حسین تھی اور اسکو پا لینا موت سے ہم آغوش ہونا اور پا کر چھوڑ دینا زندگی سے منحرف ہو جانا تھا۔ وہ دلیر بھی تھی اور حسینس بھی---- میرے لئے فرار کی تمام راہیں مسدود تھیں۔ میں اس وقت جس کار کے وہیل پر بیٹھا ہوا تھا وہ مجھے نوے میل کی رفتار سے اڑا کر سات آٹھ گھنٹوں میں بمبئی پہنچا سکتی تھی لیکن میری تمام قوتیں سلب ہو کر رہ گئی تھیں۔ میں خود کو چاروں طرف سے گھرا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ میرے ہر طرف ایک نعیم پستول تانے کھڑا تھا اور میں نعیم کا حصار توڑ کر نہیں نکل سکتا تھا۔ سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکا اور سیٹ کی پشت گاہ پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

کھڑکی کے شیشے پر ٹھک ٹھک کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھول دیں---- بشمبر سنگھ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا باہر نکلا انہوں نے مسکرا کر زحمت دینے کی معافی طلب کی---- میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں---- میں نے خود ہی سریکھا دیوی سے کہا تھا---- چلئے سامان رکھوایئے۔"

میں نے پچھلا دروازہ کھولا۔ دو تین قلیوں نے تین چار سوٹ کیس اٹیچی' ہولڈال اور ناشتہ دان وغیرہ اندر رکھ دیئے۔ بشمبر سنگھ نے ان کو پے منٹ کر کے رخصت کر دیا---- سریکھا نے کہا۔ "ڈیڈی پیچھے جگہ بہت کم ہے---- میں اگلی سیٹ پر کرن---- کیپٹن کے برابر بیٹھ جاتی ہوں۔"

"بیٹھ جاؤ۔" انہوں نے کہا "لیکن انہیں کرن تو نہ کہو۔"

وہ مسکرا کر "سوری" کہتی ہوئی اگلی سیٹ پر چلی گئی۔ میں نے کہا "کوئی بات نہیں

شریمان---- مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے مجھے راجکمار بنا دیا۔ میں آپ کے آنے سے پہلے خواب بھی کچھ ایسے ہی دیکھ رہا تھا۔" وہ ہنس کر گاڑی میں داخل ہو گئے اور سمٹ سمٹا کر ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ میں نے دروازہ بند کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور طویل چکر کاٹ کر سڑک پر آتے ہی سگریٹ سلگایا۔ شریمان نے خود کلامی کے لہجے میں کہا۔"سواری نہ ہو تو دس میل کا فاصلہ بھی کتنا بڑا فاصلہ ہو جاتا ہے۔ میں نے ٹوپ گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "جی دراصل مجھے ذرا پہلے یہ خیال نہیں آیا۔"

وہ بولے۔ "کیپٹن یہ آپ نے ہمارے لئے بہت بڑی زحمت گوارا کی ہے---- میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ مجھے شرمندہ نہ کیجئے---- یہ کوئی زحمت نہیں ہے---- مجھے کہیں جانا تو ہے نہیں ایک دوست آنے والا ہے---- وہ رات کی ٹرین سے نہیں پہنچ سکا---- صبح کی ٹرین سے آ جائے گا---- کس وقت پہنچتی ہے گاڑی----؟"

وہ بولے "پونے سات بجے؟" میں نے کہا۔ "اوہ ابھی تو چار گھنٹے ہیں---- پندرہ بیس منٹ کا راستہ ہے---- میں آپ کو چھوڑ کر چار بجے سے پہلے پھر اسٹیشن پہنچ سکتا ہوں۔" سریکھا نے گردن گھما کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یقیناً" اس کے لہجے میں استہزا کا عنصر نمایاں تھا۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "اتنی جلدی تو ہم نہیں آنے دیں گے کیپٹن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں آپ کو اپنی مجبوریاں بتاؤں گا تو اپ یقیناً مان جائیں گے۔"

"دیکھ لیں گے کیپٹن---- بھئی---"

"جی؟" میں نے ان کو چپ ہوتے دیکھ کر کہا۔

"بھئی---- برا نہ مان جانا کیپٹن---- اس لڑکی نے جو تمہارے برابر براجمان ہے---" وہ پھر رک گئے۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سریکھا دیوی----"

وہ بولے---- "ہاں اس کی ضد نے مجھے تمہارے متعلق سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔" میں گردن گھما کر ان پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "یہ میری عزت افزائی ہے شریمان۔"

"یہ آپ کی گاڑی رالز ہے نا؟"

میں نے بناوٹی قہقہہ لگایا۔ "ہے تو جناب---- لیکن میری نہیں ڈیڈی کی ہے---- میں تو دس ہزار کی شورلے بھی نہیں خرید سکتا۔" سریکھا نے کہا۔ "تم اچھے جھوٹ بولنے والے نہیں ہو کرن---- آئم سوری کیپٹن۔" بشیشر سنگھ نے ہنس کر کہا۔ برا نہ مان جانا کیپٹن---- اسے معلوم نہیں انگریزی سوسائٹی میں کسی کو جھوٹا کہہ دینا بہت

بڑی گالی ہے۔"

میں نے ان کی معذرت کو نظر انداز کرتے ہوئے سریکھا کی طرف دیکھا۔ تھوڑی دیر میں ان کا شہر آگیا۔ ہشمشر سنگھ جی نے رہنمائی کی اور چند منٹ میں ہم ان کی حویلی کے مین گیٹ پر پہنچ گئے۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس کو دیکھ کر گیٹ پر موجود پہرے دار اٹینشن ہو گیا۔ میں گاڑی کو حویلی میں اندر بڑھا لے گیا۔ اندر وسیع و عریض لان اور باغیچے کے درمیان سڑک سے گزرتے ہوئے حویلی ایک جدید طرز کی کوٹھی نظر آنے لگی۔ ہشمشر سنگھ یقیناً ریاست کی کوئی اہم شخصیت تھا۔ میں نے پورچ میں پہنچ کر گاڑی کھڑی کر دی اور دروازہ کھول کر باہر نکلنے لگا۔ سریکھا نے سوئچ آف کر کے چابی میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "یہ کیوں؟"

بولی "باہر نکلئے کیپٹن' اب میں تمہارا وہ نام نہیں لونگی۔" میں اس سے الجھنے کے بجائے پھسل کر باہر نکل گیا اور پچھلا دروازہ کھولا اس کی والدہ اور بہن سامان کے انبار سے بچتی ہوئی باہر نکل کر کھڑی ہو گئیں اسی وقت دربان اور ہشمشر سنگھ پہنچ گئے اور سامان نکالنے لگے میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "اچھا شریمان اب اجازت چاہوں گا۔"

انہوں نے جواباً" ہاتھ جوڑ کر کہا "کیپٹن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ہم پر اتنا بڑا احسان کر کے ہمارے گھر کو پاون کئے بغیر چلے جائیں۔" میں نے کہا۔ "شریمان میرا وعدہ ہے کہ آپ کی خدمت میں پھر کبھی حاضر ہوں گا---- اس وقت آپ آرام فرمائیں۔"

انکی دھرم پتنی نے کہا۔ "کپتان بیٹے---- یہ تو ہماری روایت کے خلاف ہے کہ تم پہلی بار ہمارے گھر آئے اور ہم تمہیں جل پان کئے بغیر جانے دیں۔" میں نے سر جھکا دیا۔ انہوں نے میرے بازو کو ہاتھ لگا کر چلتے ہوئے کہا۔ "جیتے رہو بیٹے تم نے میرا مان رکھا۔"

ڈرائنگ روم کسی راج محل سے کم نہ تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سب بیٹھ گئے۔ اندر سے دو تین نوکرانیاں نکل کر آئیں۔ ایک نوکر اور دربان سامان اٹھا کر اندر لے گئے۔ ہشمشر سنگھ نے ایک لڑکی کو سگریٹ لانے کا اشارہ کیا۔ دوسری کو چائے تیار کر کے لانے کو کہا۔ وہ سر جھکا کر چل دیں۔ میں نے کہا "یہ وقت اس تکلف کے بجائے آپ کے آرام کرنے کا ہے شریمان آپ مجھے شرمندہ نہ کرتے تو بہتر تھا۔"

مسکرا کر بولے۔ "کیپٹن کیا یہ وقت چائے پینے کا نہیں۔ افسر سے زیادہ کون چائے کے عادی ہوتے ہیں۔"

"ہے۔" میں نے کہا "لیکن فوجی زندگی میں اس طرح سے مہمان بن کر رہنے کی گنجائش نہیں ہے شریمان۔" سریکھا نے کہا۔ "تو آپ اتنے فوجی بھی بننے کی کوشش نہ کیجئے کیپٹن کہ کسی کو غصہ آنے لگے۔" ہشمشر سنگھ ہنس دیئے۔ میں نے کہا۔ "اچھا بے بی آپ

غصہ کیجئے---- میں فوجی بننے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"
"اور میں آپ کو راجکمار ثابت کرنے کی کوشش کرتی رہونگی۔"
سریکھا نے مسکرا کر کہا۔ اندر جانے والی لڑکی واپس آئی اور سگریٹ کیس ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی۔ اب میں اس کو آدمی ریاست پیش کرنے کی جرات نہ کر سکا۔ یہاں ان کو ناراض کرنا خطرناک تھا۔ ہنس کر کہا۔ "جو آپ مناسب سمجھیں لیکن مردہ راجکمار سے زندہ کیپٹن بہرحال بہتر ہے وہ کم از کم آپ کو ڈرائیو کر کے گھر تو لا سکتا ہے۔" ششمشیر سنگھ نے کہا---- "یہ صحیح ہے کیپٹن اور میں اس عزت افزائی پر----"
میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "پلیز اس کا ذکر نہ کریں---- میرا مقصد زندگی کی اہمیت ظاہر کرنا تھا اور کچھ نہیں۔" انہوں نے موضوع بدلنے کے لئے اندر کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کہاں مر گئیں یہ چھوکریاں۔" چائے میں اتنی دیر؟" ان کی بیوی اٹھ کر چلتی ہوئی بولیں۔ "میں جا کر دیکھتی ہوں۔" ششمشیر سنگھ نے سگریٹ کیس کھول کر میری طرف بڑھایا۔ میں نے سگریٹ لے کر سلگایا اور کش لگاتے ہوئے رسٹ واچ پر نظر ڈالی---- سریکھا نے کہا---- "چار بجنے والے ہیں---- بہتر تو یہ ہے کہ آپ دو گھنٹے آرام کر لیں۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری طرف منہ پھرا کر کش لینے لگا۔ اسی وقت دونوں لڑکیاں چائے لے کر آ گئیں---- میں ٹرے میں ناشتے کا پر تکلف اہتمام دیکھ کر حیران رہ گیا۔ سریکھا نے صوفے کے سرے پر سرک کر چائے بنانی شروع کر دی۔ ششمشیر سنگھ نے مٹھائیوں کی پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شروع کیجئے کیپٹن۔" میں نے چائے کی پیالی اٹھا لی---- سریکھا نے باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ڈیڈی انگریز لوگ مٹھائی نہیں کھاتے۔" وہ ہنس دیئے---- میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔
"نہیں مسی میں انڈیا میں پیدا ہوا ہوں---- مٹھائیاں ہی نہیں بہت کچھ کھانا جانتا ہوں---- لیکن یہ وقت ٹھوس ناشتہ کرنے کا نہیں ہے---- اس لئے----"
"تو پھر کھا کر دکھایئے۔" اس نے کہا۔
"پھر کسی وقت سہی۔"
"دن میں کسی وقت۔"
"آج شام کو کسی وقت----"
"شام کو؟" اس نے پیالی منہ سے ہٹا کر کہا۔ "دن میں کیوں نہیں کیا روشنی میں اصلی روپ پہچانے جانے کا خطرہ ہے۔"
میرے لئے ہنسنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ چائے پیتے پیتے باپ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔ وہ بھی مسکرا دیئے۔ میں نے ان کی مسکراہٹوں میں تفہیم باہمی کا انداز دیکھ کر جلدی جلدی چائے کا سلسلہ ختم کیا اور رسٹ واچ پر نظر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب

اجازت دیجئے شریمان۔" میں نے کہا۔ "انہوں پیالی ہاتھ سے رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ بہت جلدی کر رہے ہیں کیپٹن۔۔۔۔ خیر زحمت کا بہت بہت شکریہ۔"

سریکھا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا شام کو آپ کا انتظار کیا جائے کیپٹن؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "حاضر ہوں گا۔"

اسٹیشن سے دو فرلانگ اس طرف سڑک کے موڑ پر ایک جگہ جھاڑیوں کا جھنڈ دیکھ کر میں نے گاڑی سڑک سے اتاری اور جھاڑیوں کی آڑ میں پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ سریکھا کی شخصیت میرے لئے پریشان کن تھی۔ وہ میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی لیکن اس کا طرز عمل چونکا دینے والا تھا اس کی قیاس آرائی خطرناک حد تک صحیح تھی اور اگر وہ میری طرح دل کے ہاتھوں کسی الجھن میں گرفتار نہیں ہوئی تھی تو مجھے آسانی سے اپنے اشاروں پر چلا سکتی تھی۔ چنانچہ اب مجھے ہوشیار رہنے کی ضرورت تھی اور اسی خیال سے میں نے اسٹیشن پہنچ کر انتظار کرنے کے بجائے ایسی جگہ پسند کی تھی جہاں میری موجودگی کی توقع نہ کی جا سکے اور اگر کوئی افتاد پیش آ جائے تو گھر کر نہ رہ جاؤں۔ انجن کا رخ سڑک کی طرف ہونے کی وجہ سے آنے جانے والوں پر نظر رکھنے کا امکان بھی تھا لیکن ابھی اندھیرا تھا اور کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ گاڑی سے سڑک کو یا سڑک سے گاڑی کو کس حد تک دیکھا جا سکتا ہے۔

تھوڑی دیر میں میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں اور میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر سیٹ پر پاؤں پھیلا دیئے۔۔۔۔ سریکھا کی خیالی تصویر حسین خواب میں تبدیل ہونے کا درمیانی وقفہ بہت ہی مختصر تھا۔ نیند میں بھی وہ مجھ پر اسی طرح حاوی تھی جس طرح عالم بیداری میں۔ وہ مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔ میں پچھلے پاؤں ہٹا رہا تھا۔ ہٹے چلا جا رہا تھا لیکن پلٹ کر بھاگنے کی ہمت نہ تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ شاید وہ اپنی طاقت سے واقف تھی۔ اسے اپنی مسکراہٹ کے فسوں اور نظروں کی مقناطیسی کشش پر اعتماد تھا۔ اسے یقین تھا کہ میں زخم خوردہ ہرن کی طرح آخری زقند لگا کر گرنے والا ہوں۔۔۔۔ بھاگ نہیں سکتا۔۔۔۔ اور میں۔۔۔۔ واقعی بھاگ نہیں سکتا تھا۔ اگر بھاگ سکتا تو وہ میری جیب میں تھی۔ وہ رات کے رومان انگیز لمحات میں نصف گھنٹہ میرے پہلو میں بیٹھی رہی تھی۔ اس طرح کہ میرے ہاتھ وہیل پر تھے اور میں اس کو طلوع آفتاب کا منظر ساحل بمبئی کے کسی ایسے ہوٹل کی بالکنی سے دکھا سکتا تھا جس کی یاد برسوں اس کے دل میں چٹکیاں لیتی رہتی لیکن ایسا نہ ہوا حالانکہ میں نے کار میں بیٹھتے ہوئے اس کے اعتماد کا رسمی وعدہ بھی نظر انداز کر دیا تھا۔

کئی تانگوں کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر یکلخت میری آنکھ کھل گئی اور میں نے چونک کر سڑک کی طرف دیکھا۔ سورج کافی بلند ہو چکا تھا

اور ہر طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی لیکن جھاڑیوں کی آڑ سے سڑک کے سامنے والا حصہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر موڑ کے قریب تانگے جاتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو سات بج رہے تھے۔ صبح کی ٹرین آ کر گزر چکی تھی اور یہ اسی سے اترنے والے مسافر تھے جو مختلف سواریوں میں بیٹھ کر شہر کی طرف جا رہے تھے۔





میں نے چائے کی طلب کو نظر انداز کر کے سگریٹ سلگایا اور لمبے لمبے کش لینے لگا۔ ابھی خود کو ایکسپوز کرنا قرین مصلحت نہ تھا۔ میں سڑک کے نظر آنے والے حصے کی طرف رخ کر کے خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پندرہ بیس منٹ گزر گئے۔ آنے جانے والوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سڑک پھر سنسنان ہو گئی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرنے کے لئے سوئچ آن کیا لیکن اسی وقت سڑک کے موڑ پر تیزی سے ایک کار اسٹیشن کی طرف جاتی دکھائی دی میرا ہاتھ خودبخود رک گیا۔ گاڑی میں وہیل پر کوئی عورت تھی لیکن اس مختصر عرصے میں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ گاڑی درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ نہ معلوم وہ اجیتا تھی یا سروج تھی یا پھر سریکھا---- جس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا کہ ڈرائیو کر سکتی ہے یا نہیں؟ چند منٹ گزر گئے اور میں کوئی فیصلہ نہ کر پایا کہ اسٹیشن جانا چاہئے یا نہیں۔ اسی اثناء میں ایک اور کار آتی دکھائی دی جس کی رفتار کسی قدر کم تھی اور میں نے بیک وہیل پر بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیا---- یہ یوراج تھا۔ سروج کا بڑا بھائی اور میرا---- نہ جانے کیا؟ اسے دیکھ کر مجھے جھرجھری آ گئی---- اب؟ پہلی کار میں سروج ہو یا اجیتا---- یوراج اس کے تعاقب میں ہی آیا تھا اور اب میرے لئے اسٹیشن جانے کا تو خیر کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا یہاں ٹھہرنا بھی اتنا ہی خطرناک تھا۔ میں نے سوچنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ گاڑی اسٹارٹ کی' سڑک پر لایا اور تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ نصف بازار طے کرنے کے بعد مختلف دیہات سے آنے والی بیل گاڑیوں' ٹھیلوں اور اونٹ وغیرہ کی بھیڑ دیکھ کر رکنے کے بجائے ایک سائیڈ اسٹریٹ کی طرف ٹرن لیا اور چند گلی کوچوں سے گزرتا ہوا شہر سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ کسی سے راستہ دریافت کرنا بھی مناسب نہ سمجھا اور عقل کی رہنمائی میں جس قدر تیز چل سکتا تھا چلتا رہا---- عقل نے زمین گول ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا اور تھوڑی دیر میں وہیں پہنچا دیا' جہاں سے چلا تھا۔ بشیشر سنگھ کی حویلی کا گیٹ دیکھ کر میں نے گاڑی کھڑی کر دی اور نیچے اتر کے پھاٹک کی کھلی ہوئی کھڑکی سے اندر جھانک کر دیکھا۔ دربان مجھے دیکھتے ہی دوڑتا ہوا آیا اور سلام کر کے ایک لفظ کہے بغیر دروزاہ کھولدیا۔ میں نے بشیشر سنگھ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا ابھی تک باہر نہیں آئے شاید سو رہے ہیں۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا---- "اچھا کسی ڈرئیور کو بلا کر

میری گاڑی اندر پہنچا دو---- میں دو تین گھنٹے بعد آؤں گا۔" دربان نے کہا۔ "حضور آپ ڈرائنگ روم میں بیٹھئے---- میں دیکھتا ہوں---- ہو سکتا ہے وہ اٹھ چکے ہوں اور ناشتہ وغیرہ کر رہے ہوں۔" میں "اچھا" کہہ کر وہیل پر آیا اور گاڑی لے کر کوٹھی کے دوسرے رخ پر پہنچ گیا۔ کچھ فاصلے پر آؤٹ ہاؤسیز کے قریب گاڑی روک کر انجن بند کیا اور ہولسٹر سے پستول نکال کر پتلون کی جیب میں ڈال لیا۔ دروازے لاک کئے اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

یہاں متعدد نوکر چاکر چل پھر رہے تھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میرے پہنچنے سے پہلے ان کو میرے آنے کی اطلاع مل جائے گی۔ اس وقت میرے لئے اس کوٹھی کے سوا کہیں جائے پناہ نہ تھی۔ خطرہ یہاں بھی تھا لیکن یقینی نہیں تھا اور فوری ہرگز نہ تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ سرے سے خطرہ ہی نہ ہو اور مجھے شام تک یہاں ٹھہرنے کا موقع مل جائے۔ میں پورچ میں پہنچا تو دربان سیڑھیوں پر کھڑا ہوا میرا انتظار کر رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "میں نے اندر اطلاع بھجوا دی ہے---- دربار جاگ رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھانے کا حکم دیا ہے۔ میں اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے ایک لڑکی چائے کی ٹرے لئے ہوئے نکلی' اور میرے سامنے رکھتی ہوئی بولی۔ "صاحب بہادر' دربار کپڑے پہن کر آ رہے ہیں آپ چائے پیجئے۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر چائے بنانی شروع کر دی۔ وہ سر جھکا کر واپس چلی گئی۔ میں نے چائے ختم کر کے سگریٹ سلگایا تھا کہ سریکھا دروازے میں نمودار ہوئی۔ وہ اس وقت شعلہ جوالا بنی ہوئی تھی۔ میں نے اسکے چہرے پر سرسری نظر ڈال کر کہا "صبح بخیر مسی۔" مسکرا کر میرے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔ "مجھے یقین تھا تم ضرور آؤ گے۔"

میں نے کہا۔ "حاضر ہو گیا---- شام مجھے بہت دور نظر آئی----" وہ مسکرا دی۔ میں آگے چلا "اور پھر مجھے دن کی روشنی میں اصلی روپ بھی دکھانا تھا۔" وہ ہنسنے لگی۔ "یہ اصلی روپ تو نہیں کرن شیو بڑھا ہوا---- یونیفارم میں رات سے بھی زیادہ سلوٹیں پڑی ہوئی تمام رات کے جاگے ہوئے---- نیند نہیں آئی کیا؟"

میں ہنس دیا۔ "یہ مجھ سے پوچھنے کی بات ہے مسی۔" اس نے میرے چہرے پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔ میں نے سگریٹ کا بھرپور کش لے کر اس کے اور اپنے درمیان دھوئیں کا پردہ حائل کر دیا۔ وہ مسکرا دی "عارضی سہارا۔" اس نے دھواں غائب ہوتے ہی کہا۔

"دنیا میں مستقل کوئی چیز نہیں ہوتی۔" میں نے جواب دیا۔

"شاید---- اچھا ایک بات تو بتاؤ کیپٹن پرنسلی---- اگر تم واقعی انگریز یا اینگلو انڈین ہو تو اچھی ہندی کیسے بول سکتے ہو؟"

"اس لئے کہ میری ممی لکھنؤ کی تھیں۔ میں وہیں پیدا ہوا پلا بڑھا' دہلی میں تعلیم

پائی---- بمبئی میں فوج میں شامل ہوا---- انگلینڈ سے صرف اتنا تعلق ہے کہ دو چار مرتبہ ہو آیا ہوں اور دفن ہونے کے لئے پسند کرتا ہوں۔"

وہ ہنس دی اور موضوع تبدیل کرتے ہوئے بولی۔ "تمہارا دوست کیا صبح کی گاڑی سے بھی نہیں آیا؟"

"نہیں آیا کم بخت۔" میں نے جواب دیا---- اسی وقت ہشیشر سنگھ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "شبھ آگمن---- شبھ آگمن۔" میں نے اٹھتے ہوئے آداب عرض کر کے ان سے مصافحہ کیا۔ "شاید آپ کا دوست صبح کی ٹرین سے بھی نہیں پہنچا کیپٹن۔" انہوں نے سریکھا کے برابر میں صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں---- اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا---- ممکن ہے شام کو مجھے بمبئی جانا پڑے اور آپ سے نہ مل سکوں۔"

وہ ہنس دیئے---- "ارے ارے---- کیوں بھلا؟ ابھی تو ہم ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف بھی نہیں ہوئے کیپٹن---- آپ چل بھی دیئے---- یہ کیا؟" میں نے انہیں سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "میں جلد ہی واپس آؤں گا---- اور اگر جنگ شروع نہ ہوئی تو آپ سے اکثر ملتا رہوں گا---- بمبئی کی کوئی خدمت ہو تو بتایئے۔"

"شکریہ کیپٹن۔" انہوں نے کہا۔ "بمبئی میں کس جگہ قیام ہو گا؟"

"گورنمنٹ ہاؤس میں---- میں باڈی گارڈ یونٹ میں ہوں۔"

"اوہ---- پھر تو آپ بڑے کام کے آدمی ہیں---- بہت کچھ کر سکتے ہیں۔"

"فرمایئے---- میں کس کام آ سکتا ہوں۔"

ہشیشر سنگھ نے سگریٹ سلگایا اور ایک دو کش لینے کے بعد بولے "آپ مجھے اپنا ایڈریس دے دیجئے---- میں خط لکھوں گا۔"

"ایڈریس بہت مختصر ہے شریمان---- کیپٹن پرنسلی، گورنر باڈی گارڈ یونٹ---- گورنمنٹ ہاؤس بامبے۔"

ہشیشر سنگھ نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یاد رہے گا سریکھا۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "یاد ہو گیا ڈیڈی---- لیکن کیپٹن---- کیا واقعی آپ کرن نہیں ہیں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "واقعی کرن ہوں مسی---- لیکن واقعی پرنسلی بھی ہوں---- میں بامبے پہنچ کر خط میں اپنی پوری یونٹ کے ساتھ لیا ہوا گروپ فوٹو بھیجوں گا---- شاید آپ کو یقین آ جائے۔"

"یقین دلانے کا تو ایک اور طریقہ بھی ہے۔" اس نے کہا۔ "چلئے میں آپ کو راج محل لے چلتی ہوں---- ایک منٹ میں معلوم ہو جائے گا۔"

"چلئے۔۔۔۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن اگر آپ کا خیال غلط نکلا تو آپ میری واقفیت کا کیا جواز پیش کریں گی۔"

ہشیشو سنگھ نے کہا۔ "یہ صحیح ہے سریکھا۔۔۔۔ تم اوور کانفیڈنٹ ہو۔۔۔۔ اور اپنی بات منوانے کے لئے دوسروں کے جذبات کا بھی پاس نہیں کرتیں۔۔۔۔ کیپٹن ہمارے نئے دوست ہیں۔۔۔۔ فرض کرو یہ کرن سے مشابہت رکھتے ہیں۔۔۔۔ بالکل ان جیسے ہیں۔۔۔۔ سروج کماری انہیں دیکھتی ہیں۔۔۔۔ کیا ان کے زخم ہرے نہ ہوں گے۔۔۔۔ اور کیا تمہاری اس حرکت سے کبلی کیشتر پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے۔" میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا۔۔۔۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "مائنڈ نہ کرنا کیپٹن۔۔۔۔ یہ سب مذاق ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میں مائنڈ نہیں کرتا شریمان۔۔۔۔ ابھی ابھی آپ نے ایک نام لیا تھا۔۔۔۔ کیا کماری۔۔۔۔ ڈیس۔۔۔۔ سروج۔۔۔۔ سروج کماری کون ہیں؟؟"

"فارگٹ اٹ کیپٹن۔" انہوں نے کہا۔ پھر اٹھتے ہوئے بولے۔ "اگر آپ کے پاس وقت ہے تو مہمان خانے میں جا کر کچھ دیر سو جائیں۔۔۔۔ دوپہر کے وقت کھانے پر باتیں کریں گے۔" سریکھا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہشیشو سنگھ مجھے کوٹھی کے عقبی حصے میں مہمان خانے کے کمرے میں پہنچا کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے کار میں سے دوسری یونیفارم اور شیونگ بکس نکالا اور شیو اور غسل سے فارغ ہو کر دروازہ بند کر کے سو گیا۔

میں سو کر اٹھا تو شام کے چار بج چکے تھے' اٹھ کر منہ ہاتھ دھوئے اور دروازہ کھولا۔ گاڑی پر ایک نظر ڈالی اور سگریٹ سلگا کر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں ایک نوکر کھانا لے کر آ گیا۔ میں نے ہشیشو سنگھ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا وہ تھوڑی دیر پہلے کہیں گئے ہیں۔" میں نے سریکھا کے متعلق پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور کھانا کھانے لگا۔ اس نے خود ہی بولنا شروع کر دیا کہنے لگا۔ "دربار نے آپ کو کھانے کے وقت یاد کیا تھا لیکن بائی جی نے کہا۔ "سونے دو نہ جانے رات بھر سونے کا وقت ملا ہے یا نہیں۔" وہ ٹھیک ہے کہہ کر چپ ہو گئے۔'

میں نے ہنس کر کہا۔ "انہوں نے اچھا ہی کیا۔ "میں واقعی تمام رات نہیں سو سکا تھا۔" وہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔ "دربار بائی جی سے کہہ رہے تھے کہ کیپٹن سے دوستی ہو جانے کے بعد اپنی سائی گورنر صاحب تک ہو گئی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ن کا خیال درست ہے۔۔۔۔ مجھے ایک اچھے آدمی کے کسی کام آنے پر خوشی ہو گی۔۔۔۔ ان سے کہہ دینا۔۔۔۔ شاید میں نہ کہہ سکوں۔" وہ ٹرے لے کر چلنے لگا تو میں نے کہا۔ "سریکھا دیوی اگر موجود ہوں تو مجھے آ کر اطلاع دینا۔۔۔۔ میں اب جانا چاہتا ہوں۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر باہر نکل گیا۔

میرا سگریٹ ختم نہیں ہوا تھا کہ نوکر واپس آ کر کہنے لگا۔ "سریکھا' کپتان صاحب' سریکھا دیوی آپ کو یاد فرما رہی ہیں۔" میں ان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آیا وہ اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر کہنے لگی۔ "تمہیں کہاں جانا ہے کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "برٹش کیمپ ---- اور پھر ---- شاید باسے۔"

"اچھا بیٹھئے اور اس شاید کا مطلب سمجھایئے۔"

"شاید آج ---- شاید کل ---- ورنہ پرسوں ---- مجھے یقیناً روانہ ہو جانا ہے ---- شاید کا لفظ صرف آج اور کل کے لئے ہے۔" بس یہی مطلب تھا۔"

"چلئے پھر۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے بھی راج محل جانا ہے ---- ڈراپ کرتے ہوئے چلے جانا۔"

"آیئے۔" میں نے بلا جھجک کہا اور اس کی والدہ کو سر جھکا کر سلام کر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ وہ پورچ تک میرے ساتھ آئی اور ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگی۔ " گاڑی؟"

"لے آتا ہوں۔" میں نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔ وہ کھڑی ہو گئی میں اس کے کردار پر غور کرتا ہوا کوٹھی کے عقبی حصے میں جا کر کار لے آیا اور پورچ میں کھڑی کر کے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آیئے۔" کہنے لگی۔ "میں اگلی سیٹ پر بیٹھوں گی کیپٹن۔" میں نے اگلا دروازہ کھول دیا۔ وہ میرے برابر میں آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے پھاٹک سے باہر نکالی اور سڑک پر آتے ہی کہا۔ "مجھے راج محل کا راستہ معلوم نہیں ہے مس سریکھا۔"

وہ بولی۔ "میں گائیڈ کرونگی ---- بازار سے تو باہر نکالو ---- لیکن کیا واقعی تم راج محل چلو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "خوب کیا راج محل آؤٹ آف باؤنڈ ہے؟"

"میرا خیال یہی تھا۔"

"اور اب کیوں نہیں رہا؟" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہے تو ---- اب بھی ہے ---- اور ہمیشہ رہے گا ---- لیکن سوچتی ہوں کسی کے لئے دشواریاں پیدا کرنا کچھ اچھا نہیں۔"

"کسی میں اگر میں شامل ہو تو قطعی پروا نہ کرو ---- اور اگر تم خود بھی اس میں آتی ہو تو۔"

"میں کیسے؟"

میں نے بازار کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے یہاں کوئی نہیں جانتا تم کیا کہہ کر تعارف کراؤ گی ---- میں نہ تمہارا ہم وطن ہوں اور نہ ہم مذہب ---- کزن تو تم کہہ

نہیں سکتیں۔"

وہ ہنس دی۔ "میں صرف سروج کماری اور اجیتا دیوی کے پاس لے جانا چاہتی ہوں تمہیں ۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یہ دیویاں کون ہیں؟"

"جو بھی ہیں۔" اس نے کہا۔ "اگر وہ تمہیں پہچاننے سے انکار کر دیں گی تو میں ان سے کہہ دوں گی تم میرے منگیتر ہو۔" میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے گردن جھکا لی۔ میں نے گاڑی کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آئیے پہلے اس مسئلے پر کھل کر بات کر لیں ۔۔۔۔ بتائیے کہاں چلیں؟"

مسکرا کر بولی۔ "کیا تم سنجیدہ ہو کیپٹن؟"

میں نے کہا۔ "کیا تم نہیں ہو؟" وہ بازار ختم ہونے تک تو خاموش رہی ۔۔۔۔ ٹرن لیتے ہی کہنے لگی۔ "دھرم شالہ تو دیکھی ہے تم نے؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر "شکریہ" کہا اور ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا ۔۔۔۔ گزشتہ شام والی سڑک آتے ہی ٹرن لیا اور اسی مقام پر انجن بند کرتے ہوئے کہا۔ "ناؤ میڈم ۔۔۔۔ کیا تم نے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے؟"

اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "ہاں کیپٹن۔"

"تمہارے ڈیڈی، ممی آدھے ہندوستان کے رقبے پر چھایا ہوا فیملی اس جھٹکے کو برداشت کر سکے گا کہ تم ایک غیر مذہب سے شادی کر لو یا تم پہلی پراگریسو لیڈی ہو جو ۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم نہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہیں اور بھی بہت کچھ معلوم نہیں ہے بے بی ۔۔۔۔ خیر میں تمہارے جذبات کا احترام کرتا ہوں ۔۔۔۔ پروپوز کرنے کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اعتماد کی قدر کرتا ہوں۔"

اس نے میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "ان میں سے ایک چیز بھی میرے کام کی نہیں۔" مجھے اس کی بیباکی پر ہنسی آنے لگی ۔۔۔۔ لیکن ضبط کر کے رہ گیا ۔۔۔۔ وہ سرک کر میرے قریب ہوتے ہوئے بولی "پرنسلی سچ بتاؤ کیا تم ڈرتے ہو؟"

میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نہیں سریکھا بالکل نہیں میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ تم سے پیار ہے مجھے لیکن یہ تمہارے مفاد میں نہیں ہے میں بہت جلد لڑائی پر چلا جاؤں گا مجھ سے شادی کر کے۔" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی وہ آبدیدہ ہو گئی اور میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہیں ہنستے دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔ ہماری ملاقات کو چوبیس گھنٹے بھی تو نہیں ہوئے ابھی ۔۔۔۔ تم کچھ زیادہ ہی اموشنل واقع ہوئی ہو۔"

وہ بولی۔ "نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔ میں اموشنل نہیں ہوں۔"

"اوکے۔۔۔۔ مجھے خوشی ہوئی۔۔۔۔ آؤ تمہیں پہنچا دوں۔" میں نے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔ "بولو کہاں۔"

"گھر کے سوا کہاں جا سکتی ہوں۔" اس نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "لیکن تمہیں وہیں ٹھہرنا ہو گا۔" میں نے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے ڈیڈی کیا سمجھیں گے ڈیئر؟"

وہ بولی۔ "ففٹی پرسینٹ تو سمجھ چکے ہیں۔۔۔۔ دو تین دن ٹھہرو کچھ پر سینٹیج بڑھنے دو اور باقی میں سمجھانے کی کوشش کرونگی۔۔۔۔ بولو ٹھہر سکتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "ٹھہر سکتا ہوں لیکن تمہارے گھر نہیں اور کیا تم سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس غلط ارادے سے باز نہیں رہ سکتیں؟"

"غلط ارادہ؟" اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ میں نے گاڑی سڑک پر لے کر گیئر بدلتے ہوئے کہا۔ "خیر سوچ لو۔۔۔۔ خدا تمہیں صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔"

وہ ہنس دی۔ "اگر کوئی اور نصیحت رہ گئی ہو تو وہ بھی کرو۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ گیئر بدلتے ہوئے شہر کی طرف نظر ڈالی۔ موڑ کے قریب پہنچ کر شہر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے ارادہ کر رہا تھا کہ تین چار سو گز کے فاصلے پر ایک کار شہر کی طرف سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ اسی وقت سریکھا نے بھی دائیں طرف دیکھا اور گھبرا کر کہنے لگی۔ "کیپٹن یوراج کی کار آ رہی ہے۔" میں نے "اوہ" کہہ کر تیزی سے بائیں جانب ٹرن لیا اور ٹوپ گیئر لگا کر ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کیا۔ گاڑی اڑنے لگی۔ سریکھا نے پیچھے دیکھتے دیکھتے کہا۔ "کیپٹن اب کیا ہو گا؟" میں نے بیک ویو مرر میں گاڑی کا فاصلہ بڑھاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ "وہ تمہیں دیکھنے تو نہیں پائیں گے۔۔۔۔ لیکن واپسی کا راستہ بند ہو گیا کیا تم انہیں فیس نہیں کر سکتیں؟" وہ خاموش ہو گئی۔ دھرم شالہ گزرتے ہی میں نے اسپیڈ اور بڑھا دی یوراج کی گاڑی بہت پیچھے رہ گئی۔ میں نے سریکھا کو خوف زدہ ہوتے دیکھ کر رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔ "کوئی ایسا راستہ نہیں کہ ہم پچاس ساٹھ میل کا چکر کاٹ کر دوسری طرف سے شہر پہنچ سکیں؟"

پیچھے کی طرف نظر ڈال کر کہنے لگی۔ "ہے تو لیکن سو سوا سو میل سفر کرنا پڑے گا۔۔۔ اتنا پٹرول ہے گاڑی میں؟"

"شاید ہے۔۔۔۔ لیکن کیا اس راستے میں کوئی شہر یا قصبہ نہیں پڑتا۔"

"قصبے تو کئی آئیں گے۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ آٹھ ساڑھے آٹھ بجے سے پہلے نہیں پہنچ سکیں گے۔۔۔۔ ڈیڈی سے کیا کہونگی؟"

میں نے کہا "اور اگر رات بھر نہ پہنچ سکیں تو کیا کہو گی؟"

"پھر کہنے کو کیا رہ جاتا ہے ڈارلنگ اور پہنچنے کی ضرورت ہی کہاں رہ جاتی ہے۔"

"خیر---- کوشش کرتے ہیں---- اگر جلد پہنچ جائیں تو کہہ دینا راج محل میں رک گئی تھی۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کار کا جائزہ لے کر رفتار میں پھر اضافہ کر دیا۔ چند میل جانے کے بعد اس نے ایک مائیل اسٹون دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن اسپیڈ کم کرو---- انٹر سیکشن آ رہا ہے---- ہمیں بائیں طرف والی سڑک پر جانا ہے۔ میں نے ایکسی لریٹر سے پاؤں اٹھایا۔ رفتار بتدریج کم ہوتی چلی گئی۔ دوراہا آتے ہی سریکھا نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور گاڑی بائیں طرف ٹرن لے کر پھر ہوا میں اڑنے لگی۔ سریکھا نے اسپیڈو میٹر کی سوئی پچھتر پر دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پرتیا گاتری منتر کا جاپ شروع کر دیا کیا؟"

اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "پرتیا---- گاتری منتر---- جاپ؟ تم یہ سب کیا جانو کیپٹن؟"

"کیوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا میں کسی دوسرے سیارے کا رہنے والا ہوں۔"

"نہیں---- لیکن یہ مخصوص اصطلاحات تمہیں کس نے بتائیں' اگر تم واقعی وہ ہو جو نظر آنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

میں نے قہقہہ لگایا۔ "میں واقعی وہ نہیں ہوں جو نظر آنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ بھی نہیں ہوں جو تم سمجھ رہی ہو----"

وہ ہنس دی۔ "ڈونٹ کڈ می کیپٹن---- پلیز---- پلیز۔"

میں نے بایاں ہاتھ جیب میں ڈال کر سگریٹ نکالا۔ اس نے سگریٹ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور بولی۔ "میں سلگا دیتی ہوں صاحب بہادر۔"

"جان کا خوف۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس نے میری جیب سے ماچس نکال کر سگریٹ سلگایا اور میرے ہونٹوں میں دیتی ہوئی بولی۔ "اتنی تیز نہ چلاؤ کہ پارہ گڑھ کے بجائے ستارہ گڑھ پہنچ جائیں۔" میں نے اسپیڈ کم کر دی اور سگریٹ کا کش لے کر دھواں خارج کیا---- اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا "کیپٹن اب بتاؤ کہ تم کیا ہو؟"

میں نے کہا۔ "لیفٹننٹ۔"

"آل رائٹ---- لیفٹننٹ---- لیفٹننٹ کون؟"

"لیفٹننٹ پرنسلی۔" میں نے جواب دیا۔

"از دیٹ آل کیپٹن---- یا ڈیموٹ ہوتے ہوتے کارپورل تک آنا چاہتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "دیٹس آل---- میں لیفٹننٹ ہی ہوں۔"

"مجھے تمہارے رینک سے زیادہ دلچسپی نہیں کیپٹن---- کیا تمہارے نام میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں؟"

تبدیلی ممکن نہیں؟"

"ہے---- جو تم چاہو----"

"کرن۔"

"تم چاہو تو مجھے چاند کی کرن بھی کہہ سکتی ہو سورج گرہن بھی۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں ڈارلنگ---- تم کھل نہیں رہے۔"

"میں کھلا ہوا ہوں ڈیرئیسٹ بلکہ بیرنگ کھلا خط---- پڑھنا چاہو تو پڑھ لو ورنہ لوٹا دو---- بند سمجھ کر کھولنے کی کوشش نہ کرو۔"

اس نے گردن جھکا لی---- میں نے ایک کش لگا کر ہیڈ لیمپس روشن کئے اور پھر اسپیڈ بڑھانے لگا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "لوٹا تو نہیں سکتی ڈارلنگ---- اور پڑھنا بھی مشکل ہے کیا---- کیا بتاؤ کیا میں تم پر اعتماد کر سکتی ہوں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتی ہو؟"

وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد سڑک کی طرف دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔ "وہاٹ اے فول آئی ایم۔"

میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "آئی ڈونٹ تھنک سو۔" اس نے اس مرتبہ کوئی جواب نہ دیا۔ اسی طرح گم سم بیٹھی دیکھتی رہی۔ میں نے اس کو خوف زدہ کرنے کے لئے اسپیڈ اور بڑھا دی۔ گاڑی سڑک سے اٹھنے لگی۔ اردگرد کے درخت لکیر بن کر رہ گئے۔ اس نے اسپیڈو میٹر کی طرف دیکھا اور بائیں طرف سرک کر میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے ایکسی لریٹر سے پیر اٹھانا شروع کر دیا۔

تقریباً اسی پچاسی میل کا سفر طے کرنے کے بعد ایک قصبہ نما شہر راستے میں آیا۔ سرے پر ہی ایک پٹرول پمپ دیکھ کر میں نے گاڑی پمپ کے قریب لا کر روک دی اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ گاڑی دیکھتے ہی ایک خاکی ڈریس میں ملبوس جوان برآمدے سے نکل کر باہر آیا اور فوجی سلام کر کے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر حیران رہ گیا۔ "پٹرول" کہنے کے بجائے بے ساختہ میری زبان سے نکلا---- "دامن۔" اس نے جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "ان داتا---- آپ؟"

میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے گاڑی میں پٹرول ڈالو دامن---- اور کسی ہوٹل سے چائے منگاؤ---- میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ پمپ کی طرف چلنے کے بجائے تیزی سے بازار کی طرف دوڑا سریکھا نے کھڑکی کھول کر کہا۔ "کیا ہوا کیپٹن---- کیا پٹرول نہیں ہے؟"

میں نے کہا۔ "میں نے تمہارے لئے چائے منگائی ہے ڈیئر---- اگر پی سکو۔" اس

نے مسکرا کر کہا۔ "میں ہر وہ چیز پی سکتی ہوں جو تم پلانا پسند کرو۔" میں "تھینک یو" کہہ کر گاڑی کے پیچھے کی طرف چل دیا اور پٹرول ٹینک کی کیپ کھولنے لگا۔ اسی وقت دامن آ گیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "یہاں کیسے دامن؟" کیا ہزہائی نس نے تمہیں بھی نکال دیا۔۔۔۔؟"

سر جھکا کر بولا۔ "ہاں ان داتا۔۔۔۔ لیکن آپ۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "بن باس سمجھو۔۔۔۔ لیکن میں پھر آؤں گا۔۔۔۔ یہ بتاؤ گزارہ کیسا ہو رہا ہے؟"

"گزارہ۔۔۔۔ بس ہو رہا ہے ان داتا۔۔۔۔ سپنے تو چکنا چور ہو گئے۔۔۔۔ سب کچھ آپ کے دم سے تھا۔۔۔۔ نہیں رہا۔۔۔۔"

"ہے بھئی میں بھی ہو تم بھی ہوں اچھا پٹرول ڈالو۔۔۔۔ دیکھتے ہیں تمہارے دن کیسے نہیں پھرتے۔ صرف میرے متعلق زبان سے ایک لفظ نہ نکالنا۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر پمپ سے نوزل اٹھا کر گاڑی میں لگایا۔ اسی وقت ایک لڑکا ہوٹل سے چائے لے کر آ گیا اور میں نے گاڑی میں بیٹھ کر چائے پینی شروع کر دی۔ دامن نے پٹرول ڈال کر ریڈی ایٹر میں پانی بھرا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ چند منٹ میں چائے سے فارغ ہو کر میں نے ٹرے لڑکے کو تھما دی اور دامن کو اشارے سے بلا کر پوچھا۔ "کتنا بل ہوا؟"

اس نے جھجکتے جھجکتے کہا۔ "آٹھ روپے۔" میں نے کہا۔ "اچھا ہوٹل کا بل ادا کر دو۔"

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر لڑکے کو کچھ دیا اور وہ ٹرے لے کر چل دیا۔ میں نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "یہ پٹرول کی قیمت اور۔۔۔۔" اس نے میرے ہاتھ سے نوٹ لے کر سلام کیا۔ میں نے ڈیش بورڈ کا خفیہ خانہ کھولا اور پانچ ہزار روپے کا بنڈل نکال کر اس کو دیا۔ وہ گڈی جیب میں رکھ کر سلامی کے لئے زمین بوس ہو گیا۔ میں نے شیشہ چڑھا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سڑک پر آتے ہی اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "سو دس از وہاٹ یو آر۔۔۔۔ کیپٹن۔۔۔۔ لیفٹننٹ۔۔۔۔ کارپورل۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کا ادنیٰ غلام ہوں مادام؟"

شہر کا بازار اتنا طویل تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔ نہ خوبصورت تھا نہ بارونق۔۔۔۔ بس ایک سلسلہ تھا کہ ختم ہونے میں نہ آتا تھا میں نے اسی لئے اسے قصبہ نما شہر کہا تھا۔ دوسرے سرے پر پہنچتے ہی میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "خدا کا شکر ہے۔"

سریکھا نے کہا۔ "تم اچھے ڈرائیور ہو کیپٹن؟"

میں نے کہا۔ "خاندانی پیشہ ہے میڈم۔"

مسکرا کر بولی "یقیناً---- اور اس پٹرول پمپ والے کا بھی اسی خاندان سے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ اتنا بڑا انعام غیروں کو نہیں دیا جاتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آخر آپ نے پہچان ہی لیا۔ خیر اب یہ بتایئے اب پندرہ منٹ میں ہم آپ کی حویلی پہنچ جائیں گے---- اگر آپ کے ڈیڈی گھر میں موجود ہوئے تو آپ کا ردعمل کیا ہو گا؟" کہنے لگی۔ "دروازے پر گاڑی روک دینا میں تنہا اندر چلی جاؤں گی---- تم لوٹ جانا---- لیکن یہ بتاؤ پھر کہاں ملو گے؟"

میں نے کہا۔ "خوابوں میں۔" اس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "اچھا اسٹیشن پر---- اگر ضروری سمجھو۔"

"اگر ضروری سمجھوں۔" اس نے میرے الفاظ پر طنز کرتے ہوئے کہا۔ "اور اگر ضروری نہ سمجھوں تو؟"

"تو پھر میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

وہ خاموش ہو گئی---- میں نے ایک شارپ ٹرن لے کر اسپیڈ میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس خاموشی میں ناراضگی کا تو کوئی پہلو نہیں ہے نا؟" وہ مسکرا دی۔ میں نے "شکریہ" کہہ کر ایک ہاتھ سے سگریٹ سلگایا۔ وہ تمام نقل و حرکت غور سے دیکھتی رہی میرا مقصد بھی اس مہارت فن کا مظاہرہ کرنا تھا لیکن اس نے اس کا جو کچھ اثر لیا وہ چونکا دینے والا تھا۔ مسکرا کر بولی۔ "پیشہ ور ڈرائیور ثابت ہونے کی اچھی کوشش کر رہے ہو کیپٹن؟"

"میں نے بار ثبوت تم پر چھوڑ دیا---- جو کچھ ثابت کرو مجھے تسلیم ہو گا۔"

"ثابت کرنے کے معنی پانے کے بجائے کھونا ہے کیپٹن ورنہ کچھ مشکل تو نہیں۔"

"یقیناً کچھ مشکل نہیں خیر یہ روشنیاں پارہ گڑھ ہی کی ہیں نا؟"

"جی! اور اب دل بیٹھتا جا رہا ہے۔"

"میرا دل اٹھ کر حلق میں آ رہا ہے---- کاش تم کچھ دور پیدل چل سکتیں۔"

اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکا۔ گاڑی شہر میں داخل ہوتے ہی وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔ دو تین ٹرن لینے کے بعد حویلی کے قریب پہنچے کارنر پر آتے ہی دروازے کے سامنے ایک کار کھڑی ہوئی دکھائی دی' میں نے گاڑی دھیمی کرتے ہوئے سریکھا کی طرف دیکھا۔ وہ میرا مطلب سمجھ کر کہنے لگی۔ "یہیں روک جاؤ کیپٹن---- نہ معلوم کس کی گاڑی ہے؟" میں نے بریک لگایا اور ہاتھ بڑھا کر درواز کھول دیا۔ اترتی ہوئی بولی۔ "میں صبح ہونے سے پہلے اسٹیشن پر ملوں گی۔" میں نے دروازہ بند کیا اور گاڑی بیک کر کے سڑک پر لایا اور تیزی سے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔

اسٹیشن پہنچ کر میں نے کار گیج آفس کے قریب پارک کی اور اپر کلاس بکنگ آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا پلیٹ فارم پر آیا۔ ریفرشمنٹ روم کے قریب گزشتہ رات والا ڈپٹی ایس ایم ملا "گڈ ایوننگ" کر کے کہنے لگا۔ "صاحب آج دونوں ویٹنگ روم خالی ہیں اگر آپ کو ٹھہرنا ہو تو جینٹس والا کھلوا دیتا ہوں۔" میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "کھلوا دینا---- آؤ پہلے میرے ساتھ چائے پیو----" وہ سر کے اشارے کے ساتھ "تھینک یو سر" کہتا ہوا تیزی سے ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔ میں نے ریفرشمنٹ میں داخل ہو کر ویٹر کو ڈنر کا آرڈر دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔

کھانا کھا کر کافی پی رہا تھا کہ ایک شخص نے جالی والا کواڑ کھول کر اندر جھانکا میں نے ڈانٹ کر پوچھا "کیا ہے----؟" وہ جواب دینے کے بجائے تیزی سے دروازے کی آڑ میں ہو گیا۔ مجھے اس کے جواب نہ دینے پر شک ہوا اور ویٹر کو بلا کر کہا۔ "دیکھو باہر کون ہے---- اس کو ہمارے پاس لے کر آؤ۔" ویٹر باہر نکل گیا۔ چند منٹ گزر گئے لیکن وہ واپس نہ ہوا میں سگریٹ سلگاتا ہوا اٹھا دوسرے ویٹر کو بلا کر پے منٹ کیا اور باہر نکلا۔ ویٹر اسی آدمی کے ساتھ اپر کلاس گیٹ کے قریب کھڑا ہوا اس کو ساتھ لانے پر اصرار کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا۔

"لو صاحب خود ہی آ گئے---- اب ان سے بات کرو۔" میں نے ویٹر سے کہا۔ "تم واپس جاؤ---- ہم نے پے منٹ کر دیا---- یہ لو اپنا بخشیش۔" ویٹر نے میرے ہاتھ سے روپیہ لیا، جھک کر سلام کیا اور ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا۔ میں نے اس آدمی کی طرف دیکھا۔ وہ اٹھائیس تیس سال کی عمر کا جوان تھا مجھ سے نگاہیں ملتے ہی سہم کر اٹینشن ہو گیا اور فوجی سلام کیا۔ "تم پولیس مین ہے جوان؟" میں نے سوال کیا۔ وہ دوبارہ سلام کر کے بولا۔ "یس سر۔" میں نے کہا۔ "تم کو بلایا تو تم آیا کائے کو نہیں؟" وہ بولا۔

"صاحب بہادر ہم غلطی سے اندر دیکھ لیا تھا۔ سمجھا آپ ناراض ہو جائیں گے۔"

"ویل۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جھانکنا ناراض ہونے کا بات نہیں ہے---- بھاگنا ناراض ہونے کا بات ہے---- اچھا تم اسٹیٹ پولیس ہے؟" وہ بولا۔ "نہیں صاحب ہم گورنمنٹ ریلوے پولیس ہے---- اسٹیشن کا اسٹیٹ سے کوئی تعلق نہیں۔"

"ہم کو مالوم ہے۔" میں نے کہا۔ "تم کب تک ڈیوٹی پر ہے؟"

"دس بجے تک----" میں نے کہا۔ "آل رائٹ---- ہم ویٹنگ روم میں ہے اگر کوئی کار اور آتا ہے، پہلے دیکھو پھر ہم کو بتاؤ---- یہ لو سگریٹ۔" اس نے جھجکتے جھجکتے سگریٹ لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دی اور کمر تھپک کر ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔

ساڑھے نو بجے کے قریب جبکہ میں اسکاچ کے خمار میں آرام کرسی پر پھیلا ہوا نیم خوابیدہ سا پڑا تھا۔ پولیس مین ویٹنگ روم میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ "صاحب پارا گڑھ کی

طرف سے ایک کار آئی ہے۔۔۔۔ اس میں۔" اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے میں "تھینک یو" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ میں ایک روپیا دیتے ہوئے کہا۔"تم ریفرشمنٹ روم میں جا کر چائے پیو۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔"



وہ سلام کر کے ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا۔ میں تیسرے درجے کے گیٹ سے باہر نکلا۔ اپر کلاس گیٹ کے عین سامنے اندھیرے میں ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی میں نے قریب پہنچ کر دیکھا۔ کار میں کوئی نہ تھا اور میں یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اجیتا کی ہے یا سریکھا کی۔ بہر کیف کار سروج کی نہ تھی۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر پلیٹ فارم پر پہنچا۔ اجیتا ایس ایم آفس کے قریب کھڑی ہوئی دوسرے پلیٹ فارم کی طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے دبی آواز میں "اجیتا" کہا اور آگے بڑھ گیا۔ دس بارہ قدم جا کر پلٹ کر دیکھا تو وہ متامانہ قدموں سے چلی آ رہی تھی۔ میں اسی جگہ رک گیا۔ وہ مجھ سے دو قدم کے فاصلے پر پہنچ کر رک گئی اور اتنی کمزور آواز میں جو بمشکل سنی جا سکی اس کے منہ سے نکلا "کرن؟" اس کے لہجے میں بے یقینی اور خوف کا عنصر نمایاں تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔

"اجیتا ڈارلنگ یہ گھبراہٹ کیوں؟ کیا سروج نے تمہیں نہیں بتایا۔۔۔۔؟" وہ بولی۔ "بتایا کرن اور میں یقین ہو جانے پر ہی آئی ہوں لیکن صدموں نے میرا دل کمزور کر دیا اور اب میں خوشی بھی برداشت نہیں کر سکتی۔" میں نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ "آؤ کار میں چل کر باتیں کریں گے۔" وہ میرے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ اب اسکی چال میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ تھی۔ میں اس کو اپنی گاڑی کے پاس لے کر آیا اور دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر بٹھایا۔ دروازہ بند کرتے ہی کہنے لگی۔"کرن میں نے جو کچھ سنا اس پر یقین کرنے کو جی نہیں چاہتا لیکن اب تمہیں دیکھ کر شک کرنے کی گنجائش نہیں خیر یہ بتاؤ تم کہاں رہتے ہو؟"

"اس گاڑی میں۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "یہی میرا راج محل ہے۔ یہی میرا وطن ہے۔"

"کب تک۔۔۔۔؟"

"چھوڑو اجیتا کوئی اور بات کرو۔ میں زندہ ہوں اور زندہ رہ سکتا ہوں ایک راج محل چھن گیا دس راج محل بنا سکتا ہوں۔"

"تمہارے اخراجات؟"

"ہز ہائی نس ایک لاکھ روپے سالانہ دیتے ہیں۔۔۔۔ بشرط ضرورت اور بھی لے سکتا ہوں۔ جس روز ان کی۔۔۔۔ آئم سوری انہیں میری عمر بھی لگ جائے۔"

"میں سمجھ گئی کرن تم کیا کہنا چاہتے تھے لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ ان کے بعد تم گدی

پر بیٹھ سکو۔۔۔۔؟" تم اپنا زندہ ہونا کس طرح ثابت کرو گے؟"

"ڈیڈی مجھے جو چیک دیتے ہیں اس پر یوراج کرن لکھتے ہیں اور گورنر کی معرفت دیتے ہیں۔۔۔۔ اس سے بڑا ثبوت کیا چاہئے؟"

"کافی ہے کرن۔۔۔۔ یہ بتاؤ ہم تمہیں کہاں مل سکتے ہیں؟"

"تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود تمہیں ملتا رہوں گا۔۔۔۔ حالانکہ یہ گورنر کے حکم کے خلاف ہے۔"

"سمجھ سکتی ہوں کرن۔" اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر کچھ سوچ کر اپنی گاڑی کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے کہا۔ "کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔۔؟"

وہ بولی۔ "خطرہ محسوس کر رہی ہوں کہیں کوئی میرا پیچھا کرتا ہوا نہ آیا ہو۔"

"کون آ سکتا ہے؟ یوراج؟" میں نے پوچھا تو اس نے اثبات میں گردن ہلائی۔ "آج کل وہ اکثر میرے باہر نکلنے پر پیچھا کرتے ہیں۔"

"کل صبح تم اسٹیشن آئی تھیں؟"

"نہیں۔۔۔۔ سروج آئی تھی۔۔۔۔ تمہیں ملی کیا؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "اتنا معلوم ہے یوراج کسی کا پیچھا کرتے ہوئے اسٹیشن آئے تھے۔ کیا پرسوں شام کو تم نے میرا ٹیلیفون ریسیو نہیں کیا؟" وہ بولی۔ "نہیں میں ولاس پور کی راجکماریوں کی تواضع میں مصروف تھی۔ شاید کسی اور نے۔۔۔۔"

"ایسا ہی ہوا ہے۔" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کون عورت تھی تمہارے کمرے میں۔۔۔۔؟ یقیناً وہ کوئی نوکرانی تو نہیں ہو سکتی۔۔۔۔"

گھبرا کر کہنے لگی۔ "یہ تو بڑی گڑبڑ ہو گئی کرن تم نے اپنا نام تو نہیں بتایا تھا نا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نہیں نام نہیں بتایا لیکن بولنے والی انگریزی سمجھتی ہے اور اس نے مجھے ڈیئر کہا میں نے اسے اسٹیشن کا پتا ضرور بتایا تھا لیکن یہ سروج بھی جانتی ہے۔" وہ سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے کہا۔ "بہر کیف اب تمہارے لئے باہر نکلنا مناسب نہیں اور زیادہ دیر ٹھہرنے میں بھی خطرہ ہے چلو تمہیں شہر تک چھوڑ آؤں۔" اس نے دوسری طرف کا دروازے کھولتے ہوئے کہا۔ "نہیں تمہارا ساتھ آنا مناسب نہیں میں چلی جاؤں گی۔ میرے خیال میں تم گاڑی میں ہی بیٹھے رہو تاکہ کوئی آئے تو فوراً" روانہ ہو سکو۔"

"بہتر ہے۔" میں نے کہا۔ "ولاس پور سے آنے والی راجکماریاں چلی گئی ہوں تو صبح دھرم شالہ کی طرف آ جانا۔۔۔۔ اگر رات خیریت سے گزر گئی تو میں آٹھ بجے تک تمہارا انتظار کروں گا۔" اس نے گاڑی سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا اور کہنے لگی۔ "وہ ابھی نہیں گئیں۔۔۔۔ شاید کل چلی جائیں۔۔۔۔ بہر کیف میں ضرور دھرم شالہ پہنچوں گی۔ تم نے مجھے گجراج کا پرسہ نہیں دیا کرن۔" میں نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "مجھے اس حادثے کا

افسوس ہے اجیتا لیکن میں یہ زخم کرید کر تمہیں دکھ نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔" وہ بولی۔ "نہیں کرن مجھے گجراج کی موت سے زیادہ دکھ تمہاری صاحبی چھن جانے کا ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری۔ خیر چھوڑو وہ حساب کسی بھی طرح ہو بیباق ہو گیا۔"

"ہاں۔" میں نے اس کے الفاظ کی گہرائی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "میری صاحبی چھن گئی لیکن یہ صورتحال عارضی ہے۔ میں دنیا سے اپنے حقوق لینے کی طاقت رکھتا ہوں---- تم دیکھ لو گی----" اس نے جھک کر میرا منہ چوم لیا اور دروازہ بند کر کے اپنی کار کی طرف چل دی۔ میں اس کو گاڑی میں بیٹھ کر دور تک جاتے دیکھتا رہا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو سگریٹ سلگا کر اس کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ اس نے گجراج کی موت کو حادثہ تسلیم نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود کسی انداز میں بھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ اسے قتل سمجھتی ہے۔ یہ بہت بڑا بلیدان تھا۔

انہی خیالات میں کھوئے کھوئے میں نے بائیں طرف مڑ کر سیٹ پر پاؤں پھیلائے تو دروازے کے قریب ایک سیاہ رنگ کا وینٹی بیگ پڑا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا اور کھول کر دیکھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ تمام بیگ کرینسی سے ٹھسا ٹھس بھرا ہوا تھا۔ جس میں ایک چھوٹے سے آئینے اور سینٹ کی شیشی کے سوا کوئی آرائشی سامان نہ تھا۔ وینٹی بیگ سے کیش بکس کا کام لیا گیا تھا اس سے سمجھا جا سکتا تھا کہ اجیتا ہی کا ہو سکتا ہے اور وہ بھی بھول کر نہیں بلکہ جان بوجھ کر چھوڑ گئی ہے۔ پیار کے لئے شوہر اور شوہر کی دولت وہ ہی قربان کر سکتی تھی۔ چند گھنٹے پہلے سریکھا بھی اسی سیٹ پر تھی۔ اس کے پاس بھی وینٹی بیگ تھا لیکن اتنی بڑی رقم کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ آخر میں نے بیگ بند کر کے ڈیش بورڈ کے خفیہ خانے میں رکھا اور سیٹ پر دراز ہو کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں۔ میں نے آخری کش لے کر سگریٹ باہر پھینکا اور شیشے چڑھا کر پھر سیٹ پر دراز ہو گیا۔

کھڑکی کے شیشے پر کھٹ کھٹ کی آواز سن کر اچانک میری آنکھ کھلی اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو صبح صادق کی ہلکی روشنی میں ایک چھریرے جسم کا لڑکا سیاہ رنگ کا جرسی پہنے، مفلر میں نصف چہرہ ڈھانپے کھڑا ہوا تھا۔ مجھے اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ ہینڈل پر رکھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ اندر سے لاک تھا نہ کھل سکا۔ میں نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دروازہ کھولا۔ اس نے چہرے سے مفلر ہٹا دیا۔ میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "سریکھا----! تم---- اس وقت؟" وہ خاموشی سے اندر آ گئی اور اٹیچی کیس میری گود میں رکھ کر دروازہ بند کرتی ہوئی بولی---- "کیپٹن گاڑی اسٹارٹ کرو اور یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو۔"

"خیریت تو ہے----؟" میں نے اٹیچی کیس سیٹ پر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اسٹیرنگ

سے بچ کر نکلتی ہوئی بائیں طرف آ کر بیٹھ گئی اور مجھے وہیل کی طرف سرکنے کا اشارہ کر کے کہنے لگی۔ "صرف اتنی خیریت ہے کہ میں یہاں تک پہنچ گئی تم گاڑی اسٹارٹ کرو۔"

میں نے کہا۔ "کہاں جانا ہے آخر---- بتاؤ تو----؟" وہ بولی۔ "اوہ کیپٹن میں سب بتا دوں گی---- کہیں چلو تو سہی----"

میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر سوئچ آن کر کے انجن اسٹارٹ کیا اور دو تین ٹرن لے کر اسٹیشن کمپاؤنڈ سے گاڑی باہر نکالی۔ سڑک پر آتے ہی کہنے لگی۔ "پارا گڑھ نہیں جا رہے ہیں۔" میں نے گیئر بدلتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔ "اس طرح نہ دیکھو کیپٹن---- میں تمہارے ساتھ فرار نہیں ہو رہی---- صرف تمہیں خطرے سے دور لے جانا چاہتی ہوں۔"

"شکریہ----" میں نے کہا۔ "کیا خطرہ لاحق ہو گیا مجھے ڈیئریسٹ؟"

"طنزیہ لہجہ اختیار نہ کرو ڈارلنگ---- شام کو یوراج نے پندرہ میل تک ہمارا پیچھا کیا---- وہ تمہیں تو نہ پہچان سکے لیکن شاید مجھے پہچان گئے تھے۔ ہمیں غائب ہوتے دیکھ کر وہ لوٹ گئے لیکن ان کا خیال تھا کہ اب ہم صبح سے پہلے کسی طرح نہیں لوٹ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے راج محل پہنچتے ہی اپنے سیکرٹیری کو ہمارے گھر بھیجا اور دھرم شالہ کی سڑک پر پولیس کا پہرہ لگا دیا۔ ہم ان کی توقع کے خلاف دوسری طرف سے گھر پہنچ گئے اور بہت جلد پہنچ گئے تم نے جو کار ہمارے دروازے پر دیکھی وہ یوراج کے سیکرٹیری کی تھی اور وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگے سریکھا دیوی آپ کو سروج کماری نے بلایا ہے۔ کل دس بجے راج محل تشریف لے آئیں۔

میں نے کہا۔ "او کے ہو آنا---- لیکن اس میں میرے لئے خطرے کا کونسا پہلو ہے----؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "سروج کماری کو نہیں جانتے----؟" میں نے کہا۔ "مجھے جاننا چاہئے کیا----؟" وہ ہنس دی۔ "وہاٹ اے ڈیول یو آر۔" میں نے کہا۔ "اچھا---- خطرہ بیان کرو۔"

"شاید آج تم ایکسپوز کر دیئے جاؤ۔" میں نے کندھے اچکا دیئے بولی۔ "یہ ٹھیک ہے۔ اگر سروج نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا تو میں اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتی کہ تم میرے فی انیس ہو اور ہم----"

"کہہ دینا----" میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "میں یہی چاہتا ہوں کہ کوئی میرا سوگ منانے والا ہو----" اس نے رونی شکل بنائی میں نے اس کے بازو کو ٹوکا دے کر کہا۔ "ہماری سوسائٹی میں رونا پیٹنا نہیں ہوتا---- صرف سیاہ لباس پہنا جاتا ہے۔" وہ مجھے۔ "تم کتنے ظالم ہو----" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ باتوں باتوں میں گاڑی پارا

گڑھ کا نصف فاصلہ طے کر گئی۔ آخر اس نے یکایک چونک کر کہا۔ "تم شہر کی طرف کیوں جا رہے ہو کیپٹن؟"

"ایکسپوز ہونے کے لئے ۔۔۔۔" میں نے جواب دیا۔ "میں اس مذاق کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔ میں اتنے سویرے تم سے مذاق کرنے کے لئے نہیں۔ تمہیں خطرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔ اچھا گاڑی روک دو اور سنجیدہ ہو کر میری بات سن لو۔" میں نے گاڑی سڑک کے کنارے پر لے کر بریک لگایا۔ "کہئے۔۔۔۔ میں سنجیدہ ہوں۔" کہنے لگی۔ "ڈیڈی میرے طرز عمل سے اتنا تو ضرور سمجھ چکے ہیں کہ میں تمہاری طرف ضرورت سے زیادہ متوجہ ہوں۔" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "یقیناً" وہ بولی۔ "شام کو سیکریٹری کے جانے کے بعد کہہ رہے تھے۔ "کیپٹن پرنسلی کا بمبئی سے یہاں آنا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر سریکھا کا خیال غلط ہے تو اسے برٹش کیمپ میں ہونا چاہئے تھا۔" میں نے کہا۔ "اس قیاس آرائی کا تو انہیں حق ہے ڈیئر۔۔۔۔ ایک نئے ملنے والے کے متعلق ہر شخص سوچتا ہے۔" وہ بولی۔ "بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔۔۔۔ ڈیڈی کہہ رہے تھے وہ آج ریزیڈنسی میں جا کر دریافت کریں گے۔ اگر ایسا ہوا۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تو کیا تمہارے خیال میں میں امپوسٹر ہوں۔۔۔۔؟" وہ بولی۔ "نہیں ڈیئریسٹ میرے خیال میں تم وہی ہو جو میں پہلے کہہ چکی ہوں۔" میں نے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کس سواری میں اسٹیشن آئی تھیں ڈارلنگ؟"

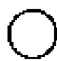
"تانگے میں۔۔۔۔" اس نے کہا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں گھر پہنچا دوں۔" اس نے میرا بازو تھام کر کہا۔ "سنو ڈارلنگ دن نکل آیا ہے۔۔۔۔ تمہارا شہر جانا ٹھیک نہیں ہے۔" میں نے کوئی جواب دیئے بغیر اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی۔ شہر کے قریب پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا اور کہنے لگی مجھے یہیں اتار دو کیپٹن۔" میں نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سات نہیں بجے ابھی ڈارلنگ میں چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ تمہاری ڈیڈی جائیں تمہیں گھر پہنچا دوں۔" اس نے عجیب نظروں سے میری طرف دیکھا۔ ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر ابھری اور آہستہ آہستہ غائب ہو گئی۔ میں نے اس کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "میں جانتا ہوں ڈارلنگ تم ان کو گڈ بائی کہہ کر آئی ہو لیکن میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ دشمنی نہیں۔۔۔۔ اس لئے" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے گاڑی کو اٹولہ گارڈن جانے والے راستے پر ڈالا اور چند سڑکوں سے گزرتے ہوئے حویلی کے کونے پر پہنچ کر روک دی۔ اس نے دروازہ کھول کر اترتے اترتے میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے رخسار کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "تم میری ہو ڈارلنگ۔۔۔۔ جاؤ۔ میں دس بجے تمہارے پاس آؤں گا۔" وہ میری انگلیاں چوم کر چل

[illegible]

دی۔ میں نے اس کی اٹیچی اٹھا کر کہا۔ "یہ کیوں چھوڑے جا رہی ہو۔۔۔۔؟" اس نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "گاڑی میں رہنے دو۔۔۔۔ شاید ہمیں اس کی ضرورت پڑے۔" میں نے اٹیچی سڑک پر رکھ دی۔ وہ پلٹی اور اٹیچی اٹھا کر مسکراتی ہوئی بولی۔ "اسے لے جاؤ کیپٹن۔۔۔۔ دس بجے اپنے ساتھ لیتے آنا۔ میں نہیں لے جا سکتی۔۔۔۔ تم سمجھتے کیوں نہیں۔۔۔۔؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ گاڑی بیک کرنے لگا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اٹیچی سیٹ پر ڈال کر تیزی سے پھاٹک کی طرف چل دی۔

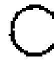
بازار میں پہنچ کر میں نے گاڑی پٹرول پمپ پر کھڑی کر کے گیسولین اور ہوا چیک کرنے کا حکم دیا اور گاڑی سے اتر کے شو روم میں آیا۔ مینیجر نے دروازے میں آتے ہی اٹھ کر سلام کیا اور کرسی پیش کی۔ میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم بریک فاسٹ کرنا مانگتا مینیجر۔۔۔۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے۔" اور پمپ پر جا کر اٹینڈنٹ کو ہوٹل کی طرف روانہ کیا اور واپس آ کر دروازے میں کھڑا ہو گیا۔ میں خاموشی سے سگریٹ پیتا رہا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکا چائے اور کیک پیس لے کر آ گیا۔

میں چائے پی کر گاڑی میں سوار ہوا تو آٹھ بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ مجھے دھرم شالہ جانا تھا لیکن خطرہ محسوس کر رہا تھا کہ اگر اس طرف ابھی تک پولیس کی نگرانی جاری ہوئی تو لوٹنا ناممکن ہو جائے گا اور لوٹنا ضروری تھا۔ سریکھا نے اٹیچی کیس رکھ کر مجھے پابند کر دیا تھا۔ آخر اسٹیشن کی طرف جانے کا فیصلہ کر کے پے منٹ کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے سروس اسٹیشن سے باہر نکالی۔ ریلوے اسٹیشن پہنچ کر میں نے گاڑی لگیج آفس کے قریب اسی مقام پر پارک کی اور دروازے لاک کر کے پلیٹ فارم کی طرف چل دیا۔ اس وقت یہاں کافی چہل پہل تھی۔ ویٹنگ روم۔۔۔۔ مسافر خانہ پلیٹ فارم ہر جگہ مسافروں کا ہجوم تھا۔ میں دفتروں کے سامنے سے گزرتا ہوا ریفرشمنٹ روم میں داخل ہوا اس وقت یہاں بھی کئی صاحب بیٹھے ہوئے چائے وغیرہ پی رہے تھے۔ ویٹر نے سلام کر کے ایک خالی میز پر پہنچایا۔ میں نے اس کو بریک فاسٹ کا آرڈر دیا ور ٹائیلٹ میں جا کر منہ ہاتھ دھونے لگا۔



ٹرین گزر جانے کے بعد ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں ویٹنگ روم میں چلا گیا۔ شیو اور غسل کر کے دوسری یونیفارم پہنی اور بارہ بجے کے قریب دوپہر کی گاڑی دیکھنے کیلئے باہر نکلا۔ کچھ دیر پلیٹ فارم پر ایک سرے سے دوسرے تک مٹر گشت کرتے کرتے اکتا کر گیٹ سے باہر نکلا اور مسافروں کو تانگوں اور ٹیکسیوں میں بیٹھ بیٹھ کر جاتے دیکھتا رہا۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر اپنی گاڑی کی طرف نظر ڈالی تو اس کے دائیں بائیں دو فوجی کاریں کھڑی ہوئی دکھائی دیں۔ جن میں سے ایک خالی تھی اور دوسری میں دو آفیسرز بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ

فاصلے پر دیوار کے قریب ایک سفید رنگ کی شورلے کھڑی ہوئی تھی۔ نہ جانے کیوں؟ مجھے اپنی گاڑی کے گردو پیش یہ رکاوٹیں دیکھ کر گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی۔ فوجی افسروں کی موجودگی میں خواہ وہ کسی بھی سبب سے آئے ہوں' مجھے نکلنے کی کوشش کچھ مناسب معلوم نہ ہوئی اور پلٹ کر ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔ پلیٹ فام پر آتے ہی ابھی ویٹنگ روم کی طرف مڑنے نہ پایا تھا کہ اس طرف سے بشیشر سنگھ ایک کرنل کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک ثانیہ میں تمام معاملہ میری سمجھ میں آگیا لیکن اب کہیں راہ فرار نہ تھی۔ بشیشر سنگھ نے مسکرا کر "ہیلو کیپٹن" کہا۔ میں نے مسکرا کر اس کو جواب دیا اور اٹینشن ہو کر کرنل کو سیلوٹ کیا۔



کرنل نے سیلوٹ کا باقاعدہ جواب دیا اور مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کرنل شیڈن۔" میں نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "لیفٹنٹ پرنسلی۔" چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد کرنل نے کہا "لیفٹنٹ میں تم سے چند پرائیویٹ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"مائی پلیشرر سر۔" کہہ کر میں نے ویٹنگ روم کی طرف قدم بڑھایا وہ بھی میرے ساتھ چلنے لگے۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "آفیسرز میں ریفرشمنٹ روم میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" کرنل نے پلٹ کر کہا۔ "او کے مسٹر سنگھ۔" ویٹنگ روم میں داخل ہوتے ہی کرنل نے کہا۔ "لیفٹنٹ کیا تم ہزایکسی لنسی کے باڈی گارڈز میں شامل ہو؟"

میں نے کہا۔ "یقیناً سر۔" وہ بولے۔ "کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہو۔" میں ٹیبل پر رکھا ہوا سوٹ کیس کھول کر اپنا اپا ئنٹمنٹ لیٹر اور چند کاغذات ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "سر میرا نام لیفٹنٹ نعیم احمد ملک ہے۔ پرنسلی مسٹر ولسن کا دیا ہوا اعزازی نام ہے اور ہزایکسی لنسی مجھے پرنسلی کہہ کر ہی پکارتی ہیں---- ممکن ہے ان کاغذات میں ان کا کوئی لیٹر بھی ہو۔" کرنل چند منٹ میں تمام کاغذات سے گزر گئے اور مسکرا کر مجھے لوٹاتے ہوئے بولے۔ "کانگریچو لشنز لیفن---- تمہارے سامنے درخشاں مستقبل ہے۔" میں نے سگریٹ کیس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "شکریہ سر---- میرا ماضی بھی درخشاں رہ چکا ہے۔" کرنل نے سگریٹ نکال کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ تو مجھے نظر آ رہا ہے---- رالز کسی معمولی آدمی کے پاس تو نہیں ہوتی۔" میں نے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "سر مجھے امید ہے آپ میرا اصلی نام اپنی ذات تک ہی محدود رکھیں گے---- یہ ہزایکسی لنسی کا راز ہے----"

کرنل نے ہنس کر کہا "او کے لیفن---- میں وعدہ کرتا ہوں---- تم بمبئی کب جا

رہے ہو؟"

"شاید آج ہی---- یا ایک دو روز بعد سر---- یہ حالات پر منحصر ہے ویسے میری رخصت ختم ہونے میں بارہ تیرہ دن باقی ہیں۔"

"پھر تم برٹش کیمپ میں ہمارے پاس قیام کیوں نہیں کرتے؟"

میں نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "پاراگڑھ میرے لئے ایک قسم کا ممنوعہ علاقہ ہے۔ ایکس کیوزمی سر---- اگر آپ میرے متعلق گورنمنٹ ہاؤس سے تصدیق کرنا ضروری سمجھیں تو میرا قیام اسی اسٹیشن پر ظاہر کریں۔"

کرنل نے مسکرا کر کہا "لیکن تم پاراگڑھ جاتے رہے ہو لیفن۔"

"صرف دو مرتبہ سر----" میں نے جواب دیا۔ ایک بار مسٹر سنگھ اور ان کی فیملی کو گھر چھوڑنے اور دوسری بار ان کی دعوت پر کھانا کھانے۔"

وہ بولے۔ "یہ مجھے معلوم ہے اچھا میں یقین کرتا ہوں۔"

"تھینک یو سر---- اگر آپ پسند فرمائیں تو اپنے اسٹاف سے میرا تعارف کرائیں اور میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوں۔"

کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "یہ تکلف غیر ضروری ہے لیفن---- آؤ میں تمہارے ساتھ کافی پی سکتا ہوں۔"

میں نے باہر نکلتے نکلتے کہا۔ "سر یہ ملاقات اتفاقیہ طور پر ہو گئی یا مسٹر سنگھ کی درخواست پر آپ نے یہاں آنے کی زحمت کی۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "اپنے دماغ کو سوچنے کی زحمت نہ دو لیفن---- اب ہم دوست ہیں---- مجھے یقین ہے کہ بمبئی پہنچ کر تم مجھے خط لکھا کرو گے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہو گا سر۔" انہوں نے مسکرا کر میری پیٹھ تھپکی اور ریفرشمنٹ روم کی طرف چلنے لگے۔

بشیشر سنگھ اسی ریفرشمنٹ روم میں بیٹھے ہوئے سگریٹ سے شغل کر رہے تھے۔ ہم اندر داخل ہوئے تو گھنٹی بجا کر ویٹر کو بلایا اور ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "کرنل کیا پینا پسند کریں گے؟"

کرنل نے میری طرف دیکھا۔ میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ میرے مہمان ہیں شریمان---- یہاں یہ سوال میری طرف سے ہونا چاہئے---- بتایئے کیا؟"

کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "کافی۔"

میں نے ویٹر کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ کرنل نے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر کہا بشیشر سنگھ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ تھوڑی دیر

پرنسلی سے باتیں کریں۔ میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔"
بشمشر سنگھ نے کہا۔ "بہتر ہے کرنل۔"
کرنل نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر چل دیئے بشمشر سنگھ سر جھکا کر سگریٹ پینے لگے۔ میں نے اپنی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور ان کے چہرے سے دلی کیفیات کا اندازہ کرنے لگا۔ وہ اس وقت عجیب ذہنی کشمکش میں گرفتار تھے۔ بار بار چہرے کا رنگ بدل رہا تھا۔ سگریٹ کا کش لیتے ہوئے میں نے ان کی انگلیاں لرزتی محسوس کیں۔ خاموشی اپنی جگہ ایک علیحدہ اعتراف جرم تھی۔ آخر میں نے ہی ان کو اس الجھن سے نجات دلانے کے لئے آغاز گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ "کرنل شیلڈن بڑے خوش مزاج آفیسر ہیں شریمان۔" شریمان نے نگاہ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ "ہاں واقعی خوش مزاج ہیں---- اور ملنسار بھی میرے کرم فرماؤں میں سے ہیں۔"
میں نے ہنس کر کہا "اور اب آپ کی مہربانی سے میرے کرم فرماؤں میں بھی شامل ہو گئے۔"
وہ بولے۔ "دراصل آج میں نے کرنل اور ان کے اسٹاف کے چند افسروں کے لئے ڈنر کا اہتمام کیا ہے۔"
میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "اسٹیشن پر۔"
"نہیں بھئی۔" انہوں نے میرے لہجے کو نظر انداز کر کے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "گھر پر اور اس میں تمہیں بھی شریک ہونا پڑے گا۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ کی دعوت کا شکریہ لیکن میں آج شام کو بمبئی جا رہا ہوں---- تاہم اتنا ضرور کہوں گا کہ جب آپ اتنی زحمت گوارا کر رہے ہیں تو کرنل شیلڈن سے میرا تعارف کھانے کی میز پر بھی کرایا جا سکتا تھا اور وہ اس سے کہیں زیادہ باوقار طریقہ ہوتا۔ شاید میں محسوس بھی نہ کر سکتا کہ آپ میری ذات میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں۔"
بشمشر سنگھ کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ میرے لئے یہ جواب کافی تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "بہرکیف---- میں اسے بھی اپنی عزت افزائی سمجھتا ہوں۔"
اسی وقت ویٹر اندر داخل ہوا اور ٹرے رکھ کر میز پر کافی لوازمات رکھنے لگا۔ دوسرے ویٹر نے کافی پاٹ اور کپ وغیرہ رکھنے شروع کر دیئے۔ بشمشر سنگھ ایک بار پھر جواب کی زحمت سے بچ گئے۔ میں نے بھی انہیں زیادہ پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ویٹر چلے گئے تو انہوں نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن پرنسلی۔"
میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "لیفٹننٹ پرنسلی----" وہ ہنس دیئے کہنے لگے۔ "آل رائٹ---- لیفٹننٹ وہ غلط فہمی سریکھا کے کیپٹن کہنے سے پیدا ہو گئی

تھی---- واقعی تم نے خود کو کیپٹن ظاہر نہیں کیا بہرکیف میں کہنا چاہتا تھا کہ کیا تم آج ہمارے کہنے سے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔" میں نے دروازے میں آہٹ پا کر اس طرف دیکھا۔ کرنل شیلڈن اندر داخل ہو رہے تھے۔ ٹیبل پر کافی دیکھ کر بولے۔ "انتظار کی زحمت دینے کی معافی چاہتا ہوں صاحبان۔"

بشیشر نے مسکرا کر کہا۔ "کوئی بات نہیں کرنل۔"

کرنل "تھینکس" کہہ کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ میں نے کافی پاٹ اٹھا کر پیالیوں میں انڈیلنی شروع کر دی۔ کرنل نے سگریٹ سلگایا۔ میں نے چینی اور دودھ ملانے کے دوران ان کو کئی بار اشارے کرتے تاڑا ---- میرے لئے دو اور دو چار کر لینا مشکل نہیں تھا۔ چنانچہ کرنل کی طرف پیالی بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر میرے خیال میں آپ کے لئے بمبئی چلنے کا ایک موقع پیدا ہو رہا ہے---- اچھا ہے ہزایکسی لنسی سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔" کرنل نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "یو مین تمہارے ساتھ لیفن۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا۔ بولے "شاید تمہارا خیال ہے----"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں---- لیکن زبانی باتوں کا یقین کر کے بمبئی کی سیر کرنے کا چانس کیوں گنوائیں آپ؟"

کرنل ہنس دیئے---- کپ میز پر رکھتے ہوئے بولے۔ "ایسا نہیں ہے لیفن---- مجھے پورا یقین ہے کہ تمہارا ایک ایک لفظ صداقت پر مبنی ہے اور تمہارے کاغذات بالکل درست ہیں۔ یقین کرو ہم تم پر کوئی پابندی عائد کر کے ہزایکسی لنسی کی ناراضگی کا باعث بننے کو تیار نہیں۔"

میں نے کہا۔ "وہ آپ سے ناراض نہیں ہوں گے---- اگر آپ میرے ساتھ چلیں۔"

کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "لیفن اگر تم جانے پر مصر ہو تو میری طرف سے اجازت ہے ابھی گاڑی میں بیٹھو اور روانہ ہو جاؤ لیکن مجھے یقین ہے کہ تم ایک معزز جاگیردار کی دعوت کو ٹھکرا کر جانا کبھی گوارا نہ کرو گے۔ جب تک کہ تم اس سے بیزاری کی حد تک ناراض نہ ہو۔"

میں نے کپ رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر آپ کا اشارہ مسٹر سنگھ کی طرف ہے تو میں عرض کروں گا مجھے ان سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

کرنل نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر اگر تمہیں میرے الفاظ پر یقین ہے تو میرے کہنے سے آج ٹھہر جاؤ۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ آپ کا حکم ہے تو میں اس کی تعمیل اپنا فرض سمجھتا ہوں۔"

کرنل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو لیفن---- میں جا رہا ہوں اور دعوت میں شرکت تمہارا اپنا معاملہ ہے میں مجبور نہیں کروں گا۔" ششمشیر سنگھ نے ویٹر کو اشارہ کر کے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا---- میں نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پلیز---- پلیز" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں نے ایک نوٹ نکال کر ٹیبل پر رکھا اور ان کے ساتھ سیڑھیوں تک رخصت کرنے آیا۔ کرنل نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا میں شام کو پھر مل سکتا ہوں لیفن----؟"

میں نے کہا۔ "یقیناً سر---- میں آپ سے ملے بغیر جانا کبھی پسند نہ کروں گا۔" وہ دونوں مصافحہ کر کے گاڑیوں کی طرف چل دیئے۔ میں نے ان کو سوار ہو کر جاتے دیکھا اور جب گاڑیاں ریلوے حدود سے نکل کر سڑک پر پہنچ گئیں تو ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔

میں دیر تک آج کے واقعات پر غور کرتا رہا۔ ششمشیر سنگھ کا برٹش آفیسرز کو لے کر آنے کا مقصد میری شخصیت کے متعلق تصدیق کرنے کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا تھا---- لیکن سوال یہ تھا کہ کیوں؟ اس کیوں کے جواب میں ہر بار سریکھا کا چہرہ نظروں میں ابھرتا تھا وہ مجھے کرن کے سوا کچھ ماننے کو تیار نہ تھی---- ہو سکتا ہے اسی نے ششمشیر سنگھ کو دعوت کرنے پر مجبور کیا ہو اور اسی نے اس کو برٹش کیمپ کی طرف دھکیلا ہو بہرکیف حالات کافی الجھ چکے تھے اور اب میرے ایکسپوز ہو جانے کا خطرہ شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔ ان حالات میں اسٹیشن پر ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ کاش میں نے کرنل سے شام تک ٹھہرنے کا احمقانہ وعدہ نہ کیا ہوتا۔ میرے لئے خود کو فرار ہونے سے باز رکھنا دشوار ہو گیا۔ دوپہر کو ایک بجے کھانا کھانے کے بعد میں دیر تک پیتا رہا اور آئندہ اقدام کے لئے سوچتا رہا---- اور جب شراب بھی کسی فیصلے پر پہنچانے میں معاون نہ ہو سکی تو آخری گھونٹ لے کر اٹھ کھڑا ہوا---- ویٹر سے بل لے کر پے منٹ کیا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا ریفرشمنٹ روم سے نکل کر پلیٹ فارم پر آیا۔ اپر کلاس گیٹ کے سامنے اسی پولیس مین نے اسٹول سے اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ میں نے "ہیلو" کہہ کر اس کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور ویٹنگ روم میں پہنچ کر سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بولا۔ "حکم سرکار۔"

میں نے کہا۔ "آج میں بہت پریشان ہوں---- شاید تم میری مدد کر سکو۔"

مسکرا کر بولا۔ "حضور جان حاضر ہے صاحب بہادر کے لئے حکم؟"

میں نے ایک نوٹ نکال کر اس کی جیب میں ٹھونس دیا اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں تمہیں اپنے ساتھ کچھ دور لے جانا چاہتا ہوں---- زیادہ دور نہیں---- تقریباً ایک فرلانگ تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں کہاں ہوں---- اس کے بعد تم اسٹیشن آ جانا---- اگر کوئی لڑکی یا ملٹری آفیسر مجھے تلاش کرے تو اس کو ویٹنگ روم میں

بٹھا کر مجھے اطلاع دے دینا اور ریاست کا کوئی آدمی---- میرا مطلب ہے۔ کوئی افسر یا پرنس آئے تو یہ ظاہر بھی نہ ہونے دینا کہ میں یہاں ہوں یا تم مجھے جانتے ہو---- او کے؟"

وہ سر جھکا کر بولا۔ "سمجھ گیا جناب۔"

میں نے سوٹ کیس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اگر سمجھ گئے ہو تو چلو لگیج آفس کے پاس پہنچ جاؤ۔ میں ایک منٹ میں تمہارے پاس ہونگا اس نے سوٹ کیس لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "میں تم سے قلی کا کام نہیں لینا چاہتا۔" وہ مسکرا کر بولا۔ جناب ہمارے ہوتے آپ سامان لے کر چلیں یہ بہت----" میں نے اس کے کندھے ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اس سے میرا تمہارا تعلق ظاہر ہو گا---- اور یہ نہیں ہونا چاہئے---- سمجھ گئے نا؟" وہ سلیوٹ کر کے خاموشی سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد میں سوٹ کیس لے کر نکلا۔ وہ میری گاڑی کے قریب درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر سوٹ کیس پچھلی سیٹ پر پھینکا اور اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ ادھر ادھر نظر دوڑا کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور ا اسٹارٹ کر کے گاڑی اسٹیشن سے نکالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ وہ میرا مقصد سمجھ اور سڑک سے کچھ فاصلے پر ایک کھیت کی طرف انگلی اٹھا کر کہنے لگا۔ یہاں ایک غیر چھپر ہے۔ دیکھ لیجئے اگر پسند آئے تو یہ قریب ترین مقام ہے۔" میں نے گاڑی سڑک اتاری اور فرسٹ گیئر میں آہستہ آہستہ چلاتا ہوا چھپر کے دروازے پر لے گیا۔ یہ درختوں کی آڑ میں گاڑی کسی طرف سے بھی نظر نہیں آ سکتی تھی۔ میں نے انجن بند کر دروازہ کھولا اور باہر نکلا---- پولیس مین بھی نکل کر میرے پاس کھڑا ہو گیا۔ میں سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں شام کے چھ بجے تک یہیں ہوں---- تمہیں سبق تو ہے نا؟"

وہ مسکرا کر بولا "ملٹری آفیسرز اور لیڈیز کے لئے "یس"---- ریاست عملداروں اور راجکماروں کے لئے "نو----" میں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک۔" وہ سلا کے تیزی سے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ میں نے اس کو سڑک کے قریب پہنچ کر پیروں ٹائروں کے نشان مٹاتے دیکھ کر اس کی ہوشیاری پر غائبانہ داد دی۔

شام کے چھ بجے تک کار میری خواب گاہ تھی اور جب کھڑکی کے شیشے پر ٹھک کر آواز سن کر اٹھا تو سامنے سریکھا کھڑی ہوئی مسکرا رہی تھی۔ میں نے دروازہ کھول اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ بولی "میں تم سے ناراض ہوں۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "خدا کا شکر ہے کہ اب میں آسانی سے بھ سکوں گا---- تو جاؤ نا!"

میں نے سوئچ آن کر کے سیلف پر پاؤں مارتے ہوئے کہا "یہ چلا۔" وہ مجھے دھکیل کر اندر آگئی اور دروازہ بند کرتی ہوئی بولی "چلو!" میں نے دیا سلائی جلا کر سگریٹ سلگایا اور کش لے کر کہا "میں انگریزی فوج کی حراست میں ہوں۔--- کیسے جا سکتا ہوں؟ تم بتاؤ کس طرح نازل ہو گئیں؟"

"بتا دیا کسی نے۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "یہ بتاؤ تمہارا بن باس کب پورا ہو گا کرن؟" مجھے اس ضدی لڑکی کی استقامت پر ہنسی آگئی وہ کسی طرح اپنے نظریے سے ہٹنے کو تیار نہ تھی۔ مجھے ہنستے دیکھ کر بولی۔ "میرا سوال جواب چاہتا ہے ڈیئر اسے ہنسی میں نہ اڑاؤ۔"

میں نے کہا۔ "جس روز تم مجھے کرن بنا دو بن باس پورا ہو جائیگا۔"

وہ بولی۔ "آج ہی بنا سکتی ہوں لیکن مصلحت نہیں ہے۔"

"نہیں سمجھ سکا۔" میں نے کہا حالانکہ اچھی طرح جانتا تھا وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"نہ سمجھو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "چلو گاڑی سڑک پر پہنچاؤ--- میں تمہیں لینے آئی ہوں۔"

"میں نہیں آ سکتا--- سات بجے کرنل شیلڈن سے ملنا ہے اور اس کے بعد بمبئی روانہ ہو جانا ہے۔"

"کرنل شیلڈن سات بجے ہمارے گھر پہنچ چکے ہوں گے یہاں چوروں کی طرح چھپ کر ان کا انتظار کرنے کے بجائے وہیں ان سے مل سکتے ہو۔" میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک کی طرف موڑتے ہوئے کہا "پھر تو میں چلا--- تم کرنل سے میرا سلام کہہ دینا۔" سڑک پر ایک گاڑی دیکھ کر میں نے اس کے سامنے پہنچ کر بریک لگایا اور دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "گڈبائی--- کبھی کبھی یاد کر لیا کرنا کہ تمہارے دوستوں میں ایک راجکمار کرن کا ہم شکل بھی تھا۔"

اس نے دروازہ پھر بند کر دیا اور کہنے لگی۔ "تمہارے خیال میں میرے کتنے دوست ہونگے ڈیئر؟" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں شوگر بس یہی ہماری تمہاری تہذیب میں فرق ہے--- ہمارے ہاں دوست کا لفظ اس مفہوم میں استعمال نہیں کیا جاتا جو تم سمجھ رہی ہو۔"

وہ مسکرا دی۔ "میں کچھ نہیں سمجھی ڈیئر--- اتنا کہہ سکتی ہوں کہ تمہاری تہذیب وہ نہیں ہے جو تم ثابت کرنا چاہتے ہو۔"

"میں جو کچھ ہوں وہ ثابت کر چکا ہوں--- کیا کرنل شیلڈن نے تمہیں نہیں بتایا میں کون ہوں--- کیا تم نے میرے چہرے سے نقاب نوچ ڈالنے کی بھرپور کوشش نہیں کی؟ لیکن کیا پایا؟ سنو ڈارلنگ تمہارے احساسات مجھ سے پوشیدہ نہیں اور تم بھی میرے

احساسات سے ناواقف نہیں ہم دونو ایک ہی آگ میں جل رہے ہیں اور جلتے رہیں گے کیونکہ ہمارے درمیان جو دیوار حائل ہے۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی۔ "تقریوں کی گنجائش نہیں ہے ڈیئر---- تم میرے ساتھ چل رہے ہو---- یقین کرو وہاں کرنل شیلڈن اور دو تین انگریز فوجی افسروں کے سوا کوئی نہ ہوگا اور میں ان کے سامنے تمہیں پر تسلی کے سوا کچھ نہ کہونگی---- او کے؟ یا کرنل کو درمیان میں لانے کی تحریری معافی پیش کروں؟" میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی اور پھر دروازہ کھول کر اپنی کار کی طرف چل دی۔ میں اس کو گاڑی میں سوار ہوتے دیکھتا رہا۔ اس نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے رالز کے پیچھے لگائی اور آہستگی سے جش کیا۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی بڑھاتے ہوئے کہا۔ "فاصلہ ضرور رکھنا ڈیئر۔" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "شیور شیور" میں بھی معنی خیز تھا وہ بھی کم نہ تھی۔

شہر میں داخل ہوتے ہوئے لائٹنگ ٹائم ہو چکا تھا۔ میں نے ہیڈ لیمپ روشن کرتے ہوئے پیچھے نظر ڈالی سریکھا کی گاڑی تقریباً سو گز کے فاصلے پر چلی آ رہی تھی۔ بازار میں پہنچنے کے بعد ہمارے درمیان آنے جانے والی گاڑیاں اور تانگے اور پیدل چلنے پھرنے والے حائل ہو گئے اور پچھلی گاڑی میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ تاہم ابھی تک میرے دل میں سریکھا کو چکمہ دے کر نکل جانے کا کوئی خیال نہ تھا۔ دلی تقاضوں کے علاوہ اس کا اٹیچی کیس بھی میری گاڑی میں تھا اور وہ خود بھی میرے ذہن پر چھائی ہوئی تھی۔ میں اس کے لئے ہر خطرہ مول لینے کو تیار تھا لیکن بازار کے اس حصے میں پہنچنے سے پہلے جہاں سریکھا کی حویلی کو جانے کے لئے ٹرن لینا پڑتا تھا۔ اس گلی کے مختلف سمت میں واقع ترتولیہ بازار سے ایک کار تیزی سے اس طرف آتی دکھائی دی۔ وہیل پر کوئی عورت تھی جس کو فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث میں پہچان نہ سکا لیکن گاڑی اور ڈرائیو کرنے والی کے پر شکوہ انداز سے راجکماری ہونے کا پتا چلتا تھا۔ میرے پیر کا دباؤ خودبخود ایکسی لریٹر پر بڑھ گیا اور بائیں جانب ٹرن لینے کے بجائے گاڑی بھیڑ بھاڑ سے گزرتی ہوئی سیدھی دھرم شالہ کی طرف بڑھنے لگی۔ بازار ختم ہوتے ہی آکٹرائے پوسٹ کی طرف گھومنے سے پہلے میں دائیں طرف نظر ڈالی۔ گاڑی اسی طرف آ رہی تھی اور ہمارا درمیانی فاصلہ دس گز کے قریب تھا۔ وہیل پر اجیتا بیٹھی ہوئی تھی۔ سریکھا کی گاڑی کا کہیں پتا نہ تھا۔ آکٹرائے پوسٹ سے نکلتے ہی میں نے رفتار میں مزید اضافہ کیا---- ایک میل کے قریب نکل جانے کے بعد پیچھے کی طرف دیکھا تو اجیتا بالکل قریب آ چکی تھی---- اور برابر میں آنے کے لئے سڑک کے درمیان آتی جا رہی تھی۔ میں نے گاڑی بائیں جانب کر کے اس کو راستہ دیا۔ ایک ثانئے میں بڑھ کر برابر میں آ گئی۔ میں نے اس کو ہاتھ اٹھا کر نمستے کیا۔ بولی "کل کہاں تھے؟"

میں نے کہا۔ "کل بھی خانہ بدوش تھے آج بھی خانہ بدوش ہیں۔"
"میں دو گھنٹے دھرم شالہ کے آس پاس گھومتی رہی آج بھی امید تو نہ تھی کہ تم ملو گے---- لیکن دل سے مجبور ہو کر چلی آئی۔"
میں نے کہا۔ "مجھے یقین ہے اجیتا---- یہ محبت کی کشش ہی ہے کہ آج بھی مل گئے اگر تم چند سیکنڈ لیٹ ہو جاتیں تو شاید آج بھی نہ مل پاتے۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "کہیں الجھ تو نہیں گئے ہو ڈارلنگ؟"
میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بولی۔ "کہاں؟"
میں نے کہا۔ "بتاتا ہوں---- دھرم شالہ سے پہلے آنے والے چوراہے پر بائیں طرف گھوم جانا---- وہ راستہ سنسان ہے۔" وہ "اچھا" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد انٹر سیکشن آ گیا۔ اجیتا نے بائیں طرف ٹرن لیا۔ دو میل چلنے کے بعد میں نے اشارہ کیا اور اس نے گاڑی سڑک سے اتار کر جھاڑیوں کے پیچھے لے لی۔ میں نے اس کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور میری گاڑی میں آ گئی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا---- اور وہ میرے پھنس جانے کے متعلق پوچھنا بھول کر خود ہی پھنس کر رہ گئی۔ احساس تشنگی نے دونوں کو وارفتہ کر دیا اور ایک دوسرے کی حدت سے پگھل کر تاریکی میں تحلیل ہو گئے اور اس تاریکی میں اور سیاہی گھل گئی۔
چاند کی پہلی کرن کے ساتھ گیڈروں کی مجلس مشاورت نے ہمیں وقت کا احساس دلایا۔ میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے ڈیش بورڈ لیمپ کی روشنی میں گھڑی پر نظر ڈالی۔ آٹھ بجنے میں بارہ منٹ باقی تھے۔
"چلنا چاہیے۔" میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔
"ہاں بہت دیر ہو گئی۔" اس نے بالوں کی لٹ درست کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے یہ نہیں بتایا کہاں الجھے ہوئے تھے؟"
میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری لٹوں میں پرتمما۔"
وہ مسکرا کر بولی۔ "میری لٹوں سے ہٹ کر کہاں؟"
"لٹوں سے ہٹ کر جانے کے لئے میرے تصرف میں کونسا راج محل رہ گیا ہے ڈیئر۔" میں نے جواب دیا وہ افسردہ ہو گئی اور میرے کندھے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ میں نے اس کو آغوش میں سمیٹ کر چوم لیا۔ وہ مسکرا دی۔ میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "باقی آئندہ۔"
اس نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "کل؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "کوشش کروں گا۔" وہ نیچے اتر کر اپنی گاڑی کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سیٹ کی پشت سے کمر لگا لی اور اس کو گاڑی بیک کر کے سڑک پر جاتے

دیکھتا رہا۔

پانچ منٹ کا وقفہ دیکر میں گاڑی بیک کر کے سڑک پر لایا اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ آکٹرائے پوسٹ پر کلرک نے میری گاڑی گزرتی دیکھ کر سلام کرنے کے بجائے منہ پھرا لیا۔ مجھے اس کے طرز عمل پر تعجب ہوا لیکن وقت کی قلت کے باعث تیزی سے گزرتا چلا گیا۔ بازار کی رونق اس وقت ماند پر چکی تھی۔ بھیڑ چھٹ چکی تھی۔ اکا دکا گاڑیوں کے سوا سڑک بالکل خالی تھی۔ میں دو منٹ میں حویلی پہنچ گیا۔ دونوں پھاٹک کھلے ہوئے تھے۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی دربان نے سلام کیا۔ میں نے پورچ میں پہنچ کر سریکھا کی کار کے پیچھے گاڑی پارک کی اور انجن بند کر کے ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ سیڑھیوں کے سامنے ہی برآمدے میں بشیشر سنگھ نے مسکرا کر "ویل کم" کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کہاں رہ گئے تھے پرنسلی؟"

میں نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "ایک دوست مل گیا تھا مسٹر سنگھ۔" وہ اسی طرح ہاتھ پکڑے پکڑے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ اندر کرنل شیلڈن ایک کیپٹن اور ایک لیفٹننٹ کے ساتھ صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے والے صوفے پر سریکھا اور اس کی والدہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے کرنل کو سلیوٹ کیا۔ کرنل اور ان کے دونوں ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے کرنل نے مسکرا کر صافحہ کیا اور اپنے ساتھیوں سے میرا تعارف کرایا کیپٹن کا نام کمنگز اور لیفٹننٹ کا جان مالکم تھا۔ مصافحے معانقے کے بعد بیٹھتے ہی بشیشر سنگھ نے نوکروں کو کھانا لگانے کا اشارہ کیا میں نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر میں دیر سے حاضر ہونے کی معافی چاہتا ہوں آپ کو انتظار کرنا پڑا۔" کرنل نے مسکرا کر کہا۔ "نیورما ئینڈ لیفن تم بروقت پہنچے ہو---- مجھے اندیشہ تھا شاید تم نہیں آؤ گے۔"

سریکھا نے کہا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا۔"

میں نے اس کی طرف گھوم کر سر کے اشارے سے سلام کیا اس کی والدہ نے مسکرا کر کہا۔ "میرا خیال تم سے مختلف تھا---- مجھے یقین تھا کیپٹن ضرور پہنچیں گے۔" میں نے ان کو سلام کر کے کہا۔ "میڈم آپ نے مجھے زیادہ صحیح سمجھا---- شکریہ۔" کرنل شیلڈن کیپٹن سے باتیں کر رہے تھے۔ کیپٹن نے دوران گفتگو کئی بار میری طرف غور سے دیکھا۔ چہرے کے تاثرات سے پتا چلتا تھا کہ وہ میرے متعلق ہی باتیں کر رہے ہیں مجھے اپنی طرف متوجہ پا کر کرنل نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی وقت ایک نوکر نے بشیشر سنگھ کو اشارہ کیا اور انہوں نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کھانا تیار ہے۔"

کرنل "تھینک یو" کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ سب کھڑے ہو گئے اور بشیشر سنگھ کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے میز پر مشرقی اور مغربی کھانوں کا دل پذیر امتزاج تھا۔ کرنل اور ان کے ساتھی انگریزوں کے بیٹھتے ہی بشیشر سنگھ نے میز کے

دوسری جانب مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میرے برابر والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ میرے دائیں جانب ان کی اہلیہ اور سریکھا بیٹھ گئیں۔ کھانا شروع ہوتے ہی کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "لیفن تمہارے دوست کیپٹن بریڈلے اور کیپٹن کمنگز ایک دوسرے کے کزن ہیں۔" میں نے کمنگز کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "مجھے خوشی ہوئی---- کوئی پیغام ہو تو فرمایئے گا۔"

کمنگز نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "کب جا رہے ہیں آپ؟"

میں نے کہا۔ "کل کسی وقت کیپٹن!"

کرنل نے کہا۔ "جلدی کیا ہے لیفن---- ابھی تو تمہاری چھٹی پوری ہونے میں بہت دن باقی ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر پارہ گڑھ کچھ زیادہ ہی مہمان نواز ہے۔ خصوصاً" مسٹر سنگھ---- جن کے خلوص نے مجھے اپنا تمام پروگرام منسوخ کر کے آنے پر مجبور کر دیا لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں اس طرح آؤٹ آف شیڈول چیزیں درمیان میں آ جانے سے کہیں نہ کہیں پروگرام کے توازن پر ضرور اثر پڑے گا۔"

کرنل نے اثبات میں سر ہلا کر گلاس اٹھایا اور چند گھونٹ لے کر کہنے لگے۔ "اگر اتنا ٹائٹ پروگرام ہے تو یقیناً اس میں تکلفات کی کوئی گنجائش نہیں---- لیکن۔" وہ فارک کی طرف دیکھنے لگے اور کچھ سوچ کر پھر کھانے میں مصروف ہو گئے۔ میں کھانے لگا۔ بشمشیر سنگھ نے کہا "کرنل میں آپ لوگوں کی اس عزت افزائی کا بے حد ممنون ہوں---- خاص کر لیفٹننٹ پرنسلی کا----" میں ہنس دیا۔ کرنل نے میری طرف دیکھا---- میں نے بشمشیر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں مسٹر سنگھ میں تو آپ کی مہمان نوازی کا لفظی شکریہ ادا کرنے کے سوا عملی طور پر کچھ نہیں کر سکتا۔"

سریکھا نے کہا۔ "شیور شیور۔" میں ہنس دیا۔ میرے ساتھ کرنل اور بشمشیر سنگھ نے قہقہہ لگایا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد میں لیڈیز کافی پی کر اٹھ گئیں اور ساغر و مینا کا دور چلنے لگا۔ دس بجے کے قریب محفل برخاست ہوئی اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ بشمشیر سنگھ ہمیں پورچ تک رخصت کرنے آئے میں نے ان سے مصافحہ کر کے کرنل کو سلامی دی۔ وہ مسکرا کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگے۔ "کیمپ چلنا پسند نہیں کرو گے؟"

میں نے کہا۔ "آپ کو زحمت دینا میرے پروگرام سے باہر کی چیز ہے سر۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "ایز یو پلیز---- لیکن کل جانا ہو تو مجھ سے مل کر ضرور جانا۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر پیچھا چھڑایا۔ اسی اثناء میں لیفٹننٹ مالکم ان کی کار لے کر آ گیا اور وہ مجھ سے اور بشمشیر سنگھ سے ہاتھ ملا کر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ بشمشیر سنگھ نے مجھے پھر الجھا لیا۔ کرنل کی گاڑی گیٹ سے باہر نکلتے ہی میری کمر پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے "آؤ پرنسلی---- تھوڑی دیر اور بیٹھو---- اگر مجھ سے ناراض نہیں ہو۔"

میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "آپ نے ناراضگی کی شرط لگا کر مجھے مجبور کر دیا شریمان۔"

ڈرائنگ روم کے دروازے پر سریکھا کھڑی ہوئی تھی مسکرا کر بولی---- "ڈیڈی کو میں نے مجبور کیا ہے---- تمہیں بھاگنے کی وجہ ظاہر کرنی ہو گی" ہشمشو سنگھ ہنس دیئے۔ صوفوں کے قریب پہنچتے ہی سریکھا نے کہا---- "بیٹھئے پرنس---- لی۔" میں بیٹھ گیا۔ اس نے میرے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "معاف کیجئے ڈیڈی میں صاحب بہادر سے ایک دوسرا سوال کرنا چاہتی ہوں آپ کی غیر موجودگی میں----" ہشمشو سنگھ نے چلتے چلتے کہا۔ "سریکھا مہمان کی دل شکنی نہ ہونے پائے---- میں ابھی تک اپنی غلطی کی ندامت سے پیچھا نہیں چھڑا سکا ہوں۔" سریکھا بولی۔ "وہ غلطی بھی میری ہی تھی ڈیڈی---- آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔"

وہ مسکرا کر دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔ میں اس نوخیز حسینہ کی خود اعتمادی اور جرات پر حیران رہ گیا۔ وہ مختصر سی چند ملاقاتوں میں مجھ پر حکومت کرنے لگی تھی۔ باوجود یہ کہ میں نے ابھی تک کسی کمزوری کا اظہار نہیں کیا تھا اس کی قربت اور خود سپردگی کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دی تھی زندگی میں معمولی لڑکیاں تو کیا کسی راجکماری کے مقابلے میں اس قدر ضبط و تحمل کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اس کے مقابلے میں خود کو انتہائی بلند کردار ثابت کیا تھا---- لیکن---- میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہارنے کے باوجود خود کو جیتا ہوا اور مجھے جیتا ہوا ہونے کے باوجود ہارا ہوا سمجھ رہی تھی۔

تنہائی ہوتے ہی اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جی لیفن؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "لیس ڈارلنگ۔" بولی۔ "لیس کیا؟ ایکس پلین کیجئے---- اعتماد شکنی کیوں کی---- بھاگے کیوں؟"

"میرے ڈیزرٹ کرنے کا فیصلہ کورٹ مارشل کر سکتی ہے----"

"یہ کورٹ مارشل ہی ہے---- پلیز ایکس پلین۔" میں نے ٹرے سے سگریٹ اٹھایا۔ اس نے اٹھ کر لائٹ دی۔ میں نے شکریہ ادا کر کے کہا---- "میں تمہارے یقین اور عزم کے سامنے ٹھہرنے کی سکت نہیں رکھتا اس لئے----"

"میں ایک معمولی عورت ہوں---- تم----"

میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "عورت کبھی معمولی نہیں ہوتی---- معمولی بنتی ہے---- کبھی مظلوم نہیں ہوتی' مظلوم بنتی ہے' جو زیفائن جوزف بھی ایک عورت تھی---- معمولی عورت جس نے نپولین بونا پارٹ جیسے فاتح اعظم کی ناک میں نکیل ڈال کر جنگ کے رہٹ میں جوت دیا---- اور وہ اس کو جیتنے کے لئے پورے کرہ ارض کو جیتنے کے خبط میں مبتلا ہو گیا انجام تمہیں معلوم ہی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ پرنسلی ایک

معمولی لیفٹیننٹ ہے جس کے لئے نہ تو واٹرلو کی ضرورت ہے اور سینٹ ہیلنا کی---- جہاں کسی سنائپر کی رائفل سے نکلی ہوئی گولی سے بغلگیر ہو گیا وہیں اس کے ڈھیر پر رائفل گڑی ہو گی اور سنگین پر ٹن ہیٹ سایہ فگن ہو گی---- اس لئے---- کیا سمجھیں؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے سگریٹ سے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ اس کا سر اور ہاتھ صوفے کی پشت پر ٹکے ہوئے تھے اور کندھے ہل رہے تھے۔ میں نے تیزی سے اٹھ کر اس کے شانے پکڑ کے اپنی طرف گھمایا اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ " آئی ایم سوری---- آئم مائٹی سوری۔"

اس نے ساری سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر واپس کیوں آئے----؟ یہ دکھانے کے لئے کہ تم کتنے سنگدل ہو؟" اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی اور بتدریج بلند ہوتی جا رہی تھی۔ میں اس صورتحال سے خائف ہو کر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر آغوش میں لے لیا اس نے میرے گلے میں بانہیں ڈال کر کندھے پر سر ٹکا دیا اور سسکیاں لینے لگی۔ میں نے دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی کمر تھپکی اور اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے سینے سے لگا کر منہ چوم لیا۔ وہ میری آنکھوں کی طرف دیکھ کر مسکرا دی میں نے دروازہ کی طرف اشارہ کر کے اس کو پھر تھپک کر علیحدہ کیا پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "اب بتاؤ بھاگ سکتے ہو۔"

میں نے سگریٹ اٹھا کر کش لیتے ہوئے کہا۔ "میں کہاں بھاگ سکتا ہوں ڈارلنگ؟ صرف اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہوں۔ یہ جاننے کے باوجود کہ میں کسی طرح تمہارے مقابلے کا نہیں ہوں تمہاری کشش سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ میں تمہارے محور پر گھومنے پر مجبور ہوں۔" وہ مسکرا دی اور آگے بڑھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ خدا کے لئے جھوٹ سے دامن چھڑاؤ---- پلیز---- پلیز----" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر اس کی طرف دیکھا۔ "بتاؤ سچ کیا ہے سویٹ؟" وہ آگے بڑھ کر میرے پہلو میں بیٹھ گئی---- میں نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سریکھا ڈیئر---- ایسا تو نہ کرو کہ میں تمہارے ڈیڈی سے آنکھیں ملانے کے قابل بھی نہ رہوں۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "ڈر رہے ہو ایں نا؟"

میں نے کہا۔ "ڈرتا ہوں---- تم سے بھی؟"

"اس لئے کہ جھوٹ بولتے ہو---- جھوٹ انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے---- جس روز سچ بولنے لگو گے کسی سے نہ ڈرو گے---- میری طرح۔"

میں ہنس دیا۔ "یہ سچ ہے---- لیکن تمہارے حالات مختلف ہیں ڈیئر---- تم غیر معمولی جرات کی حامل ہو اور یہ کہ تمہیں اور سچائی کو فیس کرنا بہت مشکل ہے۔"

"یقین کرو مجھ سے جھوٹ بولنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ سنو ڈارلنگ----"

وہ بولتے بولتے مسکرا کر چپ ہو گئی۔

میں نے کہا۔ "سن رہا ہوں۔" وہ بولی۔ "جانے دو تمہاری دل شکنی ہو گی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "دل شکنی معاف کہہ ڈالو۔"

وہ بولی۔ "تمہارے فرار ہونے کی وجہ اجیتا دیوی تھیں۔" میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اجیتا دیوی کون۔۔۔۔؟" اس نے قہقہہ لگایا۔ "وہی جو شادی کی رسموں میں تم سے بہت زیادہ مذاق کر رہی تھیں بتاؤ انہیں کس طرح ٹرخایا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹرخایا نہ جا سکا۔۔۔۔ انہوں نے بھی تمہاری طرح کمبل ڈال دیا۔۔۔۔ اور میں ان سے شادی کر رہا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی۔ "خوب ڈارلنگ۔۔۔۔ تم نے تو اوور باؤنڈری لگانی شروع کر دی۔۔۔۔ اجیتا دیوی تو ودھوا ہیں۔۔۔۔ تم ان سے۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کی پروا نہیں وہ دھوا ہیں یا ڈیورسی یا کنواری۔۔۔۔ ودھوا کو بھی جینے کا حق ہے ودھوا بھی کبھی نہ کبھی کنواری رہی ہو گی۔"

وہ کھل کر ہنسنے لگی اور ہنستی چلی گئی میں نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چومتے ہوئے کہا۔ "گڈ نائٹ۔" اس نے اپنے سر کو ایک جھٹکا دیا' اس کے بال لہرا کر میرے سر اور کندھوں پر پھیل گئے۔ میں اس خوشبو سے مسحور ہو کر اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گیا۔ وہ سیدھی ہوتی ہوئی مسکرائی اور شرارت آمیز لہجے میں بولی۔ "جاؤ۔"

میں ہنس کر اس کے سامنے جھک گیا۔ "پر قینچ ہو گئے۔" پیچھے ہٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "زنجیروں میں جکڑ کر کہہ رہی ہو جاؤ۔" وہ میرے سامنے والے صوفے کے سرے پر ٹکتی ہوئی بولی۔ "سینٹ ہیلینا تو نہیں محسوس کر رہے ڈارلنگ؟" میں نے ہزیمت خوردہ لہجے میں کہا۔ "سینٹ ہیلینا کی دیواروں سے سر تو ٹکرایا جا سکتا ہے ڈیئر۔۔۔۔ ریشمی زلفوں کے جال میں پھنس کر تو خودکشی کا راستہ بھی بند ہو گیا۔"

"سنجیدہ ہو۔۔۔۔ ایں نا؟" اس نے سوال کیا۔ میں نے نفی میں سر ہلا۔

"نہیں۔۔۔۔ سحر زدہ۔۔۔۔ کوئی حکم؟"

"صرف ایک سوال کا جواب۔" اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "اجیتا سے کس طرح پیچھا چھڑایا؟"

"ڈارلنگ جو اجیتا تمہارے ذہن پر مسلط ہے اس کے متعلق جواب دے چکا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اجیتا ہے تو [illegible]س سے واقف نہیں۔" وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ پھر مسکرا کر بولی۔ "تو پھر غائب کیوں ہوئے؟"

"یہ بھی عرض کر چکا ہوں فرار ہی میرے لئے ایک راستہ تھا سو اب وہ بھی بند ہو گیا اور کچھ؟"

"تو پھر واپس آنے کی زحمت کیوں فرمائی؟"

"تقریباً" پچیس میل دور نکل جانے کے بعد مجھے یاد آیا کہ تمہارا اٹیچی کیس میری کار میں پڑا ہوا ہے--- میں خیانت کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے۔"

بولی۔ "تم نے اسے کھول کر دیکھا؟"

"نہیں--- کیوں کھولتا؟"

"شکریہ--- لاؤ مجھے لوٹا دو۔"

"سوری میڈم--- وہ وقت گزر گیا--- اب اگر واپس لینا چاہتی ہو تو صبح اسٹیشن آکر واپس لے جانا--- اس یقین کے ساتھ کہ میں اب اتنا خوش معاملہ نہیں رہا جاتنا آج شام کے آٹھ بجے تک تھا۔"

"نہیں سمجھی۔"

"سمجھ جاؤ گی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب پلیز اپنے ڈیڈی صاحب کو بلاؤ--- میں ان سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔" وہ اسی طرح جمی بیٹھی رہی۔ میں نے آگے بڑھ کر کمرے کے دروازے پر دستک دی اور پیچھے پلٹ کر صوفے کے قریب پہنچ گیا--- تھوڑی دیر میں بشیشر سنگھ باہر نکلے۔ میں نے کہا۔ "سر اب اجازت چاہتا ہوں۔ میں نے سریکھا دیوی کے طفلانہ سوالوں کے جوابات دے دیئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ میں انہیں مطمئن نہ کر سکا۔"

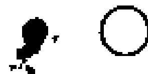
وہ مسکرا کر بولے۔ "ہاں نہیں کر سکتے۔ میں بھی نہیں کر سکا--- اور کرنل شیلڈن بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ انہوں نے گورنر صاحب کے فرسٹ سکریٹری سے آدھا گھنٹہ وائرلیس ٹیلی فون پر بات کرنے کے بعد تمہارا نام اور رینک کی توثیق کی تھی--- دراصل یہ لڑکی کچھ کریزی ہے کیا نہیں ہو سریکھا؟"

سریکھا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ڈیڈی۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تھینک یو میڈم۔"

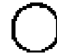
بشیشر سنگھ نے کہا۔ "میں تمہاری رواداری اور اخلاق کا معترف ہوں پرنسلی۔"

میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "گڈ نائٹ" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور برآمدے تک پہنچانے آئے۔



اس رات ویٹنگ روم میرے لئے نیند فراہم نہ کر سکا۔ صبح کے چھ بجے تک میں پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا۔ ریفرشمنٹ روم کھلنے پر چائے اور سگریٹ سے شغل کرتا رہا اور کرسی پر بیٹھا بیٹھا اپنی کوتاہیوں پر غور کرتا رہا۔ میں راجکمار بننے کے باوجود ایرسٹو کریٹس کا

دبدبہ پیدا نہ کر سکا۔ انگریز بننے کے باوجود حکمراں قوم کے افراد جیسی نخوت کا مظاہرہ نہ کر سکا۔ واقعی اصل اصل ہے نقل نقل ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے میں ان دونوں سے بہتر تھا لیکن وہ چیز ہرگز نہ تھا۔ خود کو سچا شہزادہ ثابت کرنے کے لئے میں نے ان کے تمام محاسن اپنی ذات میں سمو لئے اور شراب و شباب سے کھیلنے کے سوا تمام عیوب چھوڑ دیئے اور یہی میری بنیادی غلطی تھی کوئی شہزادہ صرف محاسن کا مجموعہ نہیں ہوتا اس میں چند کمزوریاں بھی ہونی چاہئیں اس سے غلطیاں بھی ہونی چاہئیں لیکن میں نے صرف فنی غلطیوں سے مبرا رہنے کی کوشش کی بلکہ ان غلطیوں کے ارتکاب سے بھی گریز کیا جن کا مرتکب ہونا ایک راجکمار کے لئے لازمی ہوتا ہے۔ مجھے سریکھا کے پہلے جملے پر ہی ایک سنجیدہ فوجی افسر کی طرح اظہار ناپسندیدگی کرنا چاہئے تھا تاکہ وہ اس حد تک بڑھنے نہ پاتی لیکن خواتین کا احترام انگلش ایٹی کیٹ کا پہلا درس ---- اور پھر سریکھا جیسی ہنگامہ خیز خاتون کا احترام جس کا حسن ع زہاد کے عمامے' شاہوں کے تاج اتریں ---- اور وغیرہ وغیرہ کا عنوان بن سکتا تھا ---- میرے لئے فرض منصبی کی حیثیت رکھتا تھا ---- میں اسے کچھ نہ کہہ سکا اور وہ آگے بڑھتی چلی گئی اور اس قدر تیزی سے کہ اس رفتار کی خود بھی متحمل نہ ہو سکی اور ٹھوکر کھا کر گر پڑی۔ میں جس دیوار کو اس کے اور اپنے درمیان حائل سمجھ رہا تھا وہ اس قدر کمزور ثابت ہوئی کہ ایک خفیف سے جھٹکے کی بھی متحمل نہ ہو سکی اور وہ دھڑام سے زمین بوس ہو گئی۔ میں نے اپنے سگریٹ کے دھوئیں سے نعیم کی شبیہ ابھرتی دیکھی۔ مسکرا کر ایک کش لیا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پے منٹ کئے بغیر ریفرشمنٹ روم سے نکل کر چل دیا۔



صبح آٹھ بجے میں نے شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر یونیفارم پہنی اور پلیٹ فارم پر آیا تو دونوں گاڑیاں جا چکی تھیں صرف برانچ لائن کی ایک ٹرین پلیٹ فارم نمبر ۳ پر کھڑی ہوئی تھی۔ جس میں مسافروں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری تھا۔ مسافر خانے کے تمام اسٹال کھلے ہوئے تھے اور یہاں کافی رونق تھی۔ میں متاملانہ قدموں سے چلتا ہوا ریفرشمنٹ روم میں داخل ہوا۔ پہلی ہی میز پر دو فوجی افسر بیٹھے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے۔ دونوں ہندوستانی تھے ایک کپتان اور دوسرا صوبیدار میجر تھا۔ مجھے دیکھتے ہی دونوں نے بیک وقت "گڈ مارننگ سر" کہا۔ میں مسکرا کر "مارننگ آفیسرز" کہتا ہوا ان کے برابر والی میز پر بیٹھ گیا۔ ایک ویٹر نے جھک کر سلام کیا اور پلٹ کر اندر چلا گیا۔ میں نے کپتان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "برٹش کیمپ سے یا---" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے جواب دیا "جبل پور سے بمبئی جا رہے ہیں۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "ڈیڑھ بجے والی ٹرین سے؟" وہ بولا۔ "پہلی ٹرین وہی ہے شاید---" میں نے اثبات میں سرہلایا ویٹر کچن سے ٹرے لئے باہر نکلا اور ڈشیں میز پر رکھنے لگا۔ کپتان نے چائے کا گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا۔ "آپ شاید برٹش کیمپ سے متعلق ہیں؟" میں نے چائے انڈیلتے انڈیلتے جواب دیا۔ "نہیں میرا تعلق بمبئی سے ہے میں چھٹی پر ہوں۔" بولا۔ "اوہ پھر تو آپ کو تیار رہنا چاہئے---- صبح شام میں ٹیلی گرام ملنے والا ہے---- چھٹیاں منسوخ کی جا رہی ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ان کے پاس میرا یہاں کا ایڈریس نہیں ہے۔" کپتان مسکرا دیا اور میں ناشتہ کرنے لگا لیکن ذہن اسی طرف مرکوز تھا۔ میری رخصت کے آٹھ دن باقی تھے۔ پچھلے کئی ہفتوں سے عالمی سیاست نے عجیب رخ اختیار کیا تھا۔ فوج میں عام بھرتی شروع ہو چکی تھی اور اب مجھے کسی بھی وقت طلب کیا جا سکتا تھا۔ مجھے سب سے پہلا خیال کار لوٹانے کا آیا۔ ناشتے کے دوران تمام وقت اسی کے متعلق سوچتا رہا۔ آخر دامن راؤ پر نظر پڑی۔ وہی ایک ایسا آدمی تھا جو شردھام جا کر رازدارانہ طریقے سے گاڑی کرنل لما کے سپرد کر سکتا تھا۔ یہ خیال آتے ہی میں نے جلدی جلدی چائے پی اور بل ادا کر کے دونوں افسروں سے مصافحہ کر کے باہر نکلا۔ ویٹنگ روم سے سوٹ کیس اٹھایا اور گاڑی لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ چند میل کے بعد انٹرسیکشن آ گیا اور میں نے "روڈ ٹو لاکھوزدا" کا سائن پوسٹ دیکھ کر بائیں طرف ٹرن

لیا۔ ٹھیک گیارہ بج رہے تھے کہ پچیس میل کا فاصلہ طے کر کے قصبے میں داخل ہو چکا تھا۔
پٹرول پمپ پر گاڑی روکتے ہی مینجر باہر نکل آیا۔ میں نے اسے گاڑی میں پٹرول ڈالنے کو کہا اور دامن راؤ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ نائٹ شفٹ میں ہے اور شام کو ٦ بجے آئے گا۔ میں انجن بند کر کے نیچے اترا اور اس کو فوراً" بلوانے کو کہتا ہوا دفتر کی کیبن میں داخل ہوا۔ مینجر ٹینک فل کر کے اندر آیا اور کہنے لگا۔ "صاحب! دامن راؤ کو بلانے کو لڑکا بھیج دیا ہے---- چائے وغیرہ تو نہیں پئیں گے آپ؟" میں نے کرسی کے بازوؤں پر ٹانگیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ "منگوا لو---- "کچھ ناشتہ بھی ساتھ ہو تو بہتر ہے۔" اس نے ایک اسٹول اٹھا کر میرے پاؤں کے قریب رکھا اور باہر نکل گیا۔ میں نے اسٹول پر پاؤں رکھ کر سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔ دو تین کش لئے تھے کہ نیند آنے لگی۔ ہوٹل والا چائے لے کر آیا تو میں سویا ہوا تھا۔ مینجر نے میری انگلیوں سے جلتا ہوا سگریٹ کھینچا تو میری آنکھ کھلی۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "حضور انگلیاں تو نہیں جلیں۔"
میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں---- شکریہ۔" ہوٹل والے نے ٹرے اسٹول پر رکھ دی۔ میں نے ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکے نے دروازے پر آ کر کہا۔ "مینجر صاحب دامن گھر پر نہیں ہے دو بجے آئے گا۔" مینجر نے میری طرف دیکھا---- میں نے کہا۔ "اچھا گاڑی کے تمام لبریکیشس ڈرین کرا کے نئے تبدیل کراؤ اور پوری گاڑی دھلوا ڈالو---- دو بجے تک ہو جائے گا۔"
مینجر نے کہا۔ "کوشش کروں گا۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ "ساڑھے تین گھنٹے ہیں---- شروع کر دو---- میں اتنی دیر آرام کروں گا---- کسی کو آنے نہ دینا۔" مینجر "بہتر ہے۔" کہہ کر باہر چلا گیا۔ میں نے سگریٹ سلگا کر پھر پاؤں پھیلا دیئے۔
ساڑھے تین بجے دامن راؤ نے آ کر مجھے جگایا۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اس نے میرے پاؤں چھو کر کہا۔ "سرکار مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اتنی دیر۔"
میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "چھوڑو مجھے آرام کی ضرورت بھی تھی---- یہ بتاؤ ٹھیک ہو نا؟"

وہ بولا۔ "ان داتا بہت----"

میں نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بکو نہیں---- شاید ٹھیک ہی ہو---- اگر کچھ کمی ہے تو پوری ہوتی رہے گی---- گاڑی تیار ہو گئی یا نہیں؟" وہ بولا۔ "سرکار آدھا گھنٹہ اور لگے گا---- مارفیکس پھرایا جا رہا ہے۔"
میں نے سگریٹ سلگا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے---- گھر جاؤ اور اطلاع کر آؤ میں اتنی دیر میں کھانا کھا لیتا ہوں۔" اس نے جھک کر کہا۔ "جو حکم" میں ہاتھ دھونے چل دیا۔

چند منٹ میں ہوٹل والا کھانا لے کے آ گیا اور میں کھانے میں مشغول ہو گیا۔ دامن راؤ لوٹا تو نیا سوٹ پہنے ہوئے تھا اور خاصا معقول آدمی نظر آ رہا تھا۔ کہنے لگا۔ "سرکار گاڑی تیار ہے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مینجر کو اٹھا کر بل تیار کراؤ اور چلو۔" وہ باہر نکل گیا میں سگریٹ سلگا کر برآمدے میں ٹہلنے لگا مینجر نے بل تیار کر کے دامن کو دیا۔ میں نے پے منٹ کرتے ہوئے کہا۔ "آج تمہیں نائٹ شفٹ کے لئے دوسرا آدمی بلانا پڑے گا۔ میں دامن کو لے جا رہا ہوں اور شاید یہ کئی دن بعد واپس آئے۔"

وہ بولا۔ "جو حکم سرکار۔" میں نے دامن کو اشارہ کیا اور باہر نکل کر گاڑی پر نظر ڈالی۔ مینجر نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار شو روم کنڈیشن میں نظر آ رہی ہے نا؟" میں تھینکس کہہ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دامن نے وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے باہر نکالی۔ سڑک پر آتے ہی میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "پارہ گڑھ۔" گاڑی تیزی سے چلنے لگی۔ شہر سے باہر نکلتے ہی میں نے کہا۔ "دامن تمہیں پوزیشن تو معلوم ہے میں کرن کی حیثیت سے مر چکا ہوں۔"

وہ بولا۔ "ہاں ان داتا ــــ مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے۔"

میں نے کہا ــــ "اب رازداری کے پورے اعتماد کے ساتھ میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں میرا نام لیفٹننٹ پرنسلی ہے ــــ اور تم میرے ذاتی ملازم ہو ــــ اس کے سوا مکمل خاموشی ضرورت بھوتو ہونٹوں پر زپ لگوا لو۔"

"زپ لگوا لی لیفٹننٹ۔" اس نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "پارہ گڑھ میں کس جگہ جانا ہے سر؟"

"بشیشر سنگھ جی کی حویلی۔" میں نے کہا۔ "جانتے ہو؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا ــــ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں بتاؤں گا۔"

ہم بشیشر سنگھ کی حویلی پہنچے تو شام کے چھ بج رہے تھے۔ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ دربان نے گاڑی دیکھتے ہی اسٹول سے اٹھ کر سلام کیا۔ گاڑی کے ڈرائیو ان میں آتے ہی پورچ میں بشیشر سنگھ کی کار کے علاوہ دو اور گاڑیاں کھڑی ہوئی دکھائی دیں۔ مجھے اس خلاف معمول پر تعجب ہوا لیکن اطمینان صرف یہ تھا کہ گاڑیاں ملٹری آفیسرز کی نہ تھیں نہ ان کا تعلق راج محل سے تھا کہ یوراج یا کسی راجکمار کی موجودگی کا خطرہ ہو۔ دامن نے گاڑیوں کے پیچھے پہنچتے ہی انجن بند کیا اور نیچے اتر کر دروازہ کھولا۔ میں نے اس کو گاڑی میں ہی رہنے کی ہدایت کی اور سیڑھیوں کی طرف چل دیا۔

ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے ہی بشیشر سنگھ ان کی اہلیہ اور دونوں لڑکیوں کے علاوہ تین آدمی شیروانی' چودھوری صافے اور چست پاجاموں میں ملبوس صوفوں

پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے مجھے دیکھتے ہی بشیشر سنگھ نے "کم ان" کہا اور پھر باتیں کرنے لگے اور پھر سریکھا نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور پھر باپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ دونوں میں سے کسی کے چہرے پر مسکراہٹ نہ تھی۔ میں نے قریب پہنچ کر ان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ کہیں میں آپ کی پرائیویسی میں تو مخل نہیں ہوا؟"

ایک پھیکا سا تبسم ان کے ہونٹوں پر ابھرا اور بجھے ہوئے لہجے میں بولے۔ "نہیں لیفٹن---- میٹ مائی سن ستیندر سنگھ۔"

میں نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لیفٹننٹ پرنسلی۔" اس نے غور سے میری طرف دیکھ کر بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اسے کھلی توہین سمجھ کر ہاتھ ملانے کے بجائے پیچھے ہٹ کر کہا۔ "ہاؤڈو یوڈو؟"

وہ بولا۔ "فائن تھینک یو۔" دوسرے دونوں غور سے میری طرف دیکھنے میں مصروف تھے۔ میں نے ان کو نظرانداز کر کے بشیشر سنگھ کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ میں آج واپس جا رہا ہوں---- آپ سے----"

اس نے اپنے برابر والے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں جناب۔"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تھینک مسٹر سنگھ زیادہ وقت نہیں ہے---- میں صرف آپ سے رخصت ہونے کو حاضر ہوا تھا۔" بشیشر سنگھ نے اخلاقاً کہا۔ "پھر بھی---- کم از کم چائے تو پینی ہی پڑے گی۔" ان کے لہجے میں گرم جوشی کے بجائے اخلاقی مجبوری کا عنصر نمایاں تھا---- سریکھا پر سکوت طاری تھا۔ وہ بت بنی بیٹھی تھی۔ میں "تھینک یو" کہہ کر بیٹھ گیا اور اپنی دلی کیفیت چھپانے کے لئے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ ستیندر نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے سرگوشی کے لہجے میں کچھ کہا اور وہ اٹھ کر بشیشر سنگھ اور ان کی اہلیہ کو نمستے کر کے چل دیئے۔ ستیندر نے پلٹ کو ان کو کمرے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا اور کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سن کر باپ کی طرف دیکھ کر بولا۔ "پتا جی' لیفٹننٹ سے کتنے سال سے واقف ہیں آپ؟" میں نے اس کے طنزیہ جملے سے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ بشیشر سنگھ نے کہا۔ "زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔"

وہ کہنے لگا۔ "پھر اتنے تعلقات کیسے بڑھ گئے؟"

میں نے بشیشر سنگھ کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "کتنے مسٹر ستیندر؟"

وہ بولا۔ "اتنے کہ آپ کو ان سے رخصت ہونے کے لئے آنا پڑا۔"

"اس میں قابل اعتراض پہلو کیا نظر آیا آپ کو؟ کیا آپ اپنے دوستوں سے رخصت ہوتے وقت ان کو اطلاع دینا بھی پسند نہیں کرتے مسٹر ستیندر؟" میں نے پوچھا۔ اس نے منہ بنا کر کہا۔ "لیفٹننٹ میں اس سے کچھ زیادہ جانتا ہوں---- اسی لئے آپ مجھے یہاں دیکھ

رہے ہیں---- بہر کیف یہ ہمارے ذاتی معاملات ہیں---- مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "تھینک یو---- مجھے افسوس ہے میری وجہ سے آپ لوگوں کے درمیان تلخی پیدا ہوئی---- او کے مسٹر سنگھ۔" میں بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر اٹھنے لگا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "بیٹھو لیفن میں ستیندر کی غلط فہمی دور کرتا ہوں انہیں کسی نے ٹرنک کال کر کے آمود گڑھ سے بلایا ہے۔"

میں پھر بیٹھ گیا۔ سریکھا نے کہا۔ "ڈیڈی ستیندر کو غلط فہمی میں مبتلا ہی رہنے دیں تو بہتر ہے۔ آپ ان کے نظریات سو سال میں بھی نہیں بدل سکیں گے۔"

ستیندر نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟"

سریکھا نے کہا۔ "تم ڈیڈی کے کیریکٹر پر نکتہ چینی نہیں کر سکتے۔ تم انہیں ڈکٹیٹ نہیں کر سکتے کہ کس سے ملنا ہے اور کس سے نہیں ملنا یا ملنا ہے تو کس طرح ملنا ہے!"

"میں پتا جی پر اعتراض نہیں کر رہا۔" اس نے ٹھنڈا پڑتے ہوئے کہا۔ "اعتراض دراصل تمہارے ایڈوانس منٹ----"

"میرے ذاتی معاملات میں تمہارے لئے بولنے کی بہت کم گنجائش ہے مائی ڈیئر۔" سریکھا نے سخت لہجے میں کہا۔

میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر سنگھ پلیز---- کیا یہ ضروری ہے کہ میں آپ کے خاندانی مباحثے میں تماشائی کا رول ادا کروں۔

بشیشر سنگھ نے کہا۔ "تم تماشائی نہیں ہو پرنسلی---- مہمان اور بڑی حد تک جزو بحث ہو اس لئے بیٹھ سکتے ہو۔" ستیندر ناراض ہو کر سریکھا کی طرف دیکھتا ہوا اٹھ کر چل دیا۔ کسی نے اس کو روکنے کی کوشش نہ کی میں نے کہا۔ "آئم سوری مسٹر سنگھ۔"

سریکھا نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں لیفن---- تم نے کیا کیا ہے؟ تصادم تو نئی اور پرانی تہذیب کا ہے---- بھائی اور بہن کے متضاد خیالات کا ہے۔"

"یقیناً مس سریکھا---- لیکن مجھے پارٹی نہ بنائیے۔ میں آپ کے خاندان میں کسی تنازعے کا باعث بننے میں ندامت محسوس کرتا ہوں۔" میں نے نرم لہجے میں کہا۔

سریکھا نے مسکرا کر کہا۔ "اس ندامت کا جواب نہیں لیفن۔"

میں نے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ مسٹر ستیندر کو بلائیے میں ان سے رخصت ہو کر جانا چاہتا ہوں۔" بشیشر سنگھ اٹھ کر اندر گئے۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالا اور اٹھنے لگا۔ سریکھا نے کہا۔ "بیٹھے رہو پرنسلی۔" میں پھر ٹک گیا۔ سریکھا نے سگریٹ ٹرے میں میری طرف کھسکایا۔ میں نے خاموشی سے سگریٹ لے لیا اور لائٹر اٹھا کر سلگانے لگا۔ اسی وقت بشیشر سنگھ بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ڈرائنگ

روم میں داخل ہوئے۔ میں مسکرا کر اٹھا اور سگریٹ ہاتھ میں لے کر آگے بڑھا۔ بششیر سنگھ نے مسکرا کر کہا۔ "لیفن چائے آ رہی ہے برائے مہربانی بیٹھ جائیں۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر سنگھ ساڑھے سات بج رہے ہیں میں زیادہ لیٹ ہو گیا تو آج نہ جا سکوں گا۔۔۔۔ اور تمام پروگرام اپ سیٹ ہو کر رہ جائے گا۔"

"کل چلے جانا۔" انہوں نے ہاتھ پکڑ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ممکن ہے تم دونوں ایک دوسرے کو سمجھنے کے بعد دوست بن جاؤ۔"

میں نے ستیندر کی طرف دیکھا۔ وہ سریکھا کی طرف دیکھتا ہوا اپنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "کیا یہ ممکن ہے مسٹر سنگھ۔"

ستیندر نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "دوستی کی حد تک مجھے لیفن پر نسلی سے کوئی پرہیز نہیں پتا جی۔۔۔۔ لیکن اس سے آگے۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گیا۔

میں نے مسکرا کر کہا۔ "اس سے آگے کیا؟"

بششیر سنگھ نے کہا۔ "چھوڑو پرنسلی۔۔۔۔ مجھے خوشی ہے تم ستیندر کی طرح زود رنج نہیں ہو۔" ایک نوکر نے چائے کی ٹرے ہمارے سامنے رکھ دی۔ سریکھا آگے سرک کر چائے بنانے لگی۔ ستیندر نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔ بششیر سنگھ نے کہا۔ "ستیندر مہمان نوازی تمہیں کرنی چاہئے وہ تیوری چڑھا کر بولا۔ "میں چائے نہیں پیتا۔"

"نہ پیو۔۔۔۔" انہوں نے کہا۔ "مہمان کو تو پلاؤ۔"

تلملا کر کہنے لگا۔ "سریکھا پلا تو رہی ہے۔۔۔۔" سریکھا نے ایک پیالی اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لیجئے۔"

اس نے سریکھا کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "سوری۔" جھٹکا لگتے ہی چائے چھلک کر سریکھا کے ہاتھ پر گر گئی اور وہ بمشکل پیالی سنبھال سکی۔ بششیر سنگھ نے اس کے ہاتھ سے پیالی لے کر ٹرے پر رکھ دی اور تیز نظروں سے ستیندر کی طرف دیکھا۔ میں نے رومال سریکھا کی طرف اچھال دیا۔ اس نے کلائی صاف کی اور اٹھ کر ہاتھ دھونے چل دی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ ستیندر نے باپ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے پتا جی۔"

وہ "تمہیں شرم آنی چاہئے۔" کہہ کر بیٹھ گئے۔ میں نے تھوڑی دیر ان کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا اور جب غصہ کسی طرح برداشت نہ ہو سکا تو اٹھتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ستیندر تم نے میری کھلی توہین کی ہے اپنے گھر میں پہلی ملاقات پر اگر تمہیں مجھ سے نفرت تھی تو اس کے اظہار کے اور بہت طریقے تھے تمہیں اپنے جذبات کا اتنا گھٹیا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔۔ گڈ بائی مسٹر بششیر سنگھ۔"

بششیر سنگھ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں سر جھکا کر تیزی سے دروازے کی طرف

چل دیا۔ برآمدے سے گزر کر پورچ میں پہنچا تو گیٹ سے ایک کار باہر نکل رہی تھی۔ میری گاڑی سیڑھیوں کے قریب کھڑی تھی۔ دامن نے مجھے دیکھتے ہی پچھلا دروازہ کھول دیا۔ میں نے سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "دامن اس گاڑی میں کون تھا؟"

وہ گاڑی بیک کرتے ہوئے بولا۔ "سر کوئی لڑکی تھی۔" میں خاموش ہو گیا۔ میرے لئے یہ سمجھنا دشوار نہ تھا کہ لڑکی کون ہو سکتی ہے۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی دامن نے کہا۔ "کس طرف سرکار؟"

"ریلوے اسٹیشن۔" میں نے کہا۔ "دیکھا ہے۔"

وہ بولا۔ "نہیں حضور۔۔۔۔ لیکن راستہ معلوم ہے۔" اس نے اس بازار کی طرف ٹرن لیا اور اسپیڈ بڑھائی۔ گلی کے سرے پر پہنچتے پہنچتے وہی کار بازار کی طرف مڑتی ہوئی دکھائی دی۔ دامن نے کہا۔ "سرکار وہ گاڑی ہے۔"

"دیکھ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "پیچھا کرو۔" اس نے بازار کی سڑک پر آتے ہی دائیں طرف ٹرن لیا اور رفتار بڑھائی۔ سڑک پر بھیڑ نہ تھی۔ بازار ختم ہوتے ہوتے ہم اگلی کار سے دس گز کے فاصلے پر تھے۔ ڈرائیو کرنے والی سریکھا ہی تھی۔ اس نے بیک ویو مرر میں رائز کو دیکھتے ہی رفتار کم کر دی اور ایک ثانئے کے لئے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا اور بازار ختم ہوتے ہی گاڑی کھڑی کر دی۔ میں نے دامن کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس نے گاڑی کے برابر میں پہنچ کر بریک لگا دیا۔ میں نے بائیں طرف کھسک کر دروازے کا شیشہ گرایا۔ سریکھا نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ "میں بہت شرمندہ ہوں دارلنگ۔"

"غلط شرمندہ ہو سریکھا۔" میں نے اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر کہا۔ "مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں لیکن تمہیں اس طرح آنا نہیں چاہئے تھا۔" کہنے لگی۔ "تم جانے کو کہہ رہے تھے ڈارلنگ۔۔۔۔ میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔"

"میں ابھی نہیں جا رہا ڈیریسٹ۔۔۔۔ اچھا تم واپس جاؤ ورنہ وہ لوگ تمہاری تلاش میں نکل پڑیں گے۔۔۔۔ گڈ بائی۔" دامن نے گیر لگاتے ہوئے مڑ کر میری طرف دیکھا۔ سریکھا نے دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ تھام کر کہا "نہیں۔۔۔۔ ابھی مجھے کچھ کہنا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم جتنی ذہین ہو اتنی ہی۔۔۔۔" میں نے اسے پاگل کہنا مناسب نہ سمجھا اور جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "پاگل کہنا چاہتے ہو تو صحیح کہہ رہے ہو ڈارلنگ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ ایک پاگل دوسرے کو پاگل نہیں کہہ سکتا ڈیئر۔۔۔۔ مجھے خود بھی معلوم نہیں میں کیا کہنا چاہتا تھا۔۔۔۔" اس نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے باہر نکلنے لگی۔ میں نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پلیز۔۔۔۔ پلیز۔" وہ رک گئی اور دروازہ بند کر کے کہنے لگی۔ "میں صبح پانچ بجے اسٹیشن پر آؤں گی۔" میں نے نفی

میں سر ہلا کر کہا۔ "میں برٹش کیمپ جا رہا ہوں---- اور یہ سلسلہ تمہاری مہربانی سے قائم ہوا ہے۔ تم ہی نے میری اور اپنی راہیں مسدود کی ہیں۔

وہ بولی۔ "معاف نہیں کرو گے----؟"

میں نے ہنس کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "اب تو وہ مجھے معاف نہیں کرتے۔ بہرکیف میں کل صبح آٹھ بجے----"

"نہیں۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "آٹھ بجے میرا لئے گھر سے نکلنا ممکن نہیں---- پانچ بجے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا---- اسی جگہ---- او کے؟---- دامن!" دامن نے اشارہ پاتے ہی گیئر لگایا۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھا کر کہا۔ "گڈ بائی ہنی۔" گاڑی موشن میں آ گئی۔ سریکھا ویو کرنے لگی۔

"دامن۔" میں نے کہا۔ "ریوالور تو ہے نا تمہارے پاس؟"

کہنے لگا۔ "آپ کا دیا ہوا ریوالور میرے پاس ہے۔ سرکاری تو یونی فارم کے ساتھ واپس لے لیا گیا۔"

"وہی بہت ہے۔" میں نے کہا۔ "ایسے حالات تو نہیں ہیں کہ تمہیں میرے لئے دوبارہ ہسپتال جانا پڑے---- لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔" وہ بولا۔ "سرکار آپ کے لئے شمشان جانے پر بھی فخر محسوس کرونگا دعا یہ ہے کہ بھگوان آپ کو سلامت رکھے۔" میں ہنس دیا۔ "پاگل کیا ہر مرتبہ تمہارا بلیدان دے کر زندہ بچ جانے پر مجھے خوشی ہو گی۔"

"سرکار۔" اس نے کنپٹی کھجاتے ہوئے کہا۔ "معاف کرنا----" وہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔ میں نے کہا۔ "بول ڈالو دامن---- ہچکچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے جاں نثار ساتھی ہو تمہیں میرے متعلق جتنا زیادہ معلوم ہو بہتر ہے---- میں تم پر پورا وشواس رکھتا ہوں۔" وہ بولا۔ "سرکار میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ---- راجکماری بھی تو یہیں ہیں---- آپ----"

میں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے دامن---- لیکن میں ان کے لئے مر چکا ہوں اور ابھی زندہ ہونا ثابت نہیں کر سکتا پاپا مجھے راز داری کے بدلے میں ایک لاکھ روپیہ سالانہ دیتے ہیں ایک لاکھ سروج کو دیتے ہیں---- دونوں عیش کر رہے ہیں۔ شردھام میں کیا رکھا ہے۔ سازشیں، چالیں---- شطرنج جیسی چالیں۔ ذرا سی غلطی ہوئی اور بازی مات۔ ہر قدم پر کشت و خون، شہ، بساط الٹ جانے کا خطرہ۔ کتنے مہرے پیٹیں، کتنے پٹوائیں؟ اس سے یہی بہتر ہے کہ سرکاری راشن کھاتے رہیں اور وقت کا انتظار کریں۔"

"ٹھیک ہے سر۔" اس نے کہا---- "لیکن سرکار---- یہ سریکھا دیوی۔"

"ہاں---- تم نے دیکھ تو لی نا؟"

"اس شہر میں تو آپ کے لئے یہ بہت خطرناک ہے سر۔"

"آج سے ہو گیا لیکن کوئی لاپائے نظر نہیں آتا۔۔۔۔ تم نے کانوں سے سن لیا۔ آنکھوں سے دیکھا۔ خیر دیکھیں گے میں اسٹیشن چل کر تمہیں کچھ دکھاؤں گا۔۔۔۔ جو ابھی تک میں نے بھی نہیں دیکھا۔"

وہ "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ ایک ٹرن لیتے ہی اسٹیشن کی روشنیاں نظر آنے لگیں ایک منٹ میں گاڑی احاطے میں پہنچ کر ایک درخت کے سائے میں رک گئی۔ میں دروازہ کھول کر نیچے اترا اور سیٹ کشن اٹھا کر سریکھا کا اٹیچی کیس نکالا۔ دامن راؤ انجن بند کر کے میرے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اٹیچی کیس کا ڈھکنا کھولتے ہوئے کہا۔ "اندر آ جاؤ" وہ میرے پیچھے پیچھے اندر آ گیا اور دروازہ بند کر دیا اور ایک دو بنارسی اور ریشمیں ساڑھیاں اٹھانے کے بعد اٹیچی نوٹوں اور زیورات سے بھری ہوئی نظر چند کا سمیٹک آئٹمز تھے۔ ایک سفید چمڑے کا پرس تھا جس میں ایک باغ اور زرعی زمین کے دستاویزات ڈرائیونگ لائسنس اور ریوالور کا لائسنس تھا لیکن ریوالور نہیں تھا۔ میں نے ایک ایک چیز اسی طرح واپس رکھ کر اٹیچی کیس بند کر دیا اور پھر سیٹ کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "دامن کیا سمجھے؟"

وہ بولا۔ "سرکار بڑے لوگ ہر حالت میں بڑے ہی رہتے ہیں۔ دنیا سب کچھ چھین لے ان کے بھاگ تو نہیں چھین سکتی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "قصیدے کو چھوڑو' میں بڑا نہیں نہ میرے بھاگ بڑے ہیں۔۔۔۔ اس دیوی کے پاگل ہونے میں کوئی شک ہے۔" پہلی ملاقات ایک ہفتہ دوستی کو نہیں ہوا اور۔۔۔۔ کیا قیمت ہو گی ان زیورات کی اور کتنا روپیا ہو گا کل؟ جائداد کو چھوڑو۔"

کہنے لگا۔ "سرکار کیا عرض کروں؟ میری تو عقل کام نہیں کرتی۔"

"میری بھی۔" میں نے کہا "اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں ع نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے۔"

دامن نے مسکرا کر کہا۔ "اتنا ٹوٹ کر چاہنے والی کو جو سب کچھ نچھاور کر بیٹھی ہو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے سرکار۔۔۔۔ جب کہ وہ خود بھی اپسرا ہو۔" میں نے کہا۔ "اچھا دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔۔۔۔ چلو کچھ کھائیں پئیں۔" وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا میں بھی باہر نکلا اور دروازے لاک کر کے دونوں ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیئے۔ دروازے پر ہی ویٹر نے سلام کر کے کہا۔ "صاحب بہادر سات بجے کے قریب کوئی لیڈی آپ سے ملنے آئی تھی وہ اس روز والا سی۔ آئی۔ ڈی۔ آپ کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔" میں نے اندر داخل ہو کر دامن کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمارے لئے کھانا بھجوا کر اس پولیس

مین کو بلاؤ۔" وہ سر جھکا کر اندر چلا گیا۔ میں نے دامن کو ہاتھ تھام کر کرسی پر بٹھایا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا---- تھوڑی دیر میں کھانا آ گیا اور ہم کھانے میں مشغول ہو گئے۔ ویٹر باہر چل دیا۔ دامن نے کہا۔ "سر کوئی لیڈی بھی امیدوار ہے کیا؟"

میں نے نفی میں سر ہلا---- "لیکن پولیس مین میرا اپنا آدمی ہے---- کوئی نہ کوئی اس سے ملا ضرور ہے---- تم پیتے تو ہو گے دامن۔" کہنے لگا۔ "آپ شوق فرمائیں سر میں بہکنے لگتا ہوں۔"

ویٹر بہت دیر بعد پولیس مین کو لے کر پہنچا۔ ہم اس وقت کھانا کھا کر کافی پی رہے تھے۔ پولیس مین نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "صاحب آپ کا کوئی دوست آیا تھا میں نے بہت تلاش کیا لیکن۔"

میں نے کہا۔ "ہم ابھی پہنچے ہیں کوئی نام پتا دیا اس نے؟"

اس نے جیب سے نوٹ بک نکال کر پنسل سے نام لکھا اور ورق پھاڑ کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے اس پر ایک نظر ڈال کر کہا۔ "تھینک یو۔" پرچے پر کیپٹل لیٹرز میں "اجیا" لکھا ہوا تھا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھاؤ گے؟"

اس نے سلام کر کے کہا۔ "چائے پی سکتا ہوں صاحب۔"

میں نے بل منگا کر پے منٹ کیا اور ایک روپیہ فالتو دے کر پولیس مین کو چائے پیسٹری وغیرہ دینے کو کہا اور دامن کے ساتھ نکل کر ویٹنگ روم کی طرف چل دیا۔ اے۔ ایس۔ ایم نے اٹینڈنٹ کو چابی دے کر بھیجا اس نے ویٹنگ روم کھول کر روشنی اور صفائی کی---- ہم اندر جا کر آرام کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سگریٹ پینے لگے۔

دس بجے کے قریب مجھے نیند آنے لگی۔ اٹھ کر کوچ کی طرف چلنے لگا۔ دامن راؤ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سر کیا یونیفارم پہنے پہنے سونے کا ارادہ ہے؟"

میں نے کہا۔ "سوٹ کیس گاڑی کے لگیج بکس میں ہے---- لپک کے لے آؤ۔"

وہ "بہتر ہے۔" کہہ کر چل دیا۔ میں نیند اڑانے کے لئے ٹہلنے لگا۔ دامن ابھی گیٹ سے باہر نکلا ہو گا کہ ویٹنگ روم کے پیچھے موٹر رکنے کی آواز آئی۔ میں نے کھڑکی کے پاس جا کر دیکھا۔ رالز سے کچھ فاصلے پر ایک کار کھڑی ہوئی جس کو روشنی کم ہونے کے باعث میں پہچان نہ سکا لیکن کار کے اندر روشنی میں پچھلی سیٹ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور وہیل پر بیٹھا ہوا آدمی انجن کی طرف پشت کئے ان سے باتیں کر رہا تھا۔ دامن کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے کھڑکی کے سامنے کھڑے کھڑے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ اسی وقت دامن راؤ دونوں ہاتھ پتلون کی جیب میں ڈالے رالز کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ گاڑی کے قریب پہنچا تو وہیل پر بیٹھا ہوا آدمی درواز کھول کر باہر نکلا۔ میں نے دامن کو رک کر اس سے مخاطب ہوتے دیکھا لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سن نہ سکا کہ کس نے کیا کہا۔

چند جملے تبدیل کرنے کے بعد دامن نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ "دیکھتا ہوں اگر سو نہ گئے ہوں تو---- کیا نام بتاؤں؟"

"کہنا مسٹر سنگھ ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ دامن چل دیا آخری جملہ سن کر میں چہرہ دیکھے بغیر سمجھ گیا بولنے والا ستیندر تھا۔ مسٹر سنگھ نام ظاہر کر کے وہ مجھے مغالطے میں ڈالنا چاہتا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ میں کھڑا ہوا سن رہا ہوں۔ دامن کے ہٹتے ہی وہ گاڑی کے دروازے میں جھک کر اپنے ساتھیوں سے باتیں کرنے لگا جو میں بالکل نہ سن سکا اور سننے کی ضرورت بھی نہ تھی ان کی آمد کا مقصد واضح تھا۔ میں کھڑکی بند کر کے آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ اسی وقت دامن راؤ خالی ہاتھ اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا۔ "سر مسٹر سنگھ---- دو آدمیوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے ہیں---- کیا حکم ہے؟"

میں نے کہا۔ "ملنا ہی پڑے گا---- میں کھڑکی سے سب کچھ سن چکا ہوں---- جاؤ کہدو ستیندر کے سوا کوئی بھی آ کر بات کر سکتا ہے۔"

وہ بولا۔ "اگر وہ نہ مانیں۔"

"تو کہ دینا ستیندر سے میں صرف پستول کی زبان میں بات کر سکتا ہوں---- اگر وہ تیار ہے تو آ جائے۔"

دامن خاموش کھڑا رہا---- میں نے اسے سوچتے دیکھ کر کہا "تم میری گاڑی میں بیٹھ جانا---- اور----"

اس نے جھک کر میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہنے لگا۔ "سرکار میں ریلوے اسٹیشن پر یہ سب کچھ نامناسب سمجھ کر خاموش ہو گیا تھا۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں خوف زدہ ہو گیا۔ اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو پھر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں کار میں ہی سنبھال لیتا ہوں۔"

میں نے اس کو سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں بزدل نہیں سمجھتا دامن---- صرف یہ کہ اپنی آگ میں تمہیں جھونکنے پر میرا ضمیر ملامت کرتا ہے خیر آؤ۔" میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "جب پستول سے ہی بات کرنی ہے تو یہاں بلانے کے بجائے وہیں کیوں نہ چلیں۔"

دامن نے دروازہ کھولا۔ باہر نکلتے ہی میں نے کہا۔ "دامن تم اپر کلاس گیٹ سے جا کر انہیں چند سیکنڈ باتوں میں لگاؤ میں لگیج آفس کی طرف سے نکل کر دائیں جانب پہنچ رہا ہوں---- تم چند باتیں کر کے ریوالور نکال لینا---- او کے؟"

وہ اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے چل دیا۔ میں لگیج آفس کی طرف لپکا۔ میرا راستہ طویل اور الجھا ہوا تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ باہر نکلنے کے بعد مجھے اپنی کار کی آڑ ملتی تھی اور

بغیر کسی کے نوٹس میں آئے ان سے دس فٹ کے فاصلے پر پہنچ سکتا تھا۔

میں اپنی کار کے پاس پہنچا تو دامن ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ستیندر باہر کھڑا تھا۔ دامن کو دیکھتے ہی وہ اپنی گاڑی کے سامنے سے گزرتا ہوا دوسری طرف چلا گیا اور "ہیلو" کہہ کر کے بولا۔ "کیا فرمایا صاحب بہادر نے؟" اس کے سوال کے ساتھ کار میں بیٹھے ہوئے دو آدمی بھی اسی طرف دیکھنے لگے۔ میں ان کو دامن کی طرف متوجہ دیکھ کر تیزی سے کار کے قریب پہنچ گیا اور پستول نکال لیا۔ دامن کہہ رہا تھا۔ "لیفٹننٹ صاحب جاگ رہے ہیں، وہ مسٹر ستیندر کے سوا کسی سے بھی ملنے کو تیار ہیں۔"

ستیندر نے کہا۔ "کیوں جناب؟" دامن نے کنپٹی کھجا کر پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ "وہ مسٹر سنگھ سے ملنے کو بخوشی تیار ہیں جناب۔" کار میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا۔ "میں جانتا ہوں ستیندر---- ویسے کار تو یہاں نظر نہیں آتی۔"

دامن نے کہا۔ "کیسی کار؟"

ستیندر نے کہا۔ "تمہارے صاحب جانتے ہیں۔"

دامن نے رالز کی طرف دیکھا۔ میں نے نفی میں سر ہلا کر پرامن رہنے کا اشارہ کیا۔ اس نے اسی طرح جیب میں ہاتھ ڈالے ڈالے جواب دیا۔ "مسٹر سنگھ یہ بات تو میں بھی بتا سکتا تھا کہ ہم نے کسی کار کو آتے جاتے نہیں دیکھا۔ میں ہی صاحب کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ کیا اتنی سی بات پوچھنے کے لئے آپ ان کو زحمت دینا چاہتے تھے---- یا کچھ چھپا بھی رہے ہیں۔"

ستیندر نے جھلا کر کہا۔ "تم بہت بولتے ہو۔"

اس نے تن کر کہا۔ "مجھے دوسری طرح بھی بولنا پڑے گا اگر تم فوراً اپنی گاڑی میں بیٹھ کر واپس نہ ہو گئے۔"

گاڑی میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے سیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا---- میں نے پستول کی نالی کھڑکی سے اندر کرتے ہوئے باآواز بلند کہا۔ "حرکت مت کرنا۔" دونوں نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا اور ہاتھ اگلی سیٹ کی پشت گاہ پر رکھ دیئے۔ دامن کی آواز سنائی دی "ہینڈز اپ۔"

میں نے ستیندر کے ہاتھ اوپر اٹھتے دیکھ کر کہا۔ "ان تینوں کو غیر مسلح کر دو۔" دامن نے آگے بڑھ کر اس کی شیروانی کی جیب سے پستول نکال لیا اور بولا۔ "گیٹ کی طرف چلنا شروع کر دو۔"

وہ ہاتھ نیچے کر کے مڑا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ دامن نے گاڑی کا دروازہ کھول کر دونوں آدمیوں سے پستول لے لئے۔ میں نے کہا۔ "انہیں ویٹنگ روم میں لے چلو جس کار کی تلاش میں یہ آئے ہیں وہ میرے سوٹ کیس میں ہے۔" دامن نے ایک کا ہاتھ پکڑ کے

باہر نکالا۔ دوسرا خود نکل کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے دامن سے تینوں پستول لے کر اپنی گاڑی کی سیٹ کے نیچے رکھ کر دروازہ پھر لاک کیا اور تینوں کو ساتھ لے کر ویٹنگ روم میں آیا۔ دامن نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھا دیا۔

"بیٹھیے۔" میں نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ معمولی سی ہچکچاہٹ کے بعد بیٹھ گئے۔ میں ان سے کچھ فاصلے پر جیب میں ہاتھ ڈال کر کھڑا ہو گیا اور ستیندر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم نے مہمان نوازی کا ایک اچھا نمونہ پیش کیا بتاؤ کیا سیوا کی جائے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے دوسروں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیسی کار ہے وہ جس کی تلاش تمہیں یہاں لے آئی؟" دونوں نے ستیندر کی طرف دیکھا وہ سر اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہم سریکھا کی کار کی بات کر رہے ہیں۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو سریکھا یا اس کی کار سے میرا کیا تعلق ہے؟" میں نے کہا۔

"بظاہر تو کچھ بھی نہیں ---- لیکن وہ تم سے چند منٹ پہلے کار لے کر نکلی ہے۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "ستیندر بائی گاڈ اگر تم ذرا کم احمق ہوتے تو میں تمہیں شوٹ کئے بغیر نہ چھوڑتا ---- لیکن تم ---- مجھے تعجب ہے تم پاگل خانے سے باہر کیوں ہو؟ ڈرائیور!" میں دامن راؤ سے مخاطب ہوا۔ "ان سے کار کی چابی لو' گاڑی میں بیٹھو اور مسٹر سنگھ کو لے آؤ۔"

ایک نے کہا۔ "چابی سوئچ میں ہے لیفٹننٹ ---- لیکن آپ ہمیں ذلیل کیوں کر رہے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "میں تمہیں تو کیا کہوں لیکن ہشیشو سنگھ کی وجہ سے ستیندر کے ساتھ ضرورت سے زیادہ شریفانہ سلوک کر رہا ہوں۔ ورنہ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر برٹش کیمپ تک پیدل چلاتا اور قاتلانہ حملہ کرنے کا مقدمہ قائم کراتا اور تب تم ذلیل ہوتے۔" تینوں نے سر جھکا لئے میں نے دامن کی سرف دیکھ کر کہا۔ "کیا انتظار ہے؟"

وہ بولا۔ "سر آپ اکیلے ہینڈل کر لیں گے انہیں؟"

میں نے ہنس کر کہا "بے وقوف۔" وہ "آل رائٹ" کہہ کر باہر نکلا اور دروازہ بھڑا کر باہر نکل گیا۔ میں نے پیچھے ہٹ کر دروازے کا بولٹ چڑھاتے ہوئے کہا۔ "ستیندر سنو' سریکھا ایک ذہین اور تعلیم یافتہ لڑکی ہے روشن خیال اور غیرت مند۔ تمہیں اس کے متعلق اپنے انداز میں نہیں سوچنا چاہئے۔ یقین کرو ابھی تک ہم ایک دوسرے کے کچھ نہیں ہیں ہماری ملاقات اسی ویٹنگ روم میں ہوئی۔ تمہارے ڈیڈی اور ممی نے تمہیں ضرور بتایا ہو گا۔ بہرکیف وہ محض اس وجہ سے مانوس ہے کہ اس کے خیال میں' میں راجکمار کرن کا ہم شکل ہوں۔"

ستیندر کے ایک دوست نے کہا۔ "یہ تو صحیح ہے جناب۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہو گا میں اس شباہت پر فخر محسوس نہیں کرتا ---- سنا ہے وہ مر چکا ہے---- زندہ ہوتا تو شاید ہم ایک دوسرے کے دوست ہوتے---- لیکن اب نہ وہ مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ میں اس کو اعلیٰ ہذالقیاس سریکھا کے لئے بھی میں دونوں صورتوں میں دوست کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا میرا مطلب ہے اگر میں کرن ہوتا تو ایک شادی شدہ راجکمار ہوتا---- اور لیفٹنٹ پرنسلی ہوں تو میرا اور اس کا مذہب مختلف ہے۔"

ستیندر کے دوسرے دوست نے کہا۔ "آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں لیفٹنٹ۔"

"تھینک یو۔" میں نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے---- میں بشیشر سنگھ سے رخصت ہونے کے لئے آیا تھا رائٹ؟"

اس نے کہا۔ "یس سر۔"

"اس کے معنی ہیں---- بات ختم تھی اور میں اس وقت یہاں سے ڈیڑھ دو سو میل کے فاصلے پر ہوتا---- ستیندر کا طرز عمل خیر یہ تمہارے جانے کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس نے بلاوجہ میری توہین کی اور میں اب یہاں رکنے پر مجبور ہوں۔ مجھے اس توہین کا اور پھر اس نئے حملے کا انتقام لینا ہے۔ یہ میرا اخلاقی اور قانونی حق ہے۔" ستیندر خاموش تھا۔ اس نے شیروانی کی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "ہاتھ مت ہلاؤ۔"

وہ بولا۔ "سگریٹ نکالنا چاہتا ہوں۔" میں نے اپنی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ اور دیا سلائی نکال کر اس کی گود میں پھینک دی۔ اس نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو۔"

"خاموش رہو۔" میں نے کہا۔ "مہذب بننے کی کوشش نہ کرو اور اپنے لئے مجھے بھی گھامڑ سمجھو۔" تینوں کو سانپ سونگھ گیا۔ میں اس وقت خود کار کمپیوٹر سے کم نہ تھا۔ گیارہ بج کر چالیس منٹ پر ایک کار اسٹیشن کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ انجن کی آواز سن کر تینوں چوکنے ہو گئے۔ میں نے پیچھے کی طرف ہاتھ کر کے بولٹ کھینچ لیا۔ چند منٹ بعد دروازے پر کسی کا ہاتھ پڑا میں نے ایک طرف ہو کر دروازہ کھول دیا۔ بشیشر سنگھ اور سریکھا ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دامن راؤ تھا۔ اس نے اندر آتے دروازہ بند کر دیا۔ بشیشر سنگھ' ستیندر اور اس کے دوستوں کو دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ ان کی نظریں ستیندر کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ ستیندر نے سریکھا کو دیکھتے ہی نگاہیں جھکالیں۔ بشیشر سنگھ کے حواس درست ہوئے تو ان کی زبان سے نکلا۔ "تم----؟ یہاں---- کیسے؟" ستیندر نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھا اس نے مجھے اپنی طرف دیکھتے پا کر بشیشر سنگھ کا ہاتھ تھام لیا اور بولی۔ "بیٹھ جایئے ڈیڈی۔" میں نے ان کو غصے سے کانپتے دیکھا۔ سریکھا کی طرف پلٹنے میں میرے چہرے پر نظر پڑی تو اس طرح چونکے جیسے انہوں نے اب تک مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ میں نے ان کی حالت سے گھبرا

کر کہا۔ "آپ تشریف رکھئے مسٹر سنگھ۔ مجھے آپ کو زحمت دینے کا افسوس ہوا۔" وہ میز پر ہاتھ رکھ کر سنبھلتے ہوئے بولے۔ "یہ سب کیا ہے لیفٹننٹ؟"

میں نے ان کا ہاتھ تھام کر آرام کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "میرے ڈرائیور نے آپ کو کچھ نہیں بتایا؟" وہ بولے۔ "نہیں کچھ نہیں بتایا سوائے اس کے کہ تم فوراً ملنا چاہتے ہو۔"

سریکھا نے کہا۔ "مجھے بتایا ہے لیفٹننٹ اور میں آپ سے شرمندہ ہوں۔" میں نے اس کی معذرت کو نظرانداز کرتے ہوئے بشیشر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ کی صحت کسی شاک کی متحمل نہیں ہے مسٹر سنگھ اس لئے یہی سمجھئے کہ میں صرف آپ سے ملنا چاہتا تھا۔"

"نہیں---- میں سمجھ سکتا ہوں ان لوگوں کی موجودگی کیا معنی رکھتی ہے۔ پھر بھی اتنا ضرور جاننا چاہونگا کہ انہوں نے آپ کی شان----"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ آپ عمر میں والد کے برابر ہیں---- اگر واقعے سے آپ کی صحت پر کوئی برا اثر پڑا تو مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا---- اس لئے میں انہیں معاف کر رہا ہوں آپ انہیں لے جایئے۔" وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "لیفٹننٹ---- صرف اتنا بتا دو کیا انہوں نے تم کو چیلنج کیا؟"

میں نے کہا۔ "چیلنج ایک باوقار لفظ ہے---- بہرکیف اس سے پہلے کہ نوبت یہاں تک پہنچتی۔ ہم دونوں نے ان کو غیر مسلح کر دیا۔ ان کے پستول میرے پاس ہیں---- اور اب واپس نہ ہونگے---- آپ کے خیال میں یہ فیصلہ صحیح ہے یا غلط؟"

"صحیح۔" انہوں نے کہا۔ "بلکہ بہت کم۔"

"تھینک یو سر۔" میں نے کہا۔ "اب آپ انہیں لے جایئے اور آرام کیجئے رات بہت جا چکی ہے گڈ نائٹ، گڈ نائٹ میڈم!"

سریکھا نے پست آواز میں کہا۔ "گڈ نائٹ لیفن۔" میں نے وامن راؤ کو اشارہ کیا اور وہ ان کو کار تک چھوڑنے چلا گیا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور سگریٹ سلگا کر آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ دس منٹ بعد وامن راؤ واپس آیا۔ میں نے سگریٹ پھینک کر پاؤں سے رگڑتے ہوئے کہا۔ "چلے گئے۔"

وہ بولا۔ "جی چلے گئے---- اور اگر آپ میری بات ماننے کا وعدہ فرمائیں تو ایک پیغام دے سکتا ہوں۔" میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ اور کہہ ڈالو۔"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "سر آپ وعدے کو اڑا گئے لیکن مجھے وشواس ہے کہ آپ میری بات کو ٹھکرائیں گے نہیں اس لئے عرض کرتا ہوں کہ سریکھا دیوی نے کار میں سوار ہوتے

ہوئے کہا ہے وہ پانچ بجے ضرور آئیں گی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ احمق ہے لیکن میں اس سے بڑا احمق ہوں۔" وہ بولا۔

"نہیں سرکار احمق بننے سے کام نہیں چلے گا اٹھیے میں آپ کو لاکھودرا لے کر جاؤں گا اور شام کو آپ کو بمبئی کی طرف ڈرائیو کرونگا۔"

میں ہنس پڑا۔ "تو یہ کیوں نہیں کہتے کہ مجھے پاگل کرنا چاہتے ہو؟"

"پاگل ہونے کی کیا بات ہے سر۔" اس نے میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "دنیا میں ایک سے ایک کریسم کٹ لڑکی پڑی---- آپ چاہیں تو بٹالین کیا رجمنٹ کھڑی کر لیں---- اٹھیے----" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "بات کریسم کٹ یا ڈائمنڈ کٹ کی نہیں ہے دامن۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "بات محبت کی ہے سرکار---- پریم کی ہے لیکن کیا میں نہیں جانتا آپ سے پریم کرنے والیاں کتنی ہیں۔"

"خیر دامن۔" میں نے کہا۔ "سو جاؤ---- وہ پانچ بجے نہیں آ سکتی۔ کم از کم آج ایسا کوئی چانس نہیں---- میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔"

دامن نے بادل ناخواستہ کوچ پر بستر پھیلا دیا اور میں اس کے لئے آرام کرسی چھوڑ کر کوچ پر پہنچ گیا۔

صبح آٹھ بجے ڈپٹی اسٹیشن ماسٹر نے دروازہ کھٹکھٹا کر ہمیں جگایا۔ دامن نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور دو انگریز فوجی افسر اندر داخل ہوئے میں نے باتھ روم میں جا کر منہ دھویا۔ شیو کیا اور دامن کو ریفرشمنٹ روم بھیج کر چائے منگائی۔ یہ افسر بھی اپنی یونٹ کے ساتھ بمبئی جا رہے ہیں۔ چائے پینے کے دوران میں ان سے باتیں کرتا رہا۔ ان دونوں کا تعلق انجینیرنگ سے تھا۔ جنگ شروع ہو چکی تھی۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے یونیفارم پہنی۔ دامن راؤ سے سوٹ کیس کار میں رکھوایا اور اس کو لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بازار سے بشمشیر سنگھ کی حویلی کو ٹرن لینے لگا تو دامن نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کا تجسس دیکھتے ہوئے کہا۔ "تینوں پستول اور سریکھا کا اٹیچی کیس سیٹ کے نیچے سے نکال لو۔" اس نے خاموشی سے تمام چیزیں نکال کر سیٹ پر رکھ لیں۔

گاڑی پھاٹک کے سامنے رکتے ہی دربان نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ میں نے کہا۔ "ہم اندر نہیں آ رہے۔ بشمشیر سنگھ جی کو یہیں بلا لاؤ۔" وہ پلٹ کر جانے لگا اور کچھ سوچ کر چلتے چلتے رک گیا اور مڑ کر کہنے لگا۔ "صاحب وہ صبح ساڑھے تین بجے سوئے تھے شائد ہی اٹھے ہوں۔ آپ اندر آ جائیے۔" میں نے دامن کی طرف دیکھا۔ اس نے دربان سے کہا۔ "تمہیں رات کا واقعہ معلوم نہیں ہے ہمارا اندر داخل ہونا ٹھیک نہیں ہے۔ تم جا کر دیکھو اور جو کوئی جاگ رہا ہو اس کو بلا لاؤ۔" دربان سر جھکا کر کوٹھی کی طرف چل دیا۔ میں نے دامن سے کہا۔ "تینوں پستولوں کے میگزین خالی کر دو ممکن ہے وہ ستیندر کو لے کر آ

جائے۔" اس نے اثبات میں سرہلایا اور پستول خالی کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دربان لوٹا۔ اس کے پیچھے پیچھے سریکھا اور اس کی چھوٹی بہن پورچ تک آئیں اور ہمیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ دامن نے مجھے دروازے پر ٹھہرنے کو کہا۔ میں گاڑی سے نیچے اتر کے کھڑا ہو گیا اور وہ پھاٹک پورا کھلوا کر گاڑی اسٹارٹ کر کے اندر چلا گیا۔ میں نے اس کو پورچ میں گاڑی سے اتر کے اٹیچی کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتے دیکھا اور سگریٹ سلگا سڑک پر ٹہلنے لگا۔

دس پندرہ منٹ بعد دامن کو واپس آتا دیکھ کر میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی بیک کر کے دروازہ کھولا۔ وہ سر جھکائے ہوئے باہر نکلا اور خاموشی سے سوار ہو گیا۔ میں نے پورچ کی طرف نظر دوڑائی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ حویلی کے کونے سے نکلتے ہی دامن نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "سر یہ سریکھا دیوی تو خطرناک حد تک دیوانی ہیں---- اس حد تک جھگڑا بڑھ چکا ہے اور ستیندر ان کو مار ڈالنے کی دھمکی دے چکا ہے لیکن وہ کسی بات سے ڈرنا نہیں جانتیں۔" میں نے اثبات میں سرہلا کر بازار کی طرف ٹرن لیا کہنے لگا۔ "کس طرف چل رہے ہیں آپ؟"

"برٹش کیمپ---- اسٹیشن---- لاکھودرا جہاں تم کہو۔"

اس نے نفی میں سرہلایا میں نے بازار میں پہنچتے ہی دھرم شالہ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "شردھام۔"

وہ ہنس کر بولا۔ "سر اس کے بعد تو کہیں جانے کی ضرورت نہیں رہے گی نہ میں رہوں گا نہ آپ نہ ہزہائی نس نہ شردھام۔"

میں نے چیک پوسٹ کی طرف نظر ڈال کر اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں شہر میں داخل نہ ہوں گا۔ تم اکیلے جاؤ گے اور خفیہ طریقے سے یہ گاڑی کرنل ماما کو دے کر چلے آؤ گے۔"

اس نے گھبرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کا عندیہ سمجھ کر کہا۔ "میں انہیں ٹیلی گرام کر دوں گا اور وہ تم سے ایک لفظ کہے بغیر گاڑی لے کر چلے جائیں گے۔" وہ "بہتر ہے۔" کہہ کر رہ گیا۔ میں اس مہم کی مشکلات پر غور کرنے لگا۔ دامن اور رالز دونوں اس شہر میں جانے پہچانے تھے ان کا خفیہ رہنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ رات کی تاریکی کسی حد تک ان کا پردہ رکھ سکتی تھی---- لیکن بہرکیف اس کے سوا چارہ کار نہ تھا۔

دامن نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "سر آپ سریکھا دیوی کے متعلق تو نہیں سوچ رہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں دامن---- دیویوں کے متعلق سوچنے کا وقت گزر چکا جنگ کا دیوتا للکار رہا ہے اب تو اس کے متعلق سوچنا ہے۔"

دامن خاموش ہو گیا۔ دھرم شالہ گزرتے ہی میں نے سگریٹ کیس نکال کر دامن کو

دیا۔ اس نے سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں میں دیتے ہوئے کہا۔ "سر شہری خطرہ تو گزر گیا اب آپ آرام کریں میں ڈرائیو کرتا ہوں۔"

میں نے گاڑی روک کر سیٹ تبدیل کر لی۔ دامن نے وہیل سنبھالا اور میں اس کے برابر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ تھوڑی دیر میں گاڑی اس مقام پر پہنچ گئی جہاں چند ماہ قبل گجراج کا واقعہ پیش آیا تھا۔ غیر شعوری طور پر میری نظریں اس طرف اٹھ گئیں۔ درختوں اور جھاڑیوں کا وہ جھنڈ دیکھ کر میرے ذہن میں از سر نو تمام تعلقات تازہ ہو گئے اور بے ساختہ میری زبان سے ہلکی سی "آہ" نکل گئی۔ دامن نے میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور مسکرا کر پھر سامنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ میں نے پیشانی پر ہاتھ پھرا کر سگریٹ کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اسی وقت دامن نے کہا "کوئی کار آ رہی ہے سر۔" میں نے چونک کر سامنے کی طرف دیکھا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کے باعث کار کی ساخت یا سائز سے اس کا شناخت کرنا تو ایک طرف رہا۔ رنگ پہچاننا بھی مشکل تھا۔ اس لئے میں اس کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا۔ دامن نے مجھے خاموش دیکھ کر رفتار گھٹانی شروع کر دی۔ چند لمحے میں ہمارا درمیانی فاصلہ کم ہو گیا میں نے گاڑی کے بجائے بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیا۔ یہ یوراج تھا۔ "دامن۔" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ دامن نے ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ "سڑک بہت تنگ ہے سر۔" میں نے جواب دینے کے بجائے پشت گاہ سے کمر لگا کر خود کو ونڈ شیلڈ سے نیچا کر لیا۔ اسپیڈ و میٹر کی سوئی پچاس اور پچپن کے درمیان جھول رہی تھی۔ دفعتاً" گاڑی بائیں طرف جھکی ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور ایک ثانیے میں سیدھی ہو کر سڑک کے درمیان فراٹے بھرنے لگی۔ میں نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "خوب دامن۔"

وہ بولا۔ "سر دونوں گاڑیوں کی سائیڈوں کو اچھی خاصی رگڑ لگی ہے۔" میں نے کہا۔ "معلوم ہے بھئی--- اسی لئے میں نے تمہیں شاباش کہا--- تم تھوڑے عرصے میں بہت اچھے ڈرائیور بن گئے ہو۔"

سر جھکا کر بولا۔ آپ کا پرتاپ ہے سر--- بچ گئے ورنہ دونوں گاڑیاں الٹی پڑی ہوتیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر پرتاپ سے ایکسی ڈنٹ ٹلتے ہیں تو پھر یہ یوراج کا پرتاپ ہو گا۔ میں تو اس نام کی چیز سے واقف بھی نہیں۔" وہ مسکرا کر خاموش وہ گیا۔ میں نے ایک بار پھر گھوم کر پیچھے کی طرف دیکھا لیکن اب سڑک خالی پڑی تھی۔ یا تو ہم زیادہ فاصلے پر نکل چکے تھے یا پھر یوراج آگے بڑھ گئے تھے۔ کچھ دور جا کر میں نے دامن سے گاڑی رکوا کر سائیڈ کا معائنہ کیا۔ امپیکٹ کے مقابلے میں نقصان برائے نام تھا۔ گاڑی کے دروازوں پر معمولی سی لکیر کھینچی ہوئی تھی۔ نہ کہیں سے رنگ اڑا تھا نہ کوئی ڈینٹ پڑ سکا

تھا۔ بہرکیف پینٹ ری ٹچ کرانا ضروری تھا کیونکہ یوراج کے نزدیک پاراگڑھ سے دو مرتبہ ایک جانی پہچانی کار کا سامنا ہونا اپنی جگہ ایک چونکا دینے والی بات تھی۔ چہ جائیکہ وہ گاڑی ان کی گاڑی سے ٹکرا کر نکل جائے۔ میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کس حد تک مجھے پہچاننے یا دیکھنے میں کامیاب ہو سکے تھے۔ تاہم اس تصادم کے بعد ان کا شردھام میں اس واقعے کی تفتیش کرنا بالکل فطری تھا اور ایسی صورت میں رالز کا اس خراش کے ساتھ شردھام پہنچنا بھی ثابت ہو جائے تو---- میں اس مسئلے پر کافی دیر تک سوچتا رہا اور آخر اسی نتیجے پر پہنچا کہ رالز کو ان حالات میں شردھام لے جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ میں ان ہی خیالات میں غرق تھا کہ دامن نے گاڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "سر دوراہا آ گیا---- بتایئے کدھر چلنا ہے۔" میں نے سائن پوسٹ پر نظر ڈال کر کہا۔

"سیدھے بمبئی۔" دامن نے میرے چہرے پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر گیئر بدلا اور گاڑی تیزی سے مین روڈ پر چلنے لگی۔ میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں دامن نے کہا۔ "سر ان حالات میں بمبئی کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ آپ نے صحیح فیصلہ کیا۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا "خدا جانے۔"

وہ بولا۔ "کیوں سرکار---- کیا گورنر صاحب نہیں سنبھالیں گے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کھال کھینچنے میں موت واقع نہ ہوئی تو شائد۔"

"ناراض ہیں کیا؟" اس نے گھبرا کر پوچھا۔ میں پھر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ "اگر کرنل شیلڈن نے انہیں میرے پاراگڑھ میں پائے جانے کی اطلاع دے دی ہے تو میرا کریا کرم یقینی ہے---- لیکن میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ ایسا نہ کریں اور کرنل نے وعدہ بھی کیا تھا۔ اس لئے شاید انہوں نے پاراگڑھ کا نام نہ لیا ہو۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" دامن نے کہا۔ "انگریز اپنے وعدے کے پابند ہوتے ہیں۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ کے مان میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔" میں نے "تھینک یو" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا۔

تین گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد ہم ایک بڑے شہر کے مضافات میں پہنچے۔ میری ہدایات کے مطابق دامن راؤ صرف انگریزی علاقے کے کسی شہر میں پٹرول کے لئے رکنا چاہتا تھا ورنہ دیسی ریاستوں میں ہو کر گزرتے تو اتنا فاصلہ طے کرنے میں کئی شہر آ چکے ہوتے۔ مضافات سے نکلتے ہی پہلے پٹرول پمپ پر پہنچ کر دامن نے انجن بند کر دیا اور ہم گاڑی سے باہر نکلے۔ یہاں پیٹرول ٹینک فل کرا کے کھانا وغیرہ کھایا اور ایک ڈیڑھ گھنٹے آرام کیا اور سگریٹ وغیرہ لے کر شام کے پانچ بجے کے قریب پھر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ہر بڑے پل پر مسلح پولیس کے دستے پہرا دیتے ملے۔ سڑک پر ملٹری وہیکلز کی نقل و حرکت میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو چکا تھا لیکن سوائے اس کے کہ چند مقامات پر پولیس گارڈ نے گاڑی

بہت بڑا فوجی افسر سمجھ کر گارڈ فال ان کرائی یا باقاعدہ سلامی دی' ہمارے سفر میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی اور رات کے گیارہ بج رہے تھے کہ ہم بمبئی پہنچ گئے۔ دامن پہلے کبھی یہاں نہیں آیا تھا اس لئے اس کو بمبئی کی سڑکوں سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ چنانچہ پٹرول لینے کے بعد سے اب تک میں خود ڈرائیو کر رہا تھا۔

ساڑھے گیارہ بجے کے قریب ہوٹل ڈی سلوریا کے سامنے پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی۔ دامن دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ میں نے نیچے اتر کے اس کو پچھلی سیٹ کے نیچے سے اجیتا کا پرس نکالنے کو کہا۔ اسی وقت ایک پورٹر دوڑتا ہوا آیا اس نے لگیج بکس سے سوٹ کیس ہولڈال' اٹیچی کیس اور دیگر سامان نکالا۔ میں نے دامن سے پرس لے کر اٹیچی کیس میں رکھا اور گاڑی لاک کر کے پورٹر کے ساتھ چل دیا۔

مینیجر نے رجسٹر میں نام وغیرہ لکھنے کے بعد چابیاں لیں اور لفٹ کے ذریعے پانچویں منزل پر ایک اپارٹمنٹ کھول کر روشنی کی کھڑکیاں کھولیں اور میری طرف دیکھا۔ میں نے کمرے کے فرنیچر' فکسچر اور سامان پر نظر ڈال کر دامن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے ڈرائیور کے بستر کا انتظام؟" اس نے آگے بڑھ کر کلوک روم ٹائپ کے پارٹیشن کا دروازہ کھولا اور اندر جا کر روشنی کی اور کہنے لگا۔ "یہ ہے جناب----" میں نے اندر جھانک کر دیکھا۔ یہ آٹھ فٹ لمبا اور چھ فٹ چوڑا مختصر سا کمرہ تھا جس کے تین طرف پالشڈ برمائیک کی پارٹیشن تھی اندر ایک کوچ' ایک کپ بورڈ' دو کرسیاں اور ایک میز تھی۔ میں نے "او کے" کہہ کر پورٹر کو تمام سامان اسی کمرے میں رکھنے کا اشارہ کیا اور کھڑکی کے قریب جا کر باہر کا منظر دیکھنے لگا۔ سامان رکھوانے کے بعد مینیجر نے کھانے کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا اور پورٹر کو ٹپ دی۔ مینیجر ویٹر کو بھیجنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔

صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دامن کو سو روپے دے کر ڈاک خانے بھیجا تاکہ وہ اپنی بیوی کو ٹیلی گرام کر کے اپنے بخیریت ہونے کے متعلق اطلاع دے دے۔ میں کرنل ماما کو بھی کسی ذریعے سے خط لکھنا چاہتا تھا لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے آخر اکتا کر اس ارادے کو ملتوی کیا اور ٹیلی فون ریسیور اٹھا کر کیپٹن بریڈلے کا نمبر ڈائل کیا۔ چند منٹ بعد وہ ٹیلی فون پر پہنچا۔ "ہیلو پرنلی۔" سنتے ہی میں نے کہا۔ "پہنچ گیا ہوں---- اگر ممکن ہو تو فوراً" ڈی سلوریا میں پہنچ جاؤ۔ ہوٹل میجسٹک سے دو گز کے فاصلے پر---- آ رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "ایک گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں---- تم کب پہنچے یہاں؟"

"رات کو---- ماحول کیسا ہے میرا مطلب ہے میرے لئے۔"

"ماحول کو کیا ہوا ہے سوائے اس کے جنگ شروع ہو گئی ہے---- کتنی چھٹی باقی

ہے تمہاری؟"

"اسے چھوڑو میں کل حاضر ہو رہا ہوں---- اچھا آ جاؤ---- اور مسٹر ولسن سے اجازت لے کر آنا۔"

"کیوں؟"

"شاید---- واپسی میں دیر ہو جائے میں تمہارے لئے پورا گیلن لئے بیٹھا ہوں او کے؟"

"او کے---- بائی بائی۔" اس نے رسیور رکھ دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کھڑکی کے پاس آکر باہر کا منظر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد دامن ڈاک خانے سے واپس آگیا اور نوٹ کی بقیہ رقم واپس کرنے لگا۔ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارے خرچ کے لئے ہیں گھومنے پھرنے نہیں جاؤ گے کیا؟"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "سرکار کہیں گم ہو گیا تو؟"

"گم ہو جاؤ تو ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل ڈی سلویرا کا نام لے دینا چند منٹ میں یہاں پہنچا دیئے جاؤ گے---- ہاں جیب میں پیسے نہ ہوئے تو پھر تمہارا گم ہو جانا یقینی ہے---- اچھا میں ذرا بینک جا رہا ہوں---- زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے لئے میرا اٹیچی کیس اٹھا لاؤ۔"

وہ پلٹ کر اپنے کمرے میں گیا اور اٹیچی کیس لا کر ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے چلتے چلتے کہا۔ "اگر میری غیر حاضری میں کیپٹن بریڈلے آ جائیں تو انہیں تھوڑی دیر انتظار کرنے کو کہنا اور روم سروس کو ٹیلی فون کر کے وہسکی وغیرہ سے انٹرٹین کرنا اس نے "بہتر ہے" کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ میں لفٹ سے نیچے آیا اور گاڑی میں بیٹھ کر چند منٹ میں لائیڈس بینک پہنچ گیا۔ اجیتا کا دیا ہوا پچیس ہزار روپیہ جمع کرایا۔ منیجر سے چابی لے کر لاکر کا سامان چیک کیا اور ہوٹل واپس پہنچا تو کیپٹن بریڈلے میرے اپارٹمنٹ میں بیٹھا ہوا تھا۔ "ہیلو ہیلو اور مصافحے کے بعد بیٹھتے ہی میں نے دامن کی طرف دیکھا۔ اس نے میرے ہاتھ سے اٹیچی لیتے ہوئے کہا۔ "سر ڈرنکس کا آرڈر دے دیا ہے۔" میں "تھینک یو" کہہ کر بریڈلے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "مسٹر ولسن سے ملے کیپٹن؟" میں نے سگریٹ کیس بڑھاتے ہوئے کہا۔

بریڈلے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ اس وقت ہز ایکسی لنسی کے کمرے میں تھے۔ میں ان کی میز پر نوٹ چھوڑ کر آیا ہوں۔ اس میں تم سے ملنے کا ریفرنس ہے۔"

میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔" اسی وقت ایک بیرا ٹرے پر کوارٹر وہسکی، سوڈا، برف اور گلاس لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور میز پر رکھ کر چلا

گیا۔ دامن نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے دو گلاسوں میں انڈیلی' سوڈا اور برف ملایا بریڈلے نے مسکرا کر "کینتھ کی صحت کے نام۔" کہہ کر گلاس سے ٹکرایا اور ہونٹوں سے لگا لیا۔ میں بھی پینے لگا۔ چند گھونٹ لینے کے بعد بولا۔ "لیفن اب ہم شاید ہی ساتھ رہ سکیں۔"

میں نے کہا۔ "ظاہر ہے---- لیکن یہ بھی ممکن ہے فرنٹ پر پھر کہیں نہیں کہیں ساتھ ہو جائیں۔" ایک گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے بولا۔ "تم تو شائد انڈیا میں ہی رہو گے۔"

"کیوں؟" میں نے کہا۔ وہ بولا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے تم دوہری شخصیت کے مالک ہو۔" میں نے گلاس ہاتھ سے رکھ کر قہقہہ لگایا۔ "تمہیں آج معلوم ہوا کیپٹن؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا یہ سچ ہے؟" میں نے کہا۔ "اگر ہے بھی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کیپٹن۔ فوج میں داخل ہونے کے بعد دوہری شخصیت تو کیا تہہ در تہہ شخصیت بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ حکم ملنے کے بعد کس کی مجال ہے کہ تعمیل نہ کرے۔" اس نے مسکرا کر دونوں گلاسوں میں انڈیلی اور کہنے لگا۔ "میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم انکار کر سکتے ہو بلکہ یہ کہ کوئی بڑی شخصیت درمیان میں پڑ کر باہر جانے سے تمہیں روک لے گی۔"

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارا خیال ہے کیپٹن لیکن میں ہر جگہ جانے کو تیار ہوں---- اور سفارش کا سہارا کبھی نہیں لوں گا۔" کیپٹن نے "ویل ڈن" کہہ کر گلاس اٹھایا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے اٹھتے اٹھتے ایک گھونٹ لے کر گلاس ٹیبل پر رکھ دیا اور آگے بڑھ کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو لیفٹننٹ پرنسلی۔" آواز آئی۔ "لیفن دس از ولسن۔" میں نے چونک کر کہا۔ "گڈ مارننگ سر---- میں حاضر ہو گیا ہوں---- آپ کو میرے متعلق۔"

بات کاٹ کر بولے۔ "بریڈلے کے نوٹ سے معلوم ہوا---- اچھا ہوا تم خود پہنچ گئے۔ کب حاضر ہو رہے ہو؟" میں نے ان کے لہجے سے کسی قدر مطمئن ہو کر کہا۔ "جب آپ حکم دیں۔ ویسے شام کو پانچ بجے سلام کرنے کو حاضر ہوں گا۔"

انہوں نے کہا۔ "آ جاؤ---- میں تمہارا انتظار کروں گا۔" میں نے "گڈ بائی" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور گلاس اٹھا کر ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔ بریڈلے نے مسکرا کر کہا۔ "شاید مسٹر ولسن تھے۔"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں کیپٹن انہیں تمہارے نوٹ سے معلوم ہو گیا---- اور یہ اچھا ہی ہوا میں ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں۔"

بریڈلے نے گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا۔ "ناراض----؟ کس لیے؟" میں

نے ہنس کر بات ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ایسے ہی۔"

"ایسے ہی۔۔۔۔ تمہارا مطلب ہے خواہ مخواہ؟"

"نہیں۔۔۔۔ کسی نا معلوم وجہ کی بنا پر بھی ناراض ہو سکتے ہیں انہیں حق ہے۔"

"نان سینس۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تم کچھ چھپا رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم سے کب تک چھپا سکتا ہوں کیپٹن آخر ایک روز بشرطیکہ ہم دونوں یہیں رہے تو تم کینتھ کی طرح اس کی صحت کا جام پروپوز کر کے مجھے چونکا دو گے۔"

"مبارک ہو۔" اس نے مسکرا کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آخر کار میں اس کی توجہ اس طرف سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہسکی ختم ہونے تک وہ جنگ کے متعلق باتیں کرتا رہا اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ اس کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہٹلر کی فوجی طاقت سے یہ لوگ اندرونی طور پر خاصے سہمے ہوئے تھے۔ خاص طور پر جرمن ایئر فورس اور یو بوٹس کا ذکر کرتے ہوئے بریڈلے کے چہرے کا رنگ بار بار بدل رہا تھا۔ لڑائی چھڑے ہوئے چوتھا دن تھا فرانس اور برطانیہ جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر کے اپنی فوجیں محاذ پر بھیج چکے تھے لیکن نازی فوجیں پولینڈ کے کئی شہر فتح کر چکی تھیں اور ان کی پیش قدمی جاری تھی۔ بریڈلے کسی کمزوری کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ اس کو اتحادیوں کی کامیابی کا پورا پورا یقین تھا لیکن اس کے بلند بانگ دعووں کی بنیاد فوجی برتری سے زیادہ مورال پر تھی۔ میں نے اس موضوع سے اکتا کر کہا۔ "ارے خوب یاد آیا کیپٹن تمہارا کوئی کزن کیپٹن کمنگز ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا۔ "بیشک ہے۔۔۔۔ تمہیں کہاں ملا؟" میں نے کہا۔ "ریلوے ٹرین میں۔۔۔۔ اس نے مجھے اپنا ایڈریس بھی دیا ہے۔"

"اس کا ایڈریس میرے پاس بھی ہے۔" کیپٹن نے کہا۔ "لیکن کئی مہینے سے میں نے کوئی خط نہیں لکھا۔" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "میں اس کو خط لکھنے والا ہوں کوئی پیغام ہو تو دے دینا۔" اس نے "اوکے" کہہ کر سگریٹ لیا اور میں نے اس کو لائٹ دی۔ چند کش لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے کھانے کے لئے روکنا چاہا' لیکن وہ دیر ہو جانے کا عذر کر کے رخصت ہو گیا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں نے دامن کو پرنس آف ویلز میوزیم دکھایا۔ وکٹوریہ گارڈنز اور چڑیا گھر کی سیر کرائی اور چار بجے ہوٹل پہنچ کر گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا۔

گیٹ پر حفاظتی انتظامات میں کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ ایک کے بجائے دو سپاہی گیٹ کے دونوں طرف سنگینیں چڑھائے پہرا دے رہے تھے۔ اندر ملٹری بیرکس اور گورنر ہاؤس کی عمارت کے سامنے بھی پہرے دار نظر آ رہے تھے۔ گیٹ پر کار رکتے ہی پہرے دار نے

اٹینشن ہو کر سلامی دی۔ اندر سے ایک سارجنٹ نکل کر آیا اور غور سے میری طرف دیکھ کر ایک طرف ہٹ کر داخل ہونے کا سگنل دیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور چیمبرز کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ کاؤنٹر پر پہنچ کر مسٹر ولسن کو اپنی آمد کی اطلاع دی اور ایک صوفے پر بیٹھ کر طلبی کا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ بعد اردلی سارجنٹ دروازے پر نمودار ہوا اور چق اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ مسٹر ولسن اپنی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا دیئے۔ میں نے سلیوٹ کیا۔ مصافحہ کر کے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "میں نے ہزایکسی لنسی کو تمہارے آنے کی اطلاع دے دی ہے لیفن۔" میں شکریہ ادا کر کے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔ "ولاس پور میں کتنے دن ٹھہرے؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "سر بیشتر وقت وہیں گزارا۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "تمہاری کار پر گولیاں چلائی گئیں---- کیا سچ؟"

میں نے کہا۔ "سر میری کار پر گولی چلانے والے شرِ دعام میں بھی ہو سکتے ہیں---- ولاس پور میں تو کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔" وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگے۔ چند لمحے دیکھتے رہنے کے بعد بولے۔ "یہ غلط تو نہیں ہو سکتا لیفن۔" میں نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ میں کھڑا ہوں آپ کے سامنے اور باہر رالز کھڑی ہے---- دونوں میں سے کسی پر آپ کو گولی کا نشان نہیں ملے گا۔" مسٹر ولسن مسکرا دیئے۔ "بیٹھ جاؤ لیفن۔" انہوں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تم انگلیوں میں آ کر پھسل جانے والی چیز ہو---- جس گاڑی پر فائر کیا گیا وہ تمہاری تھی لیکن زخمی ہونے والا کوئی اور تھا۔ بہرکیف اس پر ہمیں کوئی خاص اعتراض نہیں ہے۔ صرف ایک چیز ایسی ہے جس کے متعلق تمہیں یقین دلانا ہو گا----"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ارشاد۔"

وہ بولے۔ "وہ سوال میں نہیں کروں گا۔"

میں نے کہا۔ "سر آپ ہزایکسی لنسی کے نفسِ ناطقہ ہیں---- وہ براہ راست تو جواب طلب کرنے سے رہے اور پھر آج کل تو وہ جنگ کے مسائل میں الجھے ہیں---- انہیں اتنی فرصت کہاں کہ----"

مسٹر ولسن مسکرا دیئے۔ "فرصت ہے---- اور اگر وہ مصروف ہونگے تو ہزایکسی لنسی کے پاس بہت وقت ہے۔"

"بہتر ہے سر۔" میں نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اگر آپ تعطل پیدا کر کے---- " اسی وقت مسٹر ولسن کے سامنے والی پارٹیشن وال پر سرخ لائٹ ہوئی اور وہ معذرت کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور مسکراتے ہوئے گورنر چیمبر میں داخل ہو گئے۔ میں ان

کے الفاظ پر غور کرنے لگا۔ ان کا اشارہ یقیناً" میرے پارا گڑھ کے گرد و نواح میں پائے جانے کی طرف تھا۔ گو انہوں نے ابھی تک کرنل شیلڈن کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔

دس منٹ بعد وہ باہر نکلے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگے۔ "تم نے رائفز واپس نہیں کی ابھی۔" میں نے کہا۔ "کرنا چاہتا تھا اور سلسلے میں کرنل راجن سنگھ سے کئی بار رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن وہ نہ مل سکے اس لئے واپس لے آیا۔--- آپ انہیں یہاں بلا کر کار سونپ دیں۔" وہ بولے۔ "نہیں--- یہ ٹھیک نہیں ہے تم اپنے طریقے پر کسی قابل اعتماد ڈرائیور کے ساتھ بھجوا دو۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے۔ پھر ریسیور اٹھا کر انٹرنیشنل کلب کے مینجر سے میرے قیام کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ ریسیور رکھتے ہی میں نے ان کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے۔ "آج ڈنر کے بعد تمہیں ہزایکسی لنسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے--- لیکن آپ جانے سے پہلے کچھ کہہ رہے تھے۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "اسی سلسلے میں انٹرویو منظور کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ اچھا ہے--- ہزایکسی لینی کی موجودگی میں وہ نسبتاً" بہتر موڈ میں ہوتے ہیں۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "تو کیا وہ مجھ سے ناخوش ہیں؟"

"میرا خیال ہے۔" انہوں نے کہا۔ "خیر تم کلب پہنچ جاؤ--- میں نے تمہارے قیام کا انتظام کر دیا ہے--- اگر فرصت ملی تو میں ایک چکر لگاؤں گا ورنہ نو بجے آنا یقینی ہے۔"

میں "بہتر ہے" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور گاڑی میں بیٹھ کر لان عبور کیا اور کلب کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ ایک سارجنٹ موٹر کی آواز سن کر باہر نکلا اور سلیوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔ میں نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ اندر پہنچا اس نے برآمدے میں آتے ہی لائبریری کا رخ کیا اور اسی کمرے میں لے آیا جس میں پہلے قیام کر چکا تھا۔ میں نے کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالا۔ سارجنٹ نے پنکھا کھولا اور بزر دبا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ میں آرام کرسی پر دراز ہو گیا۔ گزشتہ واقعات میری نظروں میں گھومنے لگے۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ وہی اردلی جو پہلے مجھے سرو کرتا رہا تھا۔ ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا سلام کر کے ٹرے ٹیبل پر رکھ دی۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "کیا حال ہے جوان؟" وہ مسکرا کر کہنے لگا۔ "آپ کی مہربانی ہے حضور--- آپ کا مزاج تو اچھا ہے---؟" میں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر چائے بنانی شروع کر دی۔ وہ باہر چلا گیا چائے کا ایک گھونٹ لے کر میں پھر ماضی میں گم ہو کر رہ گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرے زخموں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور اس وقت تنہائی میں ایک ایک زخم کی ٹیس علیحدہ علیحدہ محسوس کر رہا تھا۔ عزت اور دولت دونوں ان زخموں کو مندمل کرنے میں ناکام

رہیں۔ میری محبت کا ہر شیش محل ٹوٹ کر بکھر چکا تھا اور میرے دامن میں کانچ کے ٹکڑوں کے سوا کچھ نہ تھا۔۔۔ میں دنیا کا مایوس ترین انسان تھا۔ خیالات سے پیچھا چھڑا کر چائے کا دوسرا گھونٹ لیا تو چائے ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ میں نے پیالی ہاتھ سے رکھ کر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اردلی اندر آیا اور ٹرے کے سامان خورد و نوش کو دیکھ کر کہنے لگا۔ "سر آپ نے تو کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔۔۔ اگر حکم ہو تو گرم چائے لے آؤں۔" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "نہیں۔۔۔ میں چائے پی چکا۔" اردلی خاموشی سے اٹھا کر چل دیا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا اور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "ہیلو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیفٹن نعیم۔" یہ مسٹر ولسن تھے۔ میں نے کہا۔ "بول رہا ہوں سر۔" ہنس کر بولے۔ "چائے نہیں ملی کیا؟" میں نے کہا۔ "مل گئی سر تھینک یو۔" بولے۔ "اوکے۔۔۔ نو بجے کا انٹرویو کینسل ہو گیا۔ آج ڈنر پر ہزایکسی لنسی تنہا نہیں ہیں۔۔۔ تمہیں سات بجے طلب کیا گیا ہے۔۔۔ یونیفارم پہنے ہوئے ہونا؟" میں نے کہا۔ "پانچ منٹ میں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں سر۔" بولے۔ "نہیں میں پانچ منٹ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔" میں نے کہا۔ "بائی بہتر سر۔" انہوں نے بائی بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر آئینے میں ٹائی کی گرہ دیکھی اور پھر ٹہلنے لگا۔ ٹھیک پانچ منٹ بعد مسٹر ولسن کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے دروازے پر پہنچ کر ان کو سلام کیا اور کرسی پیش کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے شکر گزار ہونا چاہیے کہ آپ نے اس جان لیوا تعطل میں دو گھنٹے کی تخفیف کر دی۔"

مسکرا کر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "تعطل کیا؟"

میں نے کہا۔ "یہی جو ہزایکسی لنسی کی ناخوشی کے خیال نے مجھ پر طاری کر رکھا ہے۔" بولے۔ "اوہ۔۔۔ وہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔" میں نے انہیں سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔۔۔ "ممکن ہے عام بات ہو سر۔۔۔ لیکن آپ نے مجھے بتائی بھی تو نہیں۔"

مسکرا کر بولے۔ "عام بھی نہیں ہے۔۔۔ تمہارا ذاتی مسئلہ ہے لیفٹن۔۔۔ یہ بتاؤ مس کمنتھ سے تمہارا کوئی وعدہ ہے؟؟"

میں نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔ "سر وہ مخلص ہے۔ قابل اعتماد ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ اسے آپ انسیت کہہ لیجیے۔" وہ کش لے کر بولے۔ "یہ انسیت نہیں۔۔۔ خیر جو کچھ بھی ہے ہمیں اس سے غرض نہیں اور اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کہ وہ تمہاری مسٹریس رہ چکی ہے۔" مجھے اس انکشاف پر کوئی حیرت نہیں ہوئی یہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا جس پر ہزایکسی لنسی کسی ناراضگی کا اظہار کر سکیں۔ مجھے اگر کوئی خدشہ تھا تو صرف یہ کہ کرنل شیلڈن نے وائرلیس پر بات چیت کرنے میں مجھے ریلوے اسٹیشن تک ہی

محدود رکھا تھا یا پاراگرہ آنے جانے کا بھی ذکر کیا تھا لیکن مسٹر ولسن کسی وجہ سے سردست اس کا ذکر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ میں نے کرنل کا نام لینے میں پہل کرنا مناسب نہ سمجھا--- اور اچھا ہی ہوا۔ مسٹر ولسن کو اپنی طرف دیکھتے پا کر میں نے سوال کیا۔ "مس کینتھ کہاں رہتی ہیں آج کل؟"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "۳۵۷۴۴ پر بات کر سکتے ہو لیکن اس وقت پونے سات بج رہے ہیں۔ انٹرویو کے بعد اطمینان سے بات کرنا۔ اٹھو۔" میں نے نوٹ بک میں نمبر نوٹ کیا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

چند منٹ ریسپشن روم میں انتظار کرنے کے بعد اذن باریابی پا کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ہزایکسی لنسی اور ان کی لیڈی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو دونوں نے بیک وقت مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے مودبانہ لہجے میں مزاج پوچھا۔ ہزایکسی لنسی نے فائن کہہ کر میری خیریت دریافت کی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں شکریہ ادا کر کے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ ہزایکسی لنسی نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری رخصت ختم ہو گئی نعیم؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "تین دن باقی ہیں یورایکسی لنسی لیکن میں کل صبح حاضر ہونا چاہتا ہوں۔"

وہ بولے۔ "گڈ--- لام پر جانا چاہتے ہو؟" میں نے کہا۔ "یقیناً یورایکسی لنسی میں نے اسی لئے کال کا بھی انتظار نہیں کیا کہ کہیں تین دن لیٹ نہ ہو جاؤں--- میں پہلے کنٹی جنٹ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔"

مسکرا کر بولے۔ "ہم اس جذبے کی قدر کرتے ہیں لیکن ابھی تمہیں کم از کم چھ مہینے کی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ جنگ صرف گولی چلانے کا نام نہیں--- اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے--- اور وہ۔" انہوں نے مسکرا کر اپنی لیڈی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "شہزادگی سے مشکل ہے۔" میں نے ان کا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی ایک پیدائشی سپاہی کے لئے اچھا سپاہی بننا شہزادہ بننے سے زیادہ مشکل نہیں ہے۔"

ہزایکسی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "یہ صحیح ہے۔" میں نے سر جھکا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ کے معیار پسندیدگی پر پورا اترنے کی کوشش کرونگا--- آپ میرے متعلق ضروری احکام صادر فرما دیں۔"

انہوں نے مسکرا کر سگریٹ کا دھواں خارج کیا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر سوچنے لگے۔ ہزایکسی لنسی نے کہا۔ "نعیم ہم چاہتے ہیں تم ابھی انڈیا میں ہی رہو--- ہمارے کچھ میٹشس ہیں--- خیر ٹریننگ تو حاصل کرو پھر دیکھا جائے گا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جو حکم" ہزایکسی لنسی نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ تم

کل ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہو جاؤ---- شام تک کمانڈر کو تمہارے متعلق آرڈرز مل جائیں گے۔" میں نے اٹھ کر شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چلنے لگا تو انہوں نے کہا۔ "نعیم ہمیں خوشی ہے کہ تم چھٹیوں میں کسی ایسی جگہ نہیں گئے جہاں جانے کی ممانعت کی گئی تھی۔" میں نے پھر ان کا شکریہ ادا کیا اور باہر نکل گیا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ کرنل شیلڈن نے میرے متعلق بمبئی سے کوئی انکوائری نہیں کی تھی۔

ریسیپشن روم میں آتے ہی میں نے مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ وہ صوفے سے اٹھے اور میرے ساتھ باہر نکلے۔ برآمدے میں آکر ملاقات کی تفصیل دریافت کی اور رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے "کھانا کھانے کے بعد ہوٹل جانا---- میں نے تمہارے کھانے کا انتظام کرنے کو کہہ دیا ہے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" چلتے چلتے رک کر کہنے لگے۔ "ایک بات اور کل ہوٹل سے رخصت ہو کر پہلے یہاں آنا---- رالز میں سوار ہو کر ہیڈ کوارٹر جانا ٹھیک نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "آپ نے بجا فرمایا اور میرا بھی یہی خیال تھا---- لیکن مشکل یہ ہے کہ میرے ساتھ ایک ملازم بھی ہے اور----"

انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "اوہ یہ تو مسئلہ بن گیا۔" پھر کچھ سوچ کر بولے۔ "اگر وہ قابل اعتماد ہے تو رالز اسی کے ساتھ شردھام کو بھجوا دو۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سر میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی اس کو لوٹانے کا انتظام کریں تا کہ شردھام میں کسی قسم کا شک پیدا نہ ہو۔" کہنے لگے۔ "اچھا دیکھیں گے---- فی الحال تم اپنے ملازم کو کہیں اور بھیج دو---- کار یہاں لے آؤ---- ہم تمہارا سامان خود ہیڈ کوارٹرس بھجوائیں گے۔ اوکے؟"

میں نے "اوکے" کہہ کر سلام کیا اور وہ مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ میں کلب کی طرف چل دیا۔ کمرے میں قدم رکھتے ہی اردلی نے سلام کر کے کہا۔ "حضور آپ نے چھوٹا حاضری کو تو چھوا تک نہیں---- اب ڈنر کے متعلق کیا حکم ہے---- انگریزی یا نیم اسلامی----؟"

میں نے چونک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ دفعتاً مجھے یاد آیا اس نے ایک سال قبل میرے ہی کہے ہوئے الفاظ دوہرائے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری یادداشت کا جواب نہیں---- جاؤ اپنی مرضی سے جو چاہو لے آؤ۔" اس نے جھک کر پھر سلام کیا اور برآمدے میں نکل گیا۔ میں نے جیب سے نوٹ بک نکال کر کینتھ کا ٹیلی فون نمبر دیکھا اور ریسیور اٹھا کر ڈائل کیا۔ دو مرتبہ گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا اور کسی نے زنانہ آواز میں کہا۔ "ہیلو۔" میں نے کہا۔ "کینتھ---- یہ تم ہی ہو نا؟" بولی۔ "یس دس از کینتھ---- آپ؟"

میں نے کہا۔ "تعجب ہے تم کرن کی آواز بھی نہیں پہچان سکیں؟" میرا نام سنتے ہی اس کی آواز مسرت کی چیخوں میں تبدیل ہو گئی اور میں "یور ایکسی لنسی" کے سوا کچھ نہ سمجھ سکا کہ وہ کیا کیا کہہ گئی۔ میں نے اس کے جذبات سے متاثر ہو کر کہا۔ "سنو ڈارلنگ---- ایک گھنٹے میں ہوٹل ڈی سلویرا پہنچ جاؤ---- پانچویں منزل کے زینے سے تیسرے اپارٹمنٹ پر لیفٹننٹ نعیم ملک کی نیم پلیٹ دیکھ لینا---- اوکے۔"

"اوکے---- میں پہنچ رہی ہوں ڈارلنگ آئی لو یو۔"

میں نے "تھینک یو" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ ہزایکی لینسی سے ملاقات کے بعد میرے تمام متفکرات اور پریشانیاں دور ہو چکی تھیں اور میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ ایکبار پھر میری تمام غلطیاں تاریکی میں گم ہو گئی تھیں آج کھانا کھانے میں' میں نے اپنا سابقہ ریکارڈ توڑ دیا۔ شائد اس لئے بھی کہ اب میں سیف زون میں آ چکا تھا۔ جہاں مجھے نہ کسی کی گولی کا خوف تھا نہ کسی کو میری گولی کا---- رہے جرمن بم سو وہ ابھی دور تھے۔

کھانا ختم ہونے کے بعد کافی پیتے پیتے گھڑی پر نظر ڈالی تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔ میں نے کافی کا آخری گھونٹ لے کر گھنٹی بجائی---- اردلی نے آ کر برتن اٹھائے اور لے کر چلا گیا۔ میں سگریٹ سلگا کر کمرے سے باہر نکلا اور ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ لوٹا تو کیپٹن بریڈلے اس کے ساتھ تھے۔ میں نے مسکرا کر ان کا خیر مقدم کیا کہنے لگے۔ "مجھے ابھی معلوم ہوا تم واپس جا رہے ہو۔"

میں نے کہا۔ "ہاں کیپٹن---- میں کل صبح ڈیوٹی پر حاضر ہو رہا ہوں۔ شاید ہم پھر ساتھ رہیں۔"

ہنس کر بولے۔ "مائی پلیژر لیفٹن---- لیکن کیا تم اس زوال کا صدمہ----" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "زوال اور عروج کوئی چیز نہیں کیپٹن---- کم از کم میرے لئے۔"

کیپٹن نے میرے شانے تھپکتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "خوب تم واقعی سپاہی ہو۔"

میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "تھینک یو سر۔" کیپٹن نے جواب سیلوٹ کیا۔ میں نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور مصافحہ کر کے سوار ہو گیا۔

میں ہوٹل کمپاؤنڈ میں داخل ہوا۔ سوا نو بج رہے تھے۔ پارکنگ لاٹ میں دس بارہ گاڑیاں دو قطاروں میں کھڑی ہوئی تھیں۔ دائیں جانب کی قطار میں چند سیکنڈ پہلے ایک لینڈو آ کر رکی تھی۔ میں نے بائیں جانب والی گاڑیوں کے پیچھے پہنچ کر انجن بند کر دیا اور چابی نکالتے ہوئے لینڈو پر نظر ڈالی۔ اندھیرے میں اس کی اگلی سیٹ پر ایک مرد اور اس کے ساتھ ایک لیڈی بیٹھی ہوئی تھی۔ میری گاڑی رکتے ہی لیڈی نے بائیں طرف کا دروازہ کھولا اور اترتے اترتے پلٹ کر مرد کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کے ہونٹوں پر بوسہ

دیا۔ میں مسکرا کر گاڑی سے باہر نکلا اور دروازہ لاک کرنے لگا۔ مرد نے کہا۔ "بہنی زیادہ دیر نہ ٹھہرنا۔" عورت نے جواب دیا۔ "ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں۔" آواز سن کر میں چونکا اور چلتے چلتے پلٹ کر دیکھا۔ یہ کنتھ تھی۔ اس کا ساتھی اس سمت کے دروازے سے سر نکال کر بات کر رہا تھا۔ میں انکھیوں سے دیکھتا ہوا تیزی سے آگر بڑھ کر لفٹ میں داخل ہو گیا۔ دروازہ بند کرتے کرتے کنتھ کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر میں نے پانچویں منزل کا بٹن دبایا اور لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی پہلی منزل تک جاتے جاتے وہ کاؤنٹر پر پہنچ گئی۔ شاید وہ مجھے دیکھ نہ سکی۔ کاش میں نے بھی اسے نہ دیکھا ہوتا۔ میری نظروں میں اب اس کی کوئی وقعت نہ تھی۔ اس نے ایک ڈیڑھ سال کی رفاقت میں خلوص و محبت سے جو مقام میرے دل میں پیدا کیا تھا اسے ایک لمحے میں خاک میں ملا دیا۔ میں لفٹ سے نکل کر اپنے کمرے میں پہنچا تو غصے سے بخار کی سی کیفیت میں مبتلا تھا۔ دامن نے دروازہ بند کرتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "کیا بہت تھک گئے سر؟" میں نے یونیفارم کوٹ اتارتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ہاں---- دامن بہت تھک گیا ہوں---- روم سروس سے ٹھنڈا سوڈا کوارٹر اسکاچ منگاؤ۔" دامن ٹیلی فون کی طرف چل دیا۔ میں نے یونیفارم اتار کر سلیپنگ سوٹ پہنا اور مسہری پر بیٹھ گیا۔ دامن آرڈر دے کر میرے پاس آیا تو میں نے اپنی پریشانی چھپانے کے لئے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں کل حاضر ہو رہا ہوں دامن۔"

وہ بولا۔ "ٹھیک ہے سر---- مجھے خوشی ہے آپ اس جال سے تو نکلے۔" میں ہنس دیا۔ "وہ جال تو نہیں تھا دامن---- لیکن کیا کہہ سکتے ہیں شاید جال ہی ہو۔"

دامن مسکرا دیا۔ "شاید نہیں سرکار---- یقیناً----" اس کا جملہ ادھورا رہا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی نے اس کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اس نے اٹھ کر ریسیور اٹھا۔ "ہیلو کہہ کر سننے لگا اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ "سر مس کنتھ ملنے آئی ہیں---- کیا کہوں؟" میں اس کو جواب دینے کے بجائے چھت کی طرف گھورنے لگا۔ مجھے خطرہ تھا کہ شاید اس کو دیکھ کر میں اپنے جذبات چھپانے میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد دامن نے پھر کہا۔ "سرکار----" میں نے کہا۔ "کہ دو دس منٹ بعد پھر رنگ کریں۔" اس نے ماؤتھ پیس سے ہاتھ ہٹا کر میرے الفاظ دوہرا دیئے اور ریسیور رکھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ "یہ روم سروس والے کہاں مر گئے دامن؟" میں نے اس کو موقع نہ دینے کے خیال سے دوسری طرف الجھایا۔ وہ اٹھنے لگا تو میں نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "بیٹھے رہو---- آ ہی جائے گا۔" دامن میری اضطرابی کیفیت دیکھ کر گھبرا گیا۔ پھر کرسی پر ٹکتا ہوا بولا۔ "کیا بات ہے سرکار---- کچھ پریشان ہیں آپ؟"

میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں تو۔" وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور ٹیلی فون کی طرف چلنے لگا کہ دروازہ کھلا اور ویٹر مشروبات کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل

ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر ٹرے لے لی اور مسہری پر رکھ کر گلاس میں انڈیلی۔ ویٹر چلا گیا۔ میں نے سوڈے کی بوتل کھول کر گلاس میں انڈیلی اور پینے لگا۔ دو تین گھونٹ لے کر گلاس ٹرے پر رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر کش لیا تو دامن نے مسکرا کر کہا۔ "اب کیسا محسوس کر رہے ہیں؟"

میں نے دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک----- پہلے بھی ٹھیک ہی محسوس کر رہا تھا۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سرکار ٹھیک ہوتے تو مس کینتھ کا نام سن کر اچھل پڑتے کیا مجھے معلوم نہیں ہے وہ ڈیڑھ سال آپ کے ساتھ رہی ہیں۔"

"ہاں۔" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا رنگ کر کے بلا لو----- اب میں منافقت کی باتیں کر سکتا ہوں۔"

اس نے ریسیور اٹھاتے اٹھاتے میری طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے نمبر ڈائل کیا۔ میں نے گلاس میں اور انڈیلی۔ دامن نے استقبالیہ سے مس کینتھ کو بھیج دینے کو کہا اور ریسیور رکھ کر اپنے روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا اور کینتھ مسکراتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا اور گلاس رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور "یور ایکسی لنسی" کہہ کر تیزی سے آگے بڑھی۔ میں نے ہنس کر ہاتھ بڑھا دیا۔ وہ ٹھٹک کر رہ گئی اور بمشکل خود کو سنبھال کر آگے بڑھایا۔ میں نے مصافحہ کر کے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھیے مس کینتھ۔" وہ آہستگی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے رسمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "بالکل ٹھیک----- شکریہ-----" میں نے دوسرے گلاس میں انڈیلی اور دونوں گلاس اٹھا کر ایک اس کے ہاتھ میں دیا اور سگریٹ کیس ٹیبل پر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں----- وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ میں نے سگریٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ اس نے شکریہ ادا کر کے ہونٹوں میں دبا لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دی۔ مجھے خود بھی اپنا منافقانہ رویہ ناگوار گزر رہا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ وہ پہلی ہی ملاقات میں اس قدر مایوس ہو کر لوٹے کہ دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرے۔ گلاس ختم ہونے تک اس نے کئی بار میری طرف دیکھا آخر مسکرا کر کہنے لگی۔ "کرن ایسا معلوم ہوتا ہے تم مجھ سے ناراض ہو۔"

میں نے کہا۔ "اس کی وجہ؟"

وہ بولی۔ "مجھے کیا معلوم لیکن تمہارے رویے سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔"

میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "مس کینتھ مجھے آپ سے ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

اس نے پلٹ کر کہا۔ "یہ کیوں؟"

میں نے کہا۔ "اس کا جواب تو آپ کے پاس ہے---- اور مجھے آپ سے پوچھنا چاہئے تھا۔"

"پھر کیوں نہیں پوچھا؟"

"اس لئے کہ مجھے معلوم ہے رخصت پر جانے سے پہلے بھی معلوم تھا---- اور آج اس سے کچھ زیادہ معلوم ہو گیا۔ اطلاعاً" عرض ہے---- خیر ضروری نہیں کہ اس کی وضاحت کی جائے۔" اس نے سگریٹ کا کش لے کر میری طرف دیکھا۔ میں نے نیچی آواز میں رک رک کر کہا۔ "تم نے مجھے کار سے اترتے نہیں دیکھا میں نے تمہیں اترنے سے پہلے دیکھ لیا اور شاید یہ کافی ہے۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔ "اچھا اجازت؟" میں نے اٹھ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اجازت ہے---- ویسے ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر سکتی ہو ابھی ایک گھنٹہ پورا نہیں ہوا۔" میرا اشارہ سمجھنے کے باوجود انجان بن کر ہاتھ ملایا اور گڈ نائٹ کہہ کر متاملانہ قدموں سے چلتی ہوئی باہر نکل گئی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر دامن کو آواز دی۔ اسنے باہر نکل کر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور قریب آ کر کہنے لگا۔ "مس کینتھ بہت جلد چلی گئیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں---- بیٹھ جاؤ۔" اس نے بیٹھتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولا۔ "میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ آپ کو ایک دم کیا ہو گیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری سمجھ میں آ گیا اسی لئے تم پریشان ہو رہے ہو---- سب کچھ جاننے کے لئے۔"

"نو سر۔" اس نے کہا۔ "میں سب کچھ جاننے کے لئے پریشان نہیں ہوں---- صرف اس لئے پریشان ہوں کہ وہ آپ کے متعلق بہت زیادہ جانتی ہے اور مایوس ہو کر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔"وہ ہز ایکسی لنسی کے خلاف جانے کی جرات نہیں کر سکتی اور پھر میں نے اسے آئینہ دکھانے کے سوا کچھ کیا بھی تو نہیں۔"

وہ بولا۔ "آئینہ دکھانے کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے۔ خیر اب آرام کیجئے صبح آپ کو ڈیوٹی پر حاضر ہونا ہے۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں---- اور تم اگر کچھ دن ٹھہرنا چاہو تو میں کسی اور جگہ تمہارے ٹھہرنے کا انتظام کر سکتا ہوں۔" وہ کہنے لگا۔ "میں دو روز سے زیادہ نہیں ٹھہروں گا سر---- میرے چند عزیز رشتے دار یہاں موجود ہیں۔" میں اوکے کہہ کر بستر کی طرف چل دیا۔

دوسری صبح دس بجے کیپٹن بریڈلے مجھے ہیڈ کوارٹر لے گئے۔ سامان رکھوانے کے بعد

گیارہ بجے میں بریگیڈ انچارج کے سامنے پیش ہوا سیلوٹ کرتے ہی انہوں نے کاغذات سے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور منہ سے پائپ نکال کر بولے۔ "یو لیفٹن پرنسلی —— نو؟" میں نے کہا۔ "یس سر۔" بولے۔ "ہزایکسی لنسی کی طرف سے آئے تھے نا؟" میں نے پھر "یس سر" کہا۔ میری رپورٹ پر سرسری سی نظر ڈال کر کہنے لگے۔ "اوکے لیفٹن —— آفس سے پروگرام شیٹ لے لو اور کل صبح سے تم کلاسز اٹینڈ کرو۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر سلام کیا تو کہنے لگے۔ لیفٹن تمہارا اصلی نام صرف ریکارڈ تک محدود رہے گا۔ ہیڈکوارٹر میں تم صرف پرنسلی کہہ کر ہی پکارے جاؤ گے۔" میں نے پھر "بہتر ہے" کہا اور سلام کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔

اس مرتبہ مجھے کیپٹن بریڈلے کے ساتھ رہنے کی جگہ نہ مل سکی —— جنگ کی وجہ سے نفری میں کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا اور تمام کوارٹرز اور بیرکس بھرے پڑے تھے۔ عہدے کے اعتبار سے سنگل روم بچلرا کا موڈیشن کا مستحق تھا لیکن چونکہ میرا تعلق انٹیلی جینس برانچ سے تھا اور میرا الگ تھلگ رہنا ضروری تھا اس لئے بمشکل ایک ڈبل روم بنگلے کی جیفری میرے حصے میں آ سکی۔ دونوں کمروں میں انٹیلی جینس ڈیپارٹمنٹ کے دو آفیسرز تھے۔ جن میں سے ایک کیپٹن اور دوسرا لیفٹننٹ تھا۔ میں نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ میرا فالتو وقت اب بھی کیپٹن بریڈلے کے بنگلے پر گزرتا تھا۔

دوسرے روز شام کو پانچ بجے کوارٹر گارڈ سے ایک لفافہ موصول ہوا جس میں مجھے کیپٹن بریڈلے کے ساتھ سات بجے شام کو گورنر ہاؤس پہنچ کر مسٹر جیمس ولسن سے ملنا تھا۔ میں یونیفارم پہن کر جیفری سے باہر نکلا اور گاڑی لینے کے لئے کوارٹر گارڈ کی طرف چلنے لگا۔ ابھی نصف فاصلہ طے نہیں کیا تھا۔ کیپٹن بریڈلے کی فورڈ آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں رک کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میرے قریب پہنچ کر بریک لگایا۔ میں نے دروازہ کھولا اور ان کے برابر میں بیٹھ گیا۔ گاڑی تیزی سے گیٹ کی طرف چل دی۔ میں نے اسٹارٹ ہوتے ہی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن چھ نہیں بجے ابھی۔"

بولے۔ "کیا ارادہ ہے؟" میں نے کہا "پہلے یہ بتاؤ کس وقت تک گیٹ کھلا رہے گا؟" بولے "نو بجے تک ——" اس کے بعد کیمپ کمانڈر کے نوٹس میں آئے بغیر داخل نہیں ہو سکتے اور کمانڈر کو مطمئن کرنے کے معقول وجہ ہونی چاہئے۔"

گاڑی گیٹ پر پہنچ کر رکی۔ میں نے گارڈ روم کی طرف دیکھا۔ سنتری نے ہماری طرف دیکھا اور پورا دروازہ کھول دیا۔ گاڑی چل دی۔ باہر نکلتے ہی میں نے کہا۔ "ہم گورنمنٹ ہاؤس جا رہے ہیں۔ وہاں سے لوٹنے میں دیر بھی ہو سکتی ہے۔" کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "ہو سکتی ہے اور گیٹ بھی کھل سکتا ہے لیکن صبح کو کمانڈر مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے ڈیپارچر' ٹائم دریافت بھی کر سکتا ہے —— مقصد کیا ہے تمہارا؟ میں نے سگریٹ

نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "کھانے پینے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے چند بوتلیں لیتے ہی آئیں گے۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "تم بگڑے ہوئے بچے ہو پرنسلی—— لیکن میرے سوا کوئی نہیں جانتا اور کوئی تمہارے ناز بھی نہیں اٹھائے گا۔ خیر اتنا وقت تو آسانی سے نکال سکتے ہیں۔" میں نے "کافی ہے" کہہ کر ایک سگریٹ ان کے ہونٹوں میں لگایا اور لائٹ دی۔

ساڑھے چھ بجے کے قریب گیٹ پر پہنچے تو گارڈ انچارج نے ہمیں انٹرنیشنل کلب کی طرف گائیڈ کیا۔ بریڈلے نے اندر داخل ہوتے ہی کلب کی طرف ٹرن لیا اور لائبریری روم کے سامنے پہنچ کر انجن بند کیا۔ ایک اردلی ہمیں ملاقاتی کمرے میں لے گیا۔ بریڈلے نے ہمیں ٹیلی فون کر کے سکریٹری کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دی اور چند جملے تبدیل کر کے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر ولسن تمہیں اپنے بنگلے پر ملنا چاہتے ہیں۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے۔" کیپٹن نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "ایک منٹ میں حاضر ہو رہے ہیں سر——" میں ان کو اشارے سے سلام کر کے دروازے کی طرف چل دیا۔ مسٹر ولسن کے بنگلے پر انڈر سکرٹیری نے برآمدے میں مجھے ریسیو کیا اور ڈرائنگ روم میں پہنچا کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ چند منٹ بعد مسٹر ولسن پردہ اٹھا کر مسکراتے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ میں نے اٹینشن ہو کر سلیوٹ کیا۔ انہوں نے مصافحہ کر کے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے یاد فرمانے کا شکریہ ادا کیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "پرنسلی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہاری رہائش کا انتظام تسلی بخش نہیں ہے لیکن یہ عارضی صورتحال ہے۔"

میں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "سر مجھے کوئی شکایت نہیں ہے یہ میرے رینک کے مطابق بالکل صحیح ہے۔ ہیڈکوارٹرس میں کسی قسم کا ترجیحی سلوک دوسرے آفیسرز کو میری طرف سے بدظن کر سکتا ہے۔"

مسکرا کر بولے۔ "مجھے خوشی ہے تم صحیح انداز میں سوچ سکتے ہو پرنسلی—— یہ بہت بڑی بات ہے کہ ڈیڑھ سال کے قریب ایرسٹو کریٹک لائف گزارنے کے باوجود تم کسی احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوئے۔"

میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر گردن جھکا لی۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے پھر سگریٹ ٹرے سرکاتے ہوئے بولے۔ "یقین کرو پرنسلی۔ ہزایکسی لنسی تمہیں پھر اتنی ہی بلندی پر دیکھنا چاہتے ہیں۔"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے سر اور میں کوشش کروں گا کہ ہر حالت میں ان کے معیار پسندیدگی پر پورا اتروں۔" اسی وقت ایک ملازمہ ٹرے لئے ہوئے اندر آئی اور گردن جھکا کر اشارے سے سلام کرنے کے بعد ٹرے میز پر

رکھ کر چلی گئی۔ انہوں نے گلاس اٹھا کر اشارہ کیا۔ میں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "آپ کی صحت کے نام۔" انہوں نے مسکرا کر گلاس ٹکرایا اور پینے لگے دو تین گھونٹ لینے کے بعد سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "مس کینتھ سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟"

میں نے کہا۔ "وہ ہوٹل میں آئی تھیں سر---- معلوم ہوتا ہے ان کی منگنی ہو گئی ہے۔"

"نہیں تو----" انہوں نے چونک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا انہوں نے ایسا کہا تم سے؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "کہا تو نہیں----" میں بولتے بولتے رک گیا۔ بولے۔ "ڈیل۔"

میں نے کہا۔ "گاڑی میں ان کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔" وہ ہنس دیئے---- "تم سمجھے وہ ان کا منگیتر تھا۔" میں نے پھر نفی میں سر ہلا کر کہا "میں نہیں سمجھا سر---- بلکہ ان کے طرز عمل نے مجھے ایسا سمجھنے پر مجبور کر دیا۔"

"مجھے افسوس ہوا پرنسلی----" انہوں نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "یقین کرو---- ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ تمہارا ہولڈ رہے۔ کیونکہ وہ تمہارے متعلق بہت زیادہ جانتی ہے---- بہرکیف----" وہ بولتے بولتے رک کر سوچنے لگے۔ پھر اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔ میں نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور کش لینے لگا مسٹر ولسن کے طرز عمل سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس مسئلے کو مجھ سے بھی زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیزی سے واپس آئے اور کہنے لگے۔ "پرنسلی ہرایکسی لنسی جاننا چاہتی ہیں کہ تم نے مس کینتھ کو کس انداز میں دیکھا؟" میں چکرا گیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ معاملہ اس حد تک بڑھ جائے گا۔ مسٹر ولسن نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "پلیز وقت ضائع مت کرو۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "ان کی گاڑی مجھ سے چند سیکنڈ پہلے ہوٹل کمپاؤنڈ میں پہنچی تھی۔ میں نے دوسری قطار میں گاڑی پارک کرتے ہوئے ان کی گاڑی پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ کینتھ نے وہیل پر بیٹھے ہوئے شخص کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کے ہونٹوں پر بوسہ دیا۔"

"کافی ہے۔" انہوں نے خود کلامی کے لہجے میں کہا اور پلٹ کر تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف چل دیئے۔

○



میں بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ جو بات مسٹر ولسن نے "بر سبیل تذکرہ" کہہ کر چھیڑی ہے وہ ان کے نزدیک اس قدر اہم بھی ہو سکتی ہے چند منٹ بعد وہ ڈرائنگ روم میں لوٹے اور خاموشی سے صوفہ پر بیٹھ گئے۔ میں ان سے اجازت طلب کر کے جانا چاہتا تھا لیکن ان کے تیور دیکھ کر ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ آخر انہوں نے میری ذہنی کشمکش کا اندازہ لگا کر خود ہی کہا۔ "بیٹھو پرنسلی۔" میں آہستگی سے ان کے سامنے بیٹھ گیا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کہا۔ "سر میرا خیال تھا آپ اس بات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھیں گے کیونکہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہر شخص اپنی مرضی کا مختار ہے۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "یقیناً ہے لیکن یہ مسئلہ پہلے طے کیا جا چکا تھا۔ کینتھ اپنے معاہدے سے نہیں پھر سکتی---- اور پھر رہی ہے---- اور اس سے جو پیچیدگیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے ان کا حل میں ذاتی طور پر نہیں کر سکتا۔" میں نے مسکرا کہا۔ "میں اتنا ضرور کہوں گا کہ کینتھ اعتماد شکنی بھی نہیں کر سکتی----" وہ ہنس دیئے---- "تم اس کے لئے سافٹ کارنر رکھتے ہو۔ جذبات سے ہٹ کر نہیں سوچ سکتے۔"

"سر!" میں نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ "یہ آپ نے صحیح فرمایا میں جذبات سے ہٹ کر سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ورنہ کینتھ نے کوئی اتنا بڑا جرم نہیں کیا تھا جسے نظر انداز نہ کیا جا سکے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "تم بھی کیا عجیب چیز ہو---- مائی ڈیئر---- گھڑی میں ماشہ گھڑی میں تولہ---- مجھے یقین کر لینے دو کہ کہیں تمہارے یہ الفاظ بھی جذباتی تو نہیں۔"

"جی نہیں---- اس وقت میں حقیقت پسندانہ انداز میں سوچ سکتا ہوں۔ اس وقت مجھے اچانک صدمے نے مشتعل کر دیا تھا۔ میں نے کینتھ کو ایکس پلین کرنے کا موقع بھی نہیں دیا۔"

"او کے---- اسے ایکس پلین تو کرنا ہے لیکن کیا؟" انہوں نے سگریٹ سلگایا اور کش لے کر بولے۔ "مجھے خوف ہے کہ تم کینتھ کو خطرے میں سمجھ کر تھوڑی دیر میں یہ نہ کہہ دو۔ مسٹر ولسن اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض فریب نظر تھا۔" میں نے ہنسی روکنے کیلئے سگریٹ کا سہارا لیا۔ جھک کر سلگایا اور کش لے

کر کہا۔ "سر آپ ہرایکسی لنسی کو پھر زحمت دیں۔" رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "ایک گھنٹہ نہیں ہوا کہ تم مجسم شکایت تھے اور اب سراپا عنایت ہو۔ اسے تمہاری کوالی فیکیشن سمجھوں یا ڈس کوالی فیکیشن میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر مجھے یقین ہے کم از کم آپ ڈس کوالی فیکیشن نہیں سمجھیں گے۔"

"اگر میں بھی تمہاری طرح جذباتی ہوتا تو شاید تمہیں خوش کرنے کے لئے اسے شویلر بھی کہہ سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہے میں ہر چیز کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے اور پرکھنے پر مجبور ہوں۔" میں خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتے رہے پھر کہنے لگے۔

"فی الحال تمہارے لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ ایک بار کینتھ کو میوزک فیس کرنے دو پھر دیکھا جائے گا۔ ہرایکسی لنسی خود تمہیں طلب کریں گی---- سمجھ رہے ہو نا؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جی سمجھ گیا---- اجازت ہے؟" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں ان سے مصافحہ کر کے چل دیا۔

میں کلب واپس پہنچا تو پہلے سے کچھ زیادہ ہی بجھا ہوا تھا۔ بریڈلے نے مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے موسیقی کچھ المیہ انداز لئے ہوئے تھی لیفن۔" میں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "بہت بے سری کیپٹن---- چلو یہاں سے نکلو---- باہر چل کر کچھ پئیں گے۔"

"مسٹر ولسن نے ڈرنک پیش نہیں کیا؟" بریڈلے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "وسکی---- لیکن صرف ایک پیگ جس میں چار پیگ کی تلخی تھی۔" میں نے جواب دیا۔ "اوہ! برین واش۔" اس نے کہا۔ "آؤ پھر یہیں آفیسرز میس میں چلتے ہیں۔ ڈنر ٹائم بھی ہونے والا ہے۔ بل میں ادا کروں گا۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میس اس وقت بھری ہوئی ہو گی---- میں زیادہ لوگوں سے متعارف ہونا نہیں چاہتا۔" کیپٹن نے "رائٹو" کہہ کر بزر دبا دیا اور پھر بیٹھ گیا۔ اردلی نے دروازے پر آ کر کہا "حکم جناب۔" بریڈلے نے اس کو آفیسرز میس سے دو ڈنر اور دو کوارٹر اسکاچ لانے کا آرڈر دیا اور میری طرف پلٹ کر انگریزی میں کہنے لگا۔ "پرنسلی اگر آج تم نے مجھے پے منٹ کرنے دیا تو ہماری دوستی کی تاریخ میں میری طرف سے یہ پہلا پے منٹ ہو گا۔" اردلی ہمیں باتیں کرتے دیکھ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن یقین کر[illegible] پے منٹ تمہی کو کرنا ہے---- اگر کھسکنے کی کوشش کی تو یہ ہماری دوستی کی تاریخ کا آخری دن ہو گا۔" بریڈلے نے ہنس کر کہا۔ "خدا کا شکر ہے آج میری جیب خالی نہیں ہے۔ [illegible]ی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا اور کان لگاتے ہوئے کہا "کیپٹن بریڈلے---- یس سر---- وہ یہیں ہے میس سے کھانا آنے کا انتظار کر رہے ہیں حکم؟" پھر میر طرف اشارہ کر کے بولا۔ "مسٹر ولسن۔" میں نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے

ریسیور لے لیا اور "گڈ ایوننگ سر" کہا۔ سلام کا جواب دے کر بولے۔ "پرنسلی کتنی دیر میں فارغ ہو جاؤ گے؟" میں نے کہا۔ "فارغ ہوں سر پانچ منٹ میں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اتنی جلدی نہیں---- کھانا کھا لو---- نو بجے میرے بنگلے پر پہنچ جانا اور دیکھو میس کا بل دستخط کر کے میری طرف بھجوا دینا۔ اوکے؟" میں نے کہا۔ "نو سر میں پہلے آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اگر ناگوار نہ ہو۔" وہ پھر ہنسنے لگے---- میں نے چند لمحے ان کے جواب کا انتظار کر کے کہا۔ "میں آ رہا ہوں سر۔" انہوں نے کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر بریڈلے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگا "جا رہے ہو؟" میں نے چلتے چلتے کہا۔ "خدا نے تمہاری جیب پر رحم کر دیا کیپٹن---- گڈ نائٹ۔"

مسٹر ولسن اپنے برآمدے میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے پورٹیکو میں پہنچتے ہی ان کو سلام کیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "پانچ منٹ بھی پورے نہیں ہونے دیئے۔" اس وقت ان کے مزاج میں حیرت انگیز تبدیلی آ چکی تھی۔ میں نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔ "زحمت کی معافی چاہتا ہوں سر----" مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "تم نے ڈنر میں گڑبڑ پیدا کی ہے۔ مسز ولسن تمہیں معاف نہیں کریں گی۔" میں نے ان کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے کہا۔ "میں واپس جا سکتا ہوں سر---- واقعی مجھے مسز ولسن کے وقت پر کوئی حق نہیں ہے۔"

"خیر۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "چلو---- دس منٹ پندرہ منٹ کی تاخیر کو وہ محسوس نہیں کریں گی---- اور اس وقت تو وہ چیف جسٹس کا رول ادا کر رہی ہیں۔" میں نے چلتے چلتے مڑ کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے وہ کہنے لگے۔ "کینتھ کو دیکھ کر چونکنا نہیں۔"

"کینتھ!" میں بڑبڑایا۔ اس کا اتنی جلدی گورنمنٹ ہاؤس میں پہنچ جانا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ شاید وہ پہلے سے یہاں موجود تھی۔

ہم ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو مسز ولسن اور کینتھ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ کینتھ ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی میں نے مسز ولسن کو سلام کیا۔ مزاج پوچھا۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا اور مصافحہ کر کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مسٹر ولسن نے مجھے صوفے پر دبا دیا اور ہنستے ہوئے میرے سامنے بیٹھ گئے۔ مسز ولسن نے دروازے پر کھڑی ہوئی خادمہ کو ڈرنکس لانے کو کہا اور میری طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "پیٹن---- مجھے جیمس سے تمہارے متعلق کچھ معلوم ہوا ہے کیا واقعی تم اپنے دوستوں کے معاملے میں اتنے تنگ نظر واقع ہوئے ہو؟" میں نے کہا۔ "میڈم اگر آپ کا اشارہ مس کینتھ کی طرف ہے تو میں زیادہ وسیع النظر نہیں ہوں لیکن مسٹر ولسن نے آپ کو یہ بھی بتایا ہو گا کہ میں کس

حد تک غلطی پر تھا۔" مسز ولسن کے بجائے کینتھ نے جواب دیا۔ "غلطی میری تھی لیکن اتنی نہیں جتنی تم سمجھ رہے ہو۔"

"اور تمہیں اس پر افسوس ہے؟" مسز ولسن نے سوال کیا کینتھ نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے۔۔۔ میں شرمندہ ہوں حالانکہ۔۔۔۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کافی ہے۔۔۔ مجھے بھی افسوس ہے۔" مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک ہے تم پھر سے دوست ہو۔ اب تم دونوں ہاتھ ملاؤ۔" ہم نے اٹھ کر ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے مسز ولسن نے اٹھ کر اندر کے دروازے کا پردہ اٹھا کر اشارہ کیا اور خادمہ ٹرے ہاتھوں میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔ تجدید مراسم کا جام پی کر مسز ولسن نے کینتھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہرایکسی لنسی کل اسٹاف نرس کی حیثیت سے تمہارا اپارئنٹ لیٹر جاری کرا رہی ہیں اور تمہیں کل شام تک گورنر ہاؤس کوارٹرز میں منتقل ہو جانا ہے۔۔۔۔" کینتھ نے شکریہ ادا کیا اور مسکرا کر مسٹر ولسن کی طرف دیکھا۔ میں نے مسز ولسن سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے شوہر کی طرف دیکھا۔ مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "اس کو تمہارے وقت کا بہت زیادہ احساس ہے۔" میں نے اٹھ کر سلام کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

کلب میں کھانا کھانے کے بعد میں نے بل پر دستخط کئے اور بریڈلے کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس سے روانہ ہوا تو ساڑھے آٹھ بج رہے تھے شہر میں پہنچتے ہی میں نے ایک وائن اسٹور کے سامنے گاڑی روک دی۔ بریڈلے نے کہا۔ "کیا اور پینا چاہتے ہو؟" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "ریزرو اسٹاک۔" کچھ کہنے کے بجائے وہ گاڑی سے نیچے اتر آیا اور میرے ساتھ اسٹور میں داخل ہو کر سیلز مین سے بولا۔ "تھری فل اسکاچ۔" میں نے آہستہ سے کہا۔ "پورا کیس کیوں نہیں لیتے۔ بار بار کون آئیگا۔" وہ بولا۔ "گاڑی میں چل کر بتاؤں گا۔" میں خاموش ہو گیا۔ سیلز مین نے تین بوتلیں نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیں اور بل بنانے لگا میں نے پے منٹ کیا اور بوتلیں لے کر اگلی سیٹ کے نیچے رکھ کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "مائی ڈیئر کیس اترتا دیکھ کر آفیسر ٹوٹ پڑیں گے اور دو دن میں صاف کر دیں گے اور ایک مرتبہ عادی ہونے کے بعد تمہیں مستقل آسامی بنا لیں گے۔" میں نے گیئر بدلتے ہوئے کہا۔ "پینے پلانے والے آفیسر کام بھی تو آتے ہیں کیپٹن۔"

"کام آتے ہیں۔" اس نے طنزیہ انداز میں میرے الفاظ دہرائے "کچھ دن بعد چہ میگوئیاں ہونے لگی کہ ایک معمولی لیفٹننٹ ڈرنک پر اتنا روپیہ کس طرح صرف کر سکتا ہے۔۔۔۔ اب سمجھے کچھ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" بریڈلے ڈیم اٹ کہہ کر سگریٹ سلگانے لگا۔ تھوڑی دیر میں ہم کیمپ پہنچ گئے۔ اس رات ہم بارہ بجے تک پیتے

رہے۔ بریڈلے آفیسر ہونے کے باوجود میرا بہترین دوست تھا۔ اس نے نشے میں چور ہونے پر بھی کبھی میرے ذاتی حالات کریدنے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ میرے متعلق وہ مسٹرولسن کے سوا سب سے زیادہ جانتا تھا۔ اسے میرا اصلی نام معلوم نہیں تھا لیکن پرنسلی کی وجہ تسمیہ یقیناً جانتا تھا۔

ایک ہفتہ گزر گیا میری تربیت کا دشوار ترین مرحلہ شروع ہو چکا تھا۔ جس میں ذہنی سے زیادہ جسمانی مشقت کا کام تھا بریگیڈیئر ہچکنس میرے بیک گراؤنڈ سے کسی قدر واقف ہونے کے باعث غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مجھے سخت آزمائشوں سے گزار رہے تھے لیکن مجھ پر اس کا کوئی خاص اثر نہ تھا۔ عارضی شہزادگی مجھے نازک اندام یا تن آساں نہ بنا سکتی تھی میں آج بھی اتنا ہی مت سولجر تھا جتنا کیپٹن دلیش لکھ اور سالدار میجر ہاشمی کی ٹریننگ کے دوران رہ چکا تھا۔ روپ واکنگ اور سوئمنگ' ڈائیونگ میرے لئے تفریح کا سامان تھیں میں ہر انسٹرکٹر کا فیورٹ تھا۔

آٹھویں دن ہمارے پاس اسکاچ ختم ہو گئی۔ ڈنر کے ساتھ ملنے والے دو دو پیگ ہمارا دامن بھگونے کو کافی نہ تھے۔ شام کو چھ بجے پریڈ ختم ہونے کے بعد میں بریڈلے کے ساتھ اس کے بنگلے پر پہنچا تو دونوں افسوس کر رہے تھے کہ اس روز پورا کیس لے آتے یہ خشک سامانی کیوں ہوتی۔ اردلی چائے لے کر آیا تو بریڈلے نے اس کو ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ بھیجا تاکہ شہر کو جانے والی گاڑیوں کے متعلق معلوم کر کے آئے۔ اردلی چلا گیا تو ہم نے پینی شروع کر دی۔ دس منٹ گزرے ہوں گے کہ کوارٹر گارڈ سے ایک سپاہی ایک لفافہ لے کر آیا۔ بریڈلے نے ہاتھ سے پیالی رکھ کر لفافہ کھولا اور پیغام پر سرسری سی نظر ڈال کر کہنے لگا۔ "لیفن چائے ختم کرو۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر پیالی رکھ دی اور اٹھ کھڑا ہوا بریڈلے نے پرچا میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں نے اس پر نظر ڈالی۔ میمو سیکنڈ سیکرٹیری کی طرف سے تھا جس میں مجھے اور کیپٹن بریڈلے کو سات بجے فرسٹ سکرٹیری کے سامنے پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تھی بریڈلے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پرنسلی تم واقعی پرنس کی قسمت لے کر پیدا ہوئے ہو۔" میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "قسمت مجھے پیاسا نہیں دیکھ سکتی کیپٹن۔" بریڈلے ہنس دیا۔ دروازے پر پہنچے تو کیپٹن کا اردلی ٹرانسپورٹ سے اسٹاف کار لئے آتا ہوا دکھائی دیا۔ بریڈلے نے سپاہی کو رخصت کر دیا۔ اردلی نے دروازے کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی اور ہم اس میں سوار ہو کر کیمپ سے روانہ ہو گئے۔ گیٹ پر پہنچتے ہی گارڈ انچارج نے سلیوٹ کر کے ہمیں مسٹرولسن کا مختصر سا پیغام دیا۔ "لیفن پرنسلی ٹو بنگلو' کیپٹن بریڈلے ٹو کلب۔" گارڈ روم سے چند قدم پر پہنچ کر میں نے بریڈلے سے نصف گھنٹے بعد میس سے ڈرنک منگوا کر انتظار کرنے کو کہا اور وہ مجھے سکرٹیری کے بنگلے کے قریب ڈراپ کر کے کلب کی طرف چل دیا۔ میں آگے بڑھ کر پورٹیکو میں پہنچا۔ برآمدے

میں سیکنڈ سکرٹیری نے ریسیو کیا۔ استقبالیہ میں پہنچتے ہی انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن آج تم اپنے انکل سے ملاقات کر رہے ہو۔" می نے انکل کی تشریح یا وضاحت طلب کئے بغیر مسکرا کر اطلاع کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں نے انہیں ٹیلیگرام کیا تھا۔" سکرٹیری نے مسکرا کر پردہ اٹھایا اور میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ سامنے ہی مسٹر ولسن اور کرنل ماما بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ ماما نے اٹھ کر معانقہ کیا اور میری کمر پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بٹھایا۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "پرنسلی میں دیکھ رہا ہوں کرنل ارجن سنگھ تمہیں پرنس کرن کی طرح چاہتے ہیں۔" میں نے "بے شک" کہہ کر سر جھکا لیا۔ کرنل نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر ولسن میں آپ کو اپنی زندگی کا ایک انتہائی اہم راز بتانے کے لئے حاضر ہوا ہوں لیکن اسے آپ اپنی ذات تک ہی محدود رکھئے گا کیونکہ اس کو عملی شکل دینا ممکن نہیں ہے۔" میں نے سر اٹھا کر ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ مسٹر ولسن آگے سرک کر پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ "ویل کرنل" انہوں نے کہا۔ "کوئی چیز ناممکن نہیں---- شاید میں کوئی مشورہ دے سکوں۔"

ماما کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔ "میں اس کو اپنے مرحوم بھانجے سے زیادہ چاہتا ہوں اور بیٹے کی حیثیت سے ایڈوپٹ کر چکا ہوں۔" مسٹر ولسن نے چونک کر کہا۔ "آئی سی۔" ماما آگے چلے۔ "لیکن یہ انڈیا ہے مسٹر ولسن---- ہمارے ہاں بہت سی پیچیدگیاں ہیں۔ اس لئے وراثت منتقل کرنے کے معنی اس کی موت کے دستاویز پر دستخط کرنا ہیں۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "ہاں---- میں سمجھ سکتا ہوں۔ یہ بہت خطرناک اقدام ہو گا۔ ہو سکتا ہے آگے چل کر وہ راز بھی فاش ہو جائے---- نہیں---- نہیں بھول کر بھی یہ کوشش نہ کرنا۔" ماما خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا۔ "اس خیال کو دل سے نکال ڈالئے ماما جی۔ میں آپ کا بیٹا ہوں اور رہوں گا ہمیشہ۔ ویسے بھی آپ کی دعا سے میرے پاس کیا نہیں ہے؟" مسٹر ولسن نے اٹھ کر بزر دبایا اور بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کرنل ہزایکسی لنسی بھی اس کو بہت پسند کرتے ہیں اور آپ دیکھیں گے وہ اس کو بہت جلد کسی بلند مقام پر پہنچا کر رہیں گے۔" ماما نے کہا۔ "یہ تو مجھے یقین ہے مسٹر ولسن!" اسی وقت خادمہ اندر سے کافی کی ٹرے لئے آئی اور ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی۔ میں نے آگے سرک کر کافی پیالیوں میں انڈیلی۔ کافی کے ساتھ موضوع بدل گیا۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "کرنل---- وہ آپ کی رالز رائس ہمارے گیراج میں جگہ روکے ہوئے ہے----" ماما نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا۔ "پڑی رہے---- شردھام کو اس کی ضرورت نہیں پڑی ابھی۔"

"کبھی بھی پڑ سکتی ہے۔" انہوں نے کہا۔ "لے جائیے۔"

"بہتر ہے---- لے جاؤں گا۔" ماما نے کہا---- "اور اگر اجازت ہو تو----"

انہوں نے میری طرف دیکھا۔ مسٹر ولسن نے مسکرا کر کہا۔ "اس کو بھی لے جاؤ---- لیکن دس بجے سے پہلے واپس بھیج دینا۔" ماما نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں اس کو گرین لے جا رہا ہوں۔ مس کینتھ سے بھی ملنا چاہتا ہوں---- تینوں ساتھ کھانا کھائیں گے---- ہزاروں باتیں کرنی ہیں---- میں ایک دو روز پھر اسی پرانے گھریلو ماحول میں رہنا چاہتا ہوں۔" مسٹر ولسن مسکرا دیئے۔ میری طرف دیکھ کر بولے "او کے پرنسلی تم کل رات کے آٹھ بجے تک کرنل کے ساتھ رہ سکتے ہو۔ ساڑھے آٹھ بجے بریڈلے تمہیں گرین سے لے آئے گا۔ تم کلب جا کر اس کو تمام بات سمجھا آؤ۔ میں مس کینتھ کو ٹیلی فون کر کے بلا لیتا ہوں۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ماما کو سلام کر کے چل دیا۔ کلب پہنچا تو بریڈلے برآمدے کے دروازے پر کھڑا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے سلیوٹ کر کے مسٹر ولسن کا حکم سنایا۔ مسکرا کر پلٹا اور کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگا۔ "اب تمہارا ساتھ مہنگا پڑنے لگا ہے۔" میں نے کمرے میں ٹرے دیکھ کر کہا۔ "پے منٹ میرے ذمے رہا کیپٹن---- اب تو مہنگائی کی شکایت نہیں؟" کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "پے منٹ کو درمیان میں نہ لاؤ---- یہ بتاؤ کون آیا ہے؟" میں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "میرے انکل اور ہم انہی کی صحت کا جام پی رہے ہیں۔" اس نے گلاس اٹھا کر میرے گلاس سے ملایا اور دونوں پینے لگے۔ چند گھونٹ لے کر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا "حکم" مسکرا کر بولا۔ "پرنسلی---- میں ایسا محسوس کرتا ہوں تھوڑے دنوں میں تم مسٹر ولسن کو بھی مہنگے پڑنے لگو گے اور اگر ان کو نہیں تو بریگیڈیئر ہچکنس تو ٹریننگ میں اس قسم کی انٹرپشن کبھی برداشت نہیں کریں گے۔" میں نے بوتل اٹھا کر دونوں گلاسوں میں خالی کرتے ہوئے کہا۔ "خدا وہ دن لائے کیپٹن---- کہ وہ خود مجھے برداشت کرنے سے انکار کر دیں۔" بریڈلے ہنس دیا اور گلاس پر نظریں جما کر کہنے لگا۔ "بہت بڑی ٹریجڈی ہے یہ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس کیپٹن---- مردوں کی طرح بات کرو---- ٹریجڈی کیا ہوتی ہے؟ پیو اور ناچو---- زیادہ طاقت ہو تو دنیا کو نچاؤ۔" وہ گلاس ہونٹوں سے لگا کر ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے تین چار طویل گھونٹ لے کر گلاس خالی کر کے میز پر رکھ دیا اور کرسی سے اٹھتے ہوئے ایک گرینز نکال کر بریڈلے کے سامنے لہرایا۔ مسکرا کر بولا۔ "کیا ہے؟" میں نے کہا۔ "اسکاچ کا کیس----" اس نے پیتے پیتے ہاتھ بڑھا کر نوٹ پکڑ لیا۔ میں گڈ نائٹ کہہ کر چل دیا۔

میں مسٹر ولسن کے بنگلے واپس پہنچا تو پورٹیکو میں رالز کھڑی ہوئی تھی۔ میں اس کی چمک دمک دیکھ کر چلتے چلتے رک گیا اور غور سے دیکھا۔ یہ مارفیکس کی چمک نہ تھی۔ دائیں جانب رگڑ سے پیدا ہونے والی خراش یکسر غائب تھی۔ پوری گاڑی اسپرے پینٹ کرائی گئی تھی۔ میں نے ٹرانسپورٹ ورکشاپ کی کارکردگی کی دل میں داد دی۔ گورنمنٹ ہاؤس کے

حسن انتظام نے نادانستہ طور پر میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا تھا۔ میں پہلی فرصت میں ٹرانسپورٹ آفیسر سے ملنے اور اگر انڈین ہو تو انعام دینے کا تہیہ کر کے اوپر تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اسی وقت کرنل ماما اور کینتھ' انڈر سکرٹیری کے ساتھ دروازے پر نمودار ہوئے۔ کینتھ نے مجھے دیکھتے ہی کرنل ماما کی آڑ لے کر دونوں ہاتھ جوڑے اور زیر لب نمستے کہا۔ میں نے "ہیلو مس کینتھ" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کر کے ہونٹوں تک لے جانا چاہا اور کرنل کی طرف دیکھ کر جھٹکے سے ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور کرنل' انڈر سکرٹیری سے مصافحہ کر کے گاڑی میں سوار ہو گئے میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے قریب کھڑے ہوئے انڈر سکرٹیری پر نظر ڈالی اور سر جھکا کر کرنل کے ساتھ پچھلی نشست پر بیٹھ گئی۔ میں نے اگلا دروازہ کھول کر وہیل سنبھالا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

گیٹ سے نکلنے کے بعد پہلے موڑ پر ہی کرنل ماما نے گاڑی رکوائی اور کینتھ سے معذرت کر کے اگلی سیٹ پر آ گئے۔ گاڑی دوبارہ حرکت میں آتے ہی کہنے لگے۔ "کرن میں آدھا پاگل ہو چکا ہوں---- اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ پورا دیوانہ ہونے سے پہلے مجھے اپنے پاس بلا لے۔" میں نے ان کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔ "پاپا خدا وہ دن نہ دکھائے میں زندہ ہوں اور آپ کے پاس ہوں---- آپ----" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "زندگی مسلسل صدمے برداشت کئے جانے کا نام نہیں ہے بیٹے---- میں نے بیس سال پہلے بیوی کی موت دیکھی بیٹے اور بیٹی کی وجہ سے دوسری شادی نہیں کی۔ شادی کی عمر کو پہنچتے پہنچتے بیٹی بھگوان کو پیاری ہو گئی۔ اس کو بھی صبر کیا۔ تین سال نہیں گزرے تھے کہ جوان بیٹا پولو کھیلتے کھیلتے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ میں سب کو چھوڑ چھاڑ کر بھانجے سے کلیجہ ٹھنڈا رکھنے کو شردھام آ گیا یہاں زندگی کو ایک اور دھچکا لگا۔ رشی کی دماغی کیفیت اس سے بھی بدتر تھی جس حالت میں تم نے دیکھا۔ تم آئے---- میرے دل میں تمہارے لئے کوئی مقام نہ تھا اگر تھا تو صرف یہ کہ تم اتفاق سے رشی کے ہم شکل' ہم عمر اور ہم قامت تھے اور دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے ایک اچھے آلہ کار ثابت ہو سکتے تھے۔ گو ہمیں اس وقت خطرہ تھا کہ کسی نہ کسی مرحلے پر تمہاری ذرا سی غلطی سے بھانڈا پھوٹ کر رہے گا---- "لیکن تم---- تم ہماری توقع کے خلاف اصلی کرن سے کہیں بہتر ثابت ہوئے۔"

میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "چھوڑیئے پاپا! اس ذکر سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور آپ کے لئے تو اپنے ہاتھوں زخم کریدنے والی بات ہے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ میں آج بھی آپ کے چرنوں میں ہوں۔" انہوں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور پیچھے گھوم کر سگریٹ کیس کینتھ کو دے دیا۔ اس نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ

سلگایا اور میرے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔ "کرنل یہ کرن مجھ سے ناراض ہے۔" انہوں نے پلٹ کر کہا۔ "میں یقین نہیں کرتا کہ یہ تم سے ناراض ہو سکتا ہے۔" بولی۔ "ہاں مسٹر ولسن نے کمپر و مائز کرا دیا۔ اس لئے رسمی بات چیت کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے لیکن----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "تمہیں راستے میں یہ بات نہیں چھیڑنی چاہئے تھی اور اب چھیڑ دی ہے تو ہوٹل پہنچ کر پاپا کو ناراضگی کی وجہ بھی بتانا ہو گی۔"

"مس انڈر اسٹینڈنگ----" اس نے اٹھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اوکے---- غلط فہمی تھی۔" میں نے کہا۔ "اگر ضرورت محسوس کرو تو ثابت کر دینا۔ ویسے بھی میں اس کو بھلا دینے کا وعدہ تو کر ہی چکا ہوں۔" کرنل نے مسکرا کر کہا۔

"کرن سمجھ گیا---- اوکے مس کینتھ اسے بھول جاؤ۔"

گرین کے سامنے پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی۔ اور لفٹ کے ذریعہ سیکنڈ فلور پہنچے۔ کرنل اس بار بھی اسی پارٹمنٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے جس میں پچھلی مرتبہ مقیم رہ چکے تھے۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ "ماما کہیں یہ کمرہ مستقل طور پر تو بک نہیں کرا رکھا ہے؟" صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "نہیں بیٹے---- اتفاق سے خالی مل گیا---- کیوں؟ تمہیں چاہئے تھا؟" میں ہنس کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ "نہیں ماما----" میں نے جواب دیا---- "ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔ میں تو کیمپ سے نکل بھی نہیں سکتا۔ اتنے مہنگے کمرے کو ریزرو کرا کے کیا کرنا ہے۔" انہوں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم کہاں رہتی ہو آجکل؟" مسکرا کر بولی۔ "آج کل میں بھی چار دیواری میں بند ہوں---- پرنسلی کی مہربانی سے۔" میں نے کہا۔ "تم پھر اسی موضوع کی طرف لوٹ رہی ہو۔ پلیز مجھے ماما سے باتیں کرنی ہیں۔" وہ مسکرا دی۔ ماما بھی ہنس دیئے رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "ڈنر کا وقت ہو گیا۔ مس کینتھ روم سروس کو رنگ دیکر اپنی پسند کا کھانا لانے کو کہہ دو اور پھر دونوں شوق سے لڑتے رہو---- میں خود کو شردھام پیلس کے ماحول میں محسوس کر رہا ہوں---- آہ وہ گزرا ہوا زمانہ" انہوں نے سر جھکا لیا۔ کینتھ اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف چل دی۔ کرنل ماما کی افسردگی دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں---- وہ اپنی عمر سے پانچ سال زیادہ دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے اپنی کمزوری چھپانے کے لئے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لینے لگا۔ کینتھ آرڈر دیکر لوٹی اور کرنل کے برابر میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے اسکی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں مس کینتھ---- کیا جھگڑا ہے تمہارا----؟" کینتھ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "کچھ نہیں کرنل' آپ نے فرمایا نا کرن مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتا۔" انہوں نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "آپ نے فیصلہ پہلے کر دیا۔ سماعت بعد میں کر رہے ہیں۔ کیا عرض کروں اور کس زبان میں عرض کروں کہ اردو انگریزی کے سوا محلاتی زبان سے نابلد ہوں۔" بولے۔ "

سماعت وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ غلطی تمہاری ہے برخوردار۔" اور میں اپنی غلطی پر غور کر کے خاموش ہو گیا۔ واقعی مجھے اس پر ریزرویشن لیبل لگانے کا کوئی حق نہ تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر کہا۔ "سمجھ گئے نا؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے بجا فرمایا —— آئی ایم سوری مس کینتھ۔" وہ بھی مسکرا دی اسی وقت دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور ویٹر ٹرالی ٹرے میں کھانے پینے کا سامان لے کر اندر داخل ہوا اور میز پر رکھ کر چلا گیا۔

کھانا کھانے کے بعد کرنل ماما نے کافی کا آخری گھونٹ لے کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کرن مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ کینتھ اور تم ابھی تک ایک دوسرے سے کھل کر بات نہیں کر سکتے ہو —— اس لئے گھنٹہ دو گھنٹے کہیں گھوم آؤ۔ اتنی دیر میں تمہارے لئے کمرہ بک کرا لوں گا۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے کرنل ماما کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جو حکم۔" میں نے اٹھتے ہوئے رسٹ واچ کی طرف دیکھا اور سگریٹ سلگاتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی کینتھ نے میرے گلے میں باہیں ڈال دیں اور ایڑیاں اٹھا کر منہ چوم لیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تو تم نے مجھے معاف کر دیا؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "نو یور ایکسی لنسی لیکن یہ میری ڈیوٹی ہے۔" لفٹ نیچے پہنچ کر رک گئی۔ میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اوکے —— پھر یہ فری سروس ہمیں منظور ہے۔" کار میں بیٹھتے ہی کینتھ نے میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "با ادب با۔" میرے منہ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "یہ شرو مام نہیں بمبئی ہے —— یہ دیکھو!" اس نے دائیں جانب اشارہ کیا۔ فٹ پاتھ پر کئی جوڑے ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے جسم سے جسم ملائے لڑکھڑاتے اور قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہوئے گیٹ آف انڈیا کی طرف جا رہے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ سویلین ہیں ان پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ میرا فوجی ہو گیا ہوں۔ اس لئے شہر میں میرے لئے ایم پی فیلڈ میں لینڈ مائنز اور سمندر میں جرمن یو بوٹس سے بھی بڑا خطرہ ہے۔" کینتھ نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ڈارلنگ اب اتنے فوجی بھی نہ بنو۔ اس رول میں بھی شہزادگی سے زیادہ صداقت نہیں ہے۔ لفظ رول" میرے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح لگا۔ میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "وہاٹ؟" اور خود بخود پیر کا دباؤ کلچ پر بڑھ گیا۔ گاڑی دس قدم پہنچ کر رک گئی۔ کینتھ نے سہمی ہوئی آواز میں کہا "آئی ایم سوری ڈارلنگ۔" میں اس توہین —— کو برداشت نہ کر سکا۔ گیئر کو نیوٹرل کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے خالص دیسی انداز میں ہاتھ جوڑ لئے۔ میرا غصہ ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ اس نے سرک کر میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کا شانہ تھپتھپا کر اٹھایا اور گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ معاف کر دینے کے باوجود اس کے الفاظ نشتر کی طرح میرے دل میں چبھ رہے

تھے۔ اس نے ایکٹر کہہ کر مجھے خود اپنی نظروں میں حقیر کر دیا تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے میری کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر پھر کندھے پر سر رکھ دیا ــــــ لیکن مجھے یہ سب کچھ تصنع اور بناوٹ معلوم ہو رہا تھا۔ اس کے جذبات کی صحیح عکاسی صرف وہی الفاظ کر رہے تھے جو غیر شعوری طور پر اس کی زبان پر آ گئے۔ واقعی میری شہزادگی بھی ایکٹنگ تھی اور فوجی زندگی بھی اور اس نے مجھ کو آئینہ دکھا کر میری دکھتی رگ پر ہاتھ نہیں چھرا رکھ دیا تھا میں نے تیزی سے یکے بعد دیگرے گیئر تبدیل کئے اور ٹوپ پر آتے ہی آزاد میدان عبور کر کے چرچ گیٹ ریلوے اسٹیشن سے گزرتا ہوا میرین ڈرائیو پر پہنچ کر ایک کونے میں گاڑی روک کر انجن بند کر دیا۔ کمنتھ نے ونڈ شیلڈ ایک انچ اوپر اٹھایا اور سمندر کی تازہ ہوا کے جھونکے اندر آنے لگے۔ کمنتھ نے اپنے وینٹی بیگ سے سگریٹ کیس نکال کر دو سگریٹ سلگائے اور ایک میری طرف بڑھاتی ہوئی مسکرا کر کہنے لگی۔ "کرن پیو گے یا ابھی تک ناراض ہو؟" میں نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے لیا اور کش لگانے لگا۔ اس نے پھر گدگدایا۔ "کرن میرا خیال ہے آج کل تمہیں لیڈیز کو ٹارچر کرنے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔" میں نے اس کی طرف رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "اچھا ــــ یہ خیال ہے تمہارا؟"

"اور زیادہ غلط بھی نہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے یاد ہے رمولا ناگر نے تمہیں سوتے میں قتل کرنے کی کوشش کی۔ تم نے اس کو اتنی آسانی سے معاف کر دیا کہ کوئی ایک چانٹا مارنے کو ہاتھ اٹھا کر رہ جانے والے کو بھی نہیں کر سکتا۔ رائٹ؟" میں نے کہا "یس" بولی۔ "آخر تمہیں بچانے کے لئے مجھے اس کو ــــ" میں نے کہا۔ "بالکل ٹھیک" کہنے لگی۔ "وچترا' سانپ سے زیادہ خطرناک ــــ تم نے اس کو اسی طرح چھوڑ دیا جیسے وہ تمہیں قتل کرنے کے بجائے تمہارے گلے میں مالا ڈالنے آئی تھی۔" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "وہ مالا ڈالنے میں ناکام ہو کر میری دشمن ہوئی تھی۔ بہر کیف ــــ تمہیں یہ بھی معلوم ہے ــــ قتل کرنا اور قتل ہو جانا ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ میں اس کا زیادہ برا نہیں مناتا ــــ بائی گاڈ اگر بمبئی پہنچنے سے پہلے تم نے بھی ایسی کوئی کوشش کی ہوتی تو میں ایک بار نہیں بار بار تمہیں معاف کرتا رہتا حتیٰ کہ ایک روز تم مجھے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتیں لیکن تم نے نہ صرف ــــ اوہ آئی ایم سوری ــــ وہ بات ختم ہو چکی ــــ اور اب اس کو بھی بھلا دو کہ تم نے مجھے امپوسٹر پرنس اور امپوسٹر لیفٹننٹ کہا ــــ جاؤ میں تمہیں ٹارچر نہیں کرنا چاہتا۔" اس نے مسکرا کر میرا منہ چوم لیا اور بولی۔ "ڈارلنگ میرا یہ مقصد ہرگز نہ تھا۔ میں نے صرف مذاق کیا تھا ــــ اوہ کرن تم اتنے الرجک تو کبھی نہیں تھے۔" میں نے پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ پارا گڑھ کی ناکامیاں اور محرومیاں قطار در قطار میری نظروں کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں اور میں خود کو مایوس ترین انسان سمجھ کر اس فتنہ قیامت کو بھی فراموش

کر بیٹھا جو ایک طویل عرصہ میری اقلیم دل پر حکومت کرتی رہی تھی اور اس وقت سب کچھ لٹا دینے کے لئے ایک اشارے کی منتظر تھی۔ "کرن!" اس نے میرا شانہ ہلا کر کہا۔ " چھٹیوں میں تم پاراگڑھ تو نہیں گئے تھے؟" میں نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ اس خوشگوار ماحول میں بھی شگفتہ نظر نہیں آ رہی تھی میری افسردہ دلی نے اسکو بھی افسردہ کر دیا تھا۔ میں نے خود ترسی کی گرفت سے نکل کر جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔" مسکرا کر بولی۔ "چلو تمہاری ناراضگی کے خیال سے میں یقین کر لیتی ہوں کہ تم پاراگڑھ نہیں گئے اور ولاس پور کی طرف تو رخ بھی نہیں کیا۔" میں نے ہنس کر سگریٹ کیس اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے تھینک یو کہہ کر حسب معمول دو سگریٹ سلگائے اور ایک میرے ہونٹوں میں دے دیا۔ میں نے سوئچ آن کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور میرین لائنز کا رخ کیا یہاں ایک کیفے میں چند پیگ پیے اور گیارہ بجے کے قریب گرین پہنچ گئے۔ کرنل نے اسی فلور پر میرے لئے ایک کمرہ بک کرا رکھا تھا۔ مینجر نے اپنے ایک اسسٹنٹ کو چابی دے کر ہمارے ساتھ بھیجا۔ میں کینتھ کو کمرے میں چھوڑ کر کرنل کے اپارٹمنٹ پر پہنچا اور کال بیل بٹن دبایا۔ دوسرے رنگ پر انہوں نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ میں ان کو سلام کر کے اندر داخل ہوا۔ انہوں نے دروازہ لاک کیا اور وسط کمرہ میں پہنچ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ "کہیں میں آپ کے آرام میں مخل تو نہیں ہوا پاپا؟" انہوں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تم لیٹ تو نہیں ہو۔" پھر سگریٹ کی ٹرے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کرن تم ولاس پور سے روانہ ہو کر کہاں گے تھے؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "بڑودہ' سورت' اور ہاں کھمبات بھی کیوں پاپا؟" مسکرا کر بولے۔ "اونہوں۔۔۔۔ تم کچھ چھپا بھی رہے ہو۔ جو تمہیں کم از کم مجھ سے چھپانا جائز نہیں۔" میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "مثلاً" کیا پاپا؟" وہ ہنس دیئے۔ "بھئی کمال ہے کرن بیٹے۔۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ مجھ سے تمہار زندگی کا کونسا پہلو چھپا ہوا ہے۔ شراب؟ معاشقے؟ قتل؟ اور اس سے بھی آگے۔۔۔۔ سروج۔۔۔۔ کونسا راز ہے جو میں نہیں جانتا۔ کونسی چیز ہے جس میں تمہیں میری سرپرستی حاصل نہیں؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میری زندگی بھی آپ کی وجہ سے ہے پاپا اور اسے آپ ہی کی امانت سمجھتا ہوں لیکن یہ کیسے کہوں کہ میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی بھی کر چکا ہوں۔" وہ بولے۔ "میں یہی تو کہلوانا چاہتا تھا اور اسی وجہ سے تم مجھے یہاں دیکھ رہے ہو۔۔۔۔ پاراگڑھ سے لوٹنے کے بعد پندرھویں روز مجھے یوراج کا ٹیلیگرام ملا جس میں مجھ سے فوراً پہنچنے کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ میں باونی جانے کا بہانہ کر کے پاراگڑھ پہنچا۔ یوراج نے اپنی کار کی حالت دکھا کر کہا۔ کہ یہ ایکسیڈنٹ رالز رائس کے ساتھ ہوا۔ جس میں ایک مرتبہ انہوں نے سرکھا

کو ایک کیپٹن کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر تیس پینتیس میل تک پیچھا کیا اور جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو دھرم شالہ پہنچ کر تمام رات پہرہ لگوا کر ناکہ بندی کی لیکن رائلز نہ لوٹی۔ سریکھا بہر حال گیارہ بجے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ یوراج کا بیان ہے کہ وہ تمہیں دونوں موقعوں پر دیکھ نہیں سکے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ چمتکار تمہارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ میں بشمشیر سنگھ سے ملا۔ دو روز ان کے ہاں مہمان رہا اور سریکھا سے تنہائی میں بات کی۔ اس نے چھپانے کی کوشش کی لیکن چھپا نہ سکی میں نے ذرا چکار کر پوچھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے سر پر ہاتھ پھرا کر تسلی دی تو ایک ایک واقعہ بیان کر دیا۔۔۔۔ جہاں تک سریکھا کا تعلق ہے میں تمہیں قصوروار نہیں گنتا۔ تم نے اس کے ساتھ جس شرافت کا برتاؤ کیا وہ بھی میرے لئے فخر کا باعث ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سریکھا کا ملنا تو محض اتفاق تھا۔ وہ کونسی کشش تھی جو تمہیں پار اگرتھ۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "یشودھرا۔" وہ بولے۔ "اب مجھے یقین ہو گیا۔ کرن۔۔۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ یوراج نے مجھے بتایا وہ میرے واپس ہونے کے دوسرے روز سادھنا دیوی کے ساتھ وہاں پہنچی تھیں اور دو روز ٹھہر کے واپس چلی گئیں۔۔۔۔ تم سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟"

"نہیں پاپا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "سریکھا میرے لئے اتنا بڑا مسئلہ بن گئیں کہ اسٹیشن پر قیام ہونے کے باوجود میں یشودھرا سے نہ مل سکا۔"

"مجھے یہ جان کر دکھ ہوا۔" انہوں نے کہا "لیکن ساتھ ہی خوشی اس بات کی ہے کہ بشمشیر سنگھ آج بھی تمہارا احترام کرتے ہیں۔"

"یہ احترام مجھے بہت مہنگا پڑا ہے۔" وہ ہنس دیئے۔ "احترام کسی قیمت پر مہنگا نہیں ہوتا کرن۔" میں خاموش ہو گیا۔ کہنے لگے۔ "مجھے افسوس ہے کہ اتنا بڑا خطرہ مول لینے کے باوجود یشودھرا سے تمہاری ملاقات نہ ہو سکی۔ خیر میں واپسی میں ولاس پور ہوتا ہوا جاؤنگا اور ان کو بتا دوں گا۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "پاپا یہ آپ کے شایان شان نہیں۔۔۔۔ ایسا بھول کر بھی نہ کیجئے گا۔۔۔۔ اچھا اب آپ آرام کیجئے۔۔۔۔ کافی رات ہو چکی ہے۔" اٹھتے ہوئے بولے "اچھا۔۔۔۔ آرام کرو۔۔۔۔ صبح پھر ملیں گے۔" میں نے انہیں جھک کر سلام کیا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

دوسرے دن صبح کا ناشتا کرنے کے بعد ہم پھر کرنل کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گئے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد کمنتھ گورنمنٹ ہاؤس چلی گئی۔ کرنل شام تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے کئی بار گورنر سے ملاقات کر کے مجھے ریلیو کر دینے کی درخواست کرنے کو کہا۔ "لیکن میں نے انہیں تمام پہلو سمجھا کر اس ارادے سے باز رکھا۔ شام کو آٹھ بجے رات کا کھانا کھانے کے بعد میں نے انہیں رائلز کی چابی دی اور کیپٹن بریڈلے کے

ساتھ اسٹاف کار میں بیٹھ کر کیمپ کی طرف چل دیا۔

اس ملاقات کے بیس روز بعد مجھے مسٹر ولسن کی معرفت کرنل ماما کا خط ملا۔ جس میں انہوں نے اپنے بخیریت شردھام پہنچ جانے کے علاوہ چند باتیں ایسی لکھی تھیں جنہوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ ایک تو رالز دیکھنے کے بعد مہاراجہ شردھام کے ردعمل سے متعلق تھی۔ انہیں اس سے زبردست ذہنی دھچکا لگا تھا اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے تھے۔ دوسری پارا گڑھ سے یوراج کے ایک خط کے متعلق تھی۔ انہیں نے لکھا تھا کہ سریکھا نے راج محل پہنچ کر ان سے خود کہا کہ جس کار میں اس کو دیکھا گیا تھا وہ بمبئی کے ایک فوجی افسر کی ہے اور وہ پرنس کرن یا ان کا ہم شکل ہے۔ جس رات ان کا پیچھا کیا گیا وہ سوا سو میل کا چکر کاٹ کر لاکھودرا ہوتے ہوئے پارا گڑھ پہنچے تھے۔ بشیشو سنگھ نے صرف اتنا بتایا کہ ایک اینگلو انڈین لفٹیننٹ انہیں اسٹیشن پر ملا تھا جس کو سریکھا نے پرنس کہہ کر پکارا۔۔۔۔ لیکن وہ کرن نہیں تھا۔ واقعی اینگلو انڈین تھا۔ بے حد شریف اور خوش مزاج۔۔۔۔ وہ دیر تک سریکھا کی باتوں پر ہنستا رہا اور جب آدھی تک رات ہماری گاڑی اسٹیشن نہ پہنچی تو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہمیں گھر چھوڑ گیا۔ تیسری بات جو سب سے زیادہ پریشان کن تھی وہ یہ کہ مہاراجہ شردھام علاج کے لئے بمبئی آنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ میں چکرا گیا۔ سریکھا سے مجھے یہ خوف تو تھا کہ شاید وہ بمبئی پہنچنے کی کوشش کرے لیکن یہ امید نہ تھی کہ وہ یہ راز اس طرح فاش کرے گی۔ میں دیر تک اسی مسئلے پر سوچتا رہا۔ آخر کوارٹر گارڈ جا کر مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے انٹرویو کا وقت مانگا۔ انہوں نے دوسرے روز گیارہ بجے ملنے کی اجازت دی۔ میں نے اسی وقت ایک نوٹ بریگیڈیئر ہچکنس کے نام بھجوا دیا اور کوارٹر پہونچ کر کرنل ماما کو ایک طویل خط لکھا۔ جس میں ان کو پہلی فرصت میں کسی خاص آدمی کو لاکھودرا بھیج کر پٹرول پمپ سے دامن راؤ کو استعفے دلا کر معقول تنخواہ پر باونی بھیج دینے کی درخواست کی کیونکہ وہاں وہ محفوظ نہیں تھا۔

اس رات میں بارہ بجے تک بریڈلے اور کیپٹن ہال کے ساتھ اندھا دھند پیتا رہا اور جب بری طرح ہچکیاں لینے لگا تو بریڈلے اور ہال نے اٹھا کر بستر پر ڈال دیا۔

صبح دس بجے میں کیپٹن بریڈلے کے ساتھ گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر کلب میں قیام کرنے کے بعد گیارہ بجے سے پہلے میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلیفون سے اپنی آمد کی اطلاع دی تو وہ کانفرنس میں اس قدر مصروف تھے کہ میرا پیغام بھی انڈر سکرٹیری نے ریسیو کیا اور معذرت کے ساتھ کہا کہ وہ چار بجے سے پہلے شاید ہی مل سکیں۔ میں نے بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مارے گئے لیکن۔" مسکرا کر بولا۔ "یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔" میں نے ریسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا؟" کہنے لگا۔ "یہی بمبئی میں مرجانا۔۔۔۔ تجہیز و تدفین تو نصیب ہو جائے گی۔ لڑائی میں کہیں مارے گئے تو کچھ

بھی نہ ہو گا۔" میں نے ہنس کر سگریٹ سلگایا۔ ایک دو کش لینے کے بعد کہا۔ "میں نفٹی پر سینٹ موت کی بات کر رہا تھا کیپٹن ---- اگر بقیہ نفٹی تم شامل کر دو تو دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہو سکتے ہیں۔" ہنس کر بولا۔ "اوکے ---- اس آدمی موت کی وجہ بیان کرو۔" میں نے کہا۔ "چار بجے سے پہلے مسٹر ولسن نہیں مل سکتے ---- دو منٹ کے انٹرویو کے لئے چھ گھنٹے انتظار ---- مارے گئے یا نہیں؟" وہ ہنس کر خاموش ہو گیا۔ میں نے پاؤں پھیلا کر آنکھیں بند کر لیں اور ایک لمبا کش لے کر کرسی کی پشت گاہ سے سر لگا دیا۔

بارہ بجے کے قریب ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ "ہیلو" کہتے ہی مسٹر ولسن نے کہا۔ "پرنسلی میں بہت زیادہ مصروف ہوں اور شاید آج تم سے ملنے کے لئے وقت نکال نہ سکوں لیکن اگر تم پانچ منٹ میں میرے پاس پہنچ جاؤ اور ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہ لو تو فوراً" چلے آؤ ---- میں چائے پی رہا ہوں۔" میں نے "تھینک یو" کہہ کر ریسیور رکھا اور اٹھ کر تیزی سے چل دیا ---- چیمبرز کے استقبالیہ میں پہنچا تو مسٹر ولسن ہاتھ میں چائے کا کپ لئے دروازے پر کھڑے تھے۔ مسکرا کر بولے۔ "بہت جلد پہنچ گئے۔" میں اشارے سے سلام کرتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے میں نے میز کے قریب پہنچ کر کھڑے کھڑے کہا۔ "سر زحمت کی معافی چاہتا ہوں اور مختصراً" عرض یہ ہے کہ شردھام میں کچھ ایسے حالات پیدا ہونے کی اطلاع ملی ہے کہ میرے لئے یہاں رہنا ناممکن ہو گیا ہے لہٰذا آپ مجھے فوراً" کسی محاذ پر بھیج دیں۔" مسٹر ولسن نے کپ میز پر رکھ دیا اور حیرت سے میری طرف دیکھنے لگے۔ میں نے انہی خاموش دیکھ کر کہا۔ "کرنل ارجن سنگھ نے مجھے وارننگ دی ہے۔" بولے۔ "شاید راٹز کے شردھام پہنچنے پر لوگوں کو شک پیدا ہوا ہے۔ مشکل یہ ہے تمہاری ٹریننگ ابھی مکمل نہیں ہوئی ورنہ جیسا کہ تم نے کہا ہم تمہیں فرنٹ پر بھیج دیتے۔ بہرکیف کل کسی وقت میں ہز ایکسی لنسی سے کہوں گا۔ صرف یہ بتاؤ ڈیرہ دون بھیج دیا جائے تو؟" میں نے کہا۔ "بھیج دیجئے ---- لیکن ٹریننگ پورے ہوتے ہی اوورسیز ----" بولے۔ "اوکے اوکے ---- پرسوں تمہیں ملٹری کا اکاڈمی جوائن کرنے کا آرڈر مل جائے گا ----" میں نے "تھینک یو" کہہ کر سیلوٹ کیا اور چل دیا۔ بمشکل سات منٹ گزرے ہونگے کہ پھر بریڈلے کے سامنے تھا۔ دیکھتے ہی بولا۔ "ارے اتنی جلدی واپس ---- نہیں مل سکے کیا؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مل آیا کیپٹن ---- اور شاید جلد ہی آپ لوگوں سے ----"

"گڈ بائی تو نہیں کہہ رہے ہو؟" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بولا۔ "مائی ڈیر رات کو تمہارے بے تحاشہ پینے سے ہی ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ تمہیں غیر معمولی شاک لگا ہے۔" میں نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں شاک کی پروا نہیں کرتا کیپٹن لیکن اب بمبئی میں ٹھہرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔" اس نے کہا۔ "مطلب یہ ہے ہم تمہیں کھو بیٹھے۔" میں نے آفیسرز میس کا نمبر ڈائل کر کے دو آدمیوں کے لئے لنچ بھیجنے کا آرڈر دیا اور ریسیور رکھ کر کہا۔ "کیپٹن میں تمہیں نہیں بھولوں گا اور اگر تم چند میں کہیں چلے نہ گئے تو کوشش کروں گا کہ تمہار ساتھ اور سیر جاؤں۔" وہ پیچھے سرک کر انگلیوں سے اپنی کنپٹی پر ڈرم بجانے لگا۔ میں دیر تک اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ ایک بجے کے قریب فارغ ہو کر میں نے بریڈلے سے کہا۔ "اب چلنا چاہئے کیپٹن!—— تھوڑی دیر شہر کی سیر بھی ہونی چاہئے۔" مسکرا کر بولا۔ "ہونا تو بہت کچھ چاہئے لیکن یہ وقت سیر کا نہیں تھوڑی دیر یہیں آرام کریں کچھ اور ہیں چار بجے شہر کو چلیں گے۔"

تین بجے یکایک مجھے یاد آیا کہ کرنل ماما کو لکھا ہوا لیٹر ابھی تک میری جیب میں پڑا ہوا تھا۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور بریڈلے سے چلنے کو کہا۔ اس نے سگریٹ نکالتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ میں نے جیب سے خط نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔ "اسے صبح پوسٹ کر دینا چاہئے تھا۔ اگر اب بھی ڈراپ کر دیا جائے تو چار بجے کی ڈاک سے نکل سکتا ہے۔" اس نے سگریٹ جلایا اور کچھ کہے بغیر اٹھ کھڑا ہوا۔ جی پی او پہنچ کر خط لیٹر بکس میں ڈالا اور وکٹوریہ ٹرمینس اسٹیشن کے ریفرشمنٹ روم میں چائے پی کر کیمپ کی طرف چل دیئے۔ بریڈلے تمام راستے خاموش تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ دوستوں کے معاملے میں انگریزوں کے جذبات بھی ہم سے مختلف نہ تھے۔ آخر کیمپ پہنچتے پہنچتے میں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے چند جملوں میں اس کا موڈ تبدیل کر دیا اور جس وقت گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو وہ قہقہے لگا رہا تھا۔ کوارٹر گارڈ کے سامنے پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی اور دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ کیپٹن بریڈلے اتر رہا تھا کہ سنتری نے بندوق کی بٹ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "لیفٹننٹ صاحب گاڑی ہینڈ اوور نہ کیجئے آپ کا سج ہے۔" میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کہاں ہے؟" اسی وقت گارڈ انچارج کمرے سے باہر نکلا اور کہنے لگا۔ "سر—— سیکرٹیری صاحب کا ٹیلی فون تھا۔ وہ آپ کو فوراً طلب کر رہے ہیں۔" میں نے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ اس نے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کتنی دیر ہوئی؟" وہ بولا۔ "تقریباً پچیس منٹ۔" میں نے گھڑی پر نظر ڈالی اس وقت ساڑھے چار بج رہے تھے۔ میں نے کیپٹن کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دروازہ بند کر کے گاڑی بیک کی۔ گیٹ سے نکلتے ہی بریڈلے نے کہا۔ "پرنسلی اگر تم اس وقت میری بات مان لیتے تو یہ خواہ مخواہ کا چکر نہ کاٹنا پڑتا۔ خیر کچھ سمجھ سکتے ہو دوبارہ بلانے کا کیا سبب ہو سکتا ہے؟" میں نے کہا۔ "شاید کانفرنس ختم ہونے کے بعد مسٹر ولسن نے ہزایکسی لنسی سے ذکر کیا ہو اور انہوں نے کچھ کہنے کو طلب کر لیا ہو۔" وہ بولا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے—— اگر مجھے تمہارے حالات کا علم ہوتا تو ممکن ہے کچھ بتا سکتا——" میں نے ہنس کر کہا۔ "چند منٹ میں معلوم ہو جائے گا—— قیاس آرائی کی

زحمت فرمانے کی کیا ضرورت ہے۔"

"ہاں----" اس نے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو یقینی ہے تم جا رہے ہو---- اور یہ بھی یقینی ہے کہ میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔" میں نے کہا۔ "میں بھی تمہیں یاد کروں گا کیپٹن---- تم نے آفیسر ہونے کے باوجود مجھے کبھی جونیئر نہیں سمجھا۔" اس نے قہقہہ لگا کر میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "بے وقوف!" میں نے ہنس کر کہا۔ "فیکٹ" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ---- کون ہے سینئر---- بریڈلے؟"

"نہیں پرنسلی۔" میں نے مسکرا کر طنز کیا۔ وہ کہنے لگا۔ "لک ہیر لیفن' کیپٹن بریڈلے صرف کیپٹن ہے اور تم؟ خدا جانے کیا کیا ہو----" باتوں باتوں میں پورا پل عبور کر کے گاڑی پھاٹک کے قریب پہنچ گئی اور میں بمشکل "تھینک یو" کہہ سکا۔ دروازے کے اندر پہنچتے ہی سارجنٹ نے باہر نکل کر کہا۔ "لیفن مسٹرولسن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ سیدھے ان کے پاس پہنچیں۔" میں نے "اوکے" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور چیمبرز کے سامنے پہنچ کر روک دی۔ بریڈلے نے وہیل سنبھالا۔ میں تیزی سے برآمدہ عبور کر کے استقبالیہ میں داخل ہوا۔ چیمبرز کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ پہریدار نے مجھے دیکھتے ہی پردہ اٹھایا۔ میں نے مسٹرولسن کو سلیوٹ کیا۔ مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "پرنسلی کانفرنس ختم ہوتے ہی میں نے تمہارا کیس ہزایکسی لنسی کے سامنے پیش کر دیا تھا۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمہارا باہر جانا تو ممکن نظر نہیں آتا---- بہرکیف---- بیٹھو میں انہیں اطلاع دیتا ہوں کہ تم حاضر ہو گئے ہو۔" میں "تھینک یو" کہہ کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے سگریٹ کیس اٹھا کر میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے سگریٹ لے لیا اور وہ پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گئے۔ میں نے ان کے جاتے ہی سگریٹ کیس میز پر رکھ دیا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ چند منٹ بعد وہ مسکراتے ہوئے واپس آئے اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "ہزایکسی لنسی تمہارا باہر بھیجنا ضروری نہیں سمجھتے۔ اگر یہاں آ رہے ہیں تو آنے دو تمہیں ان سے ملنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اگر تم کیمپ کی اکاموڈیشن سے مطمئن نہیں ہو تو شہر میں رہ سکتے ہو---- سوا سو روپے ماہانہ پر بہترین فلیٹ مل جائے گا---- زیادہ سے زیادہ تمہیں ایک کار خریدنی پڑے گی جو تم افورڈ کر سکتے ہو۔ صرف اتنی مہربانی کرنا۔" وہ مسکرائے "کہ رالز یا ہل مین نہ خریدنا----" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں سر رالز واپس کرنے کی وجہ ہی اور کیا تھی۔"

"تھینکس۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "فائنلی---- ہزایکسی لنسی کے الفاظ میں تمہارا مسئلہ صرف ہرایکسی لنسی کا ہیڈیک ہے اور اب ہم وہیں چل رہے ہیں---- آؤ۔"

ہرایکسی لنسی اس وقت لائبریری میں تھیں۔ مسٹرولسن دروازے تک میری رہنمائی کر کے واپس ہو گئے۔ سلیوٹ کرتے ہی ہرایکسی لنسی نے مسکرا کر سر کے اشارے سے

جواب دیا اور کہنے لگیں۔ "سوری پرنسلی ارجن نے کیا لکھ دیا؟" میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی ایچ ایچ شردھام بمبئی پہنچ رہے ہیں---- میں انہیں فیس نہیں کر سکتا۔" بولیں۔

"کون کہتا ہے فیس کرو---- نو نو---- اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کیا؟" میں نے شکریہ ادا کیا اور سر جھکا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "ڈرو مت---- بالکل مت ڈرو---- میں جانتی ہوں چھٹیوں میں تم سے غلطیاں ہوئی ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا---- کہنے لگیں۔ "مجھ سے چھپا کر میری سرپرستی کی توقع رکھ سکتے ہو؟"

"نہیں یورایکسی لنسی۔" میں نے کہا---- "لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہاں سے شروع کروں۔" وہ مسکرا دیں---- میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی---- ایک مرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب ہم کسی کو کسی خاص مشن پر بھیجتے ہیں تو اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ہیں کہ وہ بھی انسانی جذبات کا حامل ہے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے اچھی طرح یاد ہے اور میں وعدہ کرتی ہوں اس کو نظرانداز نہیں کروں گی۔" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "میں پارا گرہ جانے کی غلطی کر بیٹھا ہوں یورایکسی لنسی۔" انہوں نے خود کلامی کے انداز میں کہا۔ "آئی سی۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر آگے چلیں۔" مجھے امید ہے تم نے خود کو ایکسپوز نہیں ہونے دیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے لیکن ایکسپوز نہ ہونے کے باوجود ایک اور مصیبت پیدا ہو گئی اور وہ شاید کسی نہ کسی انداز میں میرا دروازہ کھٹکھٹائے اس لئے---- اس سے پہلے کہ وہ یہاں پہنچے میں دروازہ بدل دینا چاہتا ہوں۔" انہوں نے میری توقع کے خلاف مصیبت کی نوعیت یا وجہ نزول دریافت کرنے کے بجائے ڈائریکٹ سوال کیا۔ "وہ تمہارا نام تو نہیں جانتی----؟"

"وہ مجھے پرنسلی کی حیثیت سے جانتی ہے اور یہ بھی کہ میں گورنمنٹ ہاؤس سے تعلق رکھتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ میرا خیال تھا وہ ناراض ہو جائیں گی لیکن انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "نیور مائنڈ---- وہ یہاں نہیں پہنچ سکتی---- اور شردھام کو بھی تم سے نہیں ملنے دیا جائیگا---- اور کچھ----؟" میں نے کہا۔ "آپ نے مجھے حوصلہ بخشا یورایکسی لنسی---- بہت بہت شکریہ۔" وہ بولیں۔ "یہ تمام باتیں تم نے مسٹر جیمس ولسن سے تو نہیں کہیں----؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ کے سوا کسی سے نہیں کہیں یورایکسی لنسی---- اور اب اس کے سوا کوئی خطرہ نہیں کہ اگر ہزایکسی لنسی کو معلوم ہو گیا تو وہ ناراض ہو جائیں گے۔" وہ ہنس دیں---- "اطمینان رکھو---- میں انہیں نہیں بتاؤں گی کہ---- کہ تم بھی جذبات سے مات کھا چکے ہو۔" میں نے اٹھ کر ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے چل دیا۔ مجھے مسئلہ حل ہو جانے کی خوشی کے ساتھ حیرت بھی تھی کہ انہوں نے کمنتھ کے متعلق کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ ایسا معلوم

ہوتا تھا کہ یا تو انہیں ہمارے جھگڑے کے متعلق علم ہی نہیں تھا یا وہ بھول چکی تھیں۔ استقبالیہ میں مسٹر ولسن صوفے پر بیٹھے ہوئے دو تین لیڈیز سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے پیک کیپ اٹھا کر لیڈیز کو سلام کیا اور مسٹر ولسن سے رخصت طلب کی۔ انہوں نے میری طرف دیکھ کر اپنی مخاطب لیڈی سے ایک دو جملے تبدیل کئے اور اٹھتے ہوئے گڈ نائٹ کہہ کر میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے برآمدے میں آتے ہی کہا۔ "سر اب میں بمبئی میں رہ سکتا ہوں اگر آپ شہر میں رہنے کی منظوری دے دیں۔" انہوں نے سیڑھیاں اترتے اترتے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے پروٹیکشن مل گیا۔" میں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ بولے۔ "اوکے پرسوں آرڈرز جاری ہو جائیں گے لیکن تمہارا مکان فورٹ ایریا میں ہونا چاہئے اور اس میں ٹیلیفون ضرور ہونا چاہئے---- تلاش کر لو گے؟" میں نے کہا۔ "کوشش کروں گا۔" انہوں نے آل رائٹ کہہ کر ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے مصافحہ کیا اور چیمبرز کی طرف چل دیا۔ کلب پہنچ کر بریڈلے کو ساتھ لیا اور مالا بار ہل سے نیچے آتے ہی پہلے بار میں داخل ہو گئے۔ ڈرنکس کا آرڈر دینے کے بعد میں نے بریڈلے سے اپنے شہر میں رہنے کی اجازت مل جانے کا ذکر کیا۔ کہنے لگا "اچھا ہے لیکن۔" کچھ سوچ کر بولتے بولتے رک گیا۔ اسی وقت بوتھ کا دروازہ کھلا اور ویٹر داخل ہوا۔ سر جھکا کر سلام کیا اور ڈرنکس کی ٹرے میز پر رکھ کے الٹے قدموں بوتھ سے نکل گیا۔ میں نے دروازہ بند ہوتے ہی بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ کچھ کہہ رہے تھے کیپٹن۔" اس نے مسکرا کر بوتل اٹھائی اور گلاس میں انڈیلنے لگا۔ میں نے اس کو ہچکچاتے دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن ہمارے درمیان دوستی کے علاوہ تکلف کا بھی کوئی رشتہ ہے کیا؟" گلاس اٹھا کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔ "نہیں پرنسلی کی حیثیت سے تم میرے بے تکلف دوست ہو لیفن---- لیکن تمہاری دوسری شخصیت جس کا تعلق گورنر اور---" میں نے گھونٹ لے کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "ڈیم اٹ---- مجھے معلوم نہیں تھا تم بھی دماغی مریض ہو کیپٹن---" بریڈلے نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور سرگوشی کے لہجے میں کہنے لگا۔ "شہر میں رہنا کیا طرف تمہارے لئے فائدہ مند نہیں ہے لیفن۔"

"کیسے؟ کس طرح؟" میں نے سوال کیا۔ وہ ہنس دیا اور کہنے لگا۔ "وہاں تنہا نہیں رہ سکو گے تم---- اور اگر کینتھ کو تمہاری قیام گاہ کا پتہ چل گیا تو وہ پہلی فرصت میں تمہارے اوپر لد جائے گی اور تمہاری تمام امیدوں کو فل اسٹاپ لگ جائیگا۔" اس نے ایک گھونٹ لے کر گلاس خالی کیا۔ میں نے بوتل اٹھا کر اس کا گلاس لبریز کر دیا۔ وہ پھر پینے لگا۔ دو گھونٹ لے کر پھر مجھ سے مخاطب ہوا۔ "وہ مسٹریس کی حیثیت سے خوب ہے پرنسلی لیکن اب تم اسے اس حیثیت سے نہیں رکھ سکتے۔ ہرایکسی لنسی کے ایک اشارے پر تمہیں اس کو بیوی کی حیثیت سے قبول کرنا پڑے گا---- تم انکار کی جرات نہیں کر سکتے۔" میں نے

مسکرا کر گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال بڑی حد تک صحیح ہے لیکن ---- لیکن بائی گاڈ ابھی تمہیں میری جرات کی اے بی سی ڈی بھی معلوم نہیں ہے۔ اس لئے اس دوستانہ مشورے کا شکریہ ---- بہت بہت شکریہ۔" وہ حیرت سے میرا منہ تکنے لگا اور بمشکل کہہ سکا۔ "از اٹ ----؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یقین کر لو کیپٹن ---- اور اگر مدد کرنا چاہتے ہو تو میرے لئے مکان تلاش کرنے کی کوشش کرو۔"

کہنے لگا۔ "میں کوارٹر ماسٹر ہیرا والا سے کہوں گا۔ اس کے فادر ان لا کی بمبئی میں کافی جائیداد ہے۔" میں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "چرچ گیٹ یا کولابہ کے علاقے میں پلیز۔" بریڈلے سر ہلا کر پینے لگا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کھانے پینے اور باتیں کرنے کے بعد بریڈلے نے بزر دبا کر ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم کیمپ پہنچ گئے۔ اسی رات بریڈلے نے میجر ہیرا والا سے ملاقات کر کے اکاموڈیشن کا انتظام کرنے کو کہا اور جب واپس لوٹا تو اس قدر پر اعتماد تھا جیسے فلیٹ اس کی جیب میں آ چکا تھا۔ اس نے مجھے یقین دلایا کہ دس گیارہ دن بعد پہلی یا دوسری تاریخ کو دو کمروں والا فلیٹ ہمارے قبضے میں ہو گا۔ میں نے شکریہ ادا کر کے اسکاچ بوتل جیب سے نکالی اور پھر گیارہ بجے تک نادیدہ محل کی خوشی میں جام لنڈھاتے رہے۔

میرا خیال تھا کولابہ کا فلیٹ بھی اندرون شہر کی طرح وسیع و عریض عمارتوں کے فلیٹس کی طرح حسین گرد و پیش اور چہل پہل کا حامل ہو گا لیکن دس روز بعد جب میجر ہیراوالا ہمیں فلیٹ دکھانے لے گیا تو مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ ساحل سمندر ہونے کے باعث یہاں چار چار اور چھ چھ فلیٹس پر مشتمل دو منزلہ اور سہ منزلہ عمارتیں تھیں۔ جن کے سامنے چھوٹی بڑی ناہموار چٹانوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا چٹانوں سے دو فرلانگ دور سمندر کی موجیں ٹکرا ٹکرا کر جھاگ اڑا رہی تھیں۔ پچھلی طرف گھاس کے لان گزر گاہیں اور داخلے کے دروازے اور لکڑی کے زینے تھے۔ بحیثیت مجموعی اکتا دینے والی خاموشی اور ویرانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ مجھے یہ ماحول قطعی پسند نہ آیا۔ سرد ہوا کے جھونکے جن رعنائیوں کے متقاضی تھے وہ یہاں سرے سے مفقود تھیں۔ بریڈلے نے مجھے خاموش دیکھ کر بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے آہستہ سے کہا۔ "یہ ماحول تمہیں شاید ہی پسند آئے لیکن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں کیپٹن یہ جگہ پچپن سالہ پنشن یافتہ لوگوں کے لئے موزوں ہے لیکن خیر ---- میں بھی پنشنر ہی تو ہوں۔ صرف ایک سے کچھ تعاون کی امید تھی سو اس سے تم نے ڈرا دیا۔" بریڈلے ہنس دیا۔ لینڈ لارڈ نے زینے کی آخری سیڑھی پر پہنچ کر بائیں طرف گھومتے ہوئے کہا۔ "آفیسرز دیکھ لیجئے کس قدر پر سکون ماحول ہے۔ سمندر کا کنارہ تازہ ہوا' شہر کے ہنگاموں سے دور۔" بریڈلے نے کہا "بے شک۔" اس نے آگے بڑھ کر آخری سرے والے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دونوں کمرے کچن' پنٹری' باتھ

روم اور بالکنی وغیرہ دکھاتے ہوئے پوچھا "پسند ہے؟" بریڈلے نے کہا۔ "اچھا ہے۔" بولا۔ "تو سامان لے کر آ جائیے---- بغیر فرنیچر دو سو روپے---- فرنیچر کے ساتھ دو سو پچاس روپے ماہوار الیکٹرک چارجز علاوہ۔"

بریڈلے نے میری طرف دیکھا---- میں نے آہستہ سے کہا۔ "لعنت بھیجو---- اس جنگل میں کون رہ سکتا ہے۔" بریڈلے مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ لینڈ لارڈ نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا خیال ہے آفیسرز؟" میں نے کہا۔ "کرایہ بہت زیادہ نہیں بتا رہے آپ؟" مسکرا کر کہنے لگا۔ "نہیں جناب یہ سچویشن تو دیکھئے---- خیر آپ میجر ہیراوالا کے دوست ہیں اس لئے الیکٹرک چارجز اسی میں شامل کر سکتے ہیں۔" بریڈلے نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "لیفن شاید تمہیں یہ تنہائی پسند نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں تمہارے لئے یہ بہترین مقام ہے۔ یہاں غیر پسندیدہ افراد نہیں پہنچ سکتے۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے ایک سو پچاس روپے آفر کر دو۔" لینڈ لارڈ ہماری تمام باتیں سن رہا تھا۔ اس نے ڈیڑھ سو روپے کا نام سن کر ایک دو بار اصرار کیا اور پھر رضا مند ہو گیا۔ میں نے اس کو کرایہ کا چیک لکھ کر دیا اور چابی لے کر بریڈلے کے ساتھ واپس ہو گیا۔

بریڈلے کا خیال صحیح ثابت ہوا۔ جہانگیر والا کے اپارٹمنٹ میں منتقل ہونے کے چوتھے روز مسٹر ولسن نے مجھے ٹیلیفون کر کے شام کے سات بجے گورنمنٹ ہاؤس بلایا۔ میں بریڈلے کے ساتھ پہنچا اور اس کو حسب معمول کلب میں چھوڑتا ہوا ان کے بنگلے پر حاضر ہو گیا---- گاڑی کی آواز سنتے ہی ان کے اسسٹنٹ نے باہر نکل کر برآمدے میں مجھے ریسیو کیا اور ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر ڈرائنگ روم میں لایا---- دروازے میں آتے ہی مسٹر ولسن نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ مزاج پرسی کرتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا---- انڈر سیکریٹری نے بزر دبایا اور وہ بھی ان کے پہلو والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ مسٹر ولسن نے اپارٹمنٹ اور اس کے سچویشن سے متعلق چند سوالات کرنے کے بعد سواری کے انتظام کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا۔ "ابھی تو ایم ٹی کار پر ابلم ہوں سر۔"

"گاڑی کیوں نہیں خرید لیتے۔" انڈر سیکریٹری نے کہا۔ "چند سال استعمال کر کے دگنی قیمت پر فروخت کر سکتے ہو۔"

مسٹر ولسن نے کہا۔ "یہ حقیقت ہے پرنسلی---- جنگ میں ہر چیز کی قیمت کئی گنا بڑھ جائیگی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خدا جانے کہاں تک؟" انڈر سیکریٹری نے سگریٹ کیس بڑھایا۔ میں نے مسٹر ولسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سر میری ایک گاڑی ولاس پور میں پڑی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ایک اشارے پر منگا سکتے ہیں۔" انہوں نے سگریٹ لیتے ہوئے نفی میں سر ہلایا---- میں نے مسکرا کر ان کو لائٹ دی اور اپنا سگریٹ سلگایا۔ اسی وقت خادمہ ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ انڈر سیکریٹری نے اس کے ہاتھ

سے ٹرے لے کر میز پر رکھی اور وہ پلٹ کر اندر چلی گئی۔ میں نے انڈر سیکرٹیری کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال تھا آپ اس سلسلے میں مدد کریں گے۔" مسکرا کر بولے۔ "تم غریب آدمی تو نہیں ہو۔ ہم تو ڈرتے ہیں کہیں پھر رالز نہ خرید لو۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "آپ کا اشارہ نہیں ہے تو کیسے خرید سکتا ہوں۔ بہرکیف اس اتوار کو پیکارڈ ضرور خرید رہا ہوں۔"

"ویٹس اوکے۔" انہوں نے گھونٹ لے کر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "بائی دی وے---- اب تو تم اس پوزیشن میں ہو کہ کمپنی بھی رکھ سکتے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "جنگ کے دروان ایک سولجر کی بہترین رفیق اس کی بندوق ہوتی ہے۔" انڈر سیکرٹیری نے مسکرا کر کہا۔ "گاڈ فاربڈ' لیفن' سولجر کے لئے اس سے بڑی خوشی کی بات کوئی نہیں ہے کہ اگر اس کو کچھ ہو جائے تو کوئی سوگ منانے والی موجود ہو۔" مسٹر ولسن نے اپنے اسسٹنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بہت ہیں مسٹر اسٹیلی---- میں تو زندگی کی بات کر رہا تھا۔ خیر لیفن یہ ہرایکسی لنسی کا مسئلہ ہے وہ خود تم سے بات کریں گی---- ویسے میں نے ان کے اشارے پر ہی تمہیں بلایا تھا۔" میں گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں سر---- اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ ان ہی کے خیالات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ بہرکیف میں آج مس کینتھ سے بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔" وہ مسکرا دیئے۔ انڈر سیکرٹیری نے کہا۔ "لیفن ایچ ایچ شردھام آج کسی وقت بمبئی پہنچ رہے ہیں کرنل ارجن سنگھ بھی ان کے ساتھ ہیں اگر وہ تم کو دیکھنا چاہیں تو کیا تم----" میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نو سر۔" مسٹر ولسن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ پہلے کہہ چکے ہیں اور ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے۔"

مسٹر اسٹیلی نے کہا۔ "یقیناً لیکن وہ علاج کے لئے آ رہے ہیں اور ہمارے پاس آنے کا مقصد اس کے سوا کیا ہے کہ وہ پرنسلی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ مصلحت آمیز انداز اختیار کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ پہلے انہوں نے صاف انکار کیا تھا اور اب رفتہ رفتہ مجھے ہموار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مجھے خاموش دیکھ کر انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور کہنے لگے۔ "کافی چلے گی پرنسلی؟" میں نے کہا۔ "تھینک یو سر---- اب اگر اجازت دیں تو میں چند منٹ مس کینتھ۔" مسٹر ولسن نے ہنس کر کہا۔ "کافی پیو اس اثنا میں اگر ایچ ایچ آ گئے تو شاید مس کینتھ کو سب سے پہلے یاد کریں---- اس صورت میں تم ایک تیر سے دو شکار کر سکتے ہو۔" میں نے غور سے ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ انہوں نے انڈر سیکرٹیری کی طرف دیکھ کر انگلی سے اشارہ کیا اور اس نے اٹھ کر بزر دبا دیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "مسٹر ولسن میرے خیال میں شردھام یہاں پہنچ چکے

ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں ان سے ملوں تو چلئے میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوں۔" مسٹر ولسن تھینک یو کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ریڈنگ روم کی طرف چل دیئے۔ ان کے جاتے ہی خادمہ کافی کی ٹرے لے کر آ گئی۔ انڈر سیکرٹیری نے ٹرے میز پر رکھ کر خادمہ کو چلتا کر دیا اور پیالیوں میں انڈیلنے لگے۔ مجھے اس حسن انتظام پر حیرت تھی کہ بزر میں ایسا کیا اشارہ تھا کہ گھنٹی بجتے ہی خادمہ کو بغیر کہے ڈرائنگ روم میں بیٹھنے والوں کے ارادے کا پتا چل جاتا تھا اور وہ وسکی کی طلب پر وسکی اور کافی کے مطالبے پر کافی فراہم کرتی تھی۔ مسٹر اسٹینلی کے اشارے پر میں نے پیالی اٹھا کر کافی پینی شروع کر دی۔ مسٹر ولسن ریڈنگ روم سے اتنی دیر میں لوٹے کہ ہم کافی ختم کر چکے تھے۔ وہ انڈر سیکرٹیری کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور کپ اٹھا کر کھڑے کھڑے کافی پینی شروع کر دی۔ دو تین گھونٹوں میں کپ خالی کر کے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے۔ "آؤ لیفٹن ہزایکسی لنسی اور شردھام تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "تھینک یو سر۔" انہوں نے ہنس کر میری کمر پر ہاتھ رکھا اور دروازے کی طرف چل دیئے۔

گورنر ہاؤس کے برآمدے میں ہی کینتھ نے ہمیں ریسیو کیا۔ اس نے مسکرا کر "گڈ ایوننگ مسٹر ولسن" کہا اور ایک طرف ہو کر ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگی۔ مسٹر ولسن نے میری کمر پر ہاتھ رکھ کر آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ استقبالیہ میں پہنچتے ہی کینتھ نے کہا۔ "کرن ہزہائی نس کی صحت بہت گر چکی ہے۔ خدا کے لئے کسی اشتعال کا مظاہرہ نہ کرنا۔ ہزایکسی لنسی نے مجھے یہی کہنے کو دروازے پر بھیجا ہے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ مسٹر ولسن نے آہستہ سے کہا۔ "وہ سمجھ سکتا ہے مس کینتھ۔" کینتھ نے دروازے کا پردہ ایک طرف کر دیا۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ ہزہائی نس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ میں نے ہزایکسی لنسی کو سلام کیا تو انہوں نے گردن گھما کر دیکھا میں نے ان کو سلام کیا تو صوفے سے اٹھنے لگے اور لڑکھڑا کر رہ گئے۔ برابر میں بیٹھے ہوئے کرنل ماما نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ کرن۔" میں آگے بڑھ کر ان کے قریب پہنچ گیا۔ مسٹر ولسن نے برابر والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میرے قریب بیٹھ گئے۔ میں نے شردھام کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے آپ کی صحت کی طرف سے تشویش ہے یورہائی نس۔" انہوں نے خود کو سنبھال کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کرن میں بیمار تو کچھ ایسا نہیں ہوں لیکن اب زندگی سے دلچسپی ختم ہو گئی ہے اور ----" وہ خاموش ہو گئے۔ مسٹر ولسن نے کہا۔ "یورہائی نس آپ خود کو سنبھالئے ---- زندگی میں بہت سے صدمے اٹھانے پڑتے ہیں اور انہیں سہ جانا ہی مردانگی ہے۔"

وہ بولے۔ "ہاں مسٹر ولسن آپ صحیح کہتے ہیں لیکن رشی کی موت سے زیادہ صدمہ مجھے اس کے کھو دینے کا ہے۔" انہوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ہزایکسی لنسی نے کہا۔

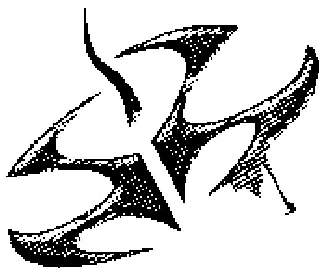
"اس کو کھویا ہوا نہ سمجھئے۔ یہ آج بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتا ہے جتنی ایک بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے۔" مہاراجہ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی مجھے اس کی طرف سے کوئی شکایت نہیں۔۔۔۔ اس نے شہر دعام سے نکلتے نکلتے ہی رشی کا ایسا انتقام لیا جو میری پوری فوج بھی نہیں لے سکتی تھی۔ میں آپ کے انتخاب پر فخر محسوس کرتا ہوں۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ لیکن میں نے اس کے ساتھ جو سلوک۔"

"فارگیٹ اٹ۔" ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "یقین کیجئے اسے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ ہمیں بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ آپ نے اس وقت جو کچھ کیا وہ قابل معافی ہے۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر ان کا شکریہ ادا کیا اور میری طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر سرخی جھلکنے لگی تھی۔ کینتھ نے کہا۔ "یور ہائی نس آپ اگر چند دن یہاں رہیں تو بغیر علاج تندرست ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ آپ جن چیزوں اور جس قسم کے ماحول کو تلاش کر رہے ہیں وہ یہاں ہیں۔" کرنل نے کہا۔ "میں اسی لئے ان کو یہاں لے کر آیا ہوں۔ مس کینتھ 'یہاں کرن ہے' تم ہو' بہترین ڈاکٹر ہیں اور کیا نہیں؟" ہرایکسی لنسی نے کہا۔

"آپ کے ساتھ تو کافی عملہ ہو گا۔ نوکر چاکر' ڈرائیور' باڈی گارڈز وغیرہ۔۔۔۔۔ نہیں کیا؟" مہاراجہ نے کہا۔ "صرف ایک باڈی گارڈ' ایک ڈرائیور اور ایک خادمہ۔۔۔۔۔ جن میں سے ڈرائیور کے سوا سب قابل اعتماد ہیں۔۔۔۔" اور ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "ڈرائیور کو واپس بھیج دو۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن تم اپنا فالتو وقت ہزہائی نس کی نذر کر دو پلیز۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جو حکم یور ایکسی لنسی۔" مہاراجہ نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھا' ہرایکسی لنسی کو رخصتی سلام کیا اور کینتھ کو چلنے کا اشارہ کیا۔ میں دروازے تک ان کو پہنچانے آیا۔ کرنل نے مجھے نو بجے تاج پہنچنے کو کہا اور میری پیشانی چوم کر روانہ ہو گئے۔

○



ہزہائی نس کے جانے کے بعد میں دروازے سے پلٹا اور ہر ایکسی لنسی کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میرے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "تم جادوگر ہو پرنسلی ------ شردھام کو کرن کی موت سے زیادہ تمہاری جدائی کا صدمہ ہے۔" میں نے سر جھکا دیا۔ وہ آگے چلیں۔ "میں شرط لگا سکتی ہوں وہ بغیر علاج صحت یاب ہو جائیں گے۔ اگر تم ان کے ساتھ رہے۔"

میں نے کیبلی مینشس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "اب میرا ان کے ساتھ رہنا کیسے ممکن ہے یور ایکسی لنسی۔ میں بہت جلد آپ سے جنگ میں شریک ہونے کا چانس دینے کی درخواست کرنے والا ہوں۔ میرا اصل مقام میدان جنگ ہے۔"

ہر ایکسی لنسی مسکرا دیں۔ "شاید ہم تمہاری توقعات پوری نہ کر سکیں پرنسلی ------ لیکن تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔"

میں نے کہا۔ "میں مایوسی کا شکار ہو کر میدان جنگ کی بات نہیں کر رہا یور ایکسی لنسی ------ میری کچھ تمنائیں ہیں ------ میں وکٹوریہ کراس حاصل کرنا چاہتا ہوں ------ بیمار شہزادوں اور راجاؤں کے ساتھ راج محل میں رہنا میرے لئے ہسپتال میں رہنے کے مترادف ہے۔"

وہ ہنس دیں۔ "تم اپنی محلاتی زندگی کا روشن پہلو چھپا رہے ہو گلمر بوائے ------ نہیں کیا؟"

میں نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔ انہوں نے ہنس کر میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہ ڈیپارچر سگنل تھا۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں تھام کر ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور گڈ نائٹ کہہ کر دروازے کی طرف چل دیا۔

○

میں ساڑھے آٹھ بجے تاج پہنچا تو ہزہائی نس' شردھام' کینتھ اور کرنل ماما سے باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ کینتھ مجھے دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔ کرنل ماما نے صوفے کی طرف اشارہ کیا اور میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔ ہزہائی نس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ان کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری اور کہنے

لگے۔ "کرن میں ایک بار پھر تم سے معذرت-------"

"یور ہائی نس!" میں نے ان کا قطعہ کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھے بار بار اس تکلیف دہ واقعے کی یاد دلا کر شرمندہ کر رہے ہیں------- آپ کی زبان سے معذرت کا لفظ سن کر میں خود کو گنہگار محسوس کرتا ہوں۔" انہوں نے ہونٹوں پر زبان پھرا کر کہا۔ "کرن میں تمہاری زبان سے ڈیڈی سننا چاہتا ہوں۔ یور ہائی نس سے مغائرت جھلکتی ہے اور میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے------ جیسے میں نے رشی کے ساتھ تمہیں بھی کھو دیا ہے۔

میں نے کہا۔ "یور ہائی نس میں آپ کو ڈیڈی کہنے پر فخر محسوس کرتا ہوں------ اور اب بھی میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے------ لیکن شاید آپ کو معلوم ہو کہ کرنل ماما مجھے بیٹا بنا چکے ہیں------ میں انہیں ڈیڈی کہتا ہوں------ ایسی صورت میں۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے کرن------ لیکن کرنل ماما نے مجھے یہ بھی بتایا کہ تم لام پر جانے کی ضد کر رہے ہو------ اگر یہ سچ ہے تو اس کے معنی ہیں تم ہم دونوں سے دامن چھڑا کر------"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "نہیں یور ہائی نس------ علیحدہ کرنا نہ کرنا تو خدا کے ہاتھ ہے------ اگر آپ کی دعائیں شامل حال ہیں تو میں جنگ سے بھی خیریت سے واپس آ جاؤں گا اور کوئی بڑا عہدہ لے کر آؤں گا------ اور اگر------"

انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "بڑا عہدہ کیا چیز ہے کرن------ تم پرنس تھے اور اب بھی پرنس ہو------ تمہارے پاس سب کچھ ہے اور جو کچھ نہیں ہے وہ بتاؤ۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے پرتاپ سے سب کچھ ہے یور ہائی نس------ اور میری توقعات سے زیادہ ہے------"

کرنل نے کہا۔ "یور ہائی نس پہلے کھانا کھا لیں------ کرن کہیں نہیں جاتا------ میں آپ کے لئے ہر قیمت پر وہی ماحول پیدا کر کے رہوں گا۔" مہاراجا نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا کرنل ڈنر کا آرڈر دو۔" کرنل ماما نے ریسیور اٹھا کر کھانے کا آرڈر دیا۔ تھوڑی دیر میں ٹرالی ٹریز پر کھانوں کی ڈشیں آنی شروع ہوئیں اور جب کرنل نے ایک ویٹر کو دوسرے کمرے کی طرف گائیڈ کیا تو مجھے کسی پردہ نشین کے موجود ہونے کا احساس ہوا۔

ویٹروں کی موجودگی کے باعث کھانے کے دوران موضوع گفتگو جنگ کے حالات سے آگے نہ بڑھ سکا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد کرنل نے کہا۔ "مس کینتھ آؤ تمہیں تمہارا بیڈ روم دکھا دوں۔" کینتھ ان کا مقصد سمجھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ اس کو لے کر سائیڈ رومز

کی طرف چل دیئے۔ مہاراجا نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن تم نے رالز کیوں واپس کر دی؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یور ہائی نس' گورنر صاحب بل مین استعمال کرتے ہیں۔ ان کا ایک لیفٹننٹ رالز میں کیسے نکل سکتا ہے یہاں وہ گیراج میں پڑی ہوئی تھی۔"

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "یہ تو ہے لیکن اب تمہارے پاس کوئی گاڑی ہے؟" میں نے کہا۔ "ابھی تو نہیں خریدی------ لیکن کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

وہ ہنس دیئے۔ "کرنل ماما کینتھ کو پہنچا کر آئے تو کہنے لگے۔ "کرنل کل کسی وقت کرن کو ساتھ لے جا کر اس کی پسند کی کار خرید دو۔" وہ بیٹھتے ہوئے بولے۔ "بہتر ہے------ کل ڈاکٹر گھاس والا کو ٹیلی فون کرنے کے بعد مجھے کوئی کام نہیں ہے۔"

"گھاس والا کو ابھی نہیں چھیڑو------ شام کو دیکھنا------" ہز ہائی نس نے کہا۔ میں نے ان کو شگفتہ خاطر دیکھ کر کہا۔ "یور ہائی نس ایس۔ پی برمن کے کیس کا کیا کیا آپ نے؟"

وہ بولے۔ "کرن افسوس ہے' ہمیں اس سے سودے بازی کرنی پڑی۔ اس کا تمام خاندان لیڈروں سے بھرا پڑا ہے------ اور پھر وہ رشی کے قتل میں براہ راست------"

میں نے بے چین ہو کر کہا۔ "آج کل کہاں ہے وہ؟"

وہ بولے۔ "اپنی زمین کی دیکھ بھال کر رہا ہے------ ایک دو باغ لگوا لئے ہیں۔ ہم سے زبان بند رکھنے کا معاہدہ کر لیا ہے اور عہد پر پابند ہے۔ اس سے زیادہ اور کچھ ممکن نہیں تھا۔" میں نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے ایک بار پھر شردھام آنا پڑے گا ڈیڈی۔"

کرنل نے سگریٹ نکالنے اور سگریٹ لگانے میں جواب گول کر دیا۔ ہز ہائی نس نے کہا۔ "نہیں کرن اب یہ مناسب نہیں ہے۔"

میں غصے سے مغلوب ہو کر آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے جذبات چھپانے کے لئے کھڑکی کے قریب جا کر سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ کرنل تھوڑی دیر مہاراجا سے باتیں کرتے رہے۔ پھر میری طرف دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب آ کر کہنے لگے۔ "کرن جو کچھ ہو گیا اب اس پر افسوس نہ کرو۔"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی افسوس اور پچھتاپ میری لغت کے لفظ نہیں ہیں۔ برمن کو زندہ نہیں رہنا چاہئے اور وہ زندہ نہیں رہے گا------ وہ گجراج کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔"

کرنل کا ہاتھ حیرت سے ہونٹوں پر آ گیا۔ "تو کیا؟" انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے

میری طرف دیکھتے ہوئے کہنا چاہا۔ میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یقیناً ڈیڈی------ پہلا حملہ اس نے کیا تھا------ گو اپنی دانست میں اس نے یہ حملہ مجھ پر کیا تھا------ وجہ آپ جانتے ہی ہیں۔"

انہوں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ہاں------ اچھی طرح۔"

میں نے کہا "ڈیڈی آپ کا بیٹا قاتلوں کے لئے قہر خداوندی ہے------ ایشور کا کوپ ہے۔"

انہوں نے میرا بازو تھامتے ہوئے کہا "خیر کرن بیٹے------ جیسا تم مناسب سمجھو کر آنا------ آؤ ہز ہائی نس کے پاس بیٹھو------ دو چار پیگ پیو------ آؤ۔"

میں ان کے ساتھ چلتا ہوا پھر نشست پر بیٹھ گیا۔ ہز ہائی نس نے کہا۔ "کرنل اگر اجازت ہو تو میں سونے چلا جاؤں۔ کرن کو نہ جانے دینا۔"

کرنل نے کہا۔ "آپ آرام کیجئے یور ہائی نس------ یہ کیسے جا سکتا ہے۔" ہز ہائی نس مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور رخصتی سلام کرتے ہوئے بولا۔ "شاید مس کینتھ واپس جانا چاہیں تو انہیں------"

"وہ جانے کے لئے نہیں آئی ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہوں------ اور تمہیں دیکھ کر صحت کی طرف لوٹ رہا ہوں۔ میرے صحت یاب ہونے تک تمہارا فاضل وقت یہیں گزرے گا------ میں نے سر جھکا دیا۔" وہ کرنل کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی خواب گاہ میں داخل ہو گئے۔

ماما نے صوفے کی طرف اشارہ کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیمپ کس وقت پہنچنا ہے کرن؟"

میں نے کہا۔ "صبح ساڑھے پانچ بجے ریوالی ہوتی ہے' اس وقت مجھے وہاں ہونا چاہئے۔" انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر تمہیں سو جانا چاہئے------ میں صبح پانچ بجے تمہیں رنگ کروں گا------ آؤ------" میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ ایک اپارٹمنٹ کے دروازے پر پہنچ کر ہینڈل گھماتے ہوئے بولے۔ "یہ تمہارا کمرہ ہے کرن۔" دروازہ کھلتے ہی خود بخود روشنی ہو گئی۔ میں نے کمرے کی تزئین و آرائش پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اچھا ہے ڈیڈی------ اب آپ آرام کیجئے۔ شب بخیر------"

کہنے لگے۔ "ریکھا سے چند منٹ بات کرنا چاہو تو یہ سائیڈ روم اسی کا ہے۔"

میں نے کہا۔ "صبح دیکھیں گے' اس وقت تو وہ سو چکی ہو گی------ بائی دی وے' کیا آپ نے اس کو سب کچھ بتا دیا ہے؟"

کرنل نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ "وہ خود جان چکی ہے اور جو کچھ نہیں جانتی

تھی وہ ہم نے بتا دیا۔۔۔۔۔ آخر اعتماد میں لئے بغیر کیسے کام چل سکتا ہے۔ اچھا چلتا ہوں۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنے چھوئے اور وہ ایک سوئچ دبا کر باہر نکل گئے۔ میں نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور ہینگر پر پڑا ہوا سلیپنگ سوٹ نکال کر یونیفارم اتاری۔ کپڑے تبدیل کر کے بستر پر پہنچنے تک ریکھا کو زحمت دینے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں واقعی اس سے صبح ملنا چاہتا تھا۔ سگریٹ سلگا کر بستر پہ لیٹتے ہی میں نے ٹیبل پر پڑا ہوا ایک میگزین اٹھایا اور ریڈنگ لیمپ روشن کر کے ورق گردانی کرنے لگا۔ ابھی اشتہارات اور تصویریں ہی دیکھ رہا تھا کہ بغلی دروازہ کھلتے ہی ہلکی سی آہٹ ہوئی۔ میں نے رسالہ چہرے سے ہٹا کر اس طرف دیکھا۔ دوسرے کمرے سے آنے والی روشنی میں ریکھا نائٹ گون پہنے دروازے میں کھڑی دکھائی دی۔ وہ نگاہیں ملتے ہی مسکرا دی اور متانلانہ قدموں سے چلتی ہوئی میری طرف آنے لگی۔ میں نے بیڈ سوئچ دبا کر درمیانی لیمپ روشن کیا اور "ریکھا" کہتا ہوا اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر "یورایکسی لنسی" کہا اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے ڈیڈی نے تمہارے متعلق بتایا تھا ڈریسٹ۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔"

میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے اس کے بالوں پر منہ رکھ کر شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری زندگی میں خلل انداز نہیں ہونا چاہتا تھا۔"

"آپ نے کیسے یقین کر لیا یورایکسی لنسی کہ آپ کے آنے کی اطلاع ملنے کے بعد میں سو بھی سکتی ہوں۔" اس نے سر اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی ادنیٰ داسی ہوں اتنی بڑی خوشی پر تو میں جگ جگ کی نیند قربان کر سکتی ہوں۔"

میں نے اس کی کمر تھپ تھپا کر کہا۔ "ایسا نہ کہو جان من۔۔۔۔ تم میری محسنہ ہو۔۔۔۔ میری زندگی بچانے میں تمہارا بہت بڑا حصہ ہے۔"

"میرا فرض تھا یورایکسی لنسی۔" اس نے جواب دیا۔ میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "فرض نہیں صرف محبت پرتا تمہیں معلوم تھا میں وہ نہیں ہوں جس کی رکھشا کرنا تمہارا فرض تھا۔ اس کے باوجود تم نے خود کو خطرے میں ڈال کر میری حفاظت کی۔۔۔۔ میں تمہارا ممنون ہوں۔"

اس نے جواب دینے کے بجائے میرے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "پری۔۔۔۔ تم۔۔۔۔" میں نے پرتا کہہ کر اس کو چوم لیا۔۔۔۔ اور جب میرے جسم پر اس کا دباؤ بڑھنے لگا تو مسکرا کر پیچھے سرک گیا۔ اس کے ہاتھ پھسل کر میرے شانوں پر آ گئے۔ وہ خمار آلود نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر زیر لب بڑبڑائی۔ "کرن۔" میں نے اس کے دلی جذبات کا اندازہ لگا کر کہا۔ "پرتا۔۔۔۔ میں بیمار ہوں۔"

اس نے چونک کر کہا۔ "کیا سچ کرن؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا---- اور اس کو آغوش میں لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "آؤ ڈارلنگ تمہیں کمرے میں پہنچا دوں۔" وہ نڈھال ہو کر میرے جسم سے چپک گئی---- میں اس کا آدھا وزن اٹھاتے ہوئے بیڈ روم میں لے گیا۔ بستر پر لٹا کر چومتے ہوئے کہا۔ "مائنڈ نہ کرنا ڈارلنگ چند روز کی بات ہے پھر میں تمہارا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

شام کو چھ بجے کیمپ سے واپس آیا تو دیکھا کہ کرنل میرے کمرے میں ایک جنٹلمین کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے۔ "لیفٹننٹ ان سے ملو۔" یہ مسٹر انکلیشریا ہیں میں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھایا اور انکلیشریا نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ کرنل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "نیچے تین گاڑیاں کھڑی ہیں لیفٹننٹ---- شیورلے' موررس اور فورڈ چل کر دیکھ لو۔"

میں "آیئے" کہہ کر پلٹا اور دونوں کو ساتھ لے کر نیچے آیا۔ تینوں کاروں میں ڈرائیور بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی گاڑیوں سے نکل کر باہر کھڑے ہوئے۔ میں نے سرسری نظر ڈال کر گاڑیوں کا جائزہ لیا اور موررس میں بیٹھ کر وہیل سنبھالا---- اپالو اسٹریٹ کے ایک دو ٹرن لئے اور کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ ٹھیک ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "لاک کر کے چابی نکال لو اور اوپر چلے جاؤ---- میں پے منٹ کر کے ایک گھنٹے میں واپس پہنچ رہا ہوں۔" میں ان کو سلام کر کے لفٹ کی طرف چل دیا۔

میں اوپر پہنچا تو ہزہائی نس ملاقاتی کمرے میں بیٹھے ہوئے کینتھ اور ریکھا سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سلام کر کے ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے تو سر پر ہاتھ پھراتے ہوئے بولے "بیٹھو کرن۔"

میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ "کیسی طبیعت ہے یور ہائی نس؟" مسکرا کر کہنے لگے۔ "بالکل ٹھیک---- مس کینتھ سے پوچھو دوپہر کو کتنا کھانا کھایا ہے؟"

کینتھ نے کہا۔ "یور ہائی نس زیادہ تو نہیں کھایا---- لیکن خدا کی مہربانی سے اب بہت جلد اچھے ہو جائیں گے آپ---- یہیں رہئے۔" ہزہائی نس نے قہقہہ لگایا۔ "کچھ دن کہو مس کینتھ---- مستقل تو نہیں رہ سکتا۔"

کینتھ نے کہا۔ "جب تک آپ بالکل صحت یاب نہ ہو جائیں اور میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کو علاج کی ضرورت نہیں ہے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کوئی گاڑی پسند آئی کرن؟"

میں نے کہا۔ "جی موررس---- کرنل ماما ادائیگی کرنے گئے ہیں----

شکریہ ----"

وہ بولے۔ "پاگل کہیں کا۔" میں نے سر جھکا دیا۔

شام کو کھانا کھانے کے بعد کرنل نے کہا۔ "کرن مس کینتھ کو اپنی نئی گاڑی میں سیر نہیں کراؤ گے۔"

میں نے کہا۔ "کیوں نہیں ---- آپ کے حکم کی دیر تھی ---- چلو مس کینتھ۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "ریکھا کو بھی لے جاؤ کرن۔" کرنل اٹھنے لگے اور کچھ سوچ کر پھر بیٹھ گئے۔ ہزہائی نس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں شرمان؟"

وہ بولے۔ "میرے خیال میں ان تینوں کا ساتھ باہر نکلنا مناسب نہیں یورہائی نس۔ ممکن ہے شردھام کا کوئی آدمی مل جائے تو ریکھا اور مس کینتھ کو کرن کے ساتھ دیکھ کر فوراً پہچان جائے گا۔"

مہاراجہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے کہا۔ "چھوڑیئے ماما پھر دیکھیں گے۔" کرنل نے اسکاچ کا آرڈر دیا اور سیر کا پروگرام ملتوی ہو گیا۔

ہزہائی نس دس روز بمبئی میں قیام پذیر رہے۔ کرنل نے رسمی طور پر ڈاکٹر گھاس والا کو بلا کر ان کا میڈیکل چیک اپ کرایا۔ ڈاکٹر نے تمام ٹیسٹ رپورٹس اور ایکس رے وغیرہ دیکھنے کے بعد چند دوائیاں تجویز کیں۔ جنہیں وہ باقاعدگی سے استعمال کرتے رہے انہیں یوراج کے صدمے کے سوا کوئی بیماری نہ تھی۔ روز بروز تندرست ہوتے چلے گئے۔ میں اپنا تمام فالتو وقت ان ہی کے ساتھ گزارتا تھا۔ وہ مجھ سے بات کرتے وقت ہر جملے کے ساتھ کرن ضرور شامل کرتے اور میر نے دیکھا کرن کہہ کر پکارنے میں ان کو دلی مسرت ہوتی تھی۔

دسویں روز روانہ ہونے سے پہلے وہ ہزایکسی لنسی سے رخصت ہونے گئے۔ ہوٹل واپس آ کر انہوں نے کینتھ کو ایک ہزار روپے کا چیک دیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "بولو کرن کیا چاہیے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ نے مجھے کیا نہیں دیا ---- یورہائی نس!"

میری [illegible] تو [illegible] رکھ کر پژمردہ لہجے میں کہا۔ "کاش میں جو کچھ تمہیں دینا چاہتا ہوں [illegible] دے سکتا۔"

"آپ مجھے سب کچھ دے چکے ہیں۔ یورہائی نس ---- پھر بھی اگر مجھے ضرورت ہوئی تو آپ سے مانگنے میں تکلف نہیں کروں گا۔"

کرنل نے کہا۔ "نہیں کرن ---- تم اس وقت بھی تکلف کر رہے ہو ---- بولو نا؟" میں نے ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لایئے۔"

مسکرا کر بولے۔ [illegible] "دوں نا کیا؟" میں نے اسی طرح ہاتھ پھیلائے پھیلائے کہا۔

"برمن۔" کرنل منہ کھول کر رہ گئے بمشکل ان کی زبان سے نکلا۔ "بیٹے۔۔۔۔" ہزہائی نس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "ہم ان سے معاہدہ کر چکے ہیں کرن۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کو معاہدہ شکنی نہیں کرنی پڑے گی یور ہائی نس اور میں نے اس سے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ میں بہت جلد شردھام آؤں گا۔۔۔۔ لیکن اطمینان رکھئے کوئی مجھے نہ دیکھ سکے گا۔۔۔۔ کرنل ماما کے سوا۔۔۔۔" ہزہائی نس کوئی جواب نہ دے سکے۔ میں نے ان کو پریشان دیکھ کر کرنل ماما کی طرف دیکھا۔ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "نہیں کرن۔" ان کے اس انداز نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے جھپٹ کر ان کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا ڈیڈی؟ آپ مجھے ڈانٹ کر بھی حکم دے سکتے تھے۔۔۔۔ آپ نے یہ کیا کیا؟" کرنل نے آگے بڑھ کر مجھے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "بیٹے تمہیں ڈانٹنے کے خیال سے ہی میرا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔۔۔۔ تمہیں دیکھ کر تو ہم جیتے ہیں۔ ہمیں رشی کی موت محض افواہ معلوم ہوتی ہے ہزہائی نس کی صحت اس کا زندہ ثبوت ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اچھا ڈیڈی۔۔۔۔ میں برمن سے آپ کے معاہدے کا احترام کروں گا۔" ہزہائی نس نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیا۔

شام کی ٹرین سے وہ شردھام کو روانہ ہو گئے۔ میں اسٹیشن پر انہیں رخصت کرنے گیا۔ گاڑی چھوٹنے سے پہلے ہزہائی نس نے مجھے ایک چیک دیتے ہوئے کہا۔ "کرن میں نے ہرایکسی لنسی سے وعدہ لے لیا ہے کہ تمہیں جنگ پر نہیں بھیجا جائے گا۔ مجھے امید ہے تم اپنی طرف سے ایسی کوئی کوشش نہیں کرو گے۔۔۔۔ میں تمہیں ہر تیسرے چوتھے ماہ اسی طرح چند روز اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ یہ میری زندگی ہے۔"

میں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔ انجن نے وسل دی تو انہوں نے میری پیشانی چوم کر گاڑی سے اتر جانے کا اشارہ کیا اور میں پلیٹ فارم پر اتر گیا۔ ٹرین چلنے لگی تو کرنل اور ہزہائی نس پلیٹ فارم کے آخری سرے تک کھڑکیوں سے جھانکتے رہے اور میں کھڑا کھڑا رومال ہلاتا رہا۔

ٹرین گزر جانے کے بعد میں اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھر پہنچا۔۔۔۔ ہزہائی نس کی طبیعت میں یک بیک اتنا بڑا انقلاب آ جانے پر میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ انہوں نے اس دس روز کے عرصے میں جس خلوص اور بے پایاں محبت کا مظاہرہ کیا وہ میری سمجھ سے بالاتر تھا۔ شردھام سے میری واپسی جن خطرناک حالات میں اور جس انداز میں ہوئی تھی اس نے مجھے ان سے متنفر کر دیا تھا اور اگر ہرایکسی لنسی درمیان میں نہ ہوتیں تو میں کبھی ان سے ملنے کے لئے تیار نہ ہوتا لیکن اب ملنے کے بعد' میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ ان سے نہ ملنا ایک اتنی بڑی غلطی۔۔۔۔ بلکہ ایک ایسا اخلاقی جرم ہوتا جس کا مجھے زندگی بھر افسوس رہتا۔۔۔۔ خیالات کی کشمکش میں اس رات مجھے دیر تک نیند نہ آئی۔۔۔۔ حتیٰ کہ مجھے

شراب کا سہارا لینا پڑا۔

میرا فلیٹ جس بلڈنگ میں تھا وہ کولابہ کے آخری سرے پر سمندر کے عین کنارے پر واقع تھی اس سے آگے چٹانوں کا سلسلہ تھا جن سے سمندر کی موجیں ٹکراتی رہتی تھیں۔ جنگ میں شدت پیدا ہونے کے بعد فوجی ضروریات کے تحت رفتہ رفتہ یہ علاقہ سویلین لوگوں سے خالی کرایا جانے لگا اور ان کی جگہ فوجی افسر آباد ہونے لگے۔ چند ماہ میں تمام علاقہ خالی ہو گیا اور اب یہاں خانساماؤں اور ملازموں کے سوا کوئی شہری نظر نہیں آتا تھا۔

ٹامی راج قائم ہونے کے بعد میں گھٹن محسوس کرنے لگا۔ خصوصاً" اس وقت بمبئی مجھے ایک انتہائی مکروہ شہر نظر آنے لگا جب فوجی افسروں کی دل بستگی کے لئے ڈبلیو۔ اے۔ سی (آئی ز) وہمنز اگزیلری کور (انڈیا) قائم کی گئی اور اینگلو انڈین اور کرسچین لڑکیاں خاکی وردی میں ملبوس کیشن آفیسرز کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے غول در غول ساحل سمندر پر چہلیں کرنے لگیں۔ میرا پہلا تصادم تھری کولھا پور آرٹلری کے کرنل مائیکل کلوڈیس کے ساتھ ہوا جس کو مجھ سے تیسرا فلیٹ ملا تھا۔ وہ شام کے وقت کاریڈور میں اپنے فلیٹ کے سامنے آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر گھنٹوں پائپ پیا کرتا۔ یہ پچپاس سالہ دیو قامت اینگلو انڈین اپنی بدمزاجی اور مہارانا پرتاپ سنگھ ٹائپ کی مونچھوں کی وجہ سے اپنی یونٹ کے علاوہ دوسری یونٹوں میں بھی بلی کہلاتا تھا اس کا چون انچ چوڑا سینہ دونوں جانب تمغوں سے بھرا ہوا تھا۔ بد قسمتی سے اس پوری بلڈنگ میں یہی سب سے سینئر آفیسر تھا۔ ہمارے فلور پر میرے سوا دوسرے تمام کیپٹن اور میجر تھے۔ ان چھ فلیٹوں میں رہنے والوں میں' میں سب سے جونیئر تھا۔ میرے برابر والے کمرے میں ایک پینتیس سالہ انگریز یہودی کیپٹن آئی۔ آر آر ہیٹیس رہتا تھا۔ جو اپنی قومی روایات کے مطابق نہایت بخیل اور مکھی چوس تھا۔ اس وقت جب کہ کیپٹن میکسم کا پیکٹ صرف تین آنے میں ملا کرتا تھا وہ ایک آنے والا پیکٹ چار مینار پیا کرتا تھا۔ پہلے پہلے میں نے اسے کافی لفٹ دی لیکن جب اس کی ذہنیت کا صحیح اندازہ ہوا تو ڈسکارڈ کر دیا۔ بریڈلے دوسرے تیسرے روز میرے پاس آیا کرتا تھا اس نے مجھے اس کا پورا بیک گراؤنڈ بتایا اور کرنل کلوڈیس سے بھی ہوشیار رہنے کو کہا میں خود بھی اس کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن وہ کاریڈور میں زینے کی طرف رخ کر کے بیٹھا کرتا تھا۔ اس لئے اس کے رینک کے پیش نظر آتے جاتے سلیوٹ ضرور کرتا تھا اور مجھے یاد نہیں جواب میں کبھی اس نے ہاتھ اٹھانے کی زحمت گوارا کی ہو۔ اگر موڈ ہوا تو سر کا اشارہ کر دیا ورنہ وہ بھی ندارد۔ میں نے کبھی کسی کیپٹن یا میجر کو اس کے پاس بیٹھا ہوا نہ دیکھا خالص انگریز اس کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے تھے اور اینگلوز کو وہ گھاس نہیں ڈالتا تھا۔

میرے متعلق وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا کہ ایک لیفٹنٹ ہے جو سامنے آنے

پر سیلوٹ کر کے گزر جاتا ہے کمرہ بند کر کے کبھی کبھی کسی دوست کے ساتھ ورنہ تنہا بیٹھا پیتا رہتا ہے۔ زیادہ وقت ٹینس کھیلنے میں گزارتا ہے---- ویکائز سے ہمیشہ فاصلہ رکھتا ہے۔ خواہ اپنی ہو یا پرائی---- نہ معلوم میرے متعلق اس کے احساسات کیا تھے۔ اسے شاید میری نیشنلٹی بھی معلوم نہ تھی لیکن ایک روز نہ معلوم کہاں سے اسے میرا نام معلوم ہو گیا اور شاید کچھ عجیب ہی معلوم ہوا ہو گا کہ اس کا تجسس ریزرویشن پر غالب آگیا اور میں نے اسے سیلوٹ کیا تو نگاہیں اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "لیفٹن تمہارا نام پرنسلی----؟" میں نے رک کر کہا۔ "یس سر۔"

پیشانی پر بل ڈال کر بولا۔ "کیسا عجیب نام ہے پرنسلی----کیا تم پرنس ہو؟"

میں نے کہا۔ "نو سر---- میرا تعلق آرمی انٹلی جینس ڈیپارٹمنٹ سے ہے---- میرا اصلی نام راز ہے جو کسی کو معلوم نہیں۔"

وہ بولا۔ "شٹ"۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آئم سوری سر۔"

اس نے بائیں ہاتھ سے پائپ منہ سے نکال کر حقارت سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "کیا مطلب ہے تمہارا؟"

میں نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "میں مجبور ہوں کرنل---- اگر آپ کو میرے نام سے دلچسپی ہے تو بریگیڈیئر ہچکنس سے معلوم کر لیں۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چیخ کر بولا۔ "شٹ اپ۔" اس کی آواز سن کر کیپٹن لیٹس دروازے پر آگیا اور کرنل کی طرف دیکھ کر بولا۔ "کیا ہوا کرنل"

بگڑ کر بولا۔ "تم کون ہو کیپٹن---- جج یا گورنر؟"

کیپٹن نے غصے سے کہا۔ "آئی سی۔" میں دروازہ کھولنے کی بجائے زینے کی طرف چلتے ہوئے بولا۔ "آئیں کیپٹن ہم اس سلسلے میں بریگیڈیئر ہچکنس سے بات کریں گے۔" کرنل نے گھور کر میری طرف دیکھا---- میں نے کیپٹن کی طرف دیکھ کر کہا "میں نیچے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

میں نے گیراج سے موٹر نکالی اور بلڈنگ کے زینے کے قریب پہنچ کر ہارن دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ نیچے آیا تو غصے میں آگ بگولہ ہو رہا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر اس کو اپنے پاس بٹھایا اور ٹرن لے کر چرچ گیٹ کی طرف چلنے لگا۔ لیٹس نے بیٹھتے ہی پوچھا۔ "کیا معاملہ تھا لیفٹن؟"

میں نے اس کو مختصر الفاظ میں تمام واقعہ بتایا۔ بولا۔ "لیفٹن میں اس سے دلی نفرت کرتا ہوں اور اس کے خلاف جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ بولو کیا کہوں ہچکنس سے۔"

میں نے کہا۔ "کیپٹن زیادہ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں صرف یہ کہہ دینا کہ کرنل

نے گھونسہ تان کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔"

وہ میری کمر پر ہاتھ مار کر بولا۔ "ٹھیک ہے۔"

مالا بارہل کے قریب پہنچ کر میں نے ایک وائن اسٹور کے سامنے گاڑی روکی۔ وہائٹ ہارس کی ایک بوتل خریدی اور کاؤنٹر پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر مسٹر ولسن کا نمبر ڈائل کیا ۔ٹیس اس نمبر سے واقف نہ تھا۔ بولا۔ "کیمپ کو ٹیلی فون کر رہے ہو؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی وقت دوسری طرف ریسیور اٹھایا گیا۔ میں نے "ہیلو" سنتے ہی کہا۔ "دس از پرنسلی سر---- گڈ ایوننگ۔" مسٹر ولسن نے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "کوئی پرابلم پرنسلی؟"

میں نے کہا۔ "سیریس سر---- میں استعفےٰ پیش کرنا چاہتا ہوں۔" ہنس کر بولے۔ "بہت اچھے---- ذرا میرے پاس آ سکتے ہو؟"

"صرف پانچ منٹ میں سر۔" میں نے کہا۔ "آپ مہربانی فرما کر بریگیڈیر ہچکنس کو بلا لیں۔" وہ ہنس کر بولے۔ "نہیں---- میں خود منظور کر سکتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "آپ کی مرضی سر میں حاضر ہو رہا ہوں اور اگر اجازت ہو تو ایک گواہ کو بھی ساتھ لیتا آؤں۔"

وہ بولے۔ "نہیں اس کی ضرورت نہیں میں تمہارا یقین کر سکتا ہوں۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ٹیس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن تم میرے خرچ پر بار میں بیٹھ کر پیو میں اکیلا جا رہا ہوں۔"

کہنے لگا۔ "لیکن کہاں۔"

میں نے بوتل اٹھا کر کیپٹن کو دس روپے کا نوٹ دیا اور باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "یہیں ملنا۔" کیپٹن خاموش ہو کر بار کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ وہیل پر بیٹھے ہوئے میں سوچ رہا تھا کیپٹن ٹیس فالکن بیر کی ایک بیر پی کر ایک پلیٹ بریانی کھائے گا اور آٹھ روپے جیب میں ڈال کر میرے بجائے کرنل مائیکل کلوڈیس کا شکرگزار ہو گا۔ جس نے اس کے لئے چار دن کی خوراک مہیا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ گاڑی موشن میں آتے ہی میں نے اس پیرا سائیٹ کے منحوس خیالات سے پیچھا چھڑایا اور ایکسی لریٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا اور چند منٹ میں گورنمنٹ ہاؤس کے گیٹ کے اندر تھا۔

میں مسٹر ولسن کے بنگلے پر پہنچا تو وہ ہونٹوں میں پائپ دبائے برآمدے میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے پورٹیکو میں سیڑھیوں کے قریب گاڑی روک کر انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہی انہیں سیلوٹ کیا۔ مسکرا کر میری کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "کیا بات ہے بھئی؟"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "میں ٹوٹ کر بکھر گیا ہوں سر---- مجھے پاش پاش کر ڈالا گیا ہے۔"

انہوں نے ہنس کر مجھے دروازے میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ "مائی---- مائی---- میں تمہارا سوگ مناؤں گا---- میں جیمس ڈی ولسن---- تمہاری جوان موت کا انتقام لوں گا---- وغیرہ وغیرہ---- چلو بیٹھ جاؤ۔"

میں ان کے چہرے کی طرف دیکھے بغیر صوفے پر گر گیا۔ انہوں نے ہنسانے کی تمام کوششیں رائیگاں جاتے دیکھ کر میرے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پہلے یہ بتاؤ کیا پیو گے؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "آپ وہ چیز نہیں پلائیں گے سر جس سے میری روح کو دائمی تسکین مل سکتی ہے۔"

انہوں نے مسکرا کر میرے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "حماقت کی باتیں مت کرو۔ اصل بات بتاؤ۔" میں نے انہیں تمام واقعہ سنا دیا۔ مسکرا کر بولے---- "بس؟"

میں نے کہا۔ "یہ کم ہے کیا؟" جواب دینے کے بجائے اٹھ کر بزر دبایا اور پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولے۔ "میں کلوڈئیس کو سیدھا کر دوں گا----" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اسے ٹیڑھا ہی رہنے دیں۔ میں نے آپ کو صرف اپنے مستعفی ہونے کی اصل وجہ بتائی ہے۔ جو بہرحال تحریر میں نہیں لائی جا سکتی تھی۔"

کہنے لگے۔ "تو کیا تم اتنی سی بات ہزایکسی لنسی کے نوٹس میں لانا چاہتے ہو؟"

میں نے کہا۔ "جی نہیں---- آپ کیا نہیں کر سکتے؟" دروازہ کھلتے دیکھ کر میں بولتے بولتے رک گیا۔ خادمہ ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ سر کے اشارے سے سلام کیا اور مسکرا کر ٹرے میز پر رکھ کر چلی گئی۔ مسٹر ولسن نے میرا ہاتھ پکڑ کے بیٹھتے ہوئے کہا---- "تم نے مجھے ناراض کر دیا بوائے۔"

میں نے بوتل اٹھا کر گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا---- "مجھے افسوس ہے سر۔"

انہوں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں اس کو ابھی یہاں بلاتا ہوں---- اور چار گھنٹے برآمدے میں کھڑا رکھنے کے بعد تمہارا غائبانہ تعارف کرا کے معافی مانگنے پر مجبور کر سکتا ہوں کافی ہے---- یا فائرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے کلیجہ ٹھنڈا ہو گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کافی سے زیادہ ہے سر---- شکریہ۔" ہنس کر گلاس میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے "اوکے پروپوز۔" میں نے ہاتھ اونچا کر کے "ٹو یور ہیلتھ" کہا اور گلاس ملا کر دونوں پینے لگے۔ جام ختم ہونے تک وہ ہزہائی نس شروھام کے متعلق باتیں کرتے رہے پھر سگریٹ سلگا کر ریسیور اٹھایا اور کرنل کلوڈیس کو رنگ کر کے فوراً گورنر ہاؤس پہنچنے کا حکم دیا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور گڈ نائٹ کہہ کر چل دیا۔

میں نے راستے میں کیپٹن میتھیس کو اس سے زیادہ کچھ نہیں بتایا کہ کل صبح سے کرنل مائیکل اتنا بدلا ہوا انسان ہو گا کہ اس کی سابقہ زندگی سے واقف لوگ اس پر حیرت کریں گے۔ کیپٹن کو یقین ہو گیا کہ ایک جونیئر آفیسر اس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک

کہ اس کا تعلق گورنر ہاؤس سے نہ ہو۔ میں نے اس کو خاموش رہنے کو کہہ کر بات ختم کر دی۔ آٹھ بجے کے قریب جب ہم اپنی اقامت گاہ کے قریب پہنچے تو کرنل مائیکل کی گاڑی کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی۔

دوسرے روز شام کو چھ بجے میں کیمپ سے واپس ہوا اور زینے طے کر کے تیسری منزل پر پہنچا تو کاریڈور خالی پڑا تھا۔ آج یہاں کرنل اور اس کی آرام کرسی کا نشان تک نہ تھا۔ میں نے چابی نکال کر دروازے کا قفل کھولا اور کمرے میں داخل ہو کر پھر سے لاک کیا۔ یونیفارم اتار کر منہ ہاتھ دھویا اور سلیپنگ سوٹ پہن کر اسکاچ کی بوتل نکالی۔

ابھی میں نے گلاس میں برف ڈال کر اٹھایا ہی تھا کہ دروازے کی گھنٹی جھنجھنا اٹھی۔ میں نے ایک گھونٹ لے کر دروازے کی طرف دیکھا۔ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ میں نے ایک گھونٹ اور لیا۔ دو تین کاجو منہ میں ڈالے اور لاپرواہی سے بیٹھا بیٹھا چباتا رہا۔ میرا خیال تھا آنے والا کیپٹن ٹیٹس ہے جسے میں مفت خورہ سمجھ کر ٹھکرا چکا تھا لیکن اب کرنل کی چپقلش نے اسے دوستوں کی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ میری طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر آنے والے نے بزر سے انگلی ہٹا کر دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ آخر اکتا کر میں نے اسکاچ کی بوتل الماری میں رکھی اور گلاس ہاتھ میں لئے لئے دروازہ کھول کر دیکھا۔ ایک اینگلو انڈین ویکائی میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے نظریں ملتے ہی مسکر کر "گڈ ایوننگ لیفٹن" کہا۔ میں نے سر کے اشارے سے جواب دے کر کہا۔ "میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں میڈم؟" اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگی---- "لیفٹن میں کرنل کلوڈیس کی اسٹینو گرافر ہوں---- میرا نام----"

میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے مسکرا کر کہا۔ "آپ سے مل کر مجھے خوشی ہوئی میڈم----" وہ بولی۔ "تم مجھے اندر آنے کو نہیں کہو گے۔"

میں نے ایک گھونٹ لے کر گلاس خالی کیا اور وہیں کھڑے کھڑے بستر پر پھینک کر دروازے سے باہر نکلا۔ وہ ایک طرف ہو گئی۔ میں نے کرنل کے اپارٹمنٹ کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کرنل مجھے پسند نہیں کرتے میڈم---- کیا انہوں نے----" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہنس کر کہا۔ "مائی گڈنیس---- وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور آپ کہتے ہیں---- خیر آیئے---- وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے میڈم---- شاید میں ان سے نہیں مل سکوں گا۔ آپ ان سے کہہ دیں میں مجبور ہوں۔"

اس نے متعجب ہو کر میری طرف دیکھا اور "او کے لیفٹن" کہہ کر چل دی۔ میں نے اس کو کرنل کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر کمرے میں لوٹا اور بستر سے گلاس اٹھا کر الماری میں رکھ دیا۔ آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا کہ مسٹر ولسن نے اس کا مزاج درست کر

دیا ہے۔

میں نے سگریٹ سلگایا اور کرسی پر بیٹھ کر کش لینے لگا۔ دو تین منٹ گزرے ہوں گے کہ دروازہ کھلا اور کرنل اپنی اسٹینو گرافر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رکھ دیا اور اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ کرنل نے مسکرا کر سلیوٹ کیا اور مصافے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔ "لیفٹن مجھے اپنی غلطی پر افسوس ہے۔"

میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تشریف رکھیے۔" کرنل نے بیٹھنے کے بجائے میرے ہاتھ میں ہاتھ دیکر مصافحہ کیا اور مسکرا کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "مسٹر ولسن ابھی مجھ سے ناراض ہی ہیں---- تم انہیں ٹیلی فون پر بتاؤ کلوڈیس نے معذرت طلب کر لی۔" میں نے سگریٹ کیس اور لائٹر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ "سر معذرت کا لفظ میرے لئے آپ سے مناسب لفظ نہیں ہے---- میں ان سے کہہ دوں گا اب ہمارے درمیان کوئی تلخی نہیں ہے۔"

کرنل نے میرا جواب سن کر گردن جھکا لی اور شرمندہ ہو کر سگریٹ کھینچ کر منہ میں لگایا۔ میں نے اس کو لائٹ دی۔ ایک دو کش لے کر میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "لیفٹن تم واقعی پرنس ہو---- مجھے بہت افسوس ہے تمہیں سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی۔" میں نے اپنے جذبات پر پردہ ڈالنے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "اب اس کا ذکر نہ کیجئے سر مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ بتائیے میں آپ کی کیا خدمت کروں؟"

اس نے اپنی اسٹینو گرافر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ماریَن میرے کپ بورڈ سے رم کی بوتل تو اٹھا لاؤ پلیز---- میں پرنسلی کے ساتھ پینا چاہتا ہوں۔" ویکائی حکم سن کر چلنے لگی تو میں نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور اٹھ کر الماری سے اسکاچ کی بوتل نکالی۔

کرنل دو تین پیگ پی کر "تھینک یو" کہتا ہوا اٹھا اور مصافحہ کر کے مسکراتا ہوا چلا گیا۔ میں اس بلی کو موم کی طرح پگھلتا دیکھ کر دنیا کی بوالعجبی پر حیران تھا---- جو ڈنڈے کے سوا کسی انسانی صفت کو تسلیم نہیں کرتی---- کل وہ جس پرنسلی کا مضحکہ اڑا رہا تھا آج اس کو شہزادہ تسلیم کر رہا تھا۔ یہ میری خوبی نہ تھی۔ مسٹر ولسن کی شخصیت کا کرشمہ تھا۔ شاید انہوں نے اس بلی کی کچھ کراری ہی کھنچائی کر دی تھی کہ بھیگی بلی بن کر رہ گیا تھا۔ دوسری صبح میں نے بریڈلے کو تمام قصہ سنا دیا۔ اسی شام بریڈلے نے پہلی مرتبہ اپنے خرچ پر چند دوسرے افسروں کے ساتھ میری صحت کا جام پیا۔

اس واقعے کو دو تین دن گزرے ہوں گے کہ بریڈلے نے مجھے شام کے چھ بجے بمبئی سینٹرل اسٹیشن چلنے کو کہا۔ میں نے وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ پاراگڑھ سے اس کا کزن کیپٹن کمنگز ایکسپریس ٹرین سے بمبئی پہنچ رہا ہے۔ میں پاراگڑھ کے نام کو سن کر

چونکا لیکن چونکہ کیپٹن کمنگز سے مل چکا تھا اور ہم ایک دوسرے سے واقف تھے اس لئے چلنے کو تیار ہو گیا۔۔۔ بریڈلے نے ہچکنس سے اپنے اور میرے لئے دو گھنٹے کی رخصت حاصل کی اور دونوں مورس میں بیٹھ کر سوا پانچ بجے کے قریب اسٹیشن پہنچ گئے۔ ایکسپریس ٹرین اوپن پلیٹ فارم پر آکر ٹھہرتی تھی چونکہ ہم وقت سے بہت پہلے پہنچ گئے تھے اس لئے پلیٹ فارم کے ساتھ صرف چند کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ درمیان کا بیشتر حصہ خالی پڑا تھا۔ میں نے یارڈ میں داخل ہوتے ہی گاڑی کو ایک ٹرن دیا اور بیک کر کے پلیٹ فارم کے ساتھ کھڑی کر دی۔ انجن بند کر کے نیچے اترا اور بریڈلے کے ساتھ پلیٹ فارم پر پہنچا۔ یہاں ریسیو کرنے کے لئے آنے والوں اور ہوٹلوں کے نمائندوں کا کافی ہجوم تھا۔ میں تقریباً دو سال بعد اسٹیشن آیا تھا۔۔۔ اس اسٹیشن سے بھی میری کچھ یادیں وابستہ تھیں۔ مرکزی عمارت پر نظر پڑتے ہی چند دوستوں کی تصویریں ذہن میں ابھریں۔ جن میں سب سے پہلا سرجو بھائی کتھاریہ تھا۔ پھر اندو۔۔۔ پھر ششی۔۔۔ اور پھر سیکنڈ فلور ویٹنگ روم کی مستقل زینت تمینہ سراج اور اس کا خوفناک ایلیشن۔۔۔ میں ماضی کے خیالات میں گردو پیش سے بے نیاز ہو گیا۔ بریڈلے نے مجھے خاموش دیکھ کر سگریٹ کیس میرے ہاتھ سے لگاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ڈریمنگ۔"

میں نے سگریٹ کیس لیتے ہوئے کہا۔ "اپنے متعلق کہہ رہے ہو؟"

ہنس کر لائٹر جلاتا ہوا بولا۔ "یقیناً۔" میں نے سگریٹ کا کش لیا اور رک کر بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہاں میرا ایک دوست رہا کرتا تھا۔۔۔ اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔ نہ معلوم ہے یا چلا گیا۔"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "عورت یا مرد؟"

میں نے سگریٹ کیس لوٹاتے ہوئے کہا۔ "تم یہیں ٹھہرو میں دیکھ کر آتا ہوں۔ اگر موجود ہوا تو میرے ساتھ آئے گا۔ دیکھ لینا۔" بریڈلے نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ٹرین پہنچنے میں بیس منٹ ہیں۔ اگر پندرہ منٹ میں واپس آنے کا وعدہ کرو تو جا سکتے ہو۔"

میں جواب دینے کے بجائے گیٹ کی طرف چل دیا۔ ہال عبور کر کے زینے کی طرف مڑا تھا کہ تمینہ کتے کی زنجیر پکڑے سیڑھیاں اترتی دکھائی دی۔ وہ اسی طرح شاداب اور پرکشش تھی جس طرح دو سال پہلے تھی۔ میں چلتے چلتے رک گیا۔ اس نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ذرا جھجکی۔۔۔ رک کر کتے کی گردن پر ہاتھ پھراتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا۔ ایک مانوس سا تبسم اس کے ہونٹوں پر ابھرا۔ میں نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "ہیلو تمینہ۔"

اس نے تیزی سے بڑھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری یونیفارم نے مجھے کنفیوز

کر دیا ڈارلنگ۔۔۔۔ کیا آرمی جوائن کر لی؟"

میں نے کہا۔ "شوگر میں پہلے بھی آرمی ہی میں تھا۔۔۔۔ تم بھول گئیں شاید۔"
مسکرا کر کہنے لگی۔ "خیر آؤ۔۔۔۔ میں کمرے میں چل کر تمہارا مزاج پوچھتی ہوں۔" میں اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے بولی۔ "مجھے چھوڑ کر جانے کی کیا وجہ تھی۔ کیپٹن یا میجر جو کچھ بھی تم ہو۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "صرف لیفٹننٹ۔۔۔۔ اور یقین کرو۔۔۔۔ میں یہاں نہیں تھا۔۔۔۔ ورنہ تمہیں پانے کے بعد کون چھوڑ سکتا ہے۔" اس نے قہقہہ لگایا اور پورا زینہ عبور کرنے تک ہنستی رہی۔ فرسٹ فلور پر پہنچ کر کہنے لگی۔ "اب تو میں تم کو نہیں چھوڑوں گی جان من۔۔۔۔ میری طرف تمہارا بہت کچھ ڈیو ہے۔۔۔۔ اور میں سب کچھ لوٹا دونگی۔"

میں نے اس کی کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ دوستوں میں ڈیو کچھ نہیں ہوا کرتا یہ بتاؤ تمہاری صحت کیسی ہے۔۔۔۔؟"

"صحت؟" اس نے ہنس کر کہا۔ "میری صحت کو کیا ہوا؟ اوہ۔۔۔۔ آئی سی۔۔۔۔ کمرے میں چل کر بتاتی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "خوب۔۔۔۔ تہمینہ ڈیر' تمہارا کمرہ ہے یا ایکس رے روم جہاں مزاج پرسی بھی کی جاتی ہے۔ صحت کا معائنہ بھی کرایا جاتا ہے۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ اور کیا؟"

وہ ہنس دی۔ سیکنڈ فلور پر آتے ہی میرا بازو تھام لیا اور ہال عبور کر کے اپنے کمرے کے دروازے کا تالا کھولتے کھولتے ویٹنگ رومز اٹینڈنٹ کے کمرے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔ "میری صحت کی اطلاع اس کمرے سے نشر ہوتی رہی ہے۔ کہیں تم بھی اس کے ہتھے تو نہیں چڑھ گئے تھے۔"

میں نے اس کو کمرے میں دھکیل کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "کون رہتا ہے اس کمرے میں؟"

اس نے دروازے کا بولٹ لگا کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ کہنے لگی۔ "اس کمرے میں ایک چڑیل رہتی تھی۔ اب نکال دی گئی۔۔۔۔ اور اس کی جگہ دوسری اٹینڈنٹ آگئی ہے۔۔۔۔ کیا پیو گے؟"

میں نے کہا۔ "کیا پلاؤ گی؟" اس نے جواب دینے کے بجائے آگے بڑھ کر میرا منہ چوم لیا۔ میں نے رومال سے منہ پونچھ کر کہا۔ "تھینک یو ہنی۔" اس نے جھک کر الماری کے نچلے خانے سے شیمپین کی نصف بوتل نکالی اور ٹیبل پر رکھ دی۔ گلاس لے کر واش بیسن پر ہاتھ دھوئے اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ تہمینہ ڈیئر مجھے ایکسپریس پر ایک دوست کو ریسیو کرنا ہے۔۔۔۔ اس کو مکان پر چھوڑ کر سات بجے واپس آؤں گا۔ "آج ہم ساتھ کھانا کھائیں گے۔" مسکرا کر بولی "اور رات ساتھ

گزاریں گے۔"
میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آج تمام رات ڈانس کریں گے۔" اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو میں تمہارے ساتھ پلیٹ فارم چل رہی ہوں۔" میں پھر بیٹھ گیا اس نے بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور ایک گلاس میرے ہاتھ میں تھما دیا اور دوسرا خود اٹھا کر پینے لگی۔ میں نے اس کی تقلید کی۔ گھونٹ لیتے ہی دیسی شراب کی تیز خوشبو اور تلخی سے سر چکرا گیا۔ میں نے گلاس میز پر رکھ کر کہا۔ "یہ کیا بلا ہے تہمینہ شیمپن تو ہرگز نہیں۔"
قہقہہ لگا کر بولی۔ "انڈین وہسکی ہے ڈارلنگ۔۔۔۔ اس کا ایک ہی پیگ آسمانوں کی سیر کرا دیتا ہے۔"
میں نے مسکرا کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "اور سنکھیا اس سے بھی اچھی چیز ہے۔۔۔۔ مستقل طور پر آسمانوں کی سیر کا انتظام کر دیتا ہے۔" اس نے اپنا گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "کچے ہو میری جان۔۔۔۔ خیر میں تمہیں مجبور نہیں کرونگی۔" میں نے اپنا گلاس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ اس کو بھی غٹاغٹ پی گئی۔ میں اس کی بلا نوشی پر بیٹھا بیٹھا تعجب کرتا رہا۔ وہ گلاس اور بوتل لے کر اٹھی اور الماری میں رکھ کر میرے پاس آ کر بیٹھ گئی میں اس کے سانسوں کی ناگوار بو سے تنگ آ کر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ میرے کندھوں پر رکھ دیئے اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "ڈارلنگ کچے ہی نہیں اناڑی بھی ہو۔۔۔۔ تمہیں دیسی عورت اور دیسی شراب کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔"
میں نے اس کے منہ سے نکلنے والا بھبکا برداشت کر کے کہا۔ "اوکے شوگر' سات بجے اس موضوع پر بات کریں گے۔۔۔۔ اب اجازت دو۔" اس نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھتے ہوئے بولی۔ "اچھا آؤ۔"
میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میرے ساتھ کئی دوست مہمانوں کو ریسیو کرنے آئے ہیں۔ تم ان کے ساتھ ہو کر کیا کرو گی؟"
اس نے جواب دینے کے بجائے دروازہ کھولا اور بازو تھام کر باہر نکل آئی۔ دروازہ لاک کیا اور زینے کی طرف چلنے لگی' اس کی چال میں کوئی لڑکھڑاہٹ یا لغزش نہ تھی۔ میں نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔ "تہمینہ تم اپنا کتا کیوں چھوڑ آئیں؟" اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا اور کہنے لگی۔ "تم جو ساتھ ہو ڈارلنگ۔"
میں کٹ کر رہ گیا۔ دو تین سیڑھیاں اترنے کے بعد کہنے لگی۔ "برا نہ ماننا۔۔۔۔ میرا مطلب تھا۔۔۔۔ حفاظت کے لئے تم جو ساتھ ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم نے غلط تو نہیں کہا ڈیئر۔۔۔۔ مجھے خود بھی اس کا اعتراف ہے۔"

ہال سے گزر کر گیٹ کے قریب پہنچے تو ایکسپریس پلیٹ فارم پر کھڑی ہوئی تھی اور مسافر اتر رہے تھے۔ ہم تیزی سے اندر داخل ہوئے اور بھیڑ بھاڑ سے بچتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اگلی چند بوگیوں سے گزرنے کے بعد میری نظر بریڈلے پر پڑی۔ وہ فرسٹ کلاس کمپارٹمنٹ کے سامنے کمنگز سے باتیں کر رہا تھا۔ ان کے قریب ہی ایک کیم شحیم آدمی جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا ایک سوٹ کیس ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ اس کی پیٹھ ہماری طرف ہونے کے باعث میں اس کو پہچان نہ سکا لیکن غیر ارادی طور پر چلتے چلتے میرے قدم رک گئے۔ کمنگز پارا گڑھ سے آ رہا تھا۔ اس کے ساتھ کسی ملٹری آفیسر یا انگریز کا ہونا تو کوئی بات نہ تھی لیکن یہ تو کوئی ہندوستانی آدمی تھا اور پارا گڑھ سے کسی دیسی مہاشے کا آ گمن' میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ میں جم کر رہ گیا۔ غنیمت تھا کہ بریڈلے کی نظر ابھی تک مجھ پر نہ پڑی تھی۔ حالانکہ وہ متجسس نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تہمینہ مجھے رکتے دیکھ کر بولی۔ "کیا بات ہے؟"

میں نے کہا۔ "ایک ایسا شخص موجود ہے جس سے میں ملنا نہیں چاہتا۔" کہنے لگی۔ "تو پھر واپس چلو۔"

اسی وقت بریڈلے نے کمنگز سے کچھ کہا اور مڑ کر کار کی طرف چلنے لگا۔ اس کے ساتھ کمنگز اور دوسرا شخص بھی مڑا اور میں دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ یہ ششمشیر سنگھ تھا اور یہی نہیں اس کے پیچھے پیچھے اس کی دونوں لڑکیاں بھی تھیں۔ "یا خدا۔" میرا ہاتھ خود بخود ہونٹوں پر پہنچ گیا میں نے ایک آدمی کی آڑ میں سے ان کو کار میں سوار ہوتے دیکھا اور تہمینہ کو چلنے کا اشارہ کر کے پلٹا۔ گیٹ سے گزر کے ہال میں پہنچتے ہی تہمینہ سے کہا۔ "میں اوپر چلتا ہوں---- تم میرے دوست کیپٹن بریڈلے سے جا کر کہو----" اس نے مسکرا کر میرا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "خوب ڈارلنگ---- مجھے کیا معلوم وہ----"

"سنو ڈیئر۔" میں نے کہا۔ "وہ نیلی مورس ۔ے وہیل پر یا گاڑی کے قریب کھڑا ہوا ادھر ادھر دیکھ رہا ہو گا۔ طویل القامت گورا چٹا---- تیس سال کے لگ بھگ عمر ہے۔"

وہ بولی۔ "پھر پرپوز کروں کیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "انکار کر دے گا---- تم ٹھرا پچی ہو---- وہ اسکاچ سے کم پر ہاتھ نہیں ڈالتا اور وہ بھی میرے اکاؤنٹ میں۔"

"گڈ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا تو تمہارا مطلب ہے میں اس سے مل کر کہوں کہ----"

"لیفٹننٹ پرنسلی رک گئے ہیں---- تمہیں گھر پر ملیں گے---- مہمانوں کو لے کر چلے جاؤ----" میں نے اس کو پیغام دیا۔ وہ چلنے لگی تو میں نے روک کر کہا۔ "اگر وہ تمہارے ساتھ آنا چاہے تو لے آنا اکیلے کو----"

تہمینہ مسکرا کر چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کھڑے کھڑے پینے لگا۔ دس منٹ گزر گئے---- ایکسپریس سے آنیوالے تمام مسافر چلے گئے۔ میں نے اپنی گاڑی کو بھی پورچ سے گزر کے آوٹ گیٹ سے باہر جاتے دیکھا لیکن تہمینہ ابھی تک واپس نہیں ہوئی تھی۔ مجھے اس سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ اس نے بریڈلے کو میرا پیغام پہنچایا یا نہیں۔ آخر انتظار کرتے کرتے اکتا کر میں اس سے ملنے کے لئے اوپن پلیٹ فارم کی طرف چل دیا۔ یہاں اس وقت قلی کباڑیوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ پلیٹ فارم اس سرے سے اس سرے تک خالی پڑا تھا۔ تہمینہ کا کہیں نشان تک نہ تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ وہ کہاں غائب ہو گئی۔ آخر یہ سوچ کر کہ شاید اس کا کوئی دوست مل گیا ہو گا اور وہ اس کے ساتھ چلی گئی ہو گی۔ میں نے ایک ٹیکسی پکڑی اور کولابہ کی طرف چل دیا۔

رات کے دس بجے جب کہ میں کھانے سے فارغ ہو کر سونے کی تیاری کر رہا تھا اطلاعی گھنٹی بجی۔ میں نے دروازہ کھولا' راہداری میں کیپٹن بریڈلے اور کمنگز کھڑے تھے۔ میں نے کمنگز سے مصافحہ کیا اور دونوں کو لے کر کمرے میں آیا۔ بریڈلے نے بیٹھتے ہی کہا۔ "مجھے تمہارا پیغام مل گیا تھا پرنسلی۔"

"مجھے افسوس ہے کیپٹن میں کیپٹن کمنگز کو ریسیور کرنے نہ پہنچ سکا۔" کمنگز نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا ہی ہوا لیفن تم نہ پہنچے۔ میرے ساتھ کچھ دوست تھے---- ایسے دوست جو شاید تمہارے لئے پریشانی کا باعث ہوتے۔"

میں یہ پوچھنے کی جرات نہ کر سکا کہ کون دوست تھے۔ "آئی سی" کہہ کر رہ گیا۔ کمنگز نے بھی اس موضوع پر بات کرنا مناسب نہ سمجھا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "لیفن تمہارے پاس تو نئی رالز تھی۔ مورس کیوں لے لی۔"

میں نے بریڈلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس لئے کہ مجھ سے سینئر آفیسرز کے پاس مورس بھی نہیں ہے۔" بریڈلے ہنس دیا۔ میں نے کمنگز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا پینا پسند کرو گے کیپٹن؟"

بریڈلے نے کہا۔ "اسکاچ اور مزید اسکاچ۔" میں نے اٹھ کر الماری سے بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "شروع کرو۔" بریڈلے نے گلاسوں میں انڈیلی اور کمنگز کی طرف ایک گلاس سرکایا۔ میں اپنا گلاس اٹھانے کے لئے جھکا تو کان کے پاس منہ لا کر کہنے لگا۔ "کون تھی وہ؟"

میں نے گلاس کی آڑ لے کر جواب دیا۔ "میری چچی۔" کمنگز ایک گھونٹ لے کر بولا۔ "لیفن معاف کرنا---- کل کسی وقت تمہیں ایک کزن سے بھی ملنا ہو گا۔" مجھ سے پہلے بریڈلے بول پڑا۔ "اوہ یہ بات ہے کمنگز؟" کمنگز نے اثبات میں سرہلا کر پھر پینی شروع کر دی میں نے تھوڑے تھوڑے وقفے سے گھونٹ لے کر گلاس خالی کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کیپٹن---- میں تم سے شکایت کا حق تو رکھتا ہوں لیکن شاید نادانستگی میں تم انہیں یہاں لے آئے ہو اس لئے کچھ کہنا پسند نہیں کروں گا۔" کمنگز نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے لیفن---- میں نے باتوں باتوں میں مسٹر سنگھ سے بمبئی جانے کا ذکر کر دیا تھا۔ وہ بھی اپنی لڑکی کے علاج کے لئے بمبئی آنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے۔"

میں نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کیپٹن ایسا ہی ہو گا---- کون سی لڑکی بیمار ہے ان کی۔"

ہنس کر کہنے لگا۔ "جانے دو لیفن---- تمہیں دکھ ہو گا۔"

میں نے بریڈلے کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے کیپٹن---- پلیز آپ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔" وہ بولا۔ "شاید غلط فہمی میں تم مبتلا ہو---- مجھے معوم ہے اس کی بیماری کیا ہے۔" میں نے "ممکن ہے" کہہ کر بات ختم کر دی بحث کو طول دینے کی گنجائش نہ تھی۔ چند پیگ پینے کے بعد وہ چلے گئے۔

دوسرے دن لنچ پر کیپٹن بریڈلے نے مسٹر سنگھ کا ذکر چھیڑتے ہوئے کمنگز سے کہا۔ "تم نے پرنسلی کے لئے بہت بڑا مسئلہ پیدا کر دیا کمنگز---- یہ پہلے ہی یہاں سے بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا اور اب تو شاید میں بھی اسے روکنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ کاش یہ حادثہ نہ ہوا ہوتا۔" کمنگز نے کہا۔ "بریڈلے، مجھے جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، اس غلطی پر افسوس ہے---- لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرح یہ انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا جو میرے ہاتھوں پورا ہو گیا۔ تم نے اس لڑکی کو چند ماہ پہلے نہیں دیکھا اس لئے تم اس تبدیلی کا اندازہ نہیں کر سکتے ہو جو اس مختصر سے عرصے میں اس کی صحت میں رونما ہوئی---- کس قدر احمق نکلی وہ لڑکی بھی۔"

میں نے کھاتے کھاتے رک کر آہستہ سے کانٹا میز پر رکھ دیا۔ بریڈلے نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کی کھا جانے والی نظروں سے بچنے کے لئے ساغر و مینا کا سہارا لیا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے سامنے سے بوتل اٹھا کر گلاس میں انڈیلی اور پینے لگا۔ بریڈلے نے منہ بنا کر کندھے اچکا دیئے۔

میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا میرے متعلق بھی یہی خیال ہے بریڈ؟" بریڈلے نے منہ بنا کر کندھے اچکا دیئے۔ میں رندانہ انداز میں بولا۔ "خدا دیوانوں کو ان کی دیوانگی کی سزا دے۔ اگر وہ جان بوجھ کر دیوانگی کو دعوت دے رہے ہوں۔"

بریڈلے نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "آمین---- اور میری دعا ہے یور ایکسی لینسی کہ خدا دیوانہ بنانے والوں کو بھی وہی سزا دے----"

میں نے اس کا جملہ آگے بڑھایا۔ "اگر وہ جان بوجھ کر کسی کو دیوانہ بنا رہے

ہوں۔۔۔۔۔۔ او کے؟" کمنگز نے کہا۔ "دیٹس رائٹ۔۔۔۔۔ اینڈ وہاٹ۔" بریڈلے نے ہنس کر کہا۔ "آمین۔" کمنگز نے گرگٹ کی طرح سر ہلایا۔ "پھر بھی لیفن۔" اس نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ اس سے پہلے کہ آل مائٹی پاگل خانے کی طرف متوجہ ہو تمہیں ایک مرتبہ اس بیچاری سے ضرور ملنا چاہئے۔۔۔۔۔ اگر تمہارے حالات اجازت دیں۔" میں نے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ وہ میرا اشارہ سمجھ کر بولا۔ "او کے۔۔۔۔۔ بٹ۔۔۔۔۔ مالا بار ہل سے سگنل ملنے کے بعد۔۔۔۔۔" میں نے تھینک یو کہہ کر گلاس اٹھا لیا۔

اسی شام میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے ہز ایکسی لنسی سے ملاقات کا وقت طے کیا اور سات بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ مسٹر ولسن نے انہیں میری آمد کی اطلاع بھجوائی اور جب اجازت ملنے پر میں ڈرائنگ روم میں پہنچا تو اندرونی دروازے سے ہز ایکسی لنسی داخل ہو رہے تھے۔ میں نے ہز ایکسی لنسی کو سلیوٹ دیا تو بیک وقت دونوں نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔۔ میں اس اتفاق پر تلملا کر رہ گیا لیکن کیا کر سکتا تھا۔ ہز ایکسی لنسی نے بیٹھتے ہی مزاج پرسی کی اور بیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم نے بلایا۔ یور ایکسی لنسی؟" انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور اٹھتی ہوئی بولیں۔ "آئی ہیو اے ورڈ ود ہم۔۔۔۔۔ کم آن پرسنلی۔"

میں تھینک یو کہہ کر ان کے ساتھ چلنے لگا۔ لائبریری میں پہنچ کر بولیں۔ "ویل۔" میں نے کہا۔ "یور ایکسی لنسی' پاراگڑھ سے میری وہ دوست جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا' کیپٹن کمنگز کو ساتھ لے کر بمبئی پہنچی ہے۔۔۔۔۔ وہ بیمار ہے۔ کیا میں اس سے مل سکتا ہوں؟"

انہوں نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور کیا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "تمہیں یقین ہے وہ کسی حماقت کا مظاہرہ نہیں کرے گی۔"

میں نے کہا۔ "شاید نہیں یور ایکسی لنسی۔۔۔۔۔ میں کوشش کروں گا کوئی پیچیدگی نہ ہو۔"

مسکرا کر بولیں۔ "خوب۔۔۔۔۔ تو تم اس کے لئے اپنے دل میں گوشۂ عافیت رکھتے ہو۔۔۔۔۔ او کے۔۔۔۔۔ جاؤ لیکن ہوشیاری سے ہینڈل کرنا۔" میں نے سر جھکا دیا۔ وہ پلٹیں اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیں۔ میں نے ہز ایکسی لنسی کو سلام کیا اور دروازے کی طرف چلنے لگا تو بولے۔ "لیفن۔" میں نے رک کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کوئی پرابلم۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے کہا۔ "نہیں یور ایکسی لنسی۔۔۔۔۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ میں سلام کر کے باہر نکل آیا۔

رات کو نو بجے کے قریب جب کہ میں کھانا کھا کر سیر کو جانے کے لئے باہر نکل رہا

تھا۔ کیپٹن بریڈلے اور کمنگز پہنچ گئے۔ میں نے مصافحہ کر کے ان کو بٹھایا اور سگریٹ پیش کیے۔ بریڈلے نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "سگنل مل گیا؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمنگز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیپٹن میں مس سنگھ سے مل سکتا ہوں---- لیکن اس وقت جب کہ وہ ہسپتال میں داخل ہو چکی ہو گی---- مشکل یہ ہے وہ چیز باکس ہے۔"

کمنگز نے کہا۔ "اب نہیں رہی---- تم اسے نہایت غمزدہ اور خاموش پاؤ گے۔"

"وہ اتنی زیادہ بدل چکی ہے کہ اب اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں رہا۔"

"غنیمت ہے میں وہ نہیں ہوں جو وہ ثابت کرنا چاہتی ہے۔

"شیور---- شیور----" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں نے تیز ہو کر کہا۔

"تمہارا کیا مطلب ہے کیپٹن؟"

مسکرا کر بولا۔ "پرنسپل کرنل شیلڈن نے تمہارے متعلق گورنمنٹ ہاؤس سے کوئی انکوائری نہیں کی---- یہ تو تمہیں معلوم ہے نا؟"

میں نے کہا۔ "رائٹ---- اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہو کیپٹن؟" وہ بولا۔

"یہی کہ ہمیں معلوم ہو چکا تھا مس سنگھ غلط نہیں کہہ رہی---- ویل مائی ینگ فرینڈ۔" وہ مسکرایا۔ "ہم اس سے زیادہ جانتے ہیں جتنا تم سمجھتے ہو---- اس لئے کیمو فلیج غیر ضروری ہے---- ہم قابل اعتماد دوست ہیں۔"

میں نے بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" بریڈلے نے ہنس کر کہا۔ "بوائے او بوائے۔"

میں نے اٹھ کر الماری کھولی اور تین گلاسوں میں دو دو پیگ وہسکی انڈیل کر ان کو ایک ایک گلاس تھما کر کھڑا کھڑا پینے لگا۔ دس بجے تک جنگ کی صورتحال پر باتیں کرنے کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں زینے تک ان کے ساتھ آیا۔ کمنگز نے دوسرے دن شام کو چار بجے آ کر مجھے نرسنگ ہوم لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور دونوں مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ کمنگز کا انکشاف مجھے پریشان کرنے کو کافی سے زیادہ ثابت ہوا۔ مجھے بمشکل نیند آ سکی۔

ہم نیبولا نرسنگ ہوم پہنچے تو شام کے ساڑھے چار بج چکے تھے۔ وزیٹنگ ٹائم ختم ہونے والا تھا۔ بریڈلے نے کمپاؤنڈ میں پہنچ کر زینے کے قریب گاڑی روک دی۔ باہر نکلتے ہی میں نے کمنگز سے کہا۔ کیپٹن زیادہ دیر نہ ٹھہرنا اور اگر میں غلط بیانی سے کام لوں تو پلیز جھٹلانے کی کوشش نہ کرنا۔"

کمنگز نے میرا بازو تھام کر زینے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "لیفن تم ہم میں سے ہو---- اور پھر---- یہ سلسلہ تو اتنی اونچی سطح پر پہنچا ہوا ہے کہ تم ہمارے خلاف

ایک لفظ نہیں کہہ سکتے۔" میں نے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "میرے متعلق تو تمہیں معلوم ہی ہے۔ سیکرٹ سروس سے وابستہ ہوں۔" میں ہنس دیا۔ کمنگز "تھرڈ فلور" کہہ کر سیڑھیاں چڑھنے لگا اور ہم اس کے پیچھے پیچھے زینے طے کرتے ہوئے تیسری منزل پر پہنچے۔ پہلی ہی کارنر پر بشیشر سنگھ کاریڈور میں ٹہلتے ہوئے ملے۔ ہمیں دیکھتے ہی "ہیلو ہیلو" کہہ کر آگے بڑھے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے بولے۔ "لیفٹننٹ مجھے یقین تھا تم ہم سے ملنے ضرور آؤ گے——— تھینک یو ویری مچ——— کیپٹن بریڈلے اینڈ کیپٹن کمنگز——— آیئے۔" انہوں نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کے دروازے کا پردہ اٹھایا اور ہم اندر داخل ہوئے۔ دائیں جانب کھڑکی کے قریب ایک بستر پر سریکھا تکیے کے سہارے بیٹھی ہوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس کی چھوٹی بہن الماری میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ "سریکھا۔" بشیشر سنگھ نے اندر آتے ہی کہا۔ اس نے کتاب ہاتھ سے رکھ کر ہماری طرف دیکھا اور میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی مسکرا کر بولی۔ "اوہ کرن تم آ گئے؟"

میں نے اس کے انداز تخاطب کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "کیسی طبیعت ہے مسی؟"

وہ بولی۔ "بالکل ٹھیک——— شکریہ کرن———"

میں نے ہنس کر کہا۔ "لیفٹننٹ پرنسلی——— اچھا نام نہیں کیا مسی؟"

"ہو گا——— بیٹھو تو سہی۔" میں نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ بشیشر سنگھ نے ایک کرسی سرکا کر میرے قریب کر دی۔ میں "تھینکس" کہہ کر بیٹھ گیا۔ پائنتی کی طرف دو کرسیوں پر بریڈلے اور کمنگز بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ دونوں نے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ بشیشر سنگھ ایک اسٹول گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گئے۔ سریکھا سے نظریں ملانے کی جرات نہ پا کر میں ان سے مخاطب ہو گیا۔ "کیا شکایت ہے مس سریکھا کو مسٹر سنگھ۔"

وہ بولے۔ "خدا جانے——— کسی ڈاکٹر یا وید کی سمجھ میں نہیں آ سکا کچھ نفسیاتی قسم کی شکایت ہے۔ شاید یہاں کچھ علاج ہو سکے۔"

میں نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسی آپ کی حالت پر مجھے افسوس ہے۔" سنبھل کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "تھینک یو۔"

میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "راج محل میں جا کر بھٹکنے کا کیا مقصد تھا سریکھا؟"

"مجھے غصہ تھا تم پر۔" اس نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ میں "بہت خوب" کہہ کر پھر بشیشر سنگھ کی طرف مخاطب ہوا۔ "بہتر ہے مسٹر سنگھ۔ علاج کرایئے۔ اگر میں کوئی خدمت کر سکتا ہوں تو بلا تکلف فرمایئے گا۔"

بشمشیر سنگھ نے سر جھکا کر کہا۔ "میں تم سے بہت شرمندہ ہوں لیفٹننٹ۔۔۔۔۔ ہم نے تمہیں تکلیف کے سوا کچھ نہیں دیا۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے آپ سے شکایت نہیں۔۔۔۔۔ اور پھر یہ تو۔۔۔۔ شاید مینٹل کیس ہے۔۔۔۔ خدا رحم کرے۔" سریکھا نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سنو اتنی جلدی کیوں بھاگ رہے ہو؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "مس سریکھا' آپ کو معلوم ہے آپ نے مجھے کتنی بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے؟"

"تمہارا خیال ہے کرن۔۔۔۔۔ میں تم سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔۔۔۔۔ میں اس مرحلے پر پہنچ چکی ہوں جہاں۔۔۔۔۔"

"او کے۔" میں نے اس کو زیادہ بھٹکتے دیکھ کر بات کاٹی۔۔۔۔۔ "میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔۔۔۔۔ اچھی طرح سوچ کر جواب دینا۔"

وہ بولی۔ "اچھا سوال کرو۔" میں نے کہا۔ "فرض کرو تمہارا خیال صحیح ہے۔۔۔۔۔ میں پرنس کرن ہوں۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔؟" وہ سر پر ہاتھ پھرانے لگی۔ شمشیر سنگھ نے کہا۔ "ٹھیک ہے سریکھا۔۔۔۔۔ بتاؤ نا۔۔۔۔۔ اگر یہ کرن ہیں۔۔۔۔۔ تم کیا چاہتی ہو ان سے؟"

مسکرا کر بولی۔ "مجھے خود بھی معلوم نہیں۔۔۔۔۔ میں کیا چاہتی ہوں؟"

"بہرکیف۔" میں نے اکتا کر کہا۔ "تم اچھی طرح سوچ لو۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تم صحت یاب ہو جاؤ اور وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں دیکھنے آتا رہوں گا۔۔۔۔۔ تم جب کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا۔۔۔۔۔ او کے؟" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی کرن۔۔۔۔۔ رہا بتانے کا سوال تو میں تمہیں کیا نہیں بتا چکی۔" میں نے ہنس کر کہا "اور میری طرف سے تمہیں اس کا جواب نہیں ملا کیا؟"

بشمشیر سنگھ نے کہا۔ "سریکھا۔۔۔۔۔ طبیعت سنبھلنے کے بعد تم بہتر طریقے پر سوچ سکو گی۔۔۔۔۔ اب اس مسئلے پر ذہن کو نہ الجھاؤ۔"

وہ "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گئی۔ میں نے بریڈلے کو چلنے کا اشارہ کر کے کہا۔ "اچھا مس سریکھا۔ اجازت۔" اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور بولی۔ "بہتر ہے۔" میں نے بشمشیر سنگھ کو سلام کیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔

راستے میں کمنگز نے بریڈلے سے کہا۔ "کیا سمجھے جان؟"

اس نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "وہ بری طرح محبت کا شکار ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ گاڈ سیو دی پرنس۔"

کمنگز نے اس کے دعائیہ جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا "نہیں جان۔۔۔۔۔ وہ

کنفیوزن کا شکار ہے۔۔۔۔۔۔ الجھن میں ہے۔۔۔۔۔۔ اس کو کرن کہہ کر بھی مطمئن نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ اگر یہ پرنس ہے تو ایک شادی شدہ پرنس ہے۔۔۔۔۔۔ اور اگر پرنسلی ہے تو غیر مذہب۔۔۔۔۔۔ دونوں صورتوں میں اس کی دسترس سے باہر ہے اب وہ سوچے تو کیا سوچے؟؟"

بریڈلے نے کہا۔ "یہ صحیح ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کا حل۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے جہاں تک لیفن کا تعلق ہے۔" کمنگز نے ہنس کر کہا۔ "ایک ہی حل ہے۔۔۔۔۔۔ کورٹ شپ۔" بریڈلے نے کہا۔۔۔۔۔۔ "یہ ممکن نہیں ہے مائی ڈیئر۔۔۔۔۔۔ حل صرف یہ ہے کہ لڑائی پر چلا جائے۔" میں نے کہا۔ "خدا وہ دن تو کرے کیپٹن۔۔۔۔۔۔ میں کئی بار یہ درخواست کر چکا ہوں۔۔۔۔۔۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ یہاں بھی مجھ سے غلطی ہو گئی کہ انٹیلی جینس میں شامل ہو گیا۔ فائٹنگ فورس میں ہوتا تو چانس مل سکتا تھا۔" کمنگز نے سگریٹ کیس نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔ "جہاں تک میں سمجھتا ہوں تم اپنے سے زیادہ دوسروں کی غلطیوں کا شکار ہو رہے ہو لیفن اور ان غلطی کرنے والوں میں میں بھی شامل ہوں۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ آگے چلا۔ "تو بی فرینک۔۔۔۔۔۔ اس وقت مجھے حالات کا علم نہ تھا۔ میری تمام ہمدردیاں مس سریکھا کے ساتھ تھیں۔ میرا خیال تھا کہ۔۔۔۔۔۔ معاف کرنا لیفن۔۔۔۔۔۔ کہ شاید تم اس شریف لڑکی کو فلرٹ کر کے چل دیئے ہو اور وہ تمہاری محبت کو سچ سمجھ کر دھوکا کھانے پر توازن کھو بیٹھی ہے۔ گو اس وقت بھی مسٹر سنگھ نے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن میں نے ان کا یقین نہیں کیا۔ مگر اب تمہیں قریب سے دیکھنے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ میں نے ان کو یہاں لا کر تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔۔۔۔۔۔ کیا تم مجھے معاف نہیں کرو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں۔۔۔۔۔۔ تمہارا کورٹ مارشل کراؤں گا۔"

بریڈلے نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور میں تمہارا گواہ ہوں گا۔۔۔۔۔۔ کمنگز نے میرے سامنے اعتراف جرم کیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔۔۔ تم کزن ہو بریڈ۔۔۔۔۔۔ عین وقت پر دھوکا دے جاؤ گے۔۔۔۔۔۔ میں تمہاری گواہی پر انحصار نہیں کر سکتا۔" بریڈلے نے کہا۔ "تو پھر کلوڈ سلس کی طرح کمانڈو اٹیک کرا دو۔"

میں نے کمنگز کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نہیں بریڈ۔۔۔۔۔۔ کیا معلوم کب اس سے پھر کام پڑ جائے۔۔۔۔۔۔ اس لئے فارگیٹ اٹ کمنگز۔" کمنگز مسکرا کر باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ بریڈلے نے "یو آر آلویز ان مائی ہارٹ" کے ٹیون پر سیٹی بجانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں فورٹ ایریا میں پہنچ گئے اور گاڑی ایک بار کے سامنے رک گئی۔

ڈیڑھ گھنٹے بعد جب ہم باہر نکلے تو بریڈلے تیس روپے کے خسارے میں تھا۔ آج میں نے قصداً "پے منٹ" سے گریز کیا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے میں نے کمنگز سے کہا۔ "کیپٹن میں کچھ بھاری پن محسوس کر رہا ہوں------" کمنگز نے کہا۔ "میرا بھی سر چکرا رہا ہے------ شاید ڈرنکس میں کچھ گڑبڑ تھی۔" بریڈلے نے دروازہ بند کر کے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا------ "اور میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں------ یہاں سے۔" اس نے مسکرا کر جیب پر ہاتھ مارا۔ میں نے کہا۔ "زندگی میں کبھی کبھی ایسا حادثہ بھی ہو جایا کرتا ہے کیپٹن------"

بریڈلے نے گیئر لگاتے لگاتے پلٹ کر دیکھا اور کہنے لگا۔ "لیکن ایک پرنس کی موجودگی میں غریب کیپٹن کا پے منٹ کرنا معمولی حادثہ نہیں بہت بڑا المیہ ہے۔" کمنگز نے ہنس کر کہا۔ "بریڈ------ دوست کو ایکسپوز نہیں کیا کرتے۔ یہ ٹریجڈی نہیں ٹریجری ہے۔ خدا سے ڈرو------ اور کورٹ مارشل سے اور بھی زیادہ ڈرو۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "کیپٹن تمہارا بہادر کزن کسی چیز سے نہیں ڈرتا سوائے جرمن ڈرائیو بامبرز کے------ جو انڈیا تک نہیں پہنچ سکتے۔"

بریڈلے نے ٹریفک کے رش کی وجہ سے پیچھے دیکھے بغیر کہا۔ "کمنگز تم گواہ رہنا۔ یہ مجھے ڈی موریلائز کر رہا ہے۔" میں نے کہا۔ "کمنگز تم گواہ ہو بریڈلے کا موریل بار میں پے منٹ کرتے ہی ختم ہو چکا تھا۔ کیا اس کی ڈرائیونگ سے شکست خوردگی کا احساس نہیں ہوتا؟" بریڈلے نے ہنس کر سپیڈ بڑھا دی۔ کمنگز نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "آپ' آپ' آپ۔" بریڈلے رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ میں نے بریڈلے کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "بریڈ اتنی تیز بھی نہ کرو کہ تمہارا موریل کسی وہیکل سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔" بریڈلے نے کارنر پر گھومتے ہوئے پھر رفتار کم کر دی------ میں اور کمنگز ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ کولابہ پہنچ کر بریڈلے نے گیراج کے سامنے گاڑی روکی اور دونوں اتر کے کیمپ کی طرف چل دیئے۔

دوسرے روز شام کی گاڑی سے کمنگز پارا گڑھ روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد کیمپ میں ہماری مصروفیات اتنی بڑھ گئیں کہ مجھے اکثر رات کو گھر آنے کی فرصت بھی نہیں ملتی تھی۔ میں ایک ہفتے تک سریکھا کو دیکھنے نہ جا سکا۔ بریڈلے نے اس عرصے میں ایک دو مرتبہ کہا بھی۔ لیکن میں نے ٹال دیا۔ آٹھویں یا نویں روز ہمارا آف تھا۔ بریڈلے صبح سے میرے پاس آیا ہوا تھا اور سیر و تفریح کا پروگرام بنا رہا تھا۔ دس بجے کے قریب میں نے گاڑی میں پٹرول ڈلوایا اور دونوں شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سردی کا موسم تھا۔ دوپہر تک کئی تفریحی مقامات دیکھ ڈالے۔ ڈیڑھ بجے کے قریب ایک کیفے میں کھانا کھایا اور وکٹوریہ سگار ڈنر گئے۔ گاڑی پارک کر کے گھنٹوں پیدل پھرتے رہے۔ تین بجے گارڈن کے ایک کھلے

ریسٹورنٹ میں سہ پہر کی چائے پر باتیں کرتے کرتے بریڈلے نے پھر سریکھا کا ذکر چھیڑا اور کہنے لگا۔ "تمہیں اس کو دیکھنا چاہئے بوائے۔" میں نے کہا۔ "کیپٹن میں نے اس کو ایک مرتبہ دیکھنے کی اجازت لی تھی۔" وہ بولا۔ "خطرہ وزٹ نہ کرنے میں ہے مائی ڈیئر---------- تمہیں اس کو تھپکی دیتے رہنا چاہئے---------- وہ دماغی مریضہ ہے۔ مایوس ہو کر کوئی غلط قدم۔"

"ایک منٹ۔" میں نے اس کا قطع کلام کیا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے تم کچھ چھپا رہے ہو کیپٹن وہاٹس دیٹ----------"

وہ بولا۔ "مسٹر سنگھ شاید ہمارا ٹیلی فون نمبر جانتے ہیں---------- آٹھ بجے کسی نے رنگ کر کے میرے متعلق پوچھا اور جب اس کو بتایا گیا کہ میں سو رہا ہوں تو "او کے" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا---------- میرا خیال ہے---------- شاید غلط ہو---------- کہ یہ مسٹر سنگھ ہی تھے اور صرف کنفرم کرنا چاہتے تھے کہ میں اس نمبر پر مل سکتا ہوں یا نہیں؟"

میں سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "لیفن سنو---------- اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ اگر ممکن ہوا تو اسے بازوؤں میں سمیٹ لو ورنہ ڈسکارڈ کر دو اور اس کی پروا نہ کرو کہ اس کا انجام کیا ہو گا---------- کم آن۔" اس نے اٹھ کر میرا بازو پکڑا اور چلنے لگا۔ میں نے کاؤنٹر پر پیچ کر پے منٹ کی اور گاڑی میں بیٹھ کر نرسنگ ہوم کی طرف چل دیئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن بغیر اطلاع دیئے اندر جانا مناسب نہ تھا۔ میں نے پردے کے پیچھے ہاتھ ڈال کر کواڑ تھپتھپایا۔ "کرن آ گیا پاپا۔" سریکھا کی آواز سنائی دی۔ اس کا یقین مجھے چکرا دینے کو کافی تھا۔ بریڈلے نے اس کے الفاظ سنے تھے۔ میری طرف دیکھ کر زیر لب بڑبڑایا۔ "کمال ہے۔" اسی وقت ششمشیر سنگھ نے کہا۔ "آ جاؤ۔" میں نے بریڈلے کو اشارہ کیا اور پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ ششمشیر سنگھ کو سلام کر کے سریکھا سے مزاج پوچھا۔ وہ تکیے سے کمر لگائے بیٹھی تھی اور پہلے سے بہتر دکھائی دے رہی تھی۔ مسکرا کر بولی۔ "ٹھیک ہوں---------- اتنے دن کیوں غائب رہے۔"

ششمشیر سنگھ نے مسکرا کر کہا۔ "بیٹھنے تو دو بھئی۔" میں بریڈلے پر نظر ڈالتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس نے ششمشیر سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آج کل ہم لوگوں کو ایک گھنٹے کی بھی فرصت نہیں ہے مسٹر سنگھ---------- آپ تو حالات جانتے ہی ہیں۔"

ششمشیر سنگھ نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کیپٹن---------- نہ معلوم آج بھی آپ کس طرح وقت نکال سکے ہوں گے۔" سریکھا نے ہنس کر کہا۔ "پاپا انہیں فلیٹر نہ کیجئے پلیز۔ کرن ہم سے گھبراتے ہیں بس اور کوئی بات نہیں----------" بریڈلے ہنس دیا۔ میں نے سریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اسے چھوڑیئے مس سریکھا---------- بائی گاڈ میں اکثر آپ کی

صحت کے لئے دعائیں کرتا رہتا ہوں۔"

وہ بولی۔ "شکریہ جناب------ میں آپ سے زیادہ تندرست ہوں۔" بریڈلے اور بششو سنگھ ہنس دیئے۔ وہ بولتی رہی۔ "آپ سے زیادہ عقلمند ہوں اور آپ سے زیادہ بہادر ہوں------ میں حالات کا مقابلہ کر سکتی ہوں اور آپ------ خیر جانے دیجئے------"

بششو سنگھ نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "پلیز سریکھا پلیز------" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ مسٹر سنگھ------ مسی غلطی تو نہیں کہہ رہیں۔"

"میں آپ سے شرمندہ ہوں لیفن۔" بششو سنگھ نے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ بریڈلے نہایت خوش مزاج اور ٹھنڈے دل و دماغ کا مالک تھا۔ لیکن میں نے دیکھا اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور سگریٹ سلگانے میں اس کی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ اس نے سگریٹ کیس میری طرف بڑھایا اور دھواں خارج کرنے کے لئے دوسری طرف منہ پھرا لیا۔ میں نے اس کے کیس سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اچھا مس سریکھا اجازت؟"

بریڈلے اس کے جواب سے پہلے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سریکھا کو جواب دینے کے بجائے اپنے چہرے کی طرف دیکھتے پا کر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "او کے کرن اجازت ہے------ میں ٹھیک ہوں۔" میں نے بادل ناخواستہ اس سے ہاتھ ملایا۔ ڈر رہا تھا کہ اگر اس نے آنکھوں سے لگا لیا یا چومنا شروع کر دیا تو کیا ہو گا لیکن اس نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ مصافحہ کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "اگر فرصت ملے تو پھر آ جانا------ لیکن پلیز کرن فرار اختیار کرنے کے لئے خود کو جنگ کی بھٹی میں نہ جھونک دینا------ فار ہیونز سیک------ ایسا نہ کرنا پلیز۔" اس کی آواز بھرانے لگی تو خاموش ہو کر میرا ہاتھ دھکیل کر چھوڑ دیا۔ میرے دل پر چوٹ لگی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بمشکل خود پر قابو پا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کمال کر دیا مسی------ ایک سپاہی کے لئے جنگ پر جانا فرار ہے یا جنگ سے پہلو تہی کرنا فرار ہے؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے بششو سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آداب عرض مسٹر سنگھ------"

وہ دروازے تک ہمارے ساتھ آئے۔ بریڈلے سے مصافحہ کیا اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "محسوس نہ کرنا لیفن------ گڈ بائی۔" کار میں بیٹھنے تک ہم دونوں خاموش تھے۔ مجھ میں بولنے کی سکت نہ تھی اور بریڈلے شاید اس لئے چپ تھا کہ وہی گھسیٹ کر لایا تھا۔ اس نے اگلا دروازہ کھول کر مجھے اندر دھکیلا اور وہیل سنبھالا۔ کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر سڑک پر آتے ہی کہنے لگا۔ "آئم سوری لیفن۔"

میں نے کہا۔ "مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں۔" وہ بولا۔ "مجھے اس کی طرف سے بھی فکر ہے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" میں نے اس کو ٹالنے کی غرض سے جواب دیا۔ "مجھے اس کی بھی شکایت نہیں۔"

وہ بولا۔ "یو فول۔" میں نے اس کو آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے کہا۔ "لیس آئی ایم۔" اس نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور سڑک کی طرف متوجہ ہو کر اسپیڈ بڑھانے لگا۔ کرافورڈ مارکیٹ کے قریب پہنچ کر میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "بار کے سامنے پارک کرو کیپٹن۔" نفی میں سرہلا کر بولا۔ "اگر مجھ سے لڑنا چاہتے ہو تو آؤ پی لیتے ہیں۔" اس نے گاڑی سڑک کے سرے پر لا کر انجن بند کر دیا اور وہیل پر دونوں کہنیاں کراس کی شکل میں رکھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے ہنس کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "مائی ڈیئر بریڈلے، میں تمہیں بٹر لگانا چاہتا ہوں------ مسکہ مارنا چاہتا ہوں۔" بریڈلے نے مسکرا کر دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر بار کی طرف چلنے لگا۔ میں دوسرے دروازے سے نکل کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ بار ٹینڈر نے ہمیں گیلری کے ایک بوتھ میں پہنچایا اور آرڈر لے کر چلا گیا۔ بریڈلے پر پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ یور آنر۔" اس نے سگریٹ لیتے ہوئے کہا۔ "میں اس وقت پاگل ہو رہا ہوں لیفن۔" میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "آپ نے بہت دیر سے------ میرا مطلب ہے کئی سال بعد محسوس کیا ہے سر۔"

مسکرا کر بولا۔ "شٹ اپ۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو------ لیکن بریڈ میں سوچ رہا ہوں ہم اینڈ-لز خواہ ہاف کاسٹ ہوں یا ڈارک ٹین------ ازل سے سینٹی مینٹل کہلاتے چلے آ رہے ہیں لیکن تم نے یہ فن کہاں سے سیکھا------ ذرا بتاؤ تو سہی۔"

بریڈلے نے میز پر کہنی رکھ کر پیشانی رگڑنی شروع کر دی۔ میں نے اپنا سگریٹ سلگا کر کرسی کی پشت گاہ سے کمر لگا دی اور آنکھیں بند کر کے کش لینے لگا۔ سریکھا شروع سے ہی میرے لئے ایک مستقل تپش تھی۔ لیکن اب اس کے شعلے پھیلتے پھیلتے دوسروں کو بھی متاثر کرنے لگے تھے۔ آج میرا بہترین دوست اور سینئر آفسر اس کے الفاظ سے مسحور ہو کر مجھ سے ناراض ہو گیا تھا۔ شاید اس کی نظر میں مجھ سے بڑا ظالم کوئی نہ تھا۔ اس کی نظروں میں اس کی وارفتگی کا سبب میری ذات تھی۔ یا پھر اس کا خیال تھا کہ میں اس کے دل میں آتش شوق بھڑکا کر اس کے جلنے کا تماشا دیکھ رہا ہوں۔ بریڈلے کی ناراضگی میرے لئے سوہان روح تھی۔ وہ سطحی انسان نہ تھا کہ ذرا سی غلطی پر مجھ سے ناراض ہو جائے یقیناً وہ مجھے کسی بڑے جرم کا مرتکب سمجھ کر ہی اس قدر ناراض ہوا تھا۔ اس کی خوش مزاجی اور

بذلہ سنجی غائب ہو چکی تھی۔ وہ میرے پاس بیٹھا تھا اور میلوں دور تھا۔ میں اس طویل خاموشی سے اکتا کر اٹھا اور دیوار میں لگا ہوا بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں زینے پر کسی کے قدموں کی آواز آئی۔ میں نے دروازے پر آ کر دیکھا مینجر اوپر چڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی گھبرا کر بولا۔ "حکم سرکار؟" میں نے بگڑ کر کہا۔ "بار ٹینڈر کہاں مر گیا؟"

ڈرتے ڈرتے بولا۔ "صاحب بہادر اسکاچ بڑی مشکل سے ملتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ بھی بلیک ہے۔۔۔۔۔۔ ہم آپ لوگ سے تو بلیک نہیں کر سکتا نا؟"

میں نے ناری لہجے میں کہا۔ "ہم لوگ سے بلیک کرومین۔۔۔۔۔۔ ہم مائنڈ نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔ ہری اپ۔۔۔۔۔۔" وہ تیزی سے زینہ اتر گیا۔ میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بریڈ' اب تو بٹر بھی بلیک مارکیٹ میں چلا گیا۔" بولا۔ "اوہ۔۔۔۔۔۔ برا ہوا۔۔۔۔۔۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا برا ہوا؟" اسی وقت بار ٹینڈر کوارٹر وسکی گلاس اور برف وغیرہ کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوا اور میز پر رکھ کر تاخیر کی معذرت کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ میں نے گلاسوں میں انڈیل کر کہا۔ "ٹوسٹ۔"

اس نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "تمہاری محبوبہ کی صحت کے نام۔" میں نے اس کو گدگدانے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "فہرست طویل ہے بریڈ کون سی محبوبہ کے نام سمجھوں۔" آنکھوں سکیڑ کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا لیکن۔۔۔۔۔۔ خیر میرا اشارہ مس سریکھا کی طرف ہے۔"

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "وہ میری محبوبہ نہیں ہے بریڈ۔۔۔۔۔۔ تم غلطی کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔ بائی جو وہ میری کچھ نہیں ہے او کے' میں تمہاری صحت کے نام۔۔۔۔۔۔" اس نے تھینک یو کہہ کر گلاس سے گلاس ملایا اور دونوں پینے لگے۔

دو پیگ پینے کے بعد اس کے چہرے پر بشاشت نمودار ہوئی اور کہنے لگا۔ "پرنسلی' تم نے بائی جو کہا سریکھا تمہاری کچھ نہیں؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "یس بریڈ تم نے صحیح سنا۔۔۔۔۔۔ میں اس پر مرتا ہوں لیکن یہ تعلق روحانی ہے جسمانی نہیں۔۔۔۔۔۔ ہماری محبت ابھی تک معصوم ہے۔۔۔۔۔۔ پاک ہے۔"

اس نے میرا ہاتھ پکڑ کے چومتے ہوئے کہا۔ "آئم مائی سوری ڈارلنگ۔۔۔۔۔۔ تم عظیم ہو۔۔۔۔۔۔ میں تمہاری عزت کرنے لگا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "گلاس بھرو بریڈ۔۔۔۔۔۔ تمہارے خیالات میں پینے سے ہی تبدیلی آئی ہے ورنہ تم مجھے ایکس پلین کرنے کا موقع ہی نہیں دے رہے تھے۔"

اس نے دونوں گلاسوں میں بوتل خالی کرتے ہوئے ایک بار پھر معافی مانگی۔ گلاس اٹھا کر میری صحت کا جام پیا اور چلتے ہوئے بل منگا کر پے منٹ کرنے لگا۔ میں نے "ڈونٹ

بادر" کہہ کر اس کے نوٹ لوٹائے اور بل ادا کر کے ہنستے ہوئے باہر نکلے۔

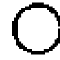
دس بارہ دن گزر گئے میں سریکھا سے ملنے نہ گیا۔ بریڈلے نے بھی اس وزٹ کے بعد مجھے کبھی نرسنگ ہوم جانے کو نہیں کہا۔ لیکن بھلانے کی کوشش کے باوجود سریکھا میرے دل سے محو نہ ہوتی تھی۔ اس کا خیال اکثر مجھے پریشان کرنے لگتا۔ صرف وہی تو بمبئی میں تھی اور تو سب دور کی چیزیں ہو چکی تھیں۔ اسی کشمکش میں ایک شام آٹھ بجے کے قریب کرنل کلوڈ۔لس کی اسٹینو گرافر نے کہا۔ "آپ کا ٹیلی فون ہے لیفٹننٹ------" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "کون ہے؟" مسکرا کر بولی۔ "کوئی لڑکی ہے لیفن۔ ریکھا یا لیکھا------میں صحیح طور نہ سمجھ سکی۔" میں نے سریکھا سمجھ کر چلتے ہوئے پوچھا۔ "کرنل کہاں ہے میڈم؟"

وہ بولی۔ "دوسرے کمرے میں ہے۔" میں اس کے ساتھ کرنل کے اپارٹمنٹ میں آیا اور ریسور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری مرتبہ آواز دینے پر پوچھا۔ "سریکھا بول رہی ہے۔" میں نے مزاج پوچھا تو ہنس کر کہنے لگی۔ "بالکل ٹھیک ہوں۔ تم نے تو بھلا دیا نا۔" میں نے کہا۔ "نہیں ڈیئر' ایسا نہ کہو۔" بولی۔ "تو آ جاؤ پھر ہم نرسنگ ہوم سے ہوٹل پیریزین میں آ گئے ہیں۔ تھرڈ فلور روم ۱۸۸ او کے۔"

میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "او کے------ آ رہا ہوں------ ذرا ڈیڈی کو ٹیلی فون پر بلاؤ کہنے لگی۔ وہ ذرا سمندر کے کنارے ہوا کھانے گئے ہیں' نو بجے تک واپس ہوں گے------ تم آ جاؤ اور یونیفارم میں نہ آنا پلیز۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یونیفارم کے بغیر میں کمپاؤنڈ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ بولو کیا کہتی ہو؟" اس نے "آ جاؤ" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے اسٹینو گرافر کا شکریہ ادا کیا اور اپنے کمرے میں آ کر یونیفارم پہننے لگا۔

میں ہوٹل میں پہنچا تو کاؤنٹر پر ریسپشنسٹ نے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لیفٹننٹ پرنسلی ہیں نا جناب؟" میں نے کہا "روم نمبر ۸۸ سے تمہیں بتایا گیا؟" اس نے کاؤنٹر سے نکل کر لفٹ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آیئے جناب۔" تھرڈ فلور پر پہنچ کر اس نے کارنر سے تیسرے اپارٹمنٹ کی طرف اشارہ کیا اور "گڈ نائٹ لیفن" کہہ کر واپس ہو گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور سریکھا شعلہ جوالہ بنی ہوئی میرے سامنے کھڑی تھی۔ میں اس کا حسن و جمال اور زرق برق ساڑھی دیکھ کر سکتے میں آ گیا۔ نگاہیں ملتے ہی وہ شراب کی طرح دل و دماغ پر چھا گئی۔ میرے ہاتھ اسے لپٹانے کو اٹھتے اٹھتے رہ گئے۔ اس نے مسکرا کر آہستہ سے میرے کندھے پر سر ٹکا دیا۔ میں نے بمشکل خود کو سنبھالا اور کمرے میں نظر ڈال کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "ہاؤ گلیڈ مس سریکھا------ تمہیں صحت یاب دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔" وہ میری

بوکھلاہٹ پر ہنس دی اور ہاتھ پکڑ کے صوفے پر بٹھاتی ہوئی بولی۔ "شکریہ کرن۔" میں نے اس کے انداز تخاطب کو نظر انداز کر کے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مسٹر سنگھ نہیں لوٹے ابھی۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "نہیں آئے کرن۔" میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر دھواں خارج کرتے ہوئے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ بالوں پر ہاتھ پھراتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کرن' اپنی عزیز ترین سالی سے ملنا پسند کرو گے؟" میں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میری سالی------ عزیز ترین سالی۔ پاگل ہو گئی ہو کیا؟" اس نے بیڈ روم کی طرف دیکھا۔ میں نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔ دروازے میں اجیتا کھڑی ہوئی تھی۔ خاموش اور بے حس و حرکت۔





اجیتا کو سکتے کی حالت میں دیکھ کر میں بمشکل اپنی حیرت کو چھپانے میں کامیاب ہو سکا۔ وہ خاموش کھڑی خالی خالی نظروں سے میری طرف دیکھتی رہی۔ اس نے کسی حرکت سے ثابت نہ ہونے دیا کہ وہ مجھے پہچانتی ہے۔ میں نے سریکھا کی طرف گردن گھما کر تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کون ہے یہ شریمتی؟“ میرے تلخ لہجے سے اس کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ ہونٹوں پر زبان پھراتے ہوئے کہنے لگی ”تو کیا آپ اجیتا دیوی کو نہیں جانتے لیفن؟؟“

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”تمہارا مطلب ہے۔ یہ لیڈی جو سامنے کھڑی ہیں اجیتا دیوی ہیں؟“ اس نے گھبرا کر نگاہیں جھکا لیں اور کوئی جواب نہ دیا۔ اجیتا نے قریب آ کر سریکھا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”معاف کرنا لیفٹننٹ اس کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ذرا کچھ ہسٹیرک ہے------ اور پھر ویسے بھی آپ پرنس کرن سے بہت------“

میں نے سر کو خم دے کر کہا ”شریمتی------ میرا نام لیفن پرسٹلی ہے------ میں یہاں------“

”میں سن چکی ہوں لیفن۔“ اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”میرا نام اجیتا کماری ہے۔“ اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ میں نے سر کو خم دے کر اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر بوسہ دیا۔ سریکھا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہماری طرف دیکھ رہی تھی۔ اجیتا نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”بیٹھئے لیفن۔“ پھر سریکھا کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ ”اس میں شک نہیں کہ پرنسلی سوگرباشی کرن سے اس قدر مشابہت رکھتے ہیں کہ صرف وہی ان میں امتیاز کر سکتے ہیں جنہوں نے راجکمار کو بہت قریب سے دیکھا ہے------ بار بار دیکھا ہے------ ورنہ ہر شخص دھوکا کھا سکتا ہے۔“

سریکھا کو پسینہ آ گیا۔ اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی------ لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا اور منہ کھول کر رہ گئی۔ اسی وقت اس کا بھائی ستیندر سنگھ اندر داخل ہوا اور ”ہیلو لیفن“ کہہ کر میری طرف بڑھا۔ میں نے ”ہیلو“ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور لائٹر نکال کر سگریٹ سلگانے لگا۔ اس نے مصافحے کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ کھینچ کر اجیتا کی طرف دیکھا۔ اجیتا نے مسکرا کر نفی میں سرہلاتے ہوئے کہا۔ ”نہیں ستیندر تم سب غلط فہمی میں مبتلا ہو۔“

میں نے سریکھا کی طرف دیکھا۔ "مسٹر سنگھ کو بلوایئے نا مسی۔" اجیتا نے کہا۔ "بیٹھے نا لیفٹن------ وہ بھی آ جائیں گے------ جلدی کیا ہے؟" میں بادل ناخواستہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اجیتا نے سریکھا کو اشارہ کیا اور وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ستیندر نے مسکرا کر کہا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے راجکماری جی؟"

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے جواب دیا۔ "لیکن تمہیں لیفٹنٹ سے معافی مانگنی پڑے گی اور مجھے یقین نہیں کہ------"

میں نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ضروری نہیں میڈم------ مجھے آپ سے مل کر جو خوشی ہوئی ہے اسے ماضی کی تلخ باتیں یاد دلا کر ضائع نہ کیجئے------ پلیز------"

مسکرا کر بولی۔ "مجھے بہت افسوس ہے لیفٹن------ خیر یہ بتایئے کہ کیا پینا چاہیں گے؟" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ ؟صرف سگریٹ------ اور وہ پی رہا ہوں------"

اجیتا نے مسکرا کر ریسیور اٹھایا اور روم سروس کو کافی کا آرڈر دے کر کہا۔ "یہ میری طرف سے ہے لیفٹن------ مجھ سے تو کوئی شکایت نہیں ہے نا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں۔"

سریکھا نے کہا۔ "یہ مجھ سے ناراض ہیں------ میری وجہ سے انہیں بہت تکلیف پہنچی ہے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پہلے ہی جو کچھ ہوا وہی کم نہ تھا اور اب تو اس نے کھلی سازش کی تھی کہ ستیندر اور اجیتا کو بلا کر مجھے ایکسپوز کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کے دیوتاؤں کو بھی معلوم نہ تھا کہ اجیتا میری کیا تھی اور میرے لئے کتنی بڑی قربانی دے چکی تھی۔ اس لئے مجھے تو ایکسپوز کیا کرتی میری رہی سہی ہمدردی سے بھی محروم ہو گئی۔ تھوڑی دیر میں بیرا کافی لے کر آ گیا۔ اجیتا نے اپنے ہاتھ سے پیالیوں میں کافی انڈیلی اور ایک پیالی میری طرف بڑھائی۔ میں نے تھینک یو کہہ کر اس کے ہاتھ سے پیالی لے لی اور چسکیاں لینے لگا۔ کافی ختم ہو گئی لیکن ہشیر سنگھ ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ ہماری باتیں بھی ختم ہو چکی تھیں۔ کہنے سننے کو تھا ہی کیا------ اور جو کچھ تھا وہ نہ میں کہہ سکتا تھا نہ اجیتا۔ آخر میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اچھا اجیتا دیوی------ اب میں اجازت چاہوں گا------ مسٹر سنگھ آئیں تو انہیں بتا دیجئے گا------ کہ میں حاضر ہوا تھا------ ویسے تو آپ کو انہیں اور بھی بہت کچھ بتانا ہو گا شاید------"

وہ ہنس دی۔ "آپ صحیح کہہ رہے ہیں لیفٹن------ لیکن کیا آپ ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتے؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پھر کبھی سہی اجیتا دیوی۔"

وہ "بہتر ہے" کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب تک میں اسی سے باتیں کرتا رہا تھا۔ سریکھا پر سکوت طاری تھا اور ستیندر کو میں نے اس طرح نظرانداز کیا تھا جیسے اس کا وجود ہی نہیں ہے------ اجیتا مجھے دروازے تک پہنچانے آئی۔ سریکھا نے صوفے سے اٹھ کر گڈ بائی کہا اور پھر بیٹھ گئی۔ دروازے پر پہنچتے ہی میں نے اجیتا سے مصافحہ کرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ "کل دس بجے' ہوٹل گرین۔" اس نے میرا ہاتھ دبایا اور باواز بلند کہا۔ "اس لڑکی کی باتوں پر ناراض نہ ہونا لیفٹن' اچھا گڈ بائی۔"

میں رامپارٹ رو کے ایک کیفے میں کھانا کھا کر گھر پہنچا تو رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ میرا ذہن اس وقت مختلف خیالات کی آماجگاہ تھا۔ گو اجیتا کی ذہانت نے بگڑتی ہوئی بازی کو سنبھال لیا تھا اور میں سریکھا کے بچھائے ہوئے جال کو توڑ نکلنے میں کامیاب تھا۔ لیکن سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوتا' یہ تو پاراگڑھ سے شردھام اور شردھام سے بمبئی تک پھیلا ہوا تھا۔ اجیتا کا بمبئی آنا یا لایا جانا آسان کام نہ تھا۔ وہ ایک اہم شخصیت تھی' سروج کو اس کے اور اس کو سروج کے تمام راز معلوم تھے اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ یکہ و تنہا راج محل چھوڑ کر اتنے طویل سفر پر نکل کھڑی ہوئی ہو۔ نہ معلوم ستیندر کے علاوہ اور کون کون اس کے ساتھ آیا تھا۔ سوچتے سوچتے میرا دماغ چکرانے لگا۔ بمشکل ایک بجے مجھے نیند نے تفکرات سے نجات دلائی۔

دوسرے روز دو تین ہزار جوانوں کی محاذ جنگ کی طرف روانگی تھی۔ میں کیپٹن بریڈلے کے روک لئے جانے کی خوشی میں تمام دن رخصتی انتظامات میں ضرورت سے زیادہ مصروف رہا اور شام کو سات بجے کے قریب اپارٹمنٹ کو لوٹا تو بریڈلے میرے ساتھ تھا۔ آج ہماری بلڈنگ میں بھی بھیڑ چھٹ چکی تھی۔ خاص طور سے جس فلور پر میں رہتا تھا بالکل خالی تھا۔ کرنل کلوڈ ملس سیٹیس وغیرہ سب جا چکے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے جلد سو جانے کا بہانہ کر کے نو بجے کے قریب بریڈلے کو چلتا کر دیا اور یونیفارم پہن کر باہر نکلا۔ کاریڈور میں آتے ہی کرنل کلوڈ ملس کے فلیٹ کا دروازہ کھلا دیکھ کر اجیتا کو ٹیلیفون کرنے کا خیال آیا اور چند قدم آگے بڑھ کر دروازے پر پہنچ گیا۔ پہلے ہی کمرے میں جو کرنل کے دفتر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی اسٹینو یونیفارم پہنے کرسی پر بیٹھی ہوئی سگریٹ پی رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی کرسی سے اٹھی اور سلیوٹ کر کے مسکراتی ہوئی بولی۔ "آیئے لیفٹن------ کوئی خدمت۔" میں نے سلام کا جواب دے کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "آج گھر جانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟"

کہنے لگی۔ "آج نہیں جا سکوں گی سر' کمپنی کے لئے ممی کو بلایا ہے------ دو تین دن میں دوسرا کرنل آئے گا اس کے بعد جانا ہو گا------ سگریٹ لیجئے۔"

میں نے سگریٹ لے کر سلگایا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "ٹیلی فون کرنا ہو تو میں دوسرے

کمرے میں چلی جاتی ہوں۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور اٹھالیا۔ اس نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ میں نے ہوٹل گرین کا نمبر ڈائل کر کے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔ "میرے نام کوئی مسیج ہو تو بتایئے۔"

وہ بولی۔ "کیسا مسیج۔ کس کا مسیج؟ مسٹر پرنسلی؟" یہ ریسپشنسٹ تھی۔ میں نے کہا۔ "مسٹر نہیں میڈم۔۔۔۔۔ لیفٹننٹ پرنسلی۔۔۔۔۔ لیکن اگر ابھی نہیں ہے تو دس پندرہ منٹ میں تمہیں ضرور مل جائے گا۔۔۔۔۔ میں ساڑھے نو بجے تک انتظار کروں گا۔" میں نے اسے اپنا ٹیلیفون نمبر دے کر ریسیور رکھ دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد اسٹینو گرافر نے دروازے سے جھانک کر دیکھا اور کمرے میں آ کر میز کے دوسری طرف والی کرسی پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔ "سر آپ پہلے لیفٹننٹ ہیں جس سے کرنل کو معافی مانگتے دیکھا ہے۔ میں نے اپنے ڈیڈی سے یہ بات کہی تو انہوں نے میرا یقین نہیں کیا۔"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس لئے کہ غلطی کرنل کی تھی' اگر وہ معافی نہ مانگتے تو انہیں جواب دینا مشکل ہو جاتا۔۔۔۔۔ تاہم تمہیں آفیشل میٹرز سویلینز سے نہیں۔۔۔۔"

وہ میری بات کاٹ کر کہنے لگی۔ "مجھے افسوس ہے لیفن۔۔۔۔۔ لیکن وہ میرے والد ہیں۔۔۔۔۔ اور یقین کیجئے آپ سے ملنے کو بے چین ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "تم کتنی سادہ ہو مس۔"

"ڈینس مسکنا سر۔"

"تم سے مل کر خوشی ہوئی۔" میں نے کہا۔ "کاش مجھے اتنی فرصت ہوتی کہ ان سے مل سکتا۔"

مسکرا کر بولی۔ "مجھے معلوم ہے سر۔۔۔۔۔ واقعی آپ بہت مصروف ہیں۔۔۔۔۔ اتنے مصروف کہ لیڈیز سے بات کرنے کی بھی فرصت نہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بات تو ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔"

اس نے سگریٹ کا پیکٹ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ واقعی پرنسلی ہیں۔"

میں نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "خوب۔۔۔۔۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ میں تنہائی پسند ہوں۔"

اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "نو سر' میں ایسا نہیں سمجھتی۔۔۔۔۔ بلکہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکتی شاید۔"

میں نے اس کو باتونی پا کر پیچھا چھڑانے کے لئے سگریٹ سلگانے میں جواب گول کر

دیا۔ سریکھا سے شکست کھانے کے بعد میں اپنا طرز عمل بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن نہ جانے کیوں مجھ میں کسی لڑکی سے تیوری چڑھا کر بات کرنے کی جرات کا فقدان تھا۔ میں سگریٹ سلگا کر چلنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ آواز آئی۔ "ہیلو گرین ہوٹل۔"

میں نے کہا۔ "لیفن پرنسلی------" دوسری طرف سے کہا گیا "لیفن روم نمبر ۲۹ میں آپ کی دوست آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ کاؤنٹر پر آ جایئے میں آپ کو پہنچا دوں گی۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ڈینس کا شکریہ ادا کر کے چل دیا۔

مجھے دیکھتے ہی ریسپشنسٹ کاؤنٹر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل کے کہنے لگی۔ "آیئے لیفن' میں آپ کو روم نمبر ۲۹ میں پہنچا دوں۔" میں نے کہا۔ "تکلف کرنے کی ضرورت نہیں------ اسی فلور پر ہے نا؟" اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور سامنے والی رو کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ اپارٹمنٹ------ گڈ نائٹ------" میں نے آگے بڑھ کر روم نمبر ۲۹ کے دروازے کا بزر دبایا۔ پہلی ہی گھنٹی پر دروازہ کھلا اور اجیتا نے مسکرا کر خیر مقدم کیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ اس نے دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور صوفوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یہاں آتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا کرن؟"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر تمہارا اشارہ ستیندر کی طرف ہے تو جواب نفی میں ہے------ وہ خواب میں بھی مجھے فالو کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔"

وہ آہستگی سے میرے پہلو میں بیٹھ گئی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹ لیا اور چومتے ہوئے کہا۔ "تشریف آوری کا شکریہ اجیتا------ میں تنہائی سے گھبرا چلا تھا۔ سروج کا کیا حال ہے؟" وہ بولی۔ "سب کشل ہیں------ تفصیل سے بعد کو بات کروں گی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اس کریک لڑکی کے جال میں کس طرح پھنس گئے؟"

"کیا عرض کروں ڈارلنگ------ شامت اعمال با صورت نادر گرفت------ اسٹیشن پر تمہارا انتظار کر رہا تھا------"

"سن چکی ہوں۔" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "لیکن تم نے لفٹ کیوں دی؟ برٹش آفیسر کی طرح تیور بدل کر بات کرتے ہوئے کیا ہو گیا تھا؟"

"وہ کرن کرن کہے جا رہی تھی------ مجھے خوف تھا اگر ایسے میں تم آ گئیں تو نہ جانے کیا ہو' اس لئے میں نے مصلحتاً نرم رویہ اختیار کیا اور وہ آگے بڑھتی ہی چلی گئی------ اور پھر اس بری طرح چمٹی کہ------" میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ اجیتا نے پوری توجہ سے سننے کے بعد مسکرا کر کہا------ "تم نے اس حد تک بڑھنے کے

بعد ------ جب کہ اس کی وجہ سے تمہارا تمام پروگرام خاک میں مل گیا تھا------ اس کو تشنہ کیوں رہنے دیا؟"

میں نے کہا۔ "صرف اس لئے کہ میں اپنی مصیبتوں میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ غور تو کرو جو لڑکی میری کچھ نہ ہونے پر ناک سے لکیریں کھنچوا رہی ہے اگر کچھ ہو جاتی تو شمشان بھومی تک پیچھا نہ چھوڑتی------"

اجیتا نے قہقہہ لگایا۔ "وہ اپنی کمزوری سے طاقت کا کام لینا جانتی ہے کرن۔ اس نے اس بری طرح خود کو تمہارے قدموں میں ڈالا ہے کہ اگر تم راکشس بن جاؤ تب بھی اس کو روند کر نہیں جا سکتے۔ سچ پوچھو تو میں تمہیں الزام دینے کی بجائے تمہاری قوت برداشت کی داد دیتی ہوں------ حالانکہ جہاں تک میں سمجھی ہوں------ تم------" وہ بولتے بولتے رک کر پھر ہنس دی۔

میں نے اس کے دونوں رخساروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کہہ ڈالو پرتیا کیوں رک گئیں؟" اس نے میری دونوں کلائیاں تھام کر کہا۔ "حالانکہ جہاں تک میں سمجھی ہوں تم کافی رنگین مزاج واقع ہوئے ہو------ کیا غلط------؟"

"نہیں------" میں نے ہنس کر جواب دیا۔ "یہ میرا پیدائشی حق ہے اجیتا ڈیئر------ اور میں اس سے دست بردار ہو جانے کو شہزادگی سے دست بردار ہو جانے کو مترادف تصور کرتا ہوں------ لیکن ان حالات میں جن سے میں اس وقت گزر رہا ہوں کسی رنگین مزاجی کی گنجائش نہیں ہے------ یہ خوش خرامیاں راج محل سے باہر اچھی نہیں معلوم ہوتیں------ اور جیسا کہ تم نے کہا اس طرح قدموں میں بچھ جانے والی لڑکی کو روند کر راکشس بھی نہیں گزر سکتا۔ بہرکیف اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے جو چال چلنا پڑی ہے۔ اس پر بھی میرا ضمیر ملامت کرتا ہے؟"

اجیتا نے مسکرا کر کہا۔ "کیوں؟" میں نے کہا۔ "اس لئے کہ میں نے اس کو اس کی غیر معمولی ذہانت، غیر معمولی خود اعتمادی، غیر معمولی محبت اور غیر معمولی ایثار کی سزا دی ہے------ میں نے ان تمام حقیقتوں کو جھٹلایا ہے۔"

اس نے میری کلائیاں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "کرن جہاں تک اس کی ذہانت کا تعلق ہے، میں تم سے اتفاق کرتی ہوں لیکن اس سے ہٹ کر سب کچھ خود غرضی اور بے حیائی پر مبنی ہے تم ہی بتاؤ کہ یہ یقین کر لینے کے بعد کہ تم راجکمار کرن ہو------ اسے ایک شادی شدہ راجکمار سے محبت کرنے کا کیا حق تھا------ اور پھر اس حد تک؟ اگر اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کی پروا نہ تھی تو نہ سہی لیکن کم از کم تمہاری زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا تھا------ یہ کیسی محبت ہے کرن؟ کیا مجھے تمہاری عقل پر حیرت نہیں کرنی چاہئے۔"

میں خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر کہنے لگی۔
"کہیں ایسا تو نہیں تم جسمانی اتصال کو ہی محبت سمجھ بیٹھے ہو؟"
میں ہنس دیا۔ "نہیں ڈیرا ایسا نہیں ہے------ میں محبت اور ایثار دونوں کا مفہوم سمجھتا ہوں------ اور وہ------" میں بولتے بولتے رک گیا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری اور غائب ہو گئی۔ میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
"اور وہ دونوں چیزیں تم پر ختم ہیں پرتما------"
اس نے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کا منہ اوپر اٹھا کر پیار کرنا چاہا تو میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے۔ میں نے اس کو آغوش میں لے کر چوم لیا------ سنبھل کر بیٹھتی ہوئی بولی------ "کرن، تمہیں میرے زخموں کو نہیں کریدنا چاہئے تھا۔ تمہاری محبت مجھے بہت مہنگی پڑی ہے۔"
"میرا اعتراف اس کا ثبوت ہے کہ میں اس قیمت سے واقف ہوں جس پر تم نے مجھے خریدا پرتما------"
"تمہیں کون خرید سکتا ہے روپ------ یہ صرف ان لمحات کی قیمت ہے جو تمہارے ساتھ گزرتے رہیں۔"
میں نے جذبات سے مغلوب ہو کر اس کی گود میں سر رکھ دیا اور جب تک اس نے تھپک کر مجھے اٹھایا تو میری پلکیں نم آلود تھیں اور وہ مسکرا رہی تھی۔ میں نے بمشکل سنبھلتے ہوئے کہا۔ "اچھا اتنے عرصے کے بعد روپ کہہ کر تم نے مجھے زندگی کا وہ حسین دور یاد دلایا کہ میں خود کو مرا ہوا محسوس کر رہا ہوں۔"
"میری موجودگی میں تم کیسے مر سکتے ہو کرن۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں تمہیں امرت پلا کر مر سکتی ہوں------ اٹھو------ ارے میں تو بھول ہی گئی تم امرت کے علاوہ کئی ولایتی چیزیں بھی پیتے ہو۔" میں نے اس کا بازو تھام کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آنکھوں سے۔" اس نے ہنس کر ریسیور اٹھا لیا اور روم سروس کو آرڈر نوٹ کرانے لگی۔
صبح پانچ بجے میں نے ہاتھ منہ دھو کر یونیفارم پہنتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "یہیں رہنا اچھا------ میں شام کو ساڑھے پانچ بجے تمہارے پاس ہوں گا۔"
مسکرا کر بستر سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے کرن------ سریکھا اور ستیندر------" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "صبح ہی صبح ایسے اشبھ نام زبان پر نہیں لایا کرتے ڈارلنگ------" وہ بولی۔ "خیر ڈارلنگ۔ اشبھ سہی------ لیکن اس کے وجود کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا------ آخر مجھے پارا گڑھ جانا ہے------ اور------" میں نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "اونہوں تم نہیں جاؤ گی۔ جب تک میں یہاں ہوں۔" اس نے ہنس کر ریسیور اٹھانا چاہا۔ میں نے جھپٹ کر ریسیور کریڈل

پر دباتے ہوئے کہا۔ "وقت نہیں ہے ڈیئر------ مجھے شیو' غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر ساڑھے چھ بجے ہیڈ کواٹرس پہنچنا ہے۔ وعدہ کرو یہیں ملوگی۔"

وہ بولی۔ "کیسے ممکن ہے ڈارلنگ؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "جیسے آج ممکن ہوا۔ ٹیلی گرام کر دو' بیمار ہو کر کسی کلینک میں داخل ہو گئی ہو۔"

کہنے لگی۔ "کرن کیا ہو گیا ہے تمہیں------ یہ اتنا آسان ہے؟ خیر میں شام کو یہیں ملوں گی------ پھر بات کریں گے------ او کے؟" میں نے پیک کیپ اٹھا کر "او کے" کہا اور چل دیا۔ وہ دروازے تک چھوڑنے آئی اور میرے زینے پر پہنچنے تک ویو کرتی رہی۔

میں انتہائی عجلت کرنے کے باوجود پندرہ منٹ لیٹ پہنچا۔ چنانچہ اس لئے اپارٹمنٹ پہنچ کر شیو اور ناشتہ کرنے کے بجائے سیدھا کیمپ کی طرف روانہ ہو گیا اور بریڈلے کے کوارٹر پر ناشتہ کیا۔ وہ میرے اس غیر معمولی طرز عمل پر حیران تھا۔ یہ پہلا اتفاق تھا کہ میں بغیر شیو کے پہنچا تھا اور صبح کی چائے کے لئے دوست کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا۔

شام کو پانچ بجے واپسی کے وقت بریڈلے میرے ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اس کو ٹالنے کے لئے اسٹیشن جانے کا بہانہ کیا تو ہنس کر کہنے لگا۔ "لیفن پھر سے رومانٹک ہوتے جا رہے ہو' نہیں؟"

میں نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "نہیں کیپٹن ایسی کوئی بات نہیں ہے خواہ مخواہ شک نہ کرو۔" اس نے ہنس کر مجھے سیٹ پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "پرنسلی' ہم انٹیلی جینس میں ہیں------ ہمیں آپس میں ایک دوسرے کو ڈاج دینے کے لئے ایکسٹرا آرڈی نری انٹیلی جینس کی ضرورت ہے------ او کے خدا حافظ------" میں نے خدا حافظ کہہ کر انجن اسٹارٹ کیا تو کھڑکی میں جھک کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "شاید مس سریکھا سے کمپروماِئز ہو گیا ہے۔" میں نے گیئر لگاتے لگاتے رک کر کہا۔ "یو آر اے فول سر۔"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

میں نے ہنس کر گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "غلط نہیں' بہت غلط------ تمہیں فاشنگ فورس ہونا چاہئے کیپٹن------ گولی چلانے میں عقل کی نہیں صرف نشانے کی ضرورت ہوتی ہے------ بائی بائی۔"

میں نے گرین کے سامنے پارکنگ لاٹ میں گاڑی پارک کر دی اور زینہ طے کر کے کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو رسیپشن پر وہی کل والی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ میں "ہیلو ہیلو" کہتا ہوا اس کے قریب ہو کر گزرنے لگا۔ اس نے مسکرا کر کہا "گڈ ایوننگ لیفن۔" کہا اور سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر لائٹ کا اشارہ کیا۔ میں نے رک کر جیب سے لائٹر نکالا اور اس کو لائٹ دی۔ اس نے شکریہ ادا کر کے جھجکتے جھجکتے کہا۔ "لیفن آپ کی دوست کے کمرے

میں ان کا ایک رشتہ دار ہے۔ انہوں نے مجھے فون پر ہدایت کر دی تھی کہ آپ کو مطلع کر دوں۔"

میں نے مسکرا کر کاؤنٹر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اوہ شاید ان کا کزن پہنچ گیا ہے------ ہشنگ کوٹ' جودھپور پر بچز' مونچھیں' گول چہرہ' گندمی رنگ------"

مسکرا کر بولی۔ "بس بس لیفٹن' بالکل یہی کچھ۔"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں نکالتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے وہ میڈم کا کزن ہے------ اور میں اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔" وہ بولی۔ "تو پھر آپ ریسپشن روم میں بیٹھئے۔ میں ان کے جانے کے بعد آپ کو رنگ دے کر مطلع کروں گی۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے کمرے کی طرف چلتے ہوئے کہا "میرے واسطے کافی بھجوا دینا۔ اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور ریسیور اٹھا لیا۔ میں اندر جا کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس وقت اجیتا کے ساتھ ستیندر کی ملاقات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں اجیتا کی وجہ سے وہ لوگ بھی اس ہوٹل سے گرین میں نہ آ جائیں۔ اطمینان کا پہلو صرف یہ تھا کہ گرین کے اخراجات تاج سے کچھ کم ہی تھے جنہیں راجا مہاراجا ہی برداشت کر سکتے تھے۔ یہ ستیندر جیسے جاگیرداروں کی رسائی سے باہر کی چیز تھا۔

چند منٹ بعد بیرر کافی لے کر آ گیا اور میں آہستہ آہستہ چسکیاں لے کر دیر تک پیتا رہا۔ ساڑھے چھ بجے کے بعد جب کہ میں بیٹھے بیٹھے اکتا چلا تھا کاؤنٹر سے رنگ ہوا۔ میں اٹھ کر باہر نکلا اور ریسپشنسٹ کو پانچ روپے دے کر کافی کا بل ادا کرنے کو کہتا ہوا اپارٹمنٹ نمبر ۲۹ کی طرف چل دیا۔ بزر دباتے ہی اجیتا دروازے پر آئی اور مسکرا کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "ستیندر کو تمہارا پتا کس نے بتا دیا؟"

"میرے سوا کون بتا سکتا تھا۔" اس نے صوفوں کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟" اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے سگریٹ سلگا کر ایک بار پھر جواب طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ میرے برابر میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں صبح ان کے ہوٹل گئی تھی۔ کچھ سامان یہاں لے آئی ہوں۔ کچھ اسی ہوٹل میں پڑا ہوا ہے۔ میری نوکرانی اور منتظمہ بھی وہیں ہیں۔ میں تنہا یہاں ہوں اس لئے بتانا پڑا۔ ستیندر سہ پہر کو وہیں سے میرے ساتھ آیا تھا۔"

میں نے کہا۔ "اجیتا پھر تو ان میں سے کوئی بھی آ سکتا ہے اور کسی بھی وقت آ سکتا ہے۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "اونہوں------ اب کسی کے آنے کی کوئی وجہ نہیں

ہے۔"

"سریکھا آ سکتی ہے------ اس کے لئے تمہارا ہوٹل میں منتقل ہو جانا------ خصوصاً" مجھ سے ملاقات ہونے کے بعد------ سوچنے کی کئی راہیں نکال سکتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے وہ ذہین بھی شکی بھی ہے اور ضدی بھی اور اب جب کہ وہ میری طرف سے مایوس ہو چکی ہے۔ مجھے تباہ کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرے گی۔"

اچیتا سوچ میں پڑ گئی' میں اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا۔ چند لمحے غور کرنے کے بعد اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "جی فرمایئے؟" بولی۔ "میں ایک حل پیش کر سکتی ہوں۔ لیکن خطرناک ہے------ ممکن ہے آگے چل کر پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں------ لیکن اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

میں سمجھ گیا۔ میں نے جواب دیا۔ "لیکن میں ایسی ناعاقبت اندیش لڑکی کو اعتماد میں لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ ایک منٹ میں ہم دونوں کو خود کشی کرنے پر مجبور کر سکتی ہے------ اس لئے پلیز ڈارلنگ------ تم کل ہی ان کو لے کر پارا گڑھ چلی جاؤ------ اور کچھ عرصے بعد خرابی صحت کا بہانہ کر کے پھر واپس آ جاؤ------ اور اگر مجھ کو خود سے علیحدہ نہیں سمجھتی تو پلیز یہ تمام بل مجھے ادا کرنے دو۔"

وہ ہنس دی۔ "کمال کر رہے ہو ڈارلنگ------ بات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے------ یقین کرو جب مجھے ایسی کوئی ضرورت ہو گی تو میں تم سے بغیر ہچکچائے کہوں گی------ بل پے کر دو ڈارلنگ------ لیکن------"

"لیکن------" میں نے اس کا قطع کلام کیا۔ "یہ بل میں بغیر کہے ادا کر رہا ہوں اور اب بالکل خاموش رہو۔" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے جیب سے چیک بک نکال کر پانچ ہزار روپے کا بیئرر چیک لکھا اور دستخط کر کے اس کے تکیے کے نیچے رکھ دیا------ اس نے شاید مجھے لکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ کہنے لگی۔ "معلوم ہوتا ہے لیفٹننٹ پرنسلی کا بیلنس چھ سات ہندسوں میں ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "دیوی دیوتاؤں کی مہربانی سے بھنڈار بھرپور ہے------ کرن راج محلوں سے نکلنے پر بھی کرن ہے------ اچھا اب گڈ بائی اینڈ پالاگن۔" اس نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چیک میری جیب میں رکھتے ہوئے بولی۔ "چپ چاپ بیٹھ جاؤ------ میں کھانا منگا رہی ہوں------ اور مینجر کو ہدایت کر رہی ہوں کہ اب کسی کو میرے پاس نہ آنے دیا جائے------"

میں نے "او کے ڈارلنگ" کہہ کر سگریٹ سلگایا اور پشت گاہ سے کمر لگا کر پاؤں پھیلا دیئے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کھانے کا آرڈر دیا اور پھر ریسپشن روم کا نمبر ڈائل کر کے کہا۔ "مس جیرمین------ اب کسی کو میرے پاس نہ آنے دیا جائے۔"

ریسیور رکھ کر وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ کھانے کے دوران میں نے اس کو دوبارہ سمجھایا کہ جلد از جلد سریکھا وغیرہ کو لے کر پاراگڑھ روانہ ہو جائے اور اس نے کہا کہ وہ کل شام کی ٹرین سے جانے کا ارادہ کر چکی ہے۔ میں نے اس کو اپنا ایڈریس نوٹ کرایا اور پاراگڑھ سے روانہ ہونے سے پہلے ٹیلی گرام کرنے کو کہا۔

صبح پانچ بجے روانہ ہونے سے پہلے میں نے اس کو آج ہی روانہ ہو جانے اور جلد از جلد بمبئی واپس پہنچنے کی درخواست کی اور رخصت ہو گیا۔ وہ دروازے پر کھڑی ہوئی دیو کرتی رہی۔ سیڑھیوں کی طرف گھومتے ہوئے میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ رومال سے آنسو پونچھ رہی تھی۔ خود میری بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی لیکن لوٹنے کا وقت نہ تھا۔ آج مجھے شیو اور غسل کے لئے لازماً" اپنے اپارٹمنٹ کو جانا تھا۔ چنانچہ دل پر جبر کر کے تیزی سے سیڑھیاں اتر کے گاڑی سنبھالی اور چند منٹ میں گھر پہنچ گیا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وردی اتار کے شیو کیا۔ غسل سے فارغ ہو کر چائے پی اور دوسری یونیفارم پہنتے ہوئے جیب سے سگریٹ کیس اور پرس نکالتے ہوئے رات کو لکھا ہوا بیئرر چیک ہاتھ میں آ گیا۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو چھ بجنے میں سات منٹ باقی تھے اب گرین جانے کا وقت نہ تھا۔ جلدی جلدی تیار ہوا اور گاڑی لے کر ہیڈ کوارٹرز کی طرف روانہ ہو گیا۔

تین بجے کے قریب جب کہ انٹیلی جینس اسٹاف کلاس روم میں کرنل منی کا لیکچر سننے کے لئے جمع ہو رہا تھا۔ گارڈ روم سے ایک کارپورل کلاس روم کے دروازے پر آ کر بولا۔ "فون کال فار ٹیلیفن پرنسلی پلیز۔" میں نے بنچ سے اٹھ کر کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "ہری اپ۔" میں تیزی سے باہر نکلا اور کارپورل کے ساتھ گارڈ روم میں پہنچا۔

ٹیلی فون دیوار میں آویزاں تھا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ماؤتھ پیس میں "ہیلو ٹیلیفن پرنسلی اسپیکنگ۔" کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "روپ ساڑھے پانچ بجے کہاں مل سکتے ہو؟" یہ اجیتا تھی۔ میں سناٹے میں آ گیا۔ اس کا ابھی تک یہاں ہونا چیک لوٹانے سے بھی زیادہ حیرت کا باعث تھا۔ بمشکل خود کو سنبھال کر کہا۔ "تم ابھی یہیں ہو۔ کیا آج جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا؟" کہنے لگی۔ "ہاں روپ اسے ایک حادثہ سمجھ لو۔ تمہیں مجھ سے لازماً" ملنا ہے ------ بتاؤ کہاں؟"

میں نے سوچ کر کہا۔ "چرچ گیٹ ریلوے اسٹیشن پر ------ او کے" بولی۔ "او کے ڈارلنگ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "گڈ بائی۔" اس نے ماؤتھ پیس کو بوسہ دے کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر گارڈ کا شکریہ ادا کیا اور تیزی سے کلاس روم کی طرف لپکا۔ ابھی

لیکچر شروع نہیں ہوا تھا۔ میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کرنل مرنی کا شکریہ ادا کیا اور کیپٹن بریڈلے کے برابر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی میرے کان کے پاس منہ لا کر بولا۔ "مسٹرولسن تھے؟"

میں نے کہا۔ "نہیں ایک دوست تھا۔ آج پھر تم سے معذرت چاہوں گا۔" بولا۔ "شیور شیور۔" اسی وقت کرنل مرنی نے "آفیسرز سائیلنس پلیز" کہہ کر لیکچر شروع کر دیا اور سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

پانچ بجے ڈسمس ہوتے ہی میں نے آفیسرز میس میں بریڈلے کے ساتھ کھڑے کھڑے چائے پی اور سگریٹ سلگا کر گڈ بائی کہتا ہوا کار کی طرف چل دیا اور جس وقت اسٹیشن پہنچا تو پانچ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ میں نے ہال میں ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ ویٹنگ رومز میں دیکھا لیکن اجیتا ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ کچھ دیر گیٹ پر انتظار کرتا رہا پھر اپر کلاس بکنگ آفس سے اندھیری کے دو ریٹرن ٹکٹ خریدے اور پلیٹ فارم گیٹ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ دفاتر کا کلوزنگ ٹائم ہونے کی وجہ سے اس وقت بے پناہ رش تھا اور ہر تین چار منٹ کے بعد ایک لوکل ٹرین پہنچ رہی تھی اور ایک روانہ ہو رہی تھی۔ پورا ہال' پلیٹ فارم' ویٹنگ اور ریفرشمنٹ رومز' ٹی اسٹال وغیرہ مسافروں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہجوم میں گھٹن سی محسوس ہونے لگی تو پھر ہال سے نکل کر گیٹ پر آ گیا۔ کار پر نظر ڈالی تو اس کے قریب ہی ایک پولیس کا ٹریفک کانسٹیبل کھڑا دکھائی دیا۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کوئی تکلیف؟" اس نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "صاحب------ نو پارکنگ۔"

میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہا۔ "پھر کہاں؟" بولا۔ "ویری ویری سوری۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور چابی نکال کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اسی وقت ایک ٹیکسی آ کر رکی اور ڈرائیور نے باہر دھکیل کر پچھلا دروازہ کھولا۔ اجیتا نے پرس کھول کر ایک روپیہ ٹیکسی والے کے ہاتھ پر رکھ دیا اور باہر نکل کر ہیلو کہتی ہوئی میری طرف بڑھی۔ میں نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنا چاہا تو اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں تمہیں ڈرائیو کروں گی۔" میں نے ہنس کر اس کو اگلی سیٹ پر دھکیلا اور وہیل سنبھالتے ہوئے کہا۔ "یہ بمبئی ہے' ایکسی ڈنٹ کر بیٹھو گی۔" مسکرا کر بولی۔ "اچھا تو میں چلانا نہیں جانتی کیا؟"

"جانتی ہو۔" میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک پر لیتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہاں سڑکوں کا جال تمہاری لٹ سے بھی زیادہ الجھا ہوا ہے۔ مجھے ہی سلجھانے دو تو بہتر ہے۔" وہ ہنسنے لگی۔ میں نے گیئر بدلا اور گاڑی تیزی سے سڑک پر پھسلنے لگی۔ اس کا ہاتھ میری کمر کے گرد آ گیا۔ میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "جی یور ایکسی لنسی------ فرمایئے کیا حادثہ پیش آ گیا کہ روانگی ملتوی کر دی گئی۔" کہنے لگی۔ "کرن کیا بتاؤں------ معاملہ بہت گمبھیر ہے' نہ معلوم تم اس کا کیا اثر لو۔"

میں نے کہا۔ "مثلاً"۔" وہ بولی۔ "سریکھا ایک پاگل لڑکی ہے------ میں بڑی مشکل میں پھنس گئی۔" میں نے سرخ سگنل دیکھ کر گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے وہ جو کچھ ہے ڈیئر صاف بتاؤ نا کیا ہوا؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ پاراگڑھ جانے کو تیار نہیں ہے۔ میں نے بہت سمجھایا۔ انکار کرتی رہی۔ میں نے زیادہ اصرار کیا تو بگڑ گئی اور چیخ کر کہنے لگی۔ "پرنسلی کو بلاؤ میں اس سے معافی مانگے بغیر نہیں جاؤں گی۔" گرین سگنل دیکھ کر میں نے گیئر لگایا۔ گاڑی چلتے ہی اجیتا نے کہا۔ "اب بتاؤ میں تمہیں کس طرح بلا سکتی ہوں------ کیسے ظاہر کر سکتی ہوں کہ میرے پاس تمہارا ایڈریس اور فون نمبر ہے۔"

"شمشیر سنگھ کے پاس بریڈے کا ٹیلی فون مبر ہے۔" میں نے طریقہ بتایا۔ وہ بولی۔ "کرن شمشیر سنگھ تم سے اتنے شرمندہ ہیں کہ تمہارے سامنے آنے سے انکار کر چکے ہیں۔ دوسرے میں خود بھی نہیں چاہتی کہ تم سریکھا سے ملاقات کرو۔ وہ دیوانی اگر اپنے باپ اور بھائی کے سامنے کوئی غلط حرکت کر بیٹھی تو کیا ہو گا؟" میں نے جیب سے ریلوے کے ٹکٹ نکال کر کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ان پر لعنت بھیجو جائیں یا نہ جائیں تم ان کا انتظار نہ کرو اور کل پہلی ٹرین سے واپس ہو جاؤ۔"

وہ بولی۔ "یہ ٹھیک ہے۔ میں کل جا رہی ہوں۔"

"معاف کرنا ڈیئر' میں بار بار تمہیں جانے کو کہہ رہا ہوں------ لیکن یہ محض اس خوف کی وجہ سے ہے کہ کہیں مجھ سے یا تم سے کوئی غلطی ہو گئی تو بہت بڑی مصیبت بن جائے گی۔"

"جانتی ہوں۔" اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اچھا یہ بتاؤ اس وقت کہاں جا رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "جہاں تم کہو------ کسی ہوٹل میں کھانا کھائیں گے اور آٹھ بجے واپس ہو جائیں گے۔"

"نہیں کرن۔" اس نے کہا۔ "اتنا وقت نہیں ہے۔ میں تم سے صرف یہی کہنے آئی تھی۔ دیر ہو جانے پر انہیں شکایت ہو گی یہیں سے لوٹ چلو' پلیز برا نہ مان جانا۔"

میں نے گرانٹ روڈ انٹرسیکشن سے یو ٹرن لیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اچھا ڈیئر' میں تمہاری کسی بات کا برا نہیں مانتا۔ لیکن دیکھ رہا ہوں کہ تم مجھ سے مغائرت برت رہی ہو------ تم نے میرا چیک بھی واپس کر دیا۔"

وہ بولی۔ "ہاں' اس لئے نہیں کہ میں نے تمہیں غیر سمجھا بلکہ اس لئے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ اتنا زیادہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے لٹانے پر بھی کم نہیں ہوتا------ اور اب تمہارے سوا خرچ کرنے والا کون ہے۔ شادی تو میں کر نہیں سکتی۔ پھر میری دولت

دشمن پیدا کرنے کے سوا مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے۔"

اس کے افسردہ لہجے سے میرے دل پر زبردست چوٹ لگی۔ بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "اچھا ڈیئر تمہاری محبت اور ایثار نے مجھے خرید لیا ہے۔۔۔۔۔۔ تم کسی طرح اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھو۔ میں تمہارے لئے ہر بلیدان دینے کو تیار ہوں۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

وہ مسکرا دی۔ "مجھے معلوم ہے کرن تم میرے لئے کچھ بھی کر سکتے ہو۔"

میں نے گاڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "الفاظ پر نہ جاؤ ڈارلنگ۔۔۔۔۔۔ عملی طور امتحان لو۔۔۔۔۔۔ پلیز کچھ کہو۔۔۔۔۔۔ کچھ بھی کہو۔۔۔۔۔۔ اور سمجھو' ہو گیا۔۔۔۔۔۔ میں اس وقت شہزادہ نہ ہونے کے باوجود شہزادہ ہوں' ایک ریاست کا نہیں' کئی ریاستوں کا۔"

وہ ہنس کر بولی۔ "مبارک ہو۔" میں نے کہا۔ "اچھا سائیڈ ٹریک نہ کرو' کچھ کہہ ڈالو' اچھا نہ کہو' میں خود درخواست کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔ پارا گڑھ سے پیچھا چھڑاؤ۔۔۔۔۔۔ یہاں رہنے کا وعدہ کرو۔۔۔۔۔۔ میں تمہارے لئے دو مہینے میں محل تیار کرا سکتا ہوں۔" اس نے میرے کندھے پر سر رکھ دیا اور بولی۔ "کرن میں آؤں گی لیکن اتنی جلدی نہ کرو۔۔۔۔۔۔ مجھے تم پر وشواس ہے۔"

چرچ گیٹ کے سامنے پہنچتے ہی اس نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ میں نے آئی لینڈ کا چکر لگا کر ٹیکسی اسٹینڈ کے قریب گاڑی روک دی اور وہ مجھے سریکھا کی کال کا کوئی جواب نہ دینے کو کہتی ہوئی نیچے اتری اور ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہو گئی۔

دوسرے روز ایک بجے میں بریڈلے کے ساتھ میس میں کھانا کھانے جا رہا تھا کہ گارڈ روم سے ایک کارپورل نے آ کر کہا۔ "آپ کا ٹیلیفون ہے کیپٹن۔" بریڈلے نے مجھے چند منٹ انتظار کرنے کو کہا اور تیزی سے گارڈ روم کی طرف چل دیا۔ میں برآمدے میں ایک بینچ پر بیٹھ گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد وہ مسکراتا ہوا واپس آیا اور کہنے لگا۔ "لیفن رومیو۔ مس سریکھا کے علاوہ بمبئی میں تمہاری کوئی اور گرل فرینڈ بھی ہے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے ٹیلیفون سے میری گرل فرینڈز کا کیا تعلق؟" بولا۔ "میرے سوال کا جواب دو۔" میں نے کہا۔ "سمجھ لو ہے۔۔۔۔۔۔ پھر؟" کہنے لگا۔ "اس نے مجھے کہا ہے کہ اگر سریکھا تمہیں پرنسلی کو ساتھ لے کر آنے کو کہے تو کوئی نوٹس نہ لینا۔ اس سے ملنا پرنسلی کے لئے خطرناک ہے۔" میں نے اس سے نام دریافت کیا تو کہنے لگی۔ پرنسلی سے صرف اتنا کہہ دینا میں آج شام کی ٹرین سے واپس جا رہی ہوں۔ وہ سمجھ جائے گا۔ میں کون ہوں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" اس نے مسکرا کر پوچھا۔ "کون تھی یہ؟"

"ایک سویٹ ہارٹ۔" میں نے جواب دیا۔ "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے ڈیرسٹ۔ انٹیلی جینس کے اسپیشل جینٹ کیپٹن ہو۔ اتنا اشارہ کافی نہیں ہے کیا؟" وہ ہنس دیا۔

لنچ کے بعد کلاس روم میں جاتے ہی بریگیڈیئر ہچکنس کا ایک مختصر سا پیغام ملا جس میں مجھے فوراً ان کے دفتر میں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں نے نوٹ جیب میں سرکاتے ہوئے بریڈلے کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اگر دیر ہو جائے تو بنگلے پر آ جانا۔" میں نے اس سے مصافحہ کیا اور مینجر کے ساتھ چل دیا۔ دفتر پہنچتے ہی بریگیڈیئر نے فوراً مجھے اپنے کمرے میں طلب کر لیا۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جایئے لیفٹن۔" میں تھینک یو سر کہہ کر بیٹھ گیا۔ منہ سے پائپ نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔ "پرنسلی، تمہارا کورس تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ تم ابھی تک میری توقعات پر پورے اتر رہے ہو۔" میں نے پھر شکریہ ادا کیا۔ کہنے لگے۔ "اگلے ہفتے تمہارا امتحان ہو رہا ہے اور مجھے یقین ہے تم کامیاب ہونے والوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرو گے۔ اس وقت میرا تمہیں یہاں بلانے کا مقصد تمہیں باہر جانے کے لئے تیار رہنے کا نوٹس دینا ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟" میں نے کہا۔ "سر یہ میرے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے پہلا موقع مجھے دیا۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "کوئی پرابلم ہو تو بتاؤ۔ مجھے خوشی ہو گی گڈ۔" میں نے کہا۔ "پھر شکریہ سر۔ کوئی پرابلم نہیں۔ آپ کا حکم میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ خدا کرے آپ کا اچھا شاگرد ثابت ہو سکوں۔" وہ مسکرا کر اٹھے اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے اٹھ کر ہاتھ ملایا اور سلیوٹ کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔

سوا پانچ بجے کیمپ سے چلتے وقت بریڈلے میرے ساتھ تھا۔ اس نے ابھی تک میری طلبی سے متعلق کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ گاڑی گیٹ سے باہر نکلتے ہی کہنے لگا۔ "بریگیڈیئر نے کسی تقریب میں یاد کیا تھا بوائے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیپارچر سگنل دینے کو۔" بریڈلے "گڈ" کہہ کر خاموش ہو گیا اور سگریٹ سلگانے لگا۔ کچھ دور جانے کے بعد کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے بولا۔ "پرنسلی اس پیشگی اشارے سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک تو خیر یقینی ہے جو ہم بھی سمجھ سکتے ہیں کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گے اور شاید ڈسٹنکشن کے ساتھ ------ لیکن دوسرا میرا خیال ہے بوائے چیف کا مقصد یہ دیکھنا ہے۔ بتاؤ کیا سمجھے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ میں ہر ایکسی لینس کو درمیان میں لا کر ان کے احکام میں نرمی کرانے کی کوشش کرتا ہوں یا نہیں؟ تو مائی ڈیئر اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" بریڈلے نے ہنس کر میری پیٹھ تھپکی۔ میں نے کہا۔ "لیکن میں ہر ایکسی

لسی کو اپروچ تو ضرور کروں گا لیکن مقصد کچھ اور ہو گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کینتھ کو گھسیٹنا چاہتے ہو؟" میں نے بلڈنگ کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "بریڈلے کو۔" ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں شاندار ڈنر دوں گا۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کہاں؟ تاج میں؟" وہ ناک کھجا کر سوچنے لگا اور مسکرا کر بولا۔ "او کے تاج میں۔" میں نے پھر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "صرف مجھے یا پوری فیملی کو؟" وہ کہنے لگا۔ "سوری بوائے۔ میں پرنس نہیں ہوں۔ تمہاری بٹالین مجھے ایک رات میں ریٹائرمنٹ تک کے لئے مقروض کر جائے گی۔ اس لئے صرف تم۔ اکیلے تم اور میں۔" میں نے انجن کے قریب پہنچ کر گاڑی کا انجن بند کر کے چابی نکالتے ہوئے کہا۔ "پھر کینسل کر دو۔ میں سنگل فائل میں کبھی نہیں چلتا------ " وہ ہنستے ہوئے سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ فلور پر پہنچتے ہی کاریڈور میں کھڑی ہوئی ڈینس نے سلیوٹ کیا۔ بریڈلے نے اس کو جوابی سلیوٹ کیا اور میں دروازہ کھولنے لگا۔ ڈینس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "آج تین دن بعد آپ کو دیکھ رہی ہوں۔ کہیں گئے ہوئے تھے؟" میں نے بریڈلے کو اندر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں مس ڈینس میں یہیں تھا۔" مسکرا کر بولی۔ "تو پھر آپ دیر سے آتے رہے ہوں گے۔" میں اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر پہنچتے ہی بریڈلے نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "معلوم ہوتا ہے ڈینس بھی تمہارے خواب دیکھنے لگی ہے بوائے۔" میں نے ٹیبل سے سگریٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاں میری پیشانی پر "ٹولیٹ" لکھا ہوا ہے۔ اگر ارادہ ہو تو کہہ دوں۔ اس کمرے کی چابی بریڈلے کے پاس ہے۔" قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "سوری بوائے" میں کرایہ داروں میں گھر جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔" میں نے سگریٹ سلگا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر اپنے دروازے بند رکھو اور دوسروں کے گھر جانے پر اپنی ننھی سی جان نہ جلاؤ۔" وہ ہنستا ہوا بیٹھ گیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سر یقین کیجئے آپ کا لیفٹننٹ کوپے میں سفر کرتا ہے۔ سیکنڈ اور انٹر میں نہیں------ اور یہ------ یہ تو ریڈ کراس ایمبولینس ہے------ " ہنستے ہنستے بریڈلے کے ہاتھ سے سگریٹ چھوٹ گیا۔

چوتھے روز ہمارے گروپ کے امتحانات شروع ہو گئے اور یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ اس ٹیسٹ میں ایک پیپر کے سوائے' جو صرف دو گھنٹے کا تھا تمام عملی امتحان تھا۔ نتیجہ نکلنے پر معلوم ہوا کہ میں بارہ آفیسرز کے گروپ میں سیکنڈ آیا تھا۔ فرسٹ' کیپٹن وسکانسن تھا جو آئی ایم اے ڈیرہ دون کا تربیت یافتہ پیراٹروپر تھا اور پیراشوٹ جمپ میں ہی اس نے تمام گروپ کو شکست دی تھی۔ یہ اس کا فیلڈ تھا۔ وہ بیس ہزار فٹ کی بلندی سے چھلانگ لگا کر آٹھ ہزار فٹ تک گرنے کے بعد پیراشوٹ کھولتا تھا۔ یہ ہم میں سے کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ تیسرے نمبر پر کیپٹن بریڈلے تھا۔ ایگزامنر نے اس ڈسکشن پر تینوں کو

مبارکباد دی۔ بریگیڈیئر ہچکنس نے میڈل دیئے اور مبارکباد دیتے ہوئے تینوں سے مصافحہ کیا۔ پھر میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ کیپٹن وسکانسن ٹیرر ہے لیفٹیننٹ۔۔۔۔۔۔ اگر یہ تمہارے بیچ میں نہ ہوتا تو تمہارے لئے یقینی چانس تھا۔" میں نے مسکرا کر سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سر ہمیں کیپٹن وسکانسن کی لیڈرشپ پر فخر ہے۔ وہ ہمارے ہیٹ مین ہیں۔"

پاسنگ آوٹ کے بعد دوسرے روز ہمیں ایکوپمنٹ بیگ دیئے گئے۔ چلتے وقت بریگیڈیئر نے تنہائی میں مجھ سے کہا۔ "مجھے بہت خوشی ہے لیفٹیننٹ اس دوران تم نے کسی بڑے دروازے کو کھٹکھٹا کر مجھے ناراض نہیں کیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر، اگر میں اتنا بھی نہ سمجھ سکوں کہ میرے چیف کا قبل از وقت مجھے تیاری کا حکم دینے کا کیا مقصد ہے تو پھر میں انٹیلی جنس کے لئے قطعی نا اہل ہوں۔" بریگیڈیئر نے "پچ پلیز" کہہ کر میری پیٹھ تھپکی اور میں سلیوٹ کر کے رخصت ہو گیا۔

تیسرے روز بریگیڈیئر نے مجھے اور بریڈلے کو اپنے دفتر میں بلا کر ایک ایک لفافہ اور ایک ایک ہزار روپے کے دو چیک دیتے ہوئے کہا۔ "کل صبح چیک کیش کراؤ اپنی تنخواہیں وصول کرو اور شام کے جہاز سے دونوں کلکتہ روانہ ہو جاؤ۔ تمہارے ٹرانسفر آرڈرز کے ساتھ مکمل ہدایات درج ہیں ان کے مطابق عمل کرنا ہے۔"

ہم نے لفافہ کھول کر ہدایتیں پڑھیں۔ مجھے وکٹر ہیرس کہہ کر خطاب کیا گیا تھا اور کیپٹن بریڈلے کو جان ہنٹرس۔ ہمیں کلکتہ پہنچ کر گرینڈ ہوٹل میں ملٹری کنٹریکٹرز کی حیثیت سے قیام کرنا تھا اور بنگال کے انارکسٹوں اور دہشت پسندوں کی تخریبی سرگرمیوں کا سدباب کرنا تھا۔ چند خطرناک لیڈروں کے نام حالات اور دائرہ عمل کی تفصیلات بھی فراہم کی گئی تھیں۔ لیکن ان کی تعداد چھ سے زیادہ نہ تھی جن میں دو لڑکیاں بھی تھیں ایک بنگالی ہندو اور دوسری مسلمان کیپٹن ہونے کی حیثیت سے بریڈلے اس مشن کا لیڈر تھا اور کلکتہ پہنچ کر ہمیں کرنل بشپ سے جو انٹیلی جنس چیف تھے رابطہ قائم کرنا تھا اور اس کے بعد ان کی ہدایات پر عمل کرنا تھا۔ تمام باتیں سمجھانے کے بعد بریگیڈیئر نے ہمیں نئے سویلین ناموں پر جاری کئے ہوئے برٹش پاسپورٹ اور تھامس کک سے حاصل کئے ہوئے دو کیبن ٹکٹ اور دیگر کاغذات دیئے۔ ان سے رخصت ہونے کے بعد میں نے مسٹر ولسن کو ٹیلی فون کر کے ڈیئر ایکسی لنسیز سے انٹرویو مانگا۔ پندرہ بیس منٹ بعد انہوں نے مجھے رنگ کر کے شام کے سات بجے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ میں نے شکریہ ادا کر کے ریسیور رکھ دیا اور بریڈلے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گاڑی کو کیا کریں ہنٹرس؟" بولا۔ "کیا کریں؟ ساتھ لے چلو پارٹنر۔ ابھی بک کرا دیتے ہیں۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے چار بجے ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹے میں بک ہو جائے گی؟"

"کیوں نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "تھامس کک کے ہاں پھینک کر چلے آئیں

گے۔ وہ خود نپٹتے رہیں گے۔"

"گاڑی کے لگیج بکس میں چند قیمتی چیزیں بھی ہیں۔" میں نے کہا۔ "ایک ونچسٹر آٹو میٹک رائفل' دو پستول اور کچھ ڈائمنڈز وغیرہ۔" وہ مسکرا کر انگلیوں سے کنپٹی پر ڈرم بجانے لگا۔ کچھ دیر سوچ کر بولا۔ "کسٹمز والے نہیں جانے دیں گے۔ خیر میں بریگیڈیئر سے بات کرتا ہوں۔" اس نے ٹیلیفون اٹھا کر ڈائل گھمایا اور ہیلو کہہ کر باتیں کرنے لگا۔ چند منٹ جملے تبدیل کرنے کے بعد رسیور رکھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ چیف اپنے آرڈرلی کے ساتھ "آن ہز میجسٹیز سروس" کا لیبل بھجوا رہے ہیں۔ تمہیں اس پر گورنمنٹ ہاؤس سے مہر لگوانی ہو گی۔" میں نے کہا۔ "ہنڑس کسٹمز ڈیپارٹمنٹ والے مہر کو نہیں مانتے۔ میں سیکرٹری سے ٹیلیفون کرا دوں گا۔ لیبل ویسے بھی مشکوک ہے۔" وہ بولا۔ "ٹھیک ہے لیکن لیبل بھی لے لیتے ہیں۔" میں اوکے کہہ کر گاڑی لانے کو چل دیا۔

ہم گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو پانچ بج چکے تھے۔ مسٹر ولسن دفتر میں ہی مل گئے۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر بولے۔ "اتنی جلدی آ گئے پرنسلی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر' وکٹر ہیرس کہیئے۔ میں کلکتہ جا رہا ہوں اور اس وقت زحمت دینے کی وجہ یہ ہے کہ کسٹمز چیف کو ٹیلیفون پر ہدایت کر دیجئے کہ میری کار کا سامان چیک نہ کیا جائے۔" وہ بولے۔ "کیوں' سونا وغیرہ اسمگل کر رہے ہو کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر بنگالیوں کے لئے چاول کے سوا کیا اسمگل کیا جا سکتا ہے۔ میری گاڑی میں کچھ آرمز ایمونیشن ہیں۔" مسکرا کر بولے۔ "بغیر لائسنس کے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پرنس اور ملٹری آفیسرز اسلحے کے لائسنس سے مستثنیٰ ہوتے ہیں اور میری ٹانگ دونوں جگہ پھنسی ہوئی ہے۔" بولے۔ "آئی سی۔ اچھا بیٹھو۔ میں ٹیلیفون کر دیتا ہوں۔" میں تھینک یو سر کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "گاڑی کہاں ہے؟" بلے نے کہا۔ "یہیں ہے سر' کیپٹن بریڈلے اس میں بیٹھا ہوا ہے۔" وہ بولے۔ "اس سے کہو گاڑی لے کر فوراً" الیگزینڈرا ڈاک۔۔۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔۔۔۔ جیمس ایٹ دس اینڈ۔۔۔۔۔۔" انہوں نے ماؤتھ پیس میں بولنا شروع کر دیا۔ میں نے باہر جا کر بریڈلے کو مسٹر ولسن کا حکم سنایا اور وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے چل دیا۔ میں چیمبرز میں آیا تو وہ باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ میں نے انہیں پلیٹ نمبر بتایا اور انہوں نے ماؤتھ پیس میں دہرا دیا۔ پھر میری طرف دیکھ کر ریسیور رکھتے ہوئے بولے۔ "او کے وکٹر کلب جا کر ہمارے اکاؤنٹ میں کچھ کھاؤ پیو۔ میں سات بجے سے پہلے تمہیں فون کروں گا۔" میں نے اٹھ کر سلام کیا اور مصافحہ کر کے چل دیا۔

دوسری صبح ہم دونوں جہاز میں سوار ہو گئے۔ ہمیں سی آف کرنے والا کوئی نہ تھا۔ کلکتہ پہنچنے تک ہم سب سے الگ تھلگ رہ کر فارغ اوقات میں کرانتی کاریوں کی خفیہ سرگرمیوں کے واقعات اور اپنی مفروضہ سوانح حیات سبق کی طرح یاد کرتے رہے۔ ہم نے

کسی سے زیادہ تعلقات بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ ہمارا کھانا اور ناشتا وغیرہ کیبنوں میں ہی فراہم کیا جاتا تھا۔ شام کو پینے کے لئے بار میں جاتے تو ہم سفرلوگوں سے رسمی بات چیت ہنٹرس ہی کی ذمہ داری تھی۔ میں کبھی کبھار ہوں ہاں یا ہنٹرس کی تائید میں ایک دو جملے تبدیل کر کے پینے کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ کوئی لیڈی چھوٹ لینے کی کوشش کرتی تو وہ اس سے چھوت کی بیماری کی طرح میری حفاظت کرتا اور پھر کیبن میں آ کر کڑھی بگاڑنے پر خوب قہقہے لگاتا۔ حتیٰ کہ میں نے تنگ آ کر اس کو ریورنڈ فادر اور پھر یور ہائی نس کہنا شروع کر دیا۔

آخر یہ اکتا دینے والا سفر ختم ہوا اور ایک سہانی صبح ہمارا جہاز کلکتہ پورٹ پر لنگر انداز ہو گیا۔ زینے لگا دیئے گئے اور مسافر نیچے اترنے لگے۔ ہنٹرس ٹیکسی میں بیٹھ کر گرینڈ ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں کار کی ڈلیوری لینے کے لئے پورٹ پر رہ گیا۔ چار گھنٹے بعد جبکہ میں کارگو آفس میں بیٹھا بیٹھا اکتا کر بھاگنے والا تھا۔ میری گاڑی کرین کے تاروں میں جھولتی ہوئی ڈاک پلیٹ فارم پر ٹکی۔ میں نے بل آف لیڈنگ اور کاغذات متعلقہ افسروں کو دیئے' کسٹمز آفیسر کو ایکزبی نیشن لیبل اور لیٹر وغیرہ دکھا کر مطمئن کیا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر وہیل سنبھالا۔ کسٹمز کا تمام عملہ کسٹمز آفیسر کے گرد جمع ہو گیا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے کرتے میں نے ان کو آپس میں اشارے اور چہ میگوئیاں کرتے دیکھا۔ قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرے متعلق ہی باتیں کر رہے ہیں۔ لیکن گفتگو بنگالی زبان میں ہونے کے باعث میں کچھ سمجھ نہ سکا اور گیئر لگا کر تیزی سے گیٹ کی طرف چل دیا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے چار پانچ مقامات پر ٹریفک پولیس سے گرینڈ ہوٹل کا راستہ پوچھنا پڑا۔ ہوٹل کے پورٹیکو میں گاڑی رکتے ہی مینجر ریسپشن آفس سے نکل کر سیڑھیوں پر آیا اور مسکرا کر گڈ مارننگ کہتا ہوا بولا۔ "آر یو مسٹر ہیرس سر؟" میں "جی ہاں۔" کہتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پورٹر کو چابی دے کر لگیج بکس سے سامان نکالنے کا اشارہ کیا۔ مینجر نے کہا۔ "سر' مسٹر ہنٹرس گیارہویں منزل پر اپارٹمنٹ نمبر ۳۴ میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" پورٹر میرے دونوں سوٹ کیس اور اٹیچی لے کر میرے سامنے آ گیا۔ مینجر نے اس کو میرے ساتھ جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر میں آپ کی گاڑی گیراج میں رکھوا کر آپ کے پاس حاضر ہوتا ہوں۔" میں او کے کہہ کر لفٹ کی طرف چل دیا۔

میں پورٹر کے ساتھ گیارہویں منزل پر پہنچا تو ہنٹرس' اپارٹمنٹ کے دروازے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ میری کمر پر ہاتھ مارا اور اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ پورٹر نے سامان کپ بورڈ پر رکھ دیا——— ہنٹرس نے ایک روپیہ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا اور وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ میں نے کمرے کے سامان پر نظر ڈالی۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ صوفہ سیٹ' ٹیبل' چسٹر ڈرائر' کرسیاں' الماری' ڈائننگ ٹیبل' ٹیلیفون' ایک مسہری' غرض آسائش

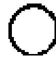
کی تمام چیزیں جو ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ہونی چاہئیں موجود تھیں۔ مجھے اس طرح دیکھتے پا کر ہنٹرس نے کہا۔ "دوکٹر برابر والا اپارٹمنٹ خالی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں' ایک ہی کافی ہے۔ شام سے پہلے یہیں ایک ایکسٹرا بیڈ منگا لیں گے۔ کیا ضرورت ہے پندرہ روپے روزانہ ضائع کریں۔ انڈین اسٹائل میں رہ لیں گے۔ کیا کہتے ہو؟" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "ایز یو پلیز سر۔ لیکن کبھی کبھی مجھے فرصت دینا ہو گی۔ یعنی تمہیں کسی پارک میں رات۔۔۔۔۔۔" اس نے جملہ پورا ہونے سے پہلے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "سوری وکی۔ میں چوبیس گھنٹے تمہارے سر پر مسلط رہوں گا۔ مجھے اپنے باڈی گارڈ کے سوا کچھ نہ سمجھو۔" اس نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "خدا تم پر رحم کرے۔ لو سگریٹ پیو۔" اس نے ہنس کر سگریٹ کھینچ لیا اور میں نے اسے لائٹ دی۔ اسی وقت مینجر اجازت طلب کر کے اندر آیا اور کار کی چابی میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا۔ "گیراج نمبر۹۔ کوئی اور خدمت؟" ہنٹرس نے کہا۔ "نہیں' اب تم جا سکتے ہو۔" اور وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح چلا گیا۔



اگلے روز صبح جب ہم شیو اور ناشتے سے فارغ ہو کر بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ کیپٹن ہنٹرس نے ریسیور اٹھایا اور "ہیلو" کہہ کر خاموش ہو کر سننے لگا۔ چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد ذرا سنبھل کر بیٹھ گیا اور بولا۔ "گڈ مارننگ سر۔۔۔۔ بس سر ہم تیار ہو کر بیٹھے ہیں اور آپ کے پیغام کے منتظر تھے۔۔۔۔ اوکے سر۔" ریسیور میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "چیف کرنل بشپ۔" میں نے ریسیور اس سے لے کر کان سے لگایا اور کہا۔ "گڈ ایوننگ سر!" کرنل کی آواز آئی "ایوننگ بوائے۔۔۔۔ غور سے سنو۔ یہاں کیل کتا میں ایک ٹیررسٹ گروپ دہشت پسندانہ سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس کا ایک انتہائی فعال رکن "انیل" ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچا چکا ہے۔ لیکن پولیس اور انٹیلی جنیس دونوں کو کئی مرتبہ غچہ دے کر نکل چکا ہے اور ہاتھ نہیں آتا۔ اسے فوری طور پر گرفتار کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "سر آپ فکر نہ کریں بہت جلد اسے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔" بولے۔ "لیکن۔۔۔۔ مجھے تم سے یہی امید ہے۔ ہچکنس نے تمہاری تعریف کی ہے اور تمہیں بیسٹ بوائے کہا ہے۔" میں نے کہا۔ "سر میں آپ کی امید پر پورا اتروں گا۔" وہ بولے۔ "اوکے۔۔۔۔ ناؤ لسن۔۔۔۔ انیل گزشتہ ایک دو روز کے دوران آسن سول میں دیکھا گیا ہے۔"

"کافی ہے سر!" میں نے کہا اور انہوں نے فون بند کر دیا۔ میں کیپٹن ہنٹرس کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن اس نے بتایا کہ کرنل بشپ نے اسے اپنے دفتر طلب کیا ہے۔ میں

اسی وقت بذریعہ ٹرین آسن سول پہنچ گیا اور سارا دن اسٹیشن پر گزارا۔ رات آٹھ بجے ایک گاڑی کلکتے کے لئے روانہ ہونے والی تھی۔ اسٹیشن پر کافی رش تھا۔ گاڑی چلنے سے چند منٹ پیشتر میں نے ایک شخص کو پلیٹ فارم پر تیزی سے لگیج آفس کے آس پاس ٹہلتے دیکھا۔ ساتھ ساتھ وہ ادھر ادھر دیکھتا جا رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ میرے دیکھتے دیکھتے لگیج آفس کا ایک کلرک اس کی طرف بڑھا اور اس نے چلتے چلتے بڑی راز داری سے ٹکٹ اس شخص کے ہاتھ میں تھما دیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہو لیا وہ تھوڑی دور آگے جا کر واپس پلٹا اور لگیج آفس میں داخل ہو گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے آفس میں آ گیا اور آتے ہی میں نے اسے کہا۔ "آئی ایم لیفٹننٹ وکٹر ہیرس---- تم خود کو حراست میں سمجھو اور جلدی سے بتاؤ وہ شخص کون ہے جسے تم ابھی ٹکٹ دے کر آئے ہو۔" وہ بہت زیادہ گھبرا گیا اور ہکلاتے ہوئے بولا۔ "سر---- میں---- میں----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دیکھو---- اگر تم اپنی گردن بچانا چاہتے ہو تو جلدی سے اس شخص کا نام بتا دو---- میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" مرے ہوئے لہجے میں بولا۔ "سر! انیل---- میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔"



"اوکے۔" کہہ کر میں تیزی سے لگیج آفس سے باہر آ گیا اور دروازہ بند کر کے ادھر ادھر دیکھا چند قدم کے فاصلے پر ٹکٹ انسپکٹر کھڑا ہوا تھا میں نے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا اسے اپنا تعارف کرا کے کہا۔ "لگیج کلرک کو اپنی حراست میں لے لو---- یہ ایک کیس میں ہمارے محکمے کو مطلوب ہے۔ فی الحال تمہاری کسٹڈی میں رہے گا۔" اس نے سلیوٹ کیا اور "اوکے سر کہہ کر چلا گیا۔ گاڑی نے آخری وسل دی اور چلنے لگی۔ میری نظریں انیل کو تلاش کر رہی تھیں۔ وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ چنانچہ میں جلدی سے ٹرین پر سوار ہو گیا۔ اب ساری گاڑی میں اسے تلاش کرنے کا مشکل مرحلہ سامنے تھا۔ ابھی دو کمپارٹمنٹ ہی دیکھے تھے کہ یہاں بھی میری خوش قسمتی نے ساتھ دیا۔ میں تیسرے کمپارٹمنٹ کی طرف جا رہا تھا کہ انیل ٹوائیلٹ سے نکل کر اسی کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا جس سے میں ابھی باہر آیا تھا۔ میں تھوڑی دیر رک کر دوبارہ کمپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں کل تین آدمی تھے۔ میں انیل کے سامنے والی خالی نشست پر بیٹھ گیا۔ میں نے نوٹ کیا کہ وہ میری نظر بچا کر مجھے بغور دیکھ رہا تھا۔ دل میں ایک فیصلہ کیا اور اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہیلو مسٹر----" مجھے رکتے دیکھ کر وہ بولا۔ "کرشن کمار۔" میں نے اس کا نام دہرایا ذرا معنی خیز انداز میں اور کہا۔ "آئی ایم لیفٹننٹ وکٹر ہیرس فرام انٹیلی جنس برانچ۔" میرا جملہ سن کر وہ چونکا اور اس کے منہ سے نکلا۔ "اوہ---- ہیلو لیفٹننٹ! ہاؤ

ڈو یو ڈو؟" میں نے مسکرا کر کہا "فائن مسٹر انیل۔" جلدی سے بولا۔ "کرشن کمار لیفن۔" میں مسکرانے لگا اور وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ میں نے کہا۔ "سوری۔" بولا۔ "اٹس اوکے لیفن۔"

"لیس مسٹر کرشن ایز یو سے اٹس اوکے۔" اس کے ماتھے پر پسینہ آگیا تھا اور وہ خاصا مضطرب نظر آ رہا تھا۔ چند منٹ میں گاڑی آہستہ ہو کر ایک اسٹیشن پر رک گئی انیل جلدی سے اپنا سوٹ کیس اٹھا کر چلنے لگا تو میں نے پستول نکال کر اس کی طرف کر دیا۔ "وہاٹ از دس لیفن۔" اس نے گھبرا کر کہا۔ میں نے کہا۔ "مسٹر۔۔۔۔ کرشن یو آر ناٹ کرشن یو آر انیل اینڈ ناؤ ہینڈز اپ۔" اتنی دیر میں گاڑی چل پڑی تھی۔ اس نے ہاتھ اٹھا دیے۔ گاڑی کی رفتار بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

○○○





دوسری سیٹ پر بیٹھے ہوئے دونوں مسافر حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھ رہے تھے۔ گاڑی آندھی کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی۔ میں نے انیل کی طرف سے نظر ہٹائے بغیر ان سے کہا۔ "پلیز جنٹلمین ...... اگر آپ قانون کی مدد چاہتے ہیں تو فوراً" گاڑی کی زنجیر کھینچ لیں۔"

دونوں صاحبان دم بخود تھے۔ کسی میں اتنا بڑا کارنامہ انجام دینے کی ہمت نہ تھی۔ میں ایک قدم پیچھے ہٹ کر آسانی سے زنجیر کھینچ سکتا تھا۔ لیکن کچھ سوچ کر' جنگل میں گاڑی روکنے کے بجائے کسی اسٹیشن کا ڈسٹرکٹ سگنل آنے کا انتظار کرنے لگا' تاکہ رکتے رکتے پلیٹ فارم پر پہنچ جائے اور اسٹیشن ماسٹر اور کچھ نہ کر سکے تو کم از کم کنٹرولر کو ٹیلی فون کر کے ہاوڑہ جنکشن پر پولیس کو مطلع کر دے۔ اسی اثناء میں میری نظر انیل کے اٹھے ہوئے ہاتھوں پر پڑی۔ اس کے کوٹ کی ستینیں سرک کر نیچے آگئی تھیں اور بائیں ہاتھ کی کلائی پر "اے کے گھوش" گدا ہوا تھا۔ جس کو گھڑی سے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی' لیکن چین کسی قدر ڈھیلی ہونے کے باعث گھڑی بھی نیچے سرک گئی تھی اور نام صاف نظر آ رہا تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "انیل' یہ "اے کے گھوش" گم ہو جانے کے خوف سے لکھوایا تھا' پولیس کی سہولت کے لئے۔"

اس کے چہرے کی تاریکی اور گہری ہو گئی۔ زبان ہونٹوں پر پھرا کر رہ گیا۔ میں نے کہا۔ "زحمت نہ کرو۔" اور واقعی اس نے زحمت نہ کی۔ زبان سے جواب دینے کے بجائے اونچے اٹھے ہوئے ہاتھوں سے اپر برتھ تھام کر پوری طاقت سے دونوں لاتیں میرے پیٹ کی سمت چلائیں۔ یہ میرے لئے خلاف توقع نہ تھا۔ میں نے پیچھے چھلانگ لگا کر وار خالی کر دیا اور اس سے پہلے کہ وہ ٹانگیں گھسیٹ کر دوبارہ وار کرتا۔ بائیں ہاتھ سے ایک ٹانگ پکڑ کر دوسری پر پستول کا کندہ مارا۔ اس کی چیخ نکل گئی۔ ساتھ ہی سیٹ سے ہاتھوں کی گرفت پھسل گئی اور وہ دھم سے فرش پر گر پڑا۔ اس نے تڑپ کر اٹھنا چاہا۔ میں نے پوری طاقت سے اس کے سینے پر ٹھوکر لگائی اور وہ پھر چت ہو گیا۔ میں نے اس کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ سامنے بیٹھے ہوئے مسافروں میں سے ایک نے اٹھ کر کہا۔ "صاحب رحم کرو' مر جائے گا۔" میں نے پیر اٹھا کر اس کا کالر پکڑا اور سیٹ پر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "انیل میرے پاس تمہارا فوٹو ہے۔ ڈسکرپشن ہے اور تمہارے جرائم کی فہرست ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے اس ٹرین

میں تمہارا ایک اور ساتھی بھی ہے۔ اور میں ہاوڑہ پہنچتے پہنچتے اس کو بھی ڈھونڈ نکالوں گا ...... بولو تم انیل گھوش ہونے کا اقرار کرتے ہو یا تمہارے سوٹ کیس سے کوئی ثبوت نکال کر لاؤں۔"

اس نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ہاں میرا نام انیل کمار گھوش ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں انڈر گراؤنڈ ہوں ...... لیکن میرے ساتھ دوسرا کوئی نہیں ہے۔"

میں نے کھڑکی سے ایک اسٹیشن کار کا ڈسٹرکٹ سگنل گزرتے دیکھ کر زنجیر کھینچ لی۔ ویکیوم خارج ہونے کی آواز سنائی دینے لگی اور ٹرین کی رفتار کم ہوتی چلی گئی۔ چند سیکنڈ میں گاڑی ایک درمیانے درجے کے اسٹیشن پلیٹ فارم کے وسط میں پہنچ کر رک گئی اور ٹرین گارڈ' انجن ڈرائیور اور اسٹیشن ماسٹرویکیوم سگنل دیکھ کر ہمارے کمپارٹمنٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ میں نے پیچھے ہٹ کر دروازہ کھولا اور گارڈ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہیلو" گارڈ میرے ہاتھ میں پستول دیکھ کر گھبرا گیا۔ میں نے اینگلو انڈین ڈرائیور کو کمپارٹمنٹ میں آنے کا اشارہ کیا۔ وہ "گڈ ایوننگ سر" کہتا ہوا ہینڈل پکڑ کے ڈبے میں آگیا۔ اس کے پیچھے پیچھے گارڈ اور ماسٹر بھی اندر آ گئے۔ پلیٹ فارم پر مسافروں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ میں نے گارڈ سے ریلوے پولیس کو بلانے کو کہا اور وہ پھر نیچے اتر گیا۔ ڈرائیور نے انیل کی طرف دیکھتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"کون ہے یہ؟" اس سے پہلے کہ میں اسے جواب دیتا اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔ "یہ تو مسٹر انیل کمار گھوش معلوم ہوتے ہیں۔"

ڈرائیور نے چونک کر کہا۔ "گھوش؟" اسی وقت گارڈ اور پولیس مین آ گئے۔ میں نے ان سے کہا۔ "یہ انیل کمار گھوش ہے' اسے حراست میں لے لو۔" پولیس مین آگے بڑھے۔ ایک نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ دوسرے نے ہتھکڑی لگا دی۔ میں نے کوٹ کی جیب سے اپنا شناختی کارڈ نکال کر گارڈ کے ہاتھ میں دیا۔" ان کو بتاؤ میں کون ہوں اور کس اتھارٹی کی بنیاد پر انہیں گرفتاری کا حکم دے رہا ہوں۔" گارڈ نے میرا نام اور عہدہ پڑھ کر سنایا۔ ایک پولیس مین نے اٹینشن ہو کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کو حاضر ہیں۔" میں نے کہا "نہیں جوان' یہ ضروری ہے۔" پھر ایس ایم کی طرف مخاطب ہو کر کہا "آپ سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کلکتہ اور کرنل بشپ' انٹیلی جینس چیف کو ٹیلی گرام کر دیں کہ انیل کمار گھوش کو گرفتار کر کے لایا جا رہا ہے ......" اسٹیشن ماسٹر چھلانگ لگا کر گاڑی سے اتر گیا۔ میں نے پولیس مین سے ملزم کی جامہ تلاشی لینے کو کہا اور سگریٹ سلگا کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ انیل کے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک بھرا ہوا ریوالور برآمد ہوا۔ میں نے کارتوس نکال کر گارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وebلی سکاٹ ...... اعشاریہ اڑتیس بور' سکس شاٹ ...... لائسنس ہے مسٹر

گھوش؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے پلیٹ فارم پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کھڑکیاں بند کر دو۔" گارڈ نے تمام کھڑکیاں بند کر دیں۔ ڈرائیور نے کہا۔ "سر کیا یہ بہتر ہو گا کہ گاڑی اسٹارٹ کر دیں۔" میں نے کہا۔ "آر ایس ایم نے ٹیلی گرام کر دیا تو گاڑی لیٹ نہ کرو۔" ڈرائیور اور گارڈ دونوں دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ اسی وقت اسٹیشن ماسٹر نے آکر کہا۔ "صاحب ٹیلی گرام کر دیا گیا ہے' اور کوئی حکم؟"

میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "ایس ایم آسنسول کو ایک ٹیلی گرام اور کر دو ...... لیفٹیننٹ وکٹر ہیرس کی طرف سے ..... جس کلیج کلرک کو آسنسول پر ٹکٹ ایگزامنر کے حوالے کیا گیا تھا۔ اسے پولیس کی حراست میں دے دیا جائے۔" ایس ایم ویری ویل سر کہہ کر واپس ہو گیا۔

اسی وقت انجن نے وسل دیا اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ ایک پولیس مین جو ابھی تک ریوالور کی ساخت پر غور کئے جا رہا تھا۔ ملزم کے سوٹ کیس کی طرف متوجہ ہوا اور سیٹ کے نیچے سے نکالتے ہوئے بولا۔ "آپ کا ہے نا؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "اس میں تمہارے کام کی کوئی چیز نہیں' دیکھ سکتے ہو۔" اور واقعی سوٹ کیس میں کپڑوں اور شیو کے سامان کے سوا کچھ نہ تھا۔ ملزم کی جامہ تلاشی میں ایک فاؤنٹین پین ایک نوٹ بک' پرس میں ڈھائی سو روپے کے نوٹ ایک سگریٹ کیس وغیرہ جیسی چیزیں تھیں۔ پولیس مین نے ایک کاغذ پر تمام چیزوں کی فہرست بنائی اور سامنے بیٹھے ہوئے مسافروں سے دستخط اور پتے لئے۔ نگران کانسٹیبل نے اپنے ہمراہی سے بنگالی میں کچھ کہا اور اس نے ریوالور پھر سے لوڈ کر کے سوٹ کیس میں سامان کے ساتھ رکھ دیا اور سوٹ کیس لے کر ملزم کے دوسری طرف بیٹھ گیا۔

ٹرین رات کو ہاوڑہ جنکشن پہنچی تو پلیٹ فارم پر مسلح پولیس کا ہجوم تھا۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور ہینڈل پکڑ کے کھڑا ہو گیا۔ گاڑی رکتے ہی ایس۔ پی اور دوسرے افسر جن کے ساتھ فوجی افسر بھی تھے' بڑھ کر کمپارٹمنٹ کے سامنے آ گئے۔ میں نے اپر کلاس گیٹ کے سامنے سے کرنل بشپ کو آتے دیکھ کر سلیوٹ کیا۔ پولیس مین ملزم کو لے کر نیچے اترے تو ایس۔ پی اور ایک سفید کپڑوں میں ملبوس انگریز افسر نے اس کو دیکھتے ہی کہا۔ "یہ رہا ...... انیل گھوش ...... کانگریچولیشنز لیفٹن۔" میں تھینک یو کہہ کر بشپ کی طرف بڑھ گیا۔ انہوں نے "ویل ڈن وکٹر" کہہ کر میری پیٹھ تھپکی۔ ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس پی' سی آئی ڈی نے مجھ سے چند سوالات کر کے کرنل بشپ کو مبارکباد دی اور مصافحہ کر کے چل دیئے۔ میں کرنل کے ساتھ اسٹیشن سے باہر نکلا۔ پورچ کے سامنے ان کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ جس میں ڈرائیور کے ساتھ ایک سارجنٹ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں لائٹ سب مشین گن تھی۔ کرنل نے مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور گاڑی چل دی۔ تمام راستے وہ مجھ سے

تفصیلات دریافت کرتے رہے۔ چند منٹ میں ہم ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئے۔ آج پہلی مرتبہ میں نے ان کا دفتر دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن ہنٹرس آگیا اور اس کے ساتھ ہی آفیسرز میس کا اردلی کھانا لے کر پہنچ گیا۔ ہنٹرس نے مجھے مبارکباد دی اور کھانے کے دوران اس مہم سے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ کھانے کے بعد میں نے کرنل بشپ سے اپنی قیام گاہ جانے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے کہا۔ "چلے جاؤ۔ لیکن اب تمہیں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ بہتر ہوگا' ہوٹل سے نکلتے وقت یونیفارم میں ہوا کرو۔" میں نے جان کو اشارہ کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے ...... کل کسی ٹرین سے مجھے آسنسول جانا ہو گا ..... اگر آپ اجازت دیں تو کیپٹن ہنٹرس کو ساتھ لے جاؤں؟"

بشپ نے ہنٹرس کی طرف دیکھا' وہ بولا۔ "جا سکتا ہوں سر۔" بشپ نے "او کے" کہہ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ اور ہم گڈ نائٹ سر کہہ کر باہر نکلے۔ دفتر کے سامنے میری گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ کیپٹن نے وہیل سنبھالا۔ میں ٹوپی اور کوٹ اتار کے اس کے برابر بیٹھ گیا اور دس منٹ میں ہوٹل پہنچ گئے۔ صبح کے اخبارات میں انیل کمار گھوش کی گرفتاری سرورق پر چھ کالمی نیوز آئٹم تھی۔

آٹھ بجے ہم یونیفارم پہن کر آسنسول جانے کے لئے باہر نکل رہے تھے کہ ایک شخص نے وزیٹنگ کارڈ ہنٹرس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میں "اسٹیٹس مین" کا نمائندہ ہوں۔" ہنٹرس نے کارڈ واپس کرتے ہوئے کہا۔ "ویل۔"

وہ بولا۔ "آپ میں سے لیفٹن وکٹر ہیرس ......" ہنٹرس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آپ اس سے شام کو انٹیلی جنیس آفس میں مل سکتے ہیں۔"

کہنے لگا۔ "مجھے معلوم ہوا ہے وہ گرینڈ ہوٹل میں ......"

ہنٹرس نے "آپ کو غلط اطلاع ملی ہے" کہہ کر چلنا شروع کر دیا اور ہم تیزی سے گزر گاہ عبور کر کے لفٹ میں پہنچ گئے۔ وہ دروازے پر پہنچا تو ہنٹرس نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبا دیا اور لفٹ تیزی سے نیچے آنے لگی۔ وہ کھڑا دیکھتا رہ گیا۔ "نیچے آ کر کار میں بیٹھتے ہوئے ہنٹرس نے کہا۔ "اگر وہ ہمیں فالو کرتا نظر آئے تو مجھے بتانا۔ اسے ڈاج کرنا پڑے گا ......" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر اس نے فالو کیا تو ......" میں نے اسے گھونسہ تان کر دکھایا۔ ہنٹرس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "یہ شردھام نہیں ہے پیارے۔" میں نے چونک کر کہا۔ "اچھا تو تم شردھام تک پہنچ گئے جان۔"

وہ قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "وکی ہم انٹیلی جنیس میں ہیں۔ اگر ایک دوسرے کے متعلق بھی کچھ نہیں جانتے تو کسی اور کے متعلق جاننے کا ہر دعویٰ غلط ہے۔" میں خاموش ہو گیا۔ اس نے تھوڑی دیر جواب کا انتظار کیا پھر مسکرا کر بولا۔ "برا مان گئے وکی۔"

میں نے سگریٹ سلگا کر کش لیا اور اس کے چہرے پر دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں ..... بلکہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے تمہیں اپنے متعلق اتنا بھی نہیں بتایا جتنا دوست ہونے کی حیثیت سے تمہیں جاننا چاہئے۔" وہ ہنس دیا۔

میں نے بیک ویو مرر میں ایک کار کو اپنے پیچھے تیزی سے آتے دیکھ کر کہا۔ "جان شاید وہ پریس رپورٹر ہمیں فالو کر رہا ہے۔" اس نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے بیک ویو مرر پر نظر ڈالی اور اثبات میں سرہلایا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی اور چند منٹ میں اسٹیشن کمپاؤنڈ میں ملٹری آفس کے سامنے کھڑی تھی۔ الہ آباد کو جانے والی میل ٹرین چھوٹنے میں پچیس منٹ باقی تھے۔ ہنٹرس نے گاڑی کا انجن بند کیا اور ہم باہر نکلے۔ برآمدے میں ٹہلتے ہوئے سنتری نے بندوق سے سلامی دی۔ دفتر میں ایک سارجنٹ میجر موجود تھا۔ ہنٹرس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "ہم ٹور پر جا رہے ہیں۔ ہماری کار کو واپسی تک کے لئے گیراج میں رکھنے کا انتظام کراؤ۔" سارجنٹ میجر نے کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے جناب۔" ہنٹرس نے اس کو چابی دیتے ہوئے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چابی لے کر چلا گیا۔ ہم دونوں بیٹھ کر سگریٹ پینے لگے۔ ہم ابھی ٹکٹ خریدنے یا نہ خریدنے کے سوال پر بحث کر رہے تھے کہ رپورٹر دروازے پر نمودار ہوا۔ ہنٹرس نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ویل" وہ مسکرا کر اندر آتے ہوئے بولا۔ ..... "کیپٹن اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو یہ دوسرا آفیسر لیفن وکٹر ہے ......" ہنٹرس نے کہا۔ "پھر کیا میں نے تم سے کہا نہیں کہ لیفن انٹیلی جنیس آفس کے سوا کہیں انٹرویو نہیں دے سکتا؟"

وہ بولا ...... "رائٹ ...... لیکن میں انٹرویو نہیں، صرف ایک سنیپ لینا چاہتا ہوں کیپٹن ..... اف پلیز ....." ہنٹرس نے نفی میں سرہلا کر کہا۔ "سوری جنٹلمین۔" وہ گڈ بائی کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند منٹ بعد سارجنٹ میجر نے آ کر چابی دے دی اور کہنے لگا۔ "سر آپ کی واپسی کے وقت اگر میں ڈیوٹی پر نہ ہوں تو آپ سارجنٹ آن ڈیوٹی کو کار کا پلیٹ نمبر بتا کر گاڑی حاصل کر سکتے ہیں۔" ہنٹرس "او کے" کہہ کر اٹھا اور میری طرف دیکھ کر چلنے کا اشارہ کیا۔

برآمدے میں آتے ہی میری نظر پندرہ بیس قدم دو کھڑی ہوئی کار پر پڑی۔ اگلے دروازے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور وہیل پر وہی پریس رپورٹر بیٹھا ہوا تھا۔ "باسٹرڈ" میں نے ہنٹرس کو انڈرٹون میں کہتے سنا۔ برآمدے سے اترتے ہی رپورٹر نے کیمرہ اٹھا کر کھڑکی پر رکھا۔ اسی وقت میں نے ہنٹرس کو ہولسٹر سے ریوالور نکالتے ہوئے دیکھا۔ وہ چھلانگ لگا کر میرے سامنے آ گیا اور پستول سیدھا کرتے ہوئے دہاڑا۔ "کیمرہ پھینک دو ورنہ ....." رپورٹر نے کیمرہ سڑک پر پھینک دیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے تیزی سے گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہنٹرس نے ریوالور ہولسٹر میں ڈالا اور کیمرہ اٹھا کر سنتری کی طرف چل دیا۔ اسی وقت سارجنٹ میجر دروازے سے باہر نکلا۔ ہنٹرس نے وہیں سے کیمرہ اس کی طرف پھینکتے ہوئے

کہا۔ "اس کی فلم ڈیسٹرائے کر دو اور اگر کوئی مطالبہ کرنے کو آئے تو اس کو سیکیورٹی آف آرمڈ فورسز کے تحت گرفتار کر کے کرنل بشپ کو اطلاع دے دو گے یہ ہنٹرس کے حکم کے تحت کیا گیا۔ او کے؟" سارجنٹ نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "ویری ویل سر۔" ہنٹرس نے میرا بازو تھاما اور دونوں تیزی سے چلتے ہوئے اسٹیشن میں داخل ہو کر بغیر ٹکٹ سیکنڈ کلاس میں بیٹھ گئے۔

آسنسول پہنچتے ہی ہم اسٹیشن ماسٹر کے دفتر میں داخل ہوئے اس نے اٹھ کر استقبال کیا۔ گھوش کی گرفتاری پر مجھے مبارکباد دی اور بتایا کہ کلیج کلرک پدم سہنا کو اسی رات پولیس گرفتار کر کے کلکتہ لے جا چکی ہے۔ اس نے اعتراف کر لیا ہے کہ وہ کئی بار انیل اور اس کے ساتھیوں کو استعمال شدہ ٹکٹ دوبارہ تاریخ ڈال کر فراہم کرتا رہا ہے۔ اس نے ہاوڑہ جنکشن کے ٹکٹ کلکٹروں اور بکنگ کلرکوں کے کئی نام بتائے ہیں جو اس جرم میں شامل ہیں۔ اس کے بعد وہ کافی دیر تک ہمیں سمجھاتا رہا کہ کس طرح یہ ٹکٹ بونا فائیڈ پیسنجروں سے کلیکٹ کر کے رجسٹر میں انٹری کئے بغیر جلد از جلد اشوئنگ اسٹیشن کے بکنگ کلرک کو پہنچا کر دوبارہ استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ شام کی ٹرین سے اپنا سوٹ کیس لے کر ہم پھر کلکتہ واپس ہو گئے۔

ایم۔ پی آفس سے گاڑی لیتے وقت وہی کل والا سارجنٹ میجر ڈیوٹی پر تھا۔ اس نے رپورٹر کا کلیش کیمرہ الماری سے نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اسے لیتے جایئے سر...... ابھی تک کوئی نہیں آیا ..... اخبار میں بھی اس کے متعلق کوئی اشارہ تک نہیں ...... ہنٹرس نے کیمرہ اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد گیئر لگاتے ہوئے میں نے کہا۔ "جان، رپورٹر کا اس طرح کیمرہ پھینک کر چلے جانے اور اخبار میں اس کا کوئی ذکر نہ ہونے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" بولا "میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ خیر بشپ کے پاس تو چل ہی رہے ہیں ...... ممکن ہے ان کے پاس کوئی پہنچا ہوں۔" میں نے گاڑی انٹیلی جینس آفس کی طرف موڑ لی۔

انٹیلی جینس آفس پہنچ کر کرنل بشپ کو کیس کے مزید حالات بتانے کے بعد میں نے کیمرہ ان کو دکھایا اور تمام واقعہ بیان کیا کرنل نے کہا۔ "تم نے ٹھیک کیا۔ پریس کے نمائندے فوجی افسروں سے نہ انٹرویو لے سکتے ہیں نہ ان کی تصویر ...... جب تک کہ اعلیٰ سطح پر اجازت نہ حاصل کر لیں ...... ایک منٹ ....." انہوں نے ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھا کر ورق گردانی شروع کر دی۔ سگار کے دو تین کش لئے اور ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔ ہنٹرس نے میری طرف آنکھ دبائی۔ کرنل "ہیلو" کہہ کر تیزی سے بولنے لگے۔ ہم یک طرفہ مکالموں سے سمجھ گئے وہ اسٹیٹس مین کے کسی نمائندے سے مخاطب تھے۔ چند جملے تبدیل کر کے انہوں نے ریسیور رکھ دیا اور ہماری طرف دیکھ کر بولے۔ "اسٹیٹس مین" کو اس رپورٹر

کے متعلق کوئی علم نہیں ...... انہوں نے کسی کو نہیں بھیجا ...... نہ وہ ایسی غلطی کر سکتے ہیں .... بہرکیف ایڈیٹر یہاں پہنچ رہا ہے' شاید وہ کیمرہ دیکھ کر کچھ بتا سکے۔" وہ اپنی کنپٹی پر انگلیوں سے ڈرم بجانے لگے۔ ہنٹرس نے کہا۔ "ہمیں ٹھہرنا چاہئے کیا؟"

انہوں نے ناک سے سگار کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں ...... تم جا سکتے ہو ...... اگر کوئی بات معلوم ہوئی تو میں شام کو ہوٹل پہنچ کر تمہیں بتاؤں گا۔" ہم اٹھ کر چلنے لگے تو بولے ..... "وکٹر میں نے تمہیں ترقی دینے کی سفارش کی ہے اور اگر مجھے وقت ملا تو آج کرنل ہچکنس کو بھی خط لکھوں گا۔" میں نے سلیوٹ کر کے کہا۔ "تھینک یو ویری مچ سر۔" انہوں نے مسکرا کر سگار کا کش لیا اور میز پر پڑے ہوئے کاغذات کی طرف متوجہ ہو گئے ...... ہم سلام کر کے چل دیئے۔

ہوٹل پہنچنے تک موضوع گفتگو رپورٹر اور اس کا سمجھ میں نہ آنے والا طرز عمل تھا۔ اسٹیٹس مین والوں نے اسے اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا' حالانکہ کارڈ پر اسٹیٹس مین کا نام درج تھا۔ ہنٹرس کو اعتراف تھا کہ اس نے رپورٹر کا نام پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ وہ اس کو جلد از جلد ٹرخانا چاہتا تھا۔ دوسری غلطی جس میں میں بھی برابر کا شریک تھا۔ یہ تھی کہ ہم نے اس کی کار کا نمبر نوٹ نہیں کیا۔ ورنہ پولیس کمشنر کے ریکارڈ سے ایک گھنٹے میں اس کی گردن پکڑی جا سکتی تھی۔ ہنٹرس کا خیال تھا کہ وہ سرے سے کسی اخبار کا نمائندہ ہی نہ تھا بلکہ ٹیررسٹ پارٹی سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "نیور مائنڈ جان ...... ہم لائسنس یافتہ ٹیررسٹ ہیں ...... اور میرا اسکور تو ...... خدا کی پناہ .... میں اپنی سینچری پوری کر چکا ہوں ..... اب اگر کیچ آؤٹ بھی ہو جاؤں تو گھاٹے میں نہیں۔" ہنٹرس ہنسنے لگا۔ "مشکل یہ ہے وکی۔" اس نے ہوٹل کی طرف ٹرن لیتے ہوئے کہا ...... "کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ..... اور میرا کوئی اسکور نہیں ہے ...... کسی بھی فیلڈ میں کوئی اسکور نہیں ہے۔"

میں نے کہا۔ "پھر' یقیناً آسمانی باپ تمہاری حفاظت کرے گا۔" اس نے قہقہہ لگایا اور ہوٹل کے سامنے پہنچ کر گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کر دی۔ دروازہ لاک کر کے ہوٹل میں داخل ہوتے ہی میں نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بار کی طرف گھمایا۔ وہ رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "چائے کا وقت ہے وکی۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر اس کو اندر دھکیلا۔ میری پسندیدہ میڈ اس وقت کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی ڈرنکس سرو کر رہی تھی۔ ہمیں دیکھتے ہی مسکرائی۔ میں نے ہنٹرس کو کاؤنٹر کی طرف گھمایا اور "ہیلو مس برکلے" کہہ کر اس کے سامنے پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ ہنٹرس نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے آواز نکالے بغیر کہا۔ "اسکاچ" اس سے پہلے کہ ہنٹرس میرے الفاظ دوہراتا۔ مس برکلے نے کوارٹر وہسکی اور گلاس ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے سگریٹ

کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اور اس نے تھینک یو کہہ کر سگریٹ کھینچ لیا۔ ہنٹرس نے بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کھینچا۔ میں نے دونوں کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور گلاس اٹھا کر دونوں اپنی اپنی صحت کا جام پینے لگے۔

نصف گھنٹے میں پورا کوارٹر ٹھکانے لگانے کے بعد ہنٹرس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اب"

میں نے کہا۔ "اور پیو۔" مسکرا کر بولا۔ "نہیں ..... ہمیں اپنے اپارٹمنٹ میں ہونا چاہئے۔ ممکن ہے اولڈ بوائے رنگ کرے۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر برکلے کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "کیپٹن، میں آپ کی کال یہاں ٹرانسفر کرنے کو کہہ دیتی ہوں ...... اور ہنیں۔"

ہنٹرس مسکرا دیا۔ میں نے کہا۔ "نہیں اب چلتے ہیں ...... کس وقت تک ہو یہاں؟"

وہ بولی۔ "آٹھ بجے تک ....."

میں نے جیب سے ایک نوٹ بک نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں ڈرائیو کرونگا۔" وہ مسکرا کر ہنٹرس کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کو ٹھوکا دیا اور دونوں دروازے کی طرف چل دیئے۔ لفٹ میں پہنچتے ہی ہنٹرس نے کہا۔ "مجھے یاد نہیں پڑتا' اس سے پہلے تم کبھی اس سے تنہائی میں ملے ہو وگی۔" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "رائٹ" مسکرا کر بولا۔ "پھر واقعی تم بہت ڈیشنگ ہو وگی۔ میں اتنی جلدی کسی لڑکی کو ڈرائیو کرنے کو نہیں کہہ سکتا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "جان یہ سب کچھ حالات پر منحصر ہوتا ہے۔ حالات ہی انسان کو بہادر بناتے ہیں۔ حالات ہی بزدل۔ انسان اپنی ذات سے کچھ بھی نہیں ......"

وہ مسکرا کر بولا۔ "غلط ...... بالکل غلط .... حالات انسان خود پیدا کرتا ہے ......"

لفٹ گیارہویں منزل پر پہنچ کر رک گئی۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے بولا۔ "میں ثابت کرونگا۔" میں نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ "دیکھیں گے۔"

اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔" میں نے کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "جان میں فلاسفر نہیں ...... پریکٹیکل سولجر ہوں' فلاسفر نہیں۔" میں نے ٹائی کھول کر قمیص اتاری اور ہینگر پر پھینک کر غسل خانے کی طرف چل دیا۔ وہ ایک دم اچھل کر صوفے سے اٹھا اور میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ڈرامائی انداز میں سر جھکا کر کہا۔ "کوئی خدمت یور میجسٹی ...."

اس نے مسکرا کر میرے گلے میں پڑی ہوئی زنجیر پکڑ لی اور لاکٹ کو غور سے دیکھ کر بولا۔ "بوائے او بوائے ...... میں غلطی پر تھا۔"

میں نے چلتے ہوئے کہا۔ "اوکے جان' اب مجھے نہانے دو اور اس کے بعد سیر کو

جانے دو۔"

اس نے زنجیر چھوڑتے ہوئے کہا۔ "دیکھیں گے۔" میں ہنستا ہوا داخل ہو گیا۔ نہا دھو کر غسل خانے سے نکلا اور ڈریسنگ ٹیبل کے آگے آ کر بالوں میں کنگھا پھرانے لگا تو ہنٹرس نے مسکرا کر کہا۔ "وکی تمہیں معلوم ہے ہیرس کون تھا؟"

میں نے کنگھا رکھتے ہوئے کہا۔ "مائی گریٹ گریٹ گریٹ گرینڈ ہولی فادر ...... آگے تم بتاؤ۔" وہ ہنس کر سگریٹ ایش ٹرے میں رکھتے ہوئے بولا۔ "یو فول تم اتنا بھی نہیں جانتے ...... ہیرس ایک مجسم شیطان تھا' لڑکیوں کے لئے ......" میں نے سگریٹ کیس اٹھایا اور کلوک روم کی طرف چلتے چلتے کہا ...... "وہ ہیرس دوسرا تھا برخوردار ..... اس مفروضہ فیملی میں تو مجسم شیطان پیدا ہی اب ہوا ہے جو ہنٹرس کو شکار کرنا سکھا رہا ہے۔"

وہ ہنس کر رہ گیا ...... میں سویلین ڈریس پہن کر کلوک روم سے نکلا اور ہولسٹر سے پستول نکال کر کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے میرے ہونٹوں میں سگریٹ دیکھ کر لائٹر جلایا اور سگریٹ سے لگا دیا۔ میں نے کش لے کر شکریہ ادا کیا۔ اپنا سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا۔ "وکی تمہارا عزیز ترین عزیز کون ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "کوئی بھی نہیں جان کیوں؟ تمہارا نام لکھا دوں؟"

مسکرا کر کہنے لگا۔ "تمہیں معلوم ہے وکی میں تمہیں ناراض نہیں کر سکتا۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "مجھے تم سے اسی قربانی کی امید تھی برخوردار۔"

پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "قربانی؟"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا ..... "بلکہ جھٹکا ..... میں اپنی اکاؤنٹ بکس نکال کر لاتا ہوں ...... لیکن بیلنس دکھانے سے پہلے ذرا بشپ کو ٹیلی فون پر اطلاع دیدوں کہ جان کا ہارٹ فیل ہو گیا ...... اور ہاں تمہارا قریبی عزیز کون ہے؟"

وہ ہنستے ہنستے دوہرا ہو گیا۔ بمشکل سنبھل کر بولا .... "مجھے معلوم ہے تم قریب قریب سچ ہی کہہ رہے ہو۔ لیکن ابھی مجھے مرنے کی فرصت نہیں۔"

"اوکے ...... جب فرصت ہو بتا دینا ...... اس وقت مجھے بھی ذرا جلدی ہے ..... روم سروس کو کھانے کا آرڈر دو جان۔" اس نے ریسیور اٹھا کر ڈنر کا آرڈر نوٹ کرا دیا۔

سوا سات بجے کے قریب ویٹر ٹرالی لے کر آ گیا اور ہم نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ ہنٹرس ابھی تک یونیفارم میں تھا۔ گھٹنوں پر نیپکن ڈالنے لگا تو میں نے ہنس کر کہا۔ "جان تمہارے لئے مجھے بازار سے خاکی نیپکن لانا ہوں گے۔"

وہ کانٹا اٹھاتے ہوئے بولا۔ "اس زحمت کی ضرورت۔"

"سفید نیپکن تمہارے جامہ اصلی سے میچ نہیں کرتا۔" میں نے جواب دیا۔

"یہ یونیفارم میرا جامہ اصلی کیسے ہوا؟"

"میرا خیال ہے ....." میں نے لقمہ اتارتے ہوئے کہا۔ "تمہیں دفن تو یونیفارم میں ہونا ہی ہے۔ شاید آسمان سے نازل ہوتے وقت بھی یونیفارم پہنے ہوئے تھے ..... اس لئے ....."

وہ مسکرا کر رہ گیا ..... کھانے کے بعد کافی پیتے پیتے کہنے لگا۔ "سنو' آٹھ بجنے میں دس منٹ ہیں ..... اب تم جانے کی اجازت مانگو گے۔" میں نے کافی کا گھونٹ لے کر کہا ..... "شاید ....."

مسکرا کر کہنے لگا ..... "پہلے یہ بتاؤ کس اسٹیج میں ہو؟" میں نے پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں سمجھا۔"

"نہ سمجھو۔" اس نے سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں کے قریب لاتے ہوئے کہا ..... "میں سمجھتا ہوں تمہارا اس طرح جانا ٹھیک نہیں ..... اب تم یہاں کافی پہچانے جا چکے ہو۔"

"پھر ..... تمہارا مطلب ہے باہر نکلتے ہی مارا جاؤنگا۔" میں نے اس کو لائٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ سکتے ہیں؟" اس نے کہا ..... "سنو' میں تمہاری کار کو لے کر چلا جاتا ہوں ..... اگر ممکن ہو تو مس برکلے کو یہیں بلا لو۔"

میں نے ہنس کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "جان تمہاری عمر کیا ہو گی۔"

وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ "میں نے ذرا لہجہ مودبانہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے جذبات کا ممنون ہوں جان ..... لیکن یقین کرو تشویش کی کوئی بات نہیں ہے ..... میں اس کو اس کے گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا ..... یا زیادہ سے زیادہ پکچر چلے جائیں گے۔"

وہ اٹھ کر دروازے تک میرے ساتھ آیا اور چلتے چلتے کہنے لگا ..... "اگر ایسا ہو تو مجھے رنگ کر کے پکچر ہاؤس کا نام ضرور بتا دینا۔" میں "اوکے" کہہ کر چل دیا۔ وہ لفٹ میں داخل ہونے تک دروازے میں کھڑا دھوئیں کے مرغولے چھوڑتا رہا۔

میں نے نیچے پہنچ کر قریبی پمپ سے گاڑی میں پٹرول ڈلوایا اور پورٹیکو میں واپس پہنچا تو وہ سیڑھیوں پر کھڑی ہوئی تھی۔ برآمدے میں اس کے قریب ہی ایک تیس پینتیس سالہ انگریز اور اس کی بیوی ایک پانچ سالہ بچے کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے "کم آن مس برکلے" کہہ کر دروازہ کھولا اور وہ ہنس کر تھینکس کہتی ہوئی میرے برابر میں آ کر بیٹھ گئی اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے سگریٹ کیس اس کی طرف سرکایا۔ اس نے تھینک یو کہہ کر ایک سگریٹ کھینچ لیا اور سلگانے لگی۔ گیٹ سے نکل کر سڑک پر آتے ہی میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کس طرف کو؟" .....

بولی۔ "چلے چلو۔ کولوٹولہ کے متعلق کیا خیال ہے؟" میں نے کہا۔ "فائن" مسکرا کر پرس کھولتی ہوئی کہنے لگی۔ "شاپنگ کرنا ہے۔" میں نے کہا۔ "خوبصورت خیال ہے ...... میں تمہاری مدد کرونگا ...... انتخاب میں ....." ہنس کر بولی۔ "کافی ہے ...... ویسے تمہارے یہاں آنے کے بعد میرا پرس روز بروز بھاری ہوتا جا رہا ہے۔ تم گریز سے کم پھینکنا جانتے ہی نہیں ...... سچ کہنا لیفن، لارڈ فیملی سے تو نہیں ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "لینڈ لارڈ فیملی سے تھا ...... لیکن لینڈ اور فیملی انگلینڈ میں رہ گئیں اور میں یہاں آ گیا ...... اب کیا ہوں یہ خود سمجھ لو ......" اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "خوب ...... تو اب میں تمہیں کیا کہہ کر پکارا کروں؟"

میں نے ٹرن لیتے ہوئے سڑک محفوظ پا کر ایک ہاتھ سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ وہ غور سے میری طرف دیکھتی رہی۔ میں نے کش لے کر دھواں چھوڑا تو بولی۔ "ویل" میں نے کہا۔ "وکٹر ...... اور دوست سمجھتی ہو تو وکی ......" مسکرا کر بولی۔ "نہیں لیفن تم ایک فوجی افسر ہو ...... اور جو کچھ میں نے اخبارات میں پڑھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے تم بہت جلد کیپٹن بن جاؤ گے ...... میں تمہیں وکی کہہ کر لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتی ...... اور پھر ...... یہ دیکھو۔" اس نے اپنا ہاتھ میری طرف پھیلایا۔ میں نے اس انگلی میں "منگنی کی انگوٹھی" دیکھ کر کہا۔ "مبارک ہو۔ لیکن میرا یہ مطلب نہیں تھا؟ میں ...... کم از کم پہلی ملاقات میں تو ہرگز نہیں۔"

میں نے دیکھا اس کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑتا جا رہا ہے۔ مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "بہرکیف ہم اچھے دوست تو بن سکتے ہیں ...... اور میں تمہیں بتاؤں گی کیسے؟"

میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اس نے نظریں نیچی کر لیں۔ میری زبان سے نکلا ...... "تھینک یو ہنی۔" وہ مسکرا دی اور جب میں نے کولوٹولہ اسٹریٹ کی طرف ٹرن لیا تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ "میں نے شاپنگ کا ارادہ تبدیل کر دیا ہے وکٹر ......" میں نے کہا۔ "کیوں؟" بولی۔ "پھر کبھی سہی ...... اس وقت صرف سیر ......"

"پکچر ......" میں نے سوال کیا۔ میرا ہاتھ گھما کر رسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "اوکے بائی می۔" میں نے کولوٹولہ سٹریٹ عبور کر کے ایک انگریزی پکچر ہاؤس کے سامنے پہنچ کر گاری پارک کی اور ٹکٹ خرید کر زینے کی سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

دروازے پر پہنچتے ہی گیٹ کیپر نے سلام کیا اور ٹارچ جلا کر رہنمائی کرتا ہوا بائیں جانب والے بکس میں پہنچا کر چلا گیا۔ اسکرین پر سلائیڈز دکھائے جا رہے تھے۔ صوفے پر بیٹھنے سے پہلے مس برکلے کی بانہیں میرے گلے میں تھیں اور اس کا کانپتا ہوا جسم میری آغوش میں ...... پردہ کھینچتے کھینچتے اس کے الفاظ سسکیوں میں ڈھل کر رہ گئے۔ اس کے

پکھلنے کا انداز حیرت انگیز تھا ...... وہ ایک گدرائے ہوئے آم سے زیادہ شیریں اور کجلائے ہوئے تربوز سے زیادہ رسیلی تھی۔ انٹرویل تک ہم ایک دوسرے کی حدت جذب کرتے رہے ...... اسکرین پر مختلف تصویروں کے ٹریلرز اور کئی ماؤس وغیرہ دکھا کر تماشائیوں کو بے وقوف بنایا جاتا رہا۔ عین پکچر شروع ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ روشنی ہو گئی۔
انٹرویل ہوتے ہی میں نے مینجر کی کیبن سے ہنٹرس کورنگ کر کے اپنے زندہ و تابندہ ہونے کا ثبوت دیا۔ اس نے پکچر ہاؤس کا نام پوچھا اور کہنے لگا۔ "امید ہے کافی بور ہو رہے ہو۔" میں نے کہا۔ "نہیں جان' اچھا پکچر ہے ......" قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "تم بور ہونے کا مطلب نہیں سمجھے ...... گڈ نائٹ۔" میں نے ریسیور رکھ کر مینجر کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر مین پکچر اب شروع ہو گا ...... خیر پسندیدگی کا شکریہ۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور اپنی سیٹ کی طرف چل دیا ...... مس برکلے دمٹو پی رہی تھی۔ دوسری بوتل سیٹ پر رکھی تھی۔ اس نے اشارہ کیا اور اوپنر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں کھول کر پینے لگا' اسی وقت لائٹ آف ہو گئی اور پکچر شروع ہو گئی۔ ڈرنک لانے والے لڑکے کی واپسی کے خیال نے جو کسی بھی لمحے خالی بوتلیں اور پیسے لینے آ سکتا تھا' ہمیں پکچر کی طرف متوجہ رہنے پر مجبور کر دیا۔ گو وہ آخر تک نہیں آیا اور پکچر ختم ہونے کے بعد ہمیں چند منٹ اس کا انتظار کرنا پڑا۔

ہم گیلری سے نکلنے والوں میں سب سے پیچھے تھے۔ گیٹ سے باہر آتے ہی میں نے مس برکلے کا پرس لے کر اس میں ایک نوٹ ٹھونسا اور اس کے کندھے پر لٹکا دیا۔ وہ مسکرا کر رہ گئی۔ میں نے چلتے چلتے رک کر سگریٹ سلگایا اور اس کو لائٹ دی۔ زینے کی چند سیڑھیاں اتر کے موڑ پر آتے ہی وہ ٹھٹھک کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ پلٹ کر کہنے لگی۔ "گیٹ پر میرا منگیتر کھڑا ہے وکی ..... اور میں اسے تم سے متعارف نہیں کرانا چاہتی وکی ...... اس لئے۔"

میں نے رکتے ہوئے کہا۔ "وہ کیوں؟"

وہ بولی۔ "پلیز وکی' تم اکیلے ہوٹل چلے جاؤ ...... میں کل بتاؤں گی۔" میں اس کی گھبراہٹ دیکھ کر سیڑھیاں اترنے لگا۔ وہ وہیں کھڑی رہی۔

برآمدے کے تین چار دروازوں سے سینما دیکھنے والے گزر رہے تھے۔ کچھ لوگ کھڑے ہوئے بھی تھے۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا۔ برکلے کا اشارہ کس کی طرف تھا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک دروازے سے باہر نکلا اور چابی نکال کر کار کا دروازہ کھولا۔ وہیل پر بیٹھتے بیٹھتے برآمدے کی طرف دیکھا اور انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی بیک کرنے لگا۔ اسی وقت مس برکلے دروازے پر آئی۔ ایک تیس سالہ مضبوط دوہرے جسم والے شخص نے اس کو مخاطب کیا اور وہ "ہیلو ہیلو" کہہ کر مسکراتی ہوئی اس کے قریب پہنچ گئی۔ میں نے آہستہ آہستہ

گاڑی سیدھی کی اور سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔
بزر دباتے ہی اپارٹمنٹ میں لائٹ ہوئی اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ ہنٹرس سلیپنگ سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "معاف کرنا یار، تمہیں زحمت ہوئی۔" اس نے جواب میں میری کمر پر دھپ جمائی اور دروازہ بند کر کے بستر پر بیٹھ گیا۔
صبح دس بجے کرنل بشپ نے ٹیلی فون پر ہمیں فوراً یونیفارم پہن کر دفتر پہنچنے کا حکم دیا۔ ہم باہر جانے کے لئے یونیفارم پہن کر تیار بیٹھے تھے۔ باہر نکل کر کمرے کا دروازہ لاک کیا اور کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔ آج شہر کے بازاروں میں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ شاہراہ پر جگہ جگہ ترنگے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ لوگ جوق در جوق ریلوے اسٹیشن کی طرف رواں دواں تھے۔ شاید کوئی کانگریسی نیتا آنے والا تھا۔ سڑک پر بھیڑ ہونے کے باعث میں گاڑی تیز نہیں چلا سکتا تھا۔ کہیں کہیں ٹھہرنا بھی پڑ رہا تھا۔ ایک جگہ شرارت پسند لڑکوں نے ہمیں دیکھ کر گھونسے تان کر نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ "ڈاؤن ودھ برٹش کیمپ۔ ڈاؤن ودھ برٹش ٹامیز۔ راشٹرپتی مولانا ابوالکلام آزاد کی جے۔" میں نے زور زور سے ہارن دے کر گاڑی نکالنی چاہی تو ہر طرف سے منہ پر مٹھیاں رکھ کر "بول گئی مائی لارڈ پوں پوں پوں" مجھے ہنسی برداشت کرنا دشوار ہو گئی۔ ہنٹرس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ تیز نظروں سے ان کی طرف دیکھ کر رہ جاتا تھا۔ سڑک کے کنارے پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے پولیس والے لاٹھیاں لئے کھڑے تھے۔ لیکن چپ سادھے ہوئے تھے۔ آخر ہوٹنگ سے تنگ آ کر میں نے ایک گلی میں ٹرن لیا اور تیزی سے نکلتے ہوئے بہ ہزار خرابی دشوار ایک طویل چکر کاٹ کر انٹیلی جنس آفس پہنچے۔ راستے بھر ہنٹرس کرنل بشپ کی حالت سے لاعلمی پر اس کو برا بھلا کہتا رہا تھا۔ سلیوٹ کرتے ہی کہنے لگا۔ "سر، شہر میں کانگریس کے اجتماع کے متعلق آپ کو معلوم نہیں کیا؟"
کرنل نے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہے .... کیوں؟" ہنٹرس نے ہوٹنگ کے متعلق بتایا تو مسکرا کر کہنے لگے۔ "انہیں بھی کھیلنے کودنے کا حق ملنا چاہئے کیپٹن ...... فارگیٹ اٹ ......" ہنٹرس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "او کے کرنل، لیکن میں یہ مائی لارڈ پوں پوں پوں برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ کھلی توہین ہے۔"
کرنل نے لاجواب ہو کر میری طرف دیکھا۔ "اور تمہارا کیا خیال ہے لیفن؟" میں نے کہا۔ "مجھ سے نہ پوچھیں کرنل۔" قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "تم نوجوانوں کے ساتھ یہی مشکل ہے .... آل رائٹ ...... میں تمہیں اس ضبط پر شاباش کہتا ہوں .... خیر .... میں نے تمہیں یہ کہنے کو بلایا ہے کہ ..... اب تمہیں ملٹری کوارٹرس میں رہنا ہو گا۔ ہوٹل میں رہنا محفوظ نہیں ہے۔ .... کم از کم ہیرس کے لئے۔"

میں نے ان کا قطع کلام کر کے کہا۔ "میری پروا نہ کیجئے سر' میں اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں ....." وہ ہنس دیئے۔ سگار کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "بہتر ہے لیفن ..... ہم تمہاری پروانہیں کریں گے ..... لیکن تمہیں یہیں ایک بنگلے میں رہنا ہے ..... اور یہ کرنل بشپ کا حکم ہے۔"

ہمارے پاس خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ کرنل نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شام کو چند جونیئر آفیسرز ملٹری ٹرک لے کر گرینڈ ہوٹل جائیں گے اور پے منٹ کر کے تمہارا تمام سامان یہاں لے کر آئیں گے۔ اپارٹمنٹ کی چابی میرے حوالے کر دو۔ ہنٹرس نے چابی نکال کر میز پر رکھ دی۔ انہوں نے چابی اٹھا کر کوٹ کی جیب میں ڈالی اور میز کی دراز سے کاغذ نکالتے ہوئے بولے۔ "پتریکا کیا ہوتی ہے آفیسرز؟"

ہنٹرس میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ "نیوز پیپر کرنل۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے۔ "غلط ..... یہ دیکھو اسے پتریکا کہتے ہیں۔ انہوں نے کاغذ میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے نظر ڈالی اور حیران رہ گیا۔ اس پر میری اور ہنٹرس کی تصویر تھی۔ دونوں کے نیچے انگریزی میں نام تھے اور اس کے نیچے بنگالی زبان میں پندرہ بیس سطریں چھپی ہوئی تھیں۔ فوٹو ایم۔ پی۔ آفس کے سامنے لیا گیا تھا۔ میں نے ہنٹرس کی طرف اور ہنٹرس نے میری طرف دیکھا۔ کرنل نے پتریکا واپس لیتے ہوئے کہا۔ "یہ ایک خلاف قانون سرکلر ہے ..... اس میں ہنٹرس کو رسا" اور تمہیں خاص طور سے ٹیررسٹ فرینڈز کے ساتھ متعارف کرایا گیا ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اچھا ہے دونوں پارٹیاں ایک دوسرے سے واقف ہو گئیں ..... اور یہ بھی اچھا ہے کہ ایک کاپی آپ کو بھی بھیج دی کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔"

کرنل نے کہا۔ "بھیجتا کون ہے؟ سی آئی ڈی نے ایک شخص کے بیگ سے برآمد کی ہیں....."

"گرفتار کر لیا گیا اسے؟" ہنٹرس نے سوال کیا۔ کرنل نے ہنس کر کہا۔ "اگر وہ کسی کو گرفتار کر سکتے ہیں تو ہم یہاں مارک ٹائم کرنے کے بجائے کسی فرنٹ پر مشین گن کی موسیقی سن رہے ہوتے .... انیل چھ سات مہینے پورے انڈیا کی سیر کرتا رہا۔ گرفتار کرنے والے اسے ٹکٹ اور سفر خرچ فراہم کرتے رہے۔ پولیس ...... سی۔ آئی۔ ڈی اور کار خاص کے چھوٹے بڑے "فدوی" لمبی لمبی ڈائریاں لکھتے رہے۔ کارگزاریوں کی بھرمار کرتے رہے ...... نتیجہ کیا ہوا؟ زیرو وزیرو' نتھنگ بٹ زیرو ...... ملٹری انٹیلی جنس نے کیس ہاتھ میں لیا ..... اور ایک ہفتے کی تگ و دو میں انیل صاحب کو سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا ..... سو بوائز ...... پتریکا ہاتھ میں آگیا اور ملزم نچہ دے کر نکل گیا۔ خیر یہ بھی بہت ہے

...... باقی بشپ بوائز سنبھال لیں گے ..... اور اس کے ساتھ تم یہ بھی سمجھ گئے ہو گے کہ تمہیں یہاں شفٹ کرنے کا مقصد کیا ہے؟" ہم نے بیک وقت اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو سر۔"

تقریر ختم کر کے انہوں نے گھنٹی بجائی۔ ایک سارجنٹ برابر والے کمرے سے برآمد ہوا اور سلیوٹ کر کے کھڑا ہو گیا۔ کرنل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ میجر ہارپر والے بنگلے پر جا کر دیکھو سجا دیا گیا یا نہیں؟" سارجنٹ سلام کر کے تیزی سے باہر نکل گیا۔ وہ ہم سے مخاطب ہو کر بولے۔ "چار کمرے' تین برآمدے' کچن' پینٹری' باتھ' کورٹ یارڈ' گارڈن' گیراج کافی ہے؟"

ہنٹرس نے کہا۔ "کافی سے زیادہ ....." بولے۔ "ایک اردلی اور ایک خانساماں ......"

ایک گھنٹے بعد ہم بنگلے میں بیٹھے ہوئے گورنمنٹ آف بنگال کے خرچ پر ہرایکسی لینسی اور ہزایکسی لینسی دی گورنر آف بمبئی کی صحت کے جام پی رہے تھے۔ چند گھونٹ حلق سے اترنے کے بعد پتریکا زیر بحث آ گئی ہے۔ میں نے کہا۔ "جان یہ ہماری پہلی شکست ہے ...... وہ خود ساختہ رپورٹر ہمیں الو بنا کر چلا گیا اور ہم فیک کیمرہ چھین کر ....."

وہ بولا۔ "ڈیم اٹ" ...... بچ کر کہاں جائے گا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ...... کلکتہ کون سا بڑا شہر ہے؟" خانساماں نے اندر آ کر دوپہر کا کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی اور ہم اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔

شام کو ایک سیکنڈ لیفٹیننٹ اور چار مسلح سپاہی ٹرک میں ہمارا سامان لے کر آئے تو ان کے ساتھ ایک انگریز اور اس کی میم بھی ٹرک سے نیچے اترے۔ انگریز کے سر پر گاندھی کیپ تھی اور اس کی میم کے ہاتھ میں ترنگا۔ ہمیں ان کو اس ہیئت میں دیکھ کر تعجب ہوا۔ کرنل بشپ نے گھور کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا سوانگ بنایا ہے؟" لیفٹیننٹ نے سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "سر انہیں اسٹوڈنٹس نے گھیر رکھا تھا اور زبردستی جھنڈا اور ٹوپی دے کر گاندھی جی کی جے کے نعرے لگوا رہے تھے۔ ہم بمشکل چھڑا کر لائے ہیں۔" کرنل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ زمین پر پیر مارتے ہوئے چیخا۔ "تم نے ان کو پیٹا کیوں نہیں؟"

اس نے جواب دیا۔ "سر کافی لڑکوں کو پیٹا ہے ..... لیکن وہ بھاگ گئے ..... اور ہم ان کو یہاں لے آئے ....."

کرنل نے گھوم کر دونوں سے اپنا تعارف کرایا اور دفتر میں لے جا کر کرسیوں پر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔ "انہوں نے آپ کے ساتھ کوئی تشدد تو نہیں کیا؟"

لیڈی نے کہا۔ "کیا یہ تشدد نہیں کہ ہم سے زبردستی اینٹی برٹش نعرے لگوائے۔ جھنڈا لے کر چلنے پر مجبور کر دیا۔ میک کو گاندھی کیپ پہنائی؟" کرنل نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "ناؤ بوائز۔"

ہنٹرس نے کہا۔ "حکم کرنل۔"

کرنل نے کہا۔ "نہیں تم نہیں ..... لیفٹیننٹ تم بریگیڈیئر اسمتھ کے پاس جاکر ان کو تمام واقعہ بتاؤ۔ میں انہیں ٹیلی فون کر رہا ہوں۔" لیفٹیننٹ سیلوٹ کر کے چل دیا۔ کرنل نے سارجنٹ کو بلا کر ڈرنک لانے کو کہا اور ریسیور اٹھاتے اٹھاتے ہات رکھ کر کہنے لگے۔ "اوکے بوائز، تم اپنا سامان چیک کر کے بنگلے میں ارینج کر لو۔" ہم دونوں سلام کر کے بنگلے کی طرف چل دیئے۔

دوسری صبح ہم دس بجے تیار ہو کر دفتر پہنچے تو معلوم ہوا کہ رات کو آٹھ بجے بریگیڈیئر اسمتھ نے پندرہ نیوزی لینڈرس کو مسلح کر کے شہر بھیجا اور انہوں نے مسلح پولیس کے ساتھ کالج ہوسٹل پر چھاپہ مار کر انگریز جوڑے کی توہین کرنے والے پچاس ساٹھ طلبا کو گرفتار کر کے ان کی خوب دھنائی کی اور پھر کلکتہ سے پچیس تیس میل کے فاصلے پر جاکر چھوڑ دیا۔ تمام دن ہم ہیڈ کوارٹرس سے نہ نکل سکے۔ کیونکہ شہر میں اس گرفتاری پر احتجاجی جلسے جلوس سے ہنگامہ برپا رہا اور فوج کو چوبیس گھنٹے کمربستہ رہنے کا حکم دے دیا گیا۔

اسی شام کرنل بشپ نے سات بجے کے قریب مجھے رات کے گیارہ بجے ایک بامبر طیارے کے ذریعے بمبئی جانے کا حکم دیا۔ میں نے اس اچانک حکم کی وجہ دریافت کئے بغیر تھینک یو سر کہہ کر سیلوٹ کیا اور بنگلے آکر ایک سوٹ کیس پیک کیا اور نو بجے ہنٹرس کے ساتھ دفتر پہنچ گیا۔ کرنل بشپ نے بریگیڈیئر ہچکنس کے نام ایک وزنی سا لفافہ دے کر ہنٹرس اور ایک لیفٹننٹ کے ساتھ ڈم ڈم ایرڈروم پہنچنے کو کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے ان سے ہاتھ ملایا اور اباؤٹ ٹرن ہونے لگا تو مسکرا کر بولے۔ "وکٹر....... تمہیں چند سویلین سوٹ بھی لے کر جانا ہے ...... ممکن ہے تمہیں دو ہفتے سے زیادہ وہاں ٹھہرنا پڑے اور سویلین شخصیتوں سے ملنے کے مواقع بھی پیدا ہوں ...."

میں نے کہا۔ "میں تیار ہو کر جا رہا ہوں سر۔" وہ "او کے" کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں ہنٹرس کے ساتھ باہر نکلا۔ تھوڑی دیر میں لیفٹیننٹ ڈارلنگ تیار ہو کر آگیا اور ہم کار میں بیٹھ کر ڈم ڈم کی طرف چل دیئے۔ اس وقت شہر پر سکون تھا۔ ہنٹرس نے چند دوستوں کو پیغام دیتے ہوئے کہا۔ "وکی کرنل نے تمہیں یہ بھی نہیں بتلایا کہ تم کس مہم پر بھیجے جا رہے ...... ایسا معلوم ہوتا ہے مادر مشفق نے یاد فرمایا ہے۔"

میں نے کہا۔ "میں ایسا نہیں سمجھتا کیپٹن ...... ان حالات میں ملکی مسائل سے ہٹ کر سوچنے کی فرصت انہیں کہاں ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "میں شرط لگاتا ہوں اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میں شرط نہیں لگاؤں گا۔ تم ڈرنکس کے علاوہ

شرط نہیں لگا سکتے۔"

ایرو ڈروم پہنچے تو ہنٹرس نے پائلٹ اور نیوی گیٹر سے میرا تعارف کرایا۔ حالانکہ وہ خود ان سے متعارف نہیں تھا۔ لیکن کیپٹن ہونے کی حیثیت سے یہاں اس کی بات وزن رکھتی تھی ...... پائلٹ اور کو پائلٹ طیارے میں سوار ہونے کے چند منٹ بعد میرے دوست تھے۔ طیارے میں نصف سے کچھ کم نشستیں خالی تھیں۔ سفر کرنے والوں میں چند ہندوستانی اور زیادہ تر انگریزی آفیسرز تھے۔ جن میں کیپٹن سے اونچے رینک کا کوئی آدمی نہ تھا۔ چار پانچ سفید فارم ویکائیز بھی تھیں۔ انجن اسٹارٹ ہونے سے پہلے ہی دور جام شروع ہو گیا اور قہقہے گونجنے لگے۔ بمبار رن وے پر دوڑنے ہی لگا تھا کہ فوجی ڈسپلن یکسر ختم ہو گیا۔ دو دو پیگ وہسکی کی آڑ میں جس سے حلق بھی تر نہیں ہو سکتا انہوں نے وہ حرکتیں کیں جنہیں دیکھ کر شیطان بھی شرما جائے۔ وہ رینک اینڈ فائل کی پروا کئے بغیر ویکائیز پر ٹوٹ پڑے اور طیارہ بلند ہوتے ہوتے پستیوں کے عمیق گڑھوں میں غرق ہونے لگے۔ ایک ایک ویکائی کے چار چار پانچ پانچ امیدوار تھے۔ میں پائلٹ کے قریب کھڑا ہو کر طیارے کے انسٹرو مینٹیشن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بات کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ دونوں پائلٹ ایرو فون چڑھائے ہوئے تھے۔ کنٹرول ٹاور سے فارغ ہو کر ایرو فون اتارتے بھی تو آپس میں باتیں کرنے لگتے جو فلائٹ سے متعلق ہوتی تھیں۔ بلندی پر آنے کے بعد پرواز لیول پر آئی تو پائلٹ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے جھینپتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بہت زیادہ ہے کیپٹن۔" بورڈ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ "تمہارا مطلب ہے موسم؟" میں نے کہا۔ "موسم ہی کہہ سکتے ہیں کیپٹن ...... طیارے کے اندر کا موسم۔" اس نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔ " شاید پہلی بار فائٹر بامبر میں سفر کر رہے ہیں لیفن۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے۔" کو پائلٹ نے کہا۔ "نیور مائنڈ اٹ۔ آج تک کسی نے بھی ہمارے اصولوں میں کوتاہی نہیں کی اور آج تک ان سے کوئی بے ضابطگی نہیں ہوئی۔ کسی نے تعزیرات ہند کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔"

میں ملٹری وہیکل میں لد کر کولالہ پہنچا تو اڑھائی بج چکے تھے۔ کوارٹر گارڈ پر ہی مجھے بریگیڈیئر ہچکنس کو فوراً ٹیلی فون پر اپنی آمد کی اطلاع دینے کو کہا گیا۔ پہلے رنگ پر کرنل نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ میں نے "گڈ مارننگ" کہا تو آواز پہنچانتے ہی کہا۔ "لیفن میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں ...... اسی حالت میں چلے آؤ .... میں ڈرائنگ روم میں ہوں۔" میں نے "کمنگ سر" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور سوٹ کیس اٹھا کر کرنل کے بنگلے کی طرف چل دیا۔ مجھے ان کے اس وقت جاگتے پائے جانے پر تعجب تھا۔ لیکن اپنا انتظار کرانے کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ میری اہمیت ہی کیا تھی۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ وہ جاگ رہے تھے اور پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لینے سے ثابت ہوتا تھا کہ وہ واقعی انتظار کر رہے

تھے۔

دروازے کی سیڑھیوں پر پہنچتے ہی بریگیڈیئر کے اردلی نے سلیوٹ کر کے سوٹ کیس میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ "صاحب بہادر ڈرنگ روم میں ہیں۔" میں "او کے" کہہ کر اندر داخل ہوا اردلی سوٹ کیس لے کر برآمدے کے پہلو والے کمرے میں چلا گیا۔ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور بریگیڈیئر بچکنس سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے ایک صوفے پر نیم دراز تھے۔ سلیوٹ کرتے ہی مسکرا کر اٹھے۔ اور "ویل ڈن بوائے" کہہ کر دونوں ہاتھوں سے میرے گال تھپتھپائے۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پھر صوفے پر پشت لگا کر دراز ہو گئے۔ میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ بولے "ہمیں تمہاری کارگزریوں کی اطلاع مل گئی' وکٹر......"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سر یہ آپ کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ ہے کہ مجھے کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگے۔" مجھے معلوم ہے وکٹر کہ تم بلا کے ذہین ہو۔ میری دعا صرف یہ ہے کہ تمہاری ذہانت کوئی غلط رخ اختیار نہ کرے .... سگریٹ پیو ..... اس وقت ہم افسر ماتحت نہیں ہیں۔" میں نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ اٹھا لیا۔ اور لائٹر سے سلگایا۔ وہ آگے چلے .... "میں تم سے مل کر وہاں کی تفصیلات سننے کو بے چین ہوں وکٹر' لیکن یہ آرام کرنے کا وقت ہے .... دن میں کسی وقت سہی ..... اس وقت میں تمہیں صرف ترقی کی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔" میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ کہنے لگے۔ "صبح دس بجے تمہیں کیپٹن کی یونیفارم اور لیٹر مل جائے گا۔ وہ یونیفارم پہن کر تمہیں فوراً" مسٹر ولسن کے پاس جانا ہے۔ اس سے آگے کا پروگرام وہ خود بتائیں گے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے سر۔" وہ اٹھنے لگے۔ میں نے جیب سے کرنل بشپ کا لفافہ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ "خط کافی ضخیم ہے سر۔ آپ اسے آرام سے پڑھیے۔"

انہوں نے "تھینکس" کہہ کر خط لیا اور اٹھ کر چلتے ہوئے بولے۔ "میرا اردلی سارجنٹ تمہیں سونے کا کمرہ بتائے گا۔ گڈ نائٹ وکی۔"

صبح نو بجے میں نے شیو' غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر بریگیڈیئر کی بھیجی ہوئی یونیفارم پہنی اور مسٹر ولسن کو رنگ کیا۔ آواز پہچانتے ہی انہوں نے پروموشن کی مبارکباد دی اور بتایا کہ سہ پہر کو چار بجے چیمبرز پہنچنا ہے۔ میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" بولے "ایک اپائنٹ منٹ اور بھی ہے۔ تمہیں گرین ہوٹل میں کرنل ارجن سنگھ سے بھی ملنا ہے...... اور ابھی' اسی وقت ..... وہ پرسوں کے آئے ہوئے ہیں۔"

میں نے پھر کہا۔ "بہتر ہے سر۔" انہوں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں سواری کی فکر میں کنپٹی کھجاتا ہوا برآمدے میں آیا اور سگریٹ سلگا کر اردلی کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ بنگلے کے پہلو میں بریگیڈیئر کی اسٹوڈی بیکر کھڑی ہوئی تھی اور دوسرے پہلو

سے کسی جھکے ہوئے آدمی کا ہاتھ شیموزلیدر پھراتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ دفعتاً صفائی کرنے والا ہاتھ سیدھا ہوا اور مجھے دیکھ کر اٹینشن ہو گیا۔ بریگیڈیئر کا ڈرائیور تھا۔ کہنے لگا۔ "سر آپ دو منٹ انتظار کریں' صرف اوپر کا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ میں بغیر سمجھے "اوکے" کہہ کر رہ گا۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ بریگیڈیئر بچکنس جیسا شریوڈ آفیسر ایک لیفٹیننٹ ...... نہیں حالیہ کیپٹن کو اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ یقیناً ڈرائیور کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن چند منٹ بعد جب ڈرائیور نے کار سیڑھیوں کے قریب لا کر کھڑی کی اور باہر نکل کر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "آیئے کپتان صاحب۔" تو مجھے احساس ہونے لگا کہ غلط فہمی ڈرائیور کو نہیں' مجھے ہوئی تھی۔ بریگیڈیئر مجھ پر گزشتہ رات سے اتنا مہربان تھا کہ کبھی کسی پر نہیں دیکھا گیا تھا۔ میں کچھ کہے بغیر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"سر گرین ہوٹل ہی جا رہے ہیں نا؟" میں نے جواب دیا۔ "ہاں گرین ...... لیکن پہلے کرافورڈ مارکیٹ چلو۔ مجھے کچھ خریدنا ہے۔" ڈرائیور نے ہارن بی روڈ کی طرف ٹرن لیا اور گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔

میں نے مارکیٹ سے کچھ فروٹ' پھولوں کے ہار' مٹھائی اور بوربن کی چند بوتلیں' جو کرنل ماما کا پسندیدہ مشروب تھا' خریدیں اور گرین کی طرف واپس ہو گئے۔ ہوٹل کے پورٹیکو میں پہنچ کر ڈرائیور نے واپسی کے متعلق دریافت کیا تو میں نے تین بجے کا وقت بتایا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے پچھلا دروازہ کھولا اور میں نے نیچے اتر کے ایک پورٹر کو سامان اتارنے کو کہا اور اس نے تمام چیزیں نکالیں۔ منیجر کاؤنٹر سے اٹھ کر میرے قریب آیا اور مسکرا کر بولا۔ "سیکنڈ فلور' روم نمبر ۳۱' کیپٹن۔" اب وہ مجھے اچھی طرح پہچاننے لگا تھا اور کرنل ماما تو مستقل گرین کے مہمان تھے۔ میں اوپر پہنچا تو ان کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ قدموں کی آہٹ پاتے ہی انہوں نے پردے کے درمیانی حصے میں سے دیکھا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے پر آئے۔ میں نے انہیں سلام کر کے پورٹر کے ہاتھ سے ہار لئے اور ان کے گلے میں ڈال دیئے۔ ہنس کر سینے سے لگاتے ہوئے بولے۔ "کیا الٹی گنگا بہا رہے ہو بیٹے ......" میں ہنستا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ پورٹر نے ٹوکرا اور دونوں پارسل اندر رکھ دیئے۔ میں نے اسے ایک نوٹ نکال کر دیا اور وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ کرنل ماما نے دروازہ بند کر کے پلٹتے ہوئے کہا۔ "کرن میرے چاند کیپٹن ہونا کوئی بات تو نہیں' لیکن یہ تمہاری قابلیت کا ثمر ہے اس لئے مبارک ہو ...... آؤ بیٹھو ...."

میں نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے ...... آپ کا مزاج تو اچھا ہے نا؟"

"بالکل اچھی طرح ہوں بیٹے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اور اب تمہیں دیکھ کر کلیجہ

ٹھنڈا ہو گیا...... بتاؤ کیا پیو گے؟"

میں نے جھک کر دونوں پارسل اٹھائے اور میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "پاپا آپ کی چوائس لے کر آیا ہوں...... یہی چلے گی...... اچھا ہزہائی نس تو کشل ہیں نا؟"

"ٹھیک ہیں۔ بہت یاد کرتے ہیں..... لیکن...... آہ نہ تمہیں بلا سکتے ہیں نہ بار بار خود آ سکتے ہیں......"

"خیر پاپا..... آپ نے ہمیں پھر ملا دیا...... اور اب میں ہر جگہ ان سے ملنے کو حاضر ہوں...... آپ نے یہاں آنے کی زحمت کیسے فرمائی؟" انہوں نے جواب دینے کے بجائے سگریٹ ٹرے سے سگریٹ لے کر سلگایا۔ میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر پیکٹ کھولنے شروع کر دیئے۔ وہ بورین کی بوتل دیکھ کر مسکرائے اور ہاتھ بڑھا کر کپ بورڈ سے گلاس اٹھا کر ٹیبل پر رکھ دیئے۔ میں نے ایک بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور ان کی صحت کا جام تجویز کر کے گلاس ہونٹوں سے لگایا۔ دو گھونٹ لیتے ہی میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کرن' میں ولاس پور سے آ رہا ہوں...... اور اس خیال سے کہ تم بمبئی میں ہی ہو......" بولتے بولتے رک کر پھر پینے لگے۔ میں نے بے چین ہو کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا...... "اور میں بمبئی میں نہ ہونے کے باوجود آپ کے پرتاپ سے بمبئی پہنچ گیا۔"

وہ بولے۔ "ہاں یہ میری سمجھ میں بھی نہ آ سکا کہ تمہیں کپتان بنانے کے لئے کلکتے سے بلایا گیا' یا میری درخواست پر؟" میں نے چونک کر پوچھا۔ "تو کیا آپ نے مسٹر ولسن سے کہا تھا۔"

اثبات میں سر ہلا کر بولے۔ "گڑ بڑ ہے کرن۔ بڑی گڑ بڑ...... یشودھرا کو شادی کے لئے مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس نے خفیہ طور پر آدمی بھیج کر مجھے بلایا ہے..... اور چغتائی کے مکان پر بلا کر تمام بات بتائی۔ کیا تم نے آج تک اسے کوئی خط نہیں لکھا؟" میں نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "کیسے لکھ سکتا ہوں پاپا؟" وہ بولے۔ "پاگل میری معرفت لکھ سکتے تھے۔ میں کیا نہیں جانتا۔" میں نے گلاس لبریز کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میری غیرت نے گوارا نہ کیا...... کہ باپ کو اس معاملے میں ملوث کروں۔"

وہ بولے۔ "خوب' کرن..... خیر اب...... کیا ہو گا؟ یشودھرا کی بڑی بہن سسرال سے آئی ہوئی ہے..... اس کا شوہر میش پور والوں کا بھانجہ ہے اور وہی دونوں پیش پیش ہیں۔"

میں نے ایک طویل گھونٹ لے کر کہا۔ "اور ہزہائی نس...... مہارانی اور سادھنا دیوی وغیرہ؟"

وہ بولے۔ "مہاراجہ اور مہارانی نے یشودھرا کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ سادھنا دیوی کھلم کھلا مخالفت کر رہی ہیں..... تم یہاں سے کچھ نہیں کرا سکتے کیا...... میرا مطلب

ہے گورنمنٹ ہاؤس ......"

"شائد۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "لیکن مشکل یہ ہے میں ان سے اتنی بڑی بات کہنے کے لئے الفاظ کہاں سے لاؤں؟ آپ نے مسٹر ولسن کو کوئی اشارہ کیا؟"

وہ بولے۔ "ہاں اشارہ نہیں تفصیل سے بات کی ہے۔ لیکن تمہارا نام نہیں لیا۔ صرف یہ کہا ہے کہ یہ شادی لڑکی کی مرضی کے خلاف ہو رہی ہے ..... اور اس نے مجھے اپنا وکیل بنا کر بھیجا ہے۔ انہوں نے اس کی عمر دریافت کی۔ میں نے کہا۔ "اکیس سال" وہ "دیکھیں گے" کہہ کر خاموش ہو گئے ..... میں انتظار کرتا رہا کہ شاید وہ سوال کریں کہ آخر کس سے شادی کرنا چاہتی ہے لیکن انہوں نے ایسا کوئی سوال نہ کیا تو میں نے براہ راست تمہارا نام لینے کے بجائے انہیں بالواسطہ تمہاری طرف متوجہ کرنے کے لئے بات بدلتے ہوئے کہا۔ "ویسے مسٹر ولسن میں لیفٹیننٹ پرنسلی سے ملنے کے لئے آیا تھا۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرنل پرنسلی اب وکٹر ہیریس ہے ..... اور اسے میری ٹور یلیس سروس انجام دینے کے صلے میں پروموٹ کرنے کے لئے یہاں ..... اوکے آپ کل دس بجے مجھ سے پھر مل لیں ......"

میں نے کہا۔ "کافی ہے پاپا ...... وہ سمجھ گئے ہیں ..... اور اب میں بات کر سکتا ہوں ...... شام کو چار بجے میرا اپائنٹ منٹ ہے اور ممکن ہے شام کے کھانے پر میں آپ کو کچھ بتا سکوں ......"

"خدا کرے وہ جلد کوئی قدم اٹھائیں ...... مجھے ایشودھرا کی طرف سے بڑی پریشانی ہے ......"

میں نے دو تین گھونٹ لے کر نصف گلاس خالی کر دیا۔ انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور گلاس چھین کر میز پر رکھ دیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "گھبرائیے نہیں پاپا' مجھ پر کوئی خراب اثر نہیں ہوتا۔" انہوں نے میرا بازو تھام کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کرن ..... لیکن اب تھوڑی دیر آرام کرو۔ میں لنچ کے وقت جگا دوں گا ....." میں نے کوٹ اتار کر مسہری کے سرہانے رکھا اور جوتوں سمیت بستر پر دراز ہو گیا۔

تین بجے ڈرائیور پہنچ گیا۔ میں نے کرنل کے ساتھ سہ پہر کی چائے پی اور گورنمنٹ ہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں چیمبرز میں داخل ہوا تو دیواری گھڑی میں چار بجنے والے تھے۔ میں نے مسٹر ولسن کو سلیوٹ کیا۔ وہ "ہیلو ہیلو" کہتے ہوئے اٹھے اور ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا بولے۔ "کانگریچولیشنز وکی۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر مصافحہ کیا۔ چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد دروازے کی طرف چلتے ہوئے بولے۔ "آؤ" میں ان کے ساتھ چل دیا۔ باہر نکلتے ہی میں نے سلام کر کے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ مسٹر ولسن نے میری طرف اشارہ

کیا۔ میں نے دروازہ تھام کر کہا۔ "یہ سیٹ آپ کے لئے ہے۔ میں صرف ڈرائیو کر سکتا ہوں۔" انہوں نے مسکرا کر میرے بازو پر ہلکا سا گھونسہ لگایا اور گاڑی میں سوار ہو گئے۔ میں نے وہیل پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔ "تم کلب میں انتظار کرو۔" وہ سلام کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہی مسٹر ولسن نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "کرنل ارجن سنگھ کے آنے کی وجہ معلوم ہے۔"

میں نے کہا۔ "مجھ سے زیادہ آپ کو معلوم ہے۔" بولے "ایکسی لینسیز کو بھی معلوم ہے۔" میں نے کہا۔ "ظاہر ہے۔"

کہنے لگے۔ "ہمیں معلوم تھا یہ پرابلم پیدا ہو گا ...... پھر بھی بہت دیر سے ہوا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر مجھے افسوس ہے میرے مسائل پر آپ کو پریشان ہونا پڑ رہا ہے۔ لیکن آپ صرف وائرلیس پر ریزیڈنٹ کو اشارہ کر کے اس کو ملتوی کرا سکتے ہیں۔"

مسٹر ولسن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "خوب۔"

میں نے تیزی سے کہا۔ "آپ اس سے بہتر سوچ سکتے ہیں سر۔"

وہ بولے۔ "مجھ سے بہتر سوچنے والے بھی ہیں وکی ٹکی۔" میں نے گاڑی ڈرائیو ان سے پورٹیکو میں آتے ہی انجن بند کر دیا اور نیچے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا۔ وہ مسکرا کر باہر نکلے اور برآمدہ عبور کر کے دونوں ری سپشن روم میں پہنچے۔ کاؤنٹر بیٹھی ہوئی لڑکی مسکرا اٹھی اور گڈ ایوننگ مسٹر ولسن کہہ کر کمرے میں داخل ہو گئی۔ وہ میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "شاید تمہیں ولاس پور جانے کی اجازت نہ مل سکے کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "وکی ٹکی جانے پر اصرار نہیں کرے گا۔" انہوں نے سر کے اشارے سے اظہار پسندیدگی کیا۔ اسی وقت ری سپشنسٹ نے دروازے کا پردہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کم ان مسٹر ولسن، کم ان کیپٹن ہیرس پلیز......"

ہم دونوں اندر داخل ہوئے۔ ہرایکسی لینسی صوفے کے قریب کھڑی ہوئی تھیں۔ سلام کرتے ہی مسکرا کر بولیں۔ "ہے گلیمر بوائے!" میں نے "ایکسی لینسی" کہہ کر ان کا بڑھایا ہوا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چوم لیا۔ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "سٹ ڈاؤن ...... مسٹر ولسن ......"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پروموشن کا بہت بہت شکریہ یورایکسی لینسی۔" ٹرے سے سگریٹ اٹھاتی ہوئی بولیں۔ "پہلے مجھے مبارکباد تو دینے دو ...... اب تو تمہارے اتنے نام ہو گئے کہ مجھے یاد بھی نہیں رہتا کہ تازہ ترین کون سا ہے؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لینسی ...... یہ آپ کی عنایت ہے ...... مجھے آپ کے دیئے ہوئے نام پر فخر ہے۔" مسکرا کر بولیں۔ "مجھے وکٹر سب سے زیادہ پسند ہے۔ تم اس کے مستحق بھی ہو ...... کرنل بشپ نے تمہاری دل کھول کر تعریف کی ہے ...... تم نے واقعی میری نصیحت پر

عمل کیا۔"

میں نے کہا۔ "یورایکسی لینسی یہ میرا فرض ہے۔" مسکرا کر مسٹر ولسن کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "لیکن تم نے اپنے فرائض میں خود بھی بہت کچھ اضافہ کر لیا ہے ..... کیا نہیں مسٹر ولسن؟"

مسٹر ولسن نے سر جھکا کر کہا۔ "بجا فرما رہی ہیں یورایکسی لینسی۔" وہ میری طرف مخاطب ہو گئیں۔ "کرنل ارجن سنگھ کس لئے آئے ہیں؟" میں نے کہا۔ "شاید کسی اور کا مسئلہ لے کر آئے ہیں یورایکسی لینسی۔"

"کس کا؟" انہوں نے سوال کیا۔ "آپ بہت پہلے سے جانتی ہیں یوارایکسی لینسی۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا دیں۔ "شاید ..... لیکن اس کا حل؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔

"یورایکسی لینسی میں آپ سے کیا عرض کر سکتا ہوں۔"

وہ پھر مسٹر ولسن کی طرف مخاطب ہو گئیں اور سگریٹ کا کش لے کر بولیں۔ "میرے خیال میں ریذیڈنٹ ولاس پور کو وائرلیس کے ذریعے مطلع کرو کہ راجکماری ......" وہ بولتے بولتے رک گئیں مسٹر ولسن نے کہا۔ "یشودھرا" وہ "تھینک یو" کہہ کر آگے چلیں۔ "لیں، یشودھرا کے ایک پیغام کے مطابق ان کو مرضی کے خلاف اک رولنگ چیف کے لڑکے سے منسوب کیا جا رہا ہے ...... یہ خلاف قانون ہے اور دونوں ریاستوں کے مفاد میں نہیں۔ لہٰذا ہزہائی نس سے فوراً" ملاقات کر کے اس رشتے کو منسوخ کرائیں ...... کافی ہے؟"

مسٹر ولسن نے کہا۔ "کافی ہے یورایکسی لینسی۔" انہوں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چار بج کر پینتیس منٹ ہوئے ہیں۔ یہ پیغام پانچ بجے تک ولاس پور پہنچ جانا چاہئے۔" مسٹر ولسن "بہتر ہے یورایکسی لینسی" کہہ کر اٹھے اور سر کے اشارے سے سلام کر کے چل دیئے۔ ان کے باہر جاتے ہی میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "تاؤ ....؟" میں نے ان کو مسکراتے دیکھ کر کہا۔ "بہت بہت شکریہ یورایکسی لینسی۔" بولیں۔ "کیا تمہاری مشکلات میں اضافہ نہیں ہوا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یورایکسی لینسی آپ نے میرا اہم ترین اور بنیادی مسئلہ حل کر دیا۔ اضافی مشکلات اور ہیں جنہیں میں مشکلات نہیں سمجھتا اور آپ کو کبھی زحمت دینا گوارہ نہیں کروں گا۔" وہ ہنس دیں۔ "اگر تم سمجھتے ہو کہ مسئلہ حل ہو گیا تو بہتر ہے۔ لیکن میرا خیال ہے شاید تمہیں ہماری مدد کی پھر ضرورت پڑے گی۔"

"آپ کی مدد کی ضرورت مجھے ہر قدم پر پڑے گی یورایکسی لینسی، لیکن اس سلسلے میں نہیں، یہ معاملہ آپ نے تکمیل کو پہنچا دیا۔"

"مجھے خوشی ہوئی ......" انہوں نے کہا۔ "لیکن کیا تم ولاس پور جانا نہیں چاہو

گے؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں یور ایکسی لنسی ......" وہ بولیں۔ "دو تین روز بعد' اس شرط پر کہ تم ریذیڈنسی سے باہر نہیں نکلو گے ..... اپنے دوستوں سے ٹیلی فون پر بات کر سکتے ہو' اگر حالات اس قابل ہوئے تو۔"

میں کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں یور ایکسی لنسی ...... ایسا ہی ہو گا ....." کہنے لگیں ..... "منظور ہے" ..... اب تم ایک دو گھنٹے کلب میں ولسن کے پیغام کا انتظار کرو۔"

میں نے تھینک یو کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے ان کا ہاتھ چوم کر کہا۔ "میں ہز ایکسی لنسی سے ملنا چاہتا ہوں۔" وہ مسکرا دیں۔ "وکٹر' وہ بہت مصروف نہ ہوتے تو اب تک یہاں پہنچ چکے ہوتے ..... بہرکیف کلب میں اگر کوئی اضافی مشکل پیش آ جائے تو ..... جیسا کہ تم کہہ چکے ہو وہ تمہارا ذاتی مسئلہ ہو گا۔" میں گڈ نائٹ کہہ کر دروازے کی طرف چل دیا۔

استقبالیہ سے گزرتے ہوئے کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن' آپ مس کینتھ کو جانتے ہیں؟" میں نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "میرا خیال ہے جانتا ہوں میڈم ..... اور شاید ....."

وہ میری بات کاٹ کر بولی۔ "آپ فون پر بات کرنا چاہتے ہیں؟" میں نے کہا۔ "شکریہ' مجھے معلوم ہے وہ کلب میں مجھ سے ملنے آ رہی ہیں ...... آپ انہیں کہہ دیں میں ان کا انتظار کر رہا ہوں پلیز۔" وہ مسکرا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ریسیور اٹھایا اور "ہیلو مس کینتھ" کہہ کر باتیں کرنے لگی۔

میں کلب میں پہنچا تو ڈرائیور اور اردلی اسٹوڈی بیکر کے قریب کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دونوں نے بیک وقت سلام کیا۔ اردلی میرے ساتھ کمرے میں آیا۔ میں اسکو چھوٹا حاضری کی ڈبل ٹرے لانے کو کہہ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ہز ایکسی لنسی کی بے پایاں شفقت اور مہربانیوں پر غور کرنے لگا۔ انہوں نے میری توقع سے زیادہ عزت افزائی کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اردلی چائے اور ناشتے کی ٹرے لے کر آ گیا۔ میں نے کچھ بسکٹ اور چائے ڈرائیور کو بھجوائی اور چائے بنا کر ناشتا کرنے لگا۔ ابھی دو گھونٹ لئے تھے کہ کینتھ کمرے میں داخل ہوئی۔ میں ہیلو کہہ کر اٹھا اور اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کرسی پر بٹھایا۔ مسکرا کر کہنے لگی۔ "میں نے گرینڈ ہوٹل کے پتے پر تمہیں خط لکھا تھا ڈارلنگ ..... ملا؟" میں نے اس کے لئے چائے بناتے ہوئے کہا۔ "نہیں' کیسے مل سکتا تھا۔ تمہیں میرا نیا نام معلوم ہے؟" اس نے ہنس کر کہا۔ "نیا نام؟ ہاٹ ڈو یو....." میں نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "آئی مین' وکٹر ہیرس ڈارلنگ ..... میں ہر سال ایک نیا نام لیتا ہوں' اور اگر نہ لوں تو لوگ خود مجھے دے دیتے ہیں۔"

مسکرا کر بولی۔ ”اور بیوی کتنے عرصے میں بدل ڈالتے ہو؟“ میں نے پیالی ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ ”بیوی خطرناک چیز کا نام ہے ..... اور اسکے بدلنے نہ بدلنے کا تعلق آسمانی باپ سے ہے ...... تم فرینڈز کہتیں تو زیادہ صحیح تھا۔“

”تم صحیح کہہ رہے ہو ڈیئر۔“ اس نے مسکرا کر کہا۔ ”اتنے اچھے حالات میں بیوی کا روگ پالنا واقعی بڑا غیر رومانی خیال ہے۔ میں صرف تمہاری کمپنی پسند کرتی ہوں ...... بلکہ تمہاری کمپنی کی کمپنی ..... سیکنڈ ان کی کمانڈ کہہ لو کیونکہ مجھے یقین ہے کوئی ارسٹوکریٹ لڑکی تمہارے ساتھ قدم ملا کر ایک مہینے سے زیادہ نہیں چل سکتی .... بغیر میڈیکل سپرویژن کے .... اور تم جانتے ہو اس فریم میں کون فٹ آتی ہے۔“ میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے اٹھ کر اس کا منہ چوم لیا۔ یہ دیکھے بغیر کہ اردلی باہر چلا گیا یا نہیں .... شکر ہے انگریزوں کے اردلی گھامڑ نہیں ہوتے۔ اس نے میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر چوم لیا .... اور کہنے لگی ”اب۔“ میں نے کہا۔ ”بیٹھ جاؤ لیو' ٹرے ہلکی کرنے میں مدد کرو ...... میں تمہیں ایک گھنٹے بعد گرین لے جا رہا ہوں۔ لیکن تین روز بعد کلکتہ واپس چلا جاؤں گا....... اور تم ہر ہفتے مجھے خط لکھا کرو گی' او کے۔“

اس نے اثبات میں سر ہلا کر بسکٹ کھا لیا ...... اور دونوں چائے پینے لگے۔ ساڑھے پانچ بجے کے قریب ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ مسٹر ولسن کی آواز آئی۔ ”کیپٹن تمہارے ساتھ مس کینتھ ہے؟“ میں نے جواب دیا ”یس مسٹر ولسن ...... لیکن آپ آنا چاہیں تو .....“ وہ بولے ”نہیں' اگر تم جلد واپس جانا چاہتے ہو تو پانچ منٹ میں میرے پاس پہنچ جاؤ ..... تمہارا ایک لیٹر ہے۔“ میں نے ”کمنگ سر“ کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور کینتھ کا ہاتھ پکڑ کے اٹھاتے ہوئے کہا آؤ..........“

دو منٹ میں کار چیمبرز کے سامنے تھی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ری سپشن کے سامنے پہنچا تھا کہ مسٹر ولسن ایک لفافہ ہاتھ میں لئے ہوئے چیمبرز سے باہر نکلے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے لفافہ میرے ہاتھ میں دیا اور دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگے۔ ”یہ لیٹر کرنل ارجن سنگھ کو دے کر کل ہی ولاس پور روانہ کر دو۔ اس کی ایک کاپی ریزیڈنٹ کو دوسری یشودھورا کو اور تیسری ہزہائی نس کو دینا ہے۔ لیکن ترسیل ریزیڈنٹ کرے گا .... ریزیڈنٹ کو پیغام مل چکا ہے اور وہ آج ڈنر پر مہاراجہ سے بات کرے گا ..... او کے؟“

میں نے کہا۔ ”تھینک یو سر۔“ مسکرا کر بولے۔ ”تمہیں ولاس پور جانے کی اجازت ملی یا نہیں؟“

میں نے خط جیب میں سرکاتے ہوئے کہا۔ ”مل گئی سر۔“ بولے ”او کے۔ وش یو گڈ لک۔“ میں سلام کر کے گاڑی کی طرف چل دیا۔ وہ پلٹ کر چیمبرز میں داخل ہو گئے۔

تھوڑی دیر کینتھ کو کرافورڈ مارکیٹ کی سیر اور مختصر سی شاپنگ کرانے کے بعد ساڑھے سات بجے کے قریب گرین ہوٹل پہنچ کر میں نے گاڑی واپس کر دی۔ کرنل ماما کینتھ کو دیکھ کر شگفتہ ہو گئے۔ بیٹھتے ہی ڈنر کا آرڈر دیا اور الماری سے بوتل اور گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔ میں نے کینتھ سے چند منٹ کے لئے معذرت طلب کی اور ماما کو بیڈ روم میں لے جا کر تمام تفصیل سنائی اور لیٹر دیا۔ بولے۔ "چلو اس فکر سے نجات تو ملی۔"

میں نے کہا۔ "ہاں پاپا ...... لیکن آپ کو یہ لیٹر لے کر کل ہی جانا پڑے گا...... یہ خط جلد از جلد ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں پہنچ جانا چاہیئے۔" وہ سوچ میں پڑ گئے۔ تھوڑی کھجاتے ہوئے بولے۔ "تم کینتھ کو ساتھ لے آئے ورنہ میں تمہیں بھی ساتھ لے چلتا ..... ٹھیک نہیں کیا!" میں نے جواب دیا۔ "ٹھیک ہے لیکن میں دو روز بعد یہاں سے روانہ ہونگا اور کینتھ کو وہاں نہیں لے جا سکتا ...... آپ کل چلے جائیں' پلیز پاپا۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "اچھا پھر میں ٹرین سے چلا جاتا ہوں۔ تم میری کار میں آ جانا ....." میں نے کہا۔ "بہتر ہے ..... آپ چوتھے دن ریزیڈنسی میں مجھے مل سکتے ہیں ...... آیئے۔"

ڈرائنگ روم میں کینتھ میز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک ویٹر ٹرالی سے کھانے کی ڈشیں اٹھا اٹھا کر میز پر رکھ رہا تھا۔ کرنل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر برابر والی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے سامنے جگہ لے لی۔ ویٹر ٹرالی پیچھے سرکا کر باہر نکل گیا۔ کرنل نے مسکرا کر گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کرن' میں کینتھ کو تمہارے ساتھ دیکھنے کا اس قدر عادی ہو چکا ہوں کہ اب اس کے بغیر پکچر مکمل نظر نہیں آتی۔"

کینتھ نے کہا۔ "کرنل یہ آپ کی عزت افزائی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کرن نے آپ کی طرح مجھے بھی ایسی تاریک خلاؤں میں لا کھڑا کیا ہے۔ جہاں اسکی ذات کے سوا روشنی کی کرن تک نہیں ....." اس نے رک کر گلاس اٹھایا اور آپ کی صحت کا جام کہہ کر کسی کا انتظار کئے بغیر ہونٹوں سے لگا لیا۔ کرنل ہنس دیئے اور گلاس اٹھا کر پینے لگے ...... میں نے بھی گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ کینتھ نے گلاس رکھ کر کہا۔ "اوہ کرنل روشنی ایک تیز رفتار چیز کا نام ہے۔ جسے کسی ایک مرکز پر قرار نہیں ..... آپ جھلک دیکھ سکتے ہیں' لیکن اس کو گرفت میں نہیں لے سکتے۔" کرنل ہنس دیئے اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "سچ کہہ رہی ہو کینتھ! ..... خیر بے بی' آج مجھے معلوم ہوا کہ تم بھی ہمارے جیسے جذبات رکھتی ہو .... میں کوشش کروں گا کہ تم اسی طرح ساتھ نظر آؤ ...... چلو کھانا شروع کرو۔" اس نے "تھینک یو" کہہ کر کھانا شروع کر دیا۔ کافی کا آخری گھونٹ لے کر کرنل نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سوا آٹھ کرن فرنٹیر میل چھوٹنے میں پونے دو گھنٹے ہیں' میں سوچ رہا ہوں آج ہی کیوں نہ چلا جاؤں ......ابھی ....."

میں نے کہا۔ "پاپا' اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے ..... کل کسی ٹرین سے ......"

وہ اٹھتے ہوئے بولے۔ "نہیں ...... بس اب چل پڑے ..... تم بمبئی سنٹرل' ٹیلی فون کر کے فرسٹ کلاس میں ایک سیٹ میرے نام سے بک کراؤ ...... میں سامان پیک کرتا ہوں۔"

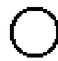
میں نے "بہتر ہے" کہہ کر ریسیور اٹھا لیا اور ریزرویشن آفس کا نمبر ڈائل کیا اور ریزرویشن کرا کے میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر کرنل ماما کو اطلاع دی۔ انہوں نے سامان پیک کر کے مینجر کو فائنل بل لے کر آنے کو کہا اور کینتھ کی طرف دیکھ کر بولے۔ " او کے بے بی ..... میں اس وقت جا رہا ہوں .... لیکن میرا وعدہ ہے کہ تم کرن کے ساتھ رہو گی ..... تم دو روز یہیں رہو گے کرن ....." میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا......"

میں اور کینتھ کرنل ماما کو سی آف کر کے ساڑھے دس بجے ہوٹل واپس ہوئے۔ وہ اپنے بل کے ساتھ مزید دو روز کا پے منٹ کر چکے تھے۔ میں نے ان کی کار گیراج میں بند کر کے چابی جیب میں ڈالی اور اپارٹمنٹ میں پہنچے۔ اندر داخل ہوتے ہی کینتھ نے کہا۔ "کرن ڈارلنگ' تم نے یہاں آتے ہی کرنل ماما کو کیوں چلتا کر دیا؟"

میں نے کوٹ کے بٹن کھولتے ہوئے جواب دیا۔ "ڈیئر! کرن پھر ایک مصیبت میں پھنس گیا ہے اور کرنل اسی سلسلے میں یہاں آئے تھے اور اس لئے فوراً" روانہ ہو گئے کہ ایکسی لنسیز نے مسئلہ بڑی حد تک حل کر دیا ہے۔"

"مجھے نہیں بتاؤ گے؟" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں معلوم ہو جائے گا ڈیئر ..... لیکن ابھی .... چھوڑو دونوں پیاسے ہیں۔ پینے پلانے کی بات کرو۔" خاموش ہو جانے کے بجائے اس نے میرا کوٹ لے کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور ٹائی کھولتے ہوئے بولی۔ "مسئلہ کون ہے؟ سروج ہے یا یشودھرا' ڈارلنگ؟" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "اس وقت تم اور وہسکی۔" اس نے کوٹ ہینگر کی طرف پھینکا اور میرے وجود میں تحلیل ہو گئی۔



دو روز بعد جب کہ میں ولاس پور جانے کے طے شدہ پروگرام کے مطابق شام کو روانہ ہونے والا تھا۔ سہ پہر کو تین بجے کے قریب کرنل ماما کا ٹیلی گرام ملا' جس میں مجھے فوراً" برٹش کیمپ پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ میں نے ہوٹل سے نکل کر کینتھ کو مالا بار ہل پہنچایا۔ ملٹری ہیڈ کوارٹرز سے سوٹ کیس لے کر کار میں رکھا اور شام کا کھانا میس میں کھا کر لائٹنگ ٹائم پر بمبئی سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں دو تین جگہ پٹرول اور چائے کے لئے پندرہ منٹ ٹھہرنے کے سوا مسلسل ڈرائیو کرتا ہوا صبح ساڑھے پانچ بجے کے قریب ولاس پور کے پہلے چیک پوسٹ پر پہنچ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ سنتری سائیکلوں پر دودھ لے کر ولاس پور جانے والوں کو سلامی دینے کے سوا سب کچھ بھول جاتے تھے۔ میں نے دفتر کے سامنے

دودھ والوں کا ہجوم اور پہرے دار اور منشی کو ان سے الجھا ہوا دیکھ کر اسپیڈ بڑھائی اور تیزی سے نکلتا چلا گیا۔ شردھام کی نمبر پلیٹ ان کو چونکا دینے کے لئے کافی تھی۔ چھ بجتے بجتے میں شہر کے ناکے والے آکڑائے پوسٹ کو اسی طرح غچہ دے کر برٹش کیمپ میں داخل ہو گیا۔ یہاں پہلے ہی گیٹ والوں کو ہدایات مل چکی تھیں' چنانچہ ایک انڈین سارجنٹ کلب تک میرے ساتھ آیا اور میں جس کمرے میں پہلے قیام کر چکا تھا۔ وہاں سامان رکھوایا اور گاڑی لے کر گیراج کی طرف چل دیا۔ میں نے شیو اور غسل سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا۔ ساڑھے سات بجے کے قریب میں نے یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ دیر تک گھنٹی بجتی رہی کوئی ریسیور اٹھانے والا نہ تھا۔ میں اکتا کر رابطہ منقطع کرنے لگا تھا کہ ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "ہیلو کون؟" یہ یشودھرا کی آواز نہ تھی۔ میں نے آواز بدل کر کہا۔ "کے بی چغتائی کی حویلی سے بول رہا ہوں' راجکماری یشودھرا کو فون پر بلاؤ۔" اس نے "ہولڈ آن" کہا اور ریسیور رکھ کر غائب ہو گئی۔ چند سیکنڈ بعد ایئر پیس میں یشودھرا کی آواز آئی "ہیلو یشودھرا" میں نے کہا "نعیم" چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ پھر بھرائی ہوئی آواز ابھری "نعیم ...... یشودھرا کو مار ڈالا تم نے ..... معلوم ہے کیا گزر گئی مجھ پر؟" میں نے ہنس کر کہا "گزر گئی نا؟ .... اگر مجھے معلوم نہ ہوتا تو ہماری بھینٹ لئے بغیر نہ گزرتی ...... سنو یشو' تمہیں مجھ سے اور مجھے تم سے کوئی نہیں چھین سکتا ..... لہٰذا سب کچھ بھول جاؤ۔"

وہ بولی۔ "فون نمبر بتاؤ' میں سادھنا دیوی سے مشورہ کرنے کے بعد تمہیں رنگ کروں گی۔" میں نے اپنا ٹیلی فون نمبر نوٹ کرایا اور اس نے کہا۔ "یہیں رہنا نعیم ..... ممکن ہے تمہیں زیادہ دیر انتظار کرنا پڑے ...... میری بڑی بہن اور بہنوئی آئے ہوئے ہیں اور ان کی موجودگی میں کسی دشمن کی ضرورت نہیں رہتی ..... یوں سمجھو ناستک نے پھر سے جنم لے لیا ہے۔"

میں نے کہا۔ "یشو تم دوت کی بھی پروا نہ کرو۔ فوراً چلی آؤ ..... اگر انہوں نے تمہیں فالو کیا تو ..... یقین کرو' دونوں کو پھر سے جنم لینا پڑے گا۔ پلیز ہری اپ .... گڈ بائی۔" اس نے ریسیور کو بوسہ دیا اور گڈ بائی کہے بغیر کریڈل پر رکھ دیا۔

میں دروازہ کھول کر سٹنگ روم میں آیا تو کرنل ماما آرام کرسی پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر اٹھے۔ میں نے "پالا گن پاپا۔" کہہ کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ اور انہوں نے مجھے سینے سے لگا کر کرسی پر بٹھایا' کہنے لگے۔ "کرن یہاں تو میدان مار لیا۔ اس لیٹر کی تینوں نقلوں پر یشودھرا کے دستخط ہو گئے۔ ریذیڈنٹ نے تصدیق کی مہر بھی لگا دی۔ اور اب وہ اپنی پسند کے مطابق شادی کرنے کی مجاز ہے۔"

میں نے کہا۔ "اور کیا چاہئے پاپا؟" بولے۔ "بہت کچھ۔" میں نے کہا۔ "بہت کچھ کے لئے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا پاپا۔"

وہ بولے۔ "ہاں بھگوان کی کرپا سے ..... اب اور بتاؤ کیا کرنا ہے؟ یشودھرا سے بات کی؟"

میں نے کہا۔ "جی بابا ...... آج وہ کسی وقت یہاں آ رہی ہے۔ میرے خیال میں اب آپ شردھام تشریف لے جائیں۔ اگر حکم ہو تو میں بھی چھپ چھپا کر ایک دو روز کے لئے پہنچ سکتا ہوں۔"

انہوں نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ابھی تمہارا وہاں جانا خطرناک ہے کرن ..... جب وقت آئے گا تو میں خود تمہیں آ کر لے جاؤں گا .... اچھا چلتا ہوں۔ میں نے اردلی کو بلا کر گیراج اور کار کی چابیاں دیں اور چند منٹ بعد وہ میری پیشانی چوم کر روانہ ہو گئے۔

کرنل ماما کے جانے کے بعد میجر وڑائچ اور واٹسن آ گئے اور میں ان سے باتیں کرنے لگا۔ وہ دس پندرہ منٹ میرے پاس بیٹھے اور آرام کرنے کا مشورہ دے کر چلے گئے۔ میں نے اردلی کو ایک بجے کھانے کے وقت جگانے کی ہدایت کی اور بیڈ روم میں جا کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس وقت نو بج رہے تھے اور ابھی تک یشودھرا نے فون نہیں کیا تھا۔ میں نے کچھ سوچ کر ریسیور اٹھایا اور کیپٹن دیش مکھ کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ابھی پہلے ہندسہ ہی کو گھمایا تھا کہ کمرے کے دروازے پر کار رکنے کی آواز آئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر دروازے پر آیا۔ میرا خیال تھا شاید یشودھرا اور سادھنا دیوی پہنچ گئیں۔ اردلی کو بیرونی دروازے پر کھڑا دیکھ کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اس نے وہیں سے جواب دیا۔ "صاحب کوئی لیڈی آپ سے ملنے آئی ہیں۔" میں نے سٹنگ روم میں آ کر دیکھا۔ برآمدے دروازے کے قریب ایک پچیس چھبیس سالہ عورت کھڑی ہوئی تھی جو ساڑھی میں ملبوس اور شکل و صورت سے باوقار نظر آ رہی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر کمرے میں داخل ہو گئی۔ میں نے اس کو سر کے اشارے سے سلام کرتے ہوئے فرمایا۔ "فرمایئے شریمتی۔" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "تم لیفٹننٹ نعیم ہو؟"

میں نے کہا۔ "میرا نام کیپٹن ....."

تیزی سے بات کاٹتی ہوئی بولی۔ "کانگریچو لیشنز۔"

میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی تعریف؟" اس نے کندھے سے وینٹی بیگ اتارا اور کرسی پر بیٹھ کر گود میں رکھتی ہوئی بولی۔ "میرا نام سچترا کماری ہے۔ میں یشودھرا کی بڑی بہن ہوں۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "سچترا دیوی' مجھے آپ سے مل کر معلوم نہیں' خوشی ہونی چاہئے یا حیرت ..... اس لئے کہ ہم ایک دوسرے سے قطعی ناواقف ہیں۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا اور مسکرا کر وینٹی بیگ کھولنے لگی۔ میں نے اردلی کو سگریٹ لانے کا اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے بیڈ روم میں داخل ہوا۔ سگریٹ کیس اور لائٹر نکال کر لایا اور میرے ہاتھ میں دے کر برآمدے کی طرف چل دیا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ سچترا نے بیگ سے ایک کارڈ سائز فوٹو نکال کر لہراتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن نعیم ...... میں تم سے کس حد تک واقف ہوں یہ دیکھو!" میں نے سگریٹ کا کش نکالتے ہوئے کہا۔ "اور آپ نے اس کے لئے معلوم ہوتا ہے کافی زحمت اٹھائی ہے لیکن واقفیت کے لئے فوٹو کے علاوہ اور بھی بہت کچھ چاہئے .... بہرکیف اسے چھوڑیئے....... یہ بتایئے آپ کیا چیز پینا پسند کریں گی ...... چائے ..... کافی ..... یا کولڈ ڈرنک؟"

وہ بولی "شکریہ کیپٹن ..... میں صرف چند باتیں کرنا چاہتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "شوق سے ..... یہ میری عزت افزائی ہے۔" کہنے لگی۔ "تو پھر کپڑے پہنو اور میرے ساتھ چلو....." میں نے ہنس کر کہا۔ "ایسی کون سی باتیں ہیں جو یہاں نہیں کی جا سکتیں میڈم؟ ..... اس نے منہ بنا کر کہا۔ "یہ برٹش کیمپ ہے۔ میں راج محل میں' گارڈن میں' پٹو دھن کنج میں' یا کسی تنہائی کی جگہ میں' جہاں تم پسند کرو بات کرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ کسی خاص انداز میں ...... اپنے پسندیدہ ماحول میں' کسی کنٹروورشیل ٹاپک پر ..... بات کرنا چاہتی ہیں ..... کیا ہے وہ موضوع؟"

نفی میں سر ہلا کر بولی۔ "ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔" میں ہنس دیا۔ "خوب ..... اچھا میرے یہاں آنے کے متعلق آپ کو کس نے بتایا؟" وہ مسکرا کر کہنے لگی۔" میں جاسوسی کرتی ہوں کیپٹن ..... تم نے ساڑھے سات بجے یشودھرا کو ٹیلی فون پر جو کچھ کہا ...... وہ میری نوٹ بک میں لکھا ہوا ہے ...... تم آج صبح بمبئی سے یہاں پہنچے ہو نا؟ صرف یہ کنفرم کرنے کے لئے ..... خیر یہ میں یہاں نہیں بتاؤں گی ....." مجھے ہنسی آنے لگی ..... میں نے کہا "واقعی آپ کے ذرائع اطلاع وسیع ہیں .... اچھا تو آپ شام کو پانچ بجے پھر زحمت فرمایئے .... ابھی مجھے چند گھنٹے آرام کرنا ہے اس کے بعد آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی

..... او کے۔" وہ اسی طرح بیٹھی ہوئی دیکھتی رہی۔ میں نے کہا۔ "چھ بجے ..... سات بجے ..... کسی بھی وقت اور کہیں بھی۔" تیوری چڑھا کر بولی۔ "اس وقت کیوں نہیں؟" اس کے لہجے کی تلخی نے مجھے بدمزہ کر دیا۔ میں اٹھ کر بیڈ روم میں داخل ہوا اور ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ اسی وقت وہ میرے قریب آ گئی اور کہنے لگی۔ "یشودھرا سے اجازت طلب کر رہے ہو؟" میں نے کریڈل پر ہاتھ رکھ کر اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ہز ہائی نس سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کس حیثیت میں بات کرنا چاہتی ہیں۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولی ..... "اچھا ..... آ ..... تم تو ہز ہائی نس سے ٹیلی فون پر بھی بات کر سکتے ہو؟" میں نے تیز ہو کر کہا۔ "وہ کسی دوسرے سیارے پر نہیں رہتے۔ میں تمہارے سامنے بات کرتا ہوں اور تمہیں یہیں کھڑے کھڑے جواب دینا ہو گا۔"

وہ سٹ پٹا گئی' حالانکہ یہ حقیقت تھی' میں ہز ہائی نس سے ٹیلی فون پر بات کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جب کہ ریزیڈنٹ سے مل کر یہ بھی معلوم نہ کر سکا تھا کہ میں کس حد تک جا سکتا ہوں ..... اس کو پس و پیش میں مبتلا دیکھ کر میں نے کہا۔ "گھبرا گئیں ..... جاسوس ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو تو بڑا حوصلہ مند ہونا چاہئے ......"

مسکرا کر بولی۔ "کیپٹن وقت آنے پر میں ان سے بالمشافہ گفتگو کرونگی ..... پہلے تم سے تنہائی میں کچھ جاننا چاہتی ہوں۔" میں نے پلٹتے ہوئے کہا۔ "اوکے ..... میں شام کو چار بجے راج محل آ رہا ہوں ..... وعدہ کرو' ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں ملو گی۔" اس نے میرے ہاتھ سے ریسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا اور دروازے کی طرف چلی گئی۔ میں اس کے ساتھ برآمدے میں آیا۔

وہ اپنی کار کے قریب پہنچ کر رکی اور پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولی۔ "او کے کیپٹن' میں یشودھرا کے ساتھ وہاں موجود ہونگی۔" میں نے اس کے چہرے پر نظریں جما کر دیکھتے ہوئے کہا ..... "یور ورڈ آف آنر؟" تیوری چڑھا کر کہنے لگی۔ "یقین نہیں آیا شاید؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "شاید کا لفظ اڑا دیجئے۔" وہ دروازہ کھول کر گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے بولی۔ "دیکھ لینا۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور گڈ بائی کہہ کر اپارٹمنٹ میں چلا آیا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر سگریٹ سلگایا اور یشودھرا کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ ابھی تک باہر سے کار اسٹارٹ ہونے کی آواز نہیں سنائی دی تھی ..... لیکن میں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی اور تیسرے رنگ پر کسی نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ آواز زنانہ تھی۔ لیکن میں شناخت نہ کر سکا۔ "ہو از اسپیکنگ۔" میں نے بولنے والی کا نام دریافت کیا۔ اس سے پہلے کے وہ مجھ سے یہی سوال کرتی۔ ہیلو کہنے والی نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا۔ "تمہیں جس کی تلاش ہے' وہ میں نہیں ہوں۔" میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "مجھے آپ ہی

کی تلاش تھی سادھنا دیوی ..... نمستے' آداب عرض' یعنی مزاج گرامی' یعنی اچھی تو ہیں نا؟"
وہ بولیں۔ "زیادہ زحمت نہ کرو ..... ہم وہیں پہنچ رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔
"زہے نصیب۔ شبھ آ گمن۔" کہنے لگی ..... "اچھا کہہ دوں گی ..... نعیم فارسی سیکھ آیا ہے ....." انہوں نے ہنس کر ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت میں نے سچترا کو سٹنگ روم میں دوبارہ داخل ہوتے دیکھا اور ریسیور رکھتے رکھتے کان سے لگا کر سلسلہ منقطع ہونے کے باوجود بولنا شروع کر دیا۔ "ایک بات اور' یورایکسی لنسی' کیا سچترا دیوی کو آپ نے۔" میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے سچترا نے تیزی سے اندر داخل ہو کر کریڈل پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا؟" وہ مسکرا کر سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔ "پلیز کیپٹن اسے یہیں ختم کر دو ...... میں تم سے بات کرنے سے پہلے اپنا یہاں آنا ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔" میں نے بے رخی سے کہا۔ "لیکن میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں میڈم ....." اس نے "پلیز کیپٹن" کہہ کر میرے ہاتھ سے ریسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔ میرا دلی مقصد پورا ہو گیا۔

شکایتی لہجے میں کہا۔ "میری سمجھ میں آپ کا طرز عمل نہیں آ رہا۔ سچترا دیوی! آپ رخصت ہونے کے بعد دوبارہ کس تقریب میں تشریف لائیں ..... جب کہ ......" میں اس کو ہوسٹائل کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "برا مت مانو کیپٹن۔" میں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "سچترا دیوی آپ میرے متعلق بہت کم جانتی ہیں ...... ورنہ مجھ سے ملنے کے لئے یہ طریقہ اختیار نہ کرتیں۔ خیر شکریہ اور دوسری مرتبہ خدا حافظ۔" وہ گڈ بائی کہہ کر باہر نکل گئی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور بستر پر دراز ہو گیا۔ اسی وقت موٹر اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔ ساتھ ہی ٹیلی فون کی گھنٹی جھنجھنائی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کیپٹن نعیم۔" دوسری طرف سے کرنل گجندر سنگھ کی آواز آئی۔ "اوئے پترا' توں وڈیلے دا آیا ہویا اے .... تے حالا ......"

میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "واگھورو چاچا جی ...... بس آپ کے پاس آنے ہی والا تھا ...... مزاج تو اچھا ہے؟"

بولے۔ "سب ٹھیک ٹھاک ہے۔ تیری چاچی تو پنجاب گئی ہوئی ہے ..... آ جا ....."
میں نے ہنس کر کہا۔ "مارے گئے ..... اب چائے بھی کون پلائے گا۔"
ہنس کر کہنے لگے۔ "چائے مل جائے گی ..... آ تو سہی ..... سنیا ہے تو کیپٹن ہو گیا ..... سچ ...."

میں نے کہا۔ "آپ کی دعا ہے چاچا جی .... اقبال سنگھ کا کوئی خط پتر؟"
وہ بولے۔ "دو مہینے پہلے خود آیا تھا .... مجھے پوچھا تو میں نے کہا .....اب وہ

صاحب بہادر بن کر بمبئی چلا گیا ہے۔ .... کہاں ہے تو آجکل؟"

میں نے کہا۔ "بمبئی ...... لیکن بہت جلد باہر جانے والا ہوں ..... رتلام میں ہی ہے نا اقبال؟"

"نہیں ....." انہوں نے کہا ...... "وہ کوئٹہ ٹرانسفر ہو گیا ...... جانتا ہے کیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یہاں آنے کا مقصد اور کیا ہے چاچا جی ...... اچھا ...... میں شام کو آپ کے پاس حاضر ہوں گا ...... باتیں تو ہو ہی گئیں۔" وہ بولے۔ "اچھا ..... آنا ضرور ...... یہاں بھی کوئی کام تھا کیا؟" انہوں نے کریدنا چاہا ..... میں نے کہا۔ "جی آفیشل کام تھا' ہو گیا۔ اب کسی وقت ہز ہائی نس کو سلامی دینے جاؤں گا ..... اور پھر کوئٹہ .... بالے کے پاس ...... آداب عرض ....." ریسیور رکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر بستر پر دراز ہو گیا۔ سگریٹ ختم ہونے تک سادھنا دیوی کے ٹیلی فون کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن گھنٹی خاموش تھی .... میں نے دوسری طرف کروٹ لی اور سو گیا۔

اردلی نے مجھے جھنجھوڑ کر جگایا تو دو بج چکے تھے۔ ٹیبل پر کھانا چنا ہوا تھا۔ میں نے ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھایا۔ اردلی سے دریافت کیا۔ "کوئی ٹیلی فون دفتر میں تو نہیں آیا؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میجر ڈریج صاحب ایک بجے آئے تھے آپ کو سوتے دیکھ کر چلے گئے۔ چار بجے پھر آئیں گے۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر کیپٹن دیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا ...... پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "کیپٹن یشونت ......" میں نے کہا۔ "ڈیڈی ...... آداب عرض۔" بولے۔ "لڑے ارے ماجا دیوا .... نعیم تم ...... کہاں سے؟"

میں نے کہا۔ "وہ برٹش کیمپ سے۔" بولے۔ "اچھا' سمجھا ..... سمجھ گیا گڈ .... آ رہے ہو؟"

"آپ آجائیے ڈیڈی۔" میں نے جواب دیا۔

"میں آپ کے لئے خوش خبری لے کر آیا ہوں ...... مورس اچھی حالت میں ہو تو اسی میں تشریف لائیں ....." ہنس کر کہنے لگے "مورس نئی ہو گئی .... اچھا پندرہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں ..... برنی کو لیتا آؤں۔"

میں نے کہا۔ "ضرور ڈیڈی ..... مجھے خوشی ہو گی۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔ میں نے ریسیور رکھ کر یونیفارم پہننی شروع کر دی اور اردلی کو میس سے کوارٹر اسکاچ اور سوڈا لانے کو کہا وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے کچھ یاد آتے ہی ریسیور اٹھا کر سادھنا دیوی کا نمبر ڈائل کیا۔ آواز پہچانتے ہی کہنے لگیں۔ "نعیم معاف کرنا .... ہم قصدا" آتے آتے رک گئے۔ سچترا کی طرف سے کچھ خطرہ ہے' اس لئے میرا خیال ہے ہز ہائی نس سے اجازت لے کر آئیں ..... تم نہیں آسکتے کیا؟"

میں نے کہا۔ "شاید آ جاؤں ...... چار بجے ..... لیکن کچھ کہہ نہیں سکتا۔ بہرکیف میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی کہ تھوڑی دیر میں کیپٹن دلیش مکھ میرے پاس آنے والے ہیں۔ آپ سمجھ گئیں نا؟"

ہنس کر کہنے لگیں...... "نہیں تو .... اچھا سمجھ گئی .... لیکن یہ نہیں سمجھ سکی کہ سچترا نے تمہاری باتیں کس طرح سن لیں۔"

"پروا نہ کیجئے ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ "فوجی بینڈ سن کر کچھ نہ کر سکیں تو اس ہلکی پھلکی موسیقی پر کیا بگاڑ لیں گی۔" انہوں نے ہنس کر شیطان کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ میں سگریٹ سلگاتا ہوا باہر نکلا اور برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ چند منٹ بعد امین پور روڈ والے گیٹ سے دو کاریں اندر داخل ہوئیں اور میگزین کی طرف جانے لگیں۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ اگلی کار نے ٹرن لیا۔ اور تیزی سے پریڈ گراؤنڈ کراس کر کے میری طرف آنے لگیں۔ پہلی گاڑی میں میجر برنی اور دوسری میں کیپٹن دلیش مکھ تھے۔ قریب پہنچتے ہی میں نے زور دار سلیوٹ کیا۔ گاڑیاں برآمدے کے سامنے رکیں اور دونوں آفیسرز مسکراتے ہوئے باہر نکلے۔ میجر برنی نے مصافحہ کرتے ہوئے شولڈر پر نظر ڈالی ...... "اوہ .... کانگریچولیشنز......" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "اب تم کیپٹن ہو گئے۔" میں نے "تھینک یو سر" کہہ کر کیپٹن دلیش مکھ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے میری کمر تھپک کر سینے سے لگا لیا اور مسکرا کر کہا ...... "مبارک ہو یہ ترقی ...... اور ...... اور وہ بھی ...... ایں نا؟" میں نے دروازے کی طرف چلتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "ڈیڈی کے آشیرواد سے......"

سٹنگ روم میں کرسیوں پر بیٹھتے ہی میجر برنی نے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن ولاس پور چھوڑنا تمہیں واقعی راس آیا۔" کیپٹن دلیش مکھ نے ہنس کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں سے شفٹ ہونا کہتے میجر..... ولاس پور چھوڑنا تو اس کے لئے ناممکن ہے۔" میجر نے کہا۔ "جانتا ہوں کیپٹن ..... اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "برنی صاحب' میں آپ حضرات کی تینوں کے سائے میں پل کر جواں ہوا ہوں .... آپ نہ جانیں گے تو کون جانے گا۔" وہ بولے۔ "پھر بھی اس حد تک نہیں جانتا تھا کہ تم ایک اشارے میں شطرنج کی ایک بساط الٹ سکتے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ چچا ہیں ..... ڈیڈی جانتے ہیں میں کتنا بڑا شیطان ہوں۔" کیپٹن نے ہنس کر کہا۔ "ہاں میجر..... یہ بکتر بند شیطان ہے' جس پر لاحول کا بھی اثر نہیں ہوتا ..... بالفاظ دیگر' لاحول پروف شیطان ہے۔"

میجر نے کہا۔ "اس کے معنی ہیں ...... لے مرے گا ......" کیپٹن نے میری کمر پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگایا۔ "بائی ٹیلی گرام .... قلعہ بندی ٹوٹنے کے بعد کیا رہ جاتا ہے۔"

میں نے سگریٹ کیس نکال کر بڑھاتے ہوئے کہا ...... "ڈیڈی' مجھے خوشی ہے آج

میجر کو معلوم ہو گیا آپ اور میں ایک دوسرے کے کیا ہیں ......" میجر نے مسکرا کر کہا۔ "خوب کیپٹن ......" وہ دروازے کی طرف دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ اردلی نے اندر آکر ٹرے میز پر رکھ دی۔ مجھے تعجب ہوا' وہ اسکاچ کے ساتھ کافی اور کٹ لٹس اور بسکٹ وغیرہ بھی لے کر آیا تھا۔ میں نے "ویل ڈن" کہہ کر گلاس میں انڈیلنی شروع کر دی۔ میجر نے گلاس اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "ٹوسٹ۔" میں نے کیپٹن کی طرف اشارہ کیا۔ مسکرا کر بولے۔ "چھوڑو نعیم ...... ہم دونوں ایک دوسرے کی صحت کے ہزاروں خم لنڈھا چکے ہیں ...... یہ جام ......"

میجر نے مسکرا کر گلاس ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "اس کی صحت کے نام' جس کا نام زبان پر نہیں لا سکتے۔" کیپٹن نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا اور تینوں پینے لگے۔

نصف گھنٹے باتیں کرنے کے بعد انہوں نے اجازت چاہی اور میں برآمدے تک ان کے ساتھ آیا ...... کیپٹن دلیش مکھ نے بشرط اجازت مجھے شام کو راج محل آنے کی دعوت دی۔ اور ...... موریس چھوڑ کر برنی کی گاڑی میں واپس ہو گئے۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور بیڈ روم میں آکر ریزیڈنٹ کو فون کر کے چار بجے کا اپائنٹ منٹ لیا۔ اس وقت ساڑھے تین بجنے والے تھے۔ سوٹ کیس سے چند تحائف جو بمبئی سے ریزیڈنٹ اور ان کی بیوی کے لئے لایا تھا نکال کر گاڑی کی سیٹ پر رکھے اور دس منٹ پہلے ڈرائیو کر کے متعدد لائنوں کا چکر کاٹتا ہوا بنگلے پہنچ گیا۔ اردلی سارجنٹ نے دروازہ کھول کر مجھے گول کمرے میں بٹھایا اور اندر اطلاع دینے چلا گیا۔ چند منٹ بعد ریزیڈنٹ اور ان کی میم دروازے میں نمودار ہوئے۔ میں نے اٹھ کر سلیوٹ کیا۔ دونوں نے مسکرا کر بیک آواز کہا۔ "خوب' ہمارا رومیو آگیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مادام آپ کا خادم ہوں۔ ریزیڈنٹ نے آگے بڑھ کر میرے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "کانگریچولیشنز۔" میں نے تھینک یو سر کہہ کر ٹیبل سے تحفوں کے بکس اٹھا کر میم کو پیش کئے۔ انہوں نے شکریہ ادا کر کے بکس کھولے اور ریزیڈنٹ کو دکھائے۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "پرنس نعیم تم ہمارے واسطے بار بار زحمت کرتے ہو ...... اور نہ معلوم۔" وہ رک کر مسکرائے۔ "وہ وقت کب آئے گا ہم تمہیں شادی پر تحفہ دیں۔"

میم نے کہا۔ "بیٹھو نعیم ...... ہمیں سوچنا پڑے گا کہ ...... تم تو خیر ہمارے ہو لیکن راجکماری کے شایان شان تحفہ افورڈ بھی کر سکیں گے یا نہیں۔" ریزیڈنٹ نے قہقہہ لگا کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری معلومات کافی نہیں ہیں ڈارلنگ ...... دوسری اسٹیٹس جو بیک ڈور سے اس کو تحفے بھیجیں گی وہ ہماری وساطت سے ہی تو آئیں گے ...... تو پھر کب نعیم

میں نے کہا۔ "سر، میں جنگ ختم ہونے سے پہلے تو سوچ بھی نہیں سکتا .... آپ
نے واقعی میرے لئے بہت کچھ کیا ہے اور سر دست یہ کافی ہے۔" میم نے ہنس کر کہا۔ "
کافی نہیں ہے نعیم ...... جنگ میں کیا شادیاں نہیں ہوتیں۔" ریزیڈنٹ نے سگریٹ کیس
بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس پر سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے نعیم .... تم یشودھرا سے
مشورہ کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہو ...... ملے ہو اس سے یا نہیں؟"

میں نے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "نہیں ...... آپ سے اجازت لئے بغیر میں راج
محل کیسے جا سکتا تھا۔"

انہوں نے سگریٹ لے کر ہونٹوں میں لگایا۔ میں نے لائٹ دے کر، اپنا سگریٹ
سلگایا۔ انہوں نے سگریٹ کا کش لیا۔ کچھ دیر سوچتے رہے پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا
اور ہیلو یورہائی نس کہہ کر باتیں کرنے لگے۔ چند رسمی جملے تبدیل کرنے کے بعد کہنے لگے۔
"آج صبح کیپٹن نعیم بمبئی سے ...... یس یورہائی نس اب وہ کیپٹن ہے ...... پچھلے مہینے
پرموشن ملا ہے ..... تھینکس .... آپ ہی کا انتخاب ہے یورہائی نس ...... ہاں وہ آپکے
پاس آنے کو بے چین ہے ...... مجھ سے اجازت طلب کرنے آیا تھا .... میں نے آپ
سے اپائنٹ منٹ لینا ضروری سمجھا .... تھینکس .... بھیج رہا ہوں ...... شیور' یورہائی نس
.... یونیفارم میں ہے .... گڈ بائی ...." انہوں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ جا
سکتے ہو کیپٹن .... لیکن میجر واٹسن کو ساتھ لے جاؤ ......" پھر اردلی کی طرف دیکھ کر
چائے لانے کو کہا اور ریسیور اٹھا کر میجر واٹسن کا نمبر ڈائل کرنے لگے .... واٹسن سے بات
ختم ہوتے ہی میں نے سوال کیا۔ "سر' ہزہائی نس اس مداخلت کے فوراً بعد میرے یہاں
پہنچنے پر ......" ہنس کر اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کون جانے؟" میم نے
مسکرا کر کہا۔ "بوائے او بوائے .... تمہیں کیا ہو گیا ہے وہ سب کچھ جانتے ہیں اور جو
کچھ نہیں جانتے وہ ہم نے بتا دیا .... بولو کیا کہتے ہو؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "
تھینک یو میڈم ...... میرا بھی یہی خیال تھا .... اب اگر انہوں نے ابا میرے بیان
سوال کیا تو میں انکار نہیں کروں گا۔"
مار کرنے والے کے
بولیں۔ "یہ بالکل ٹھیک ہے۔" اسی وقت اردلی نے چائے نے کہا۔ "گڈ ..... تو
دی۔ ریزیڈنٹ نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ بمبئی ہوتا ہوا یہاں پہنچا
سوال نہیں کریں گے۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اردلی"
میری طرف سرکا دی اور سب چائے پینے لگے اسی دوران نے سر جھکا کر کہا۔ "جانا
فل یونیفارم میں تھے۔ سلیوٹ کرتے ہی ریزیڈنٹ نے انہ شدت اختیار کرتی جا رہی
کوارٹرز سے اسٹاف کار اور چند انگریز لیفٹننٹ اور کیپٹن
حکم دیا۔ واٹسن نے اسی وقت ٹیلی فون کر کے ہیڈ کوارٹر نہیں ہوں گے؟" ہزہائی نے

منٹ میں اسٹاف کار تین افسروں کو لے کر بنگلے پہنچ گئی۔

میجر واٹسن مجھ سے چند ماہ قبل ہی متعارف ہوئے تھے۔ اور ایک مرتبہ شکار میں بھی ساتھ رہ چکے تھے۔ دوست ہونے کے باوجود میرے پورے بیک گراؤنڈ سے واقف نہ تھے۔ ریزیڈنٹ نے انہیں میری کار میں بیٹھنے کو کہا تو انہیں کریدنے کا موقع مل گیا۔ ایک معمولی کیپٹن کو اس قدر اہمیت دیئے جانے کا سبب ان کی سمجھ میں نہ آنا بالکل فطری تھا۔ چنانچہ کیمپ کے پھاٹک سے باہر نکلتے ہی سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں میں دبا۔ مسکرا کر لائٹ دی ...... میں نے ٹرن لیتے لیتے ان کی طرف دیکھ کر شکریہ ادا کیا۔ تو میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔ "کیپٹن میں ایسا محسوس کرتا ہوں ہزایکسی لنسی اور ریزیڈنٹ سے غیر معمولی تعلقات کے علاوہ ہزہائی نس کی نظروں میں بھی تم کوئی اہم شخصیت ہو کیا نہیں ہو؟"

میں نے سڑک سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ "سر میں ہزہائی نس کا باڈی گارڈ تھا ...... یہ تو آپ کو معلوم ہو گا ہی۔"

وہ بولے۔ "یقیناً ...... اور یہ بھی معلوم ہے تم سارجنٹ میجر تھے ...... لیکن ......"

"لیکن کو چھوڑیئے سر۔" میں نے ان کا قطع کلام کیا ...... "ہزایکسی لنسی کی نظر عنایت سے برٹش انڈیا آرمی میں سیکنڈ لیفٹننٹ کی حیثیت سے میرا اپائنٹ منٹ اور ڈیڑھ دو سالوں میں کیپٹن کے رینک تک پہنچ جانا' ہزہائی نس کی محبت کا باعث ہے ...... اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔"

میجر واٹسن ہنس دیئے۔ راج محل کے قریب پہنچ کر گاڑی آہستہ ہوئی تو پلٹ کر اسٹاف کار پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "مائنڈ نہ کرنا کیپٹن ...... یہ محض دوستانہ بے تکلفی تھی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میجر آپ بھی کمال کر رہے ہیں۔ میں آپ سے جونیئر ہوں اور ا... اپنی عزت افزائی سمجھتا ہوں۔" وہ تھینک یو کہہ کر ہنس دیئے۔ میں نے گیٹ کے کر ...تیل سے ...ا۔ گاڑی فال ان ہونے لگی۔ حوالدار نے پورا دروازہ کھول کر کھولے اور ریزیڈنٹ و ...سلامی دی۔ نہ جانے مجھے یا میجر واٹسن کو؟ گاڑی تیزی سے اندر زحمت کرتے ہو ...... اور ...میں پہنچ کر گاڑی روک دی اور انجن بند کر کے دونوں باہر تمہیں شادی پر تحفہ دیں۔" ...ا۔ لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچے تو دربار ہال کے دروازے پر میم نے کہا۔ "بیٹھو نعیم ..." اور اے ڈی سی چیمبرز میں لے جا کر بٹھایا۔ مسٹر مہتا نے راجکماری کے شایان شان تحفہ الفور، بعد مودی خانے کو ٹیلی فون کر کے چھوٹا حاضری طلب بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری معلومات کی، کاریڈور چیمبرز کے منظر اور ان سے وابستگی کے تصور سے اس کو تحفے بھیجیں گی وہ ہماری طرح بے تکلفی سے ہاتھ پکڑ کے دیکھنا شروع کر دے ...حال بتانے لگے اور میں اس کی باتوں کو جھٹلاؤں۔ گو

حقیقت میں اس نے بہت کم ایسی باتیں بتائی تھیں۔ جنہیں غلط ثابت کیا جا سکتا ہو۔ آخر کیپٹن دلیش مکھ نے میرے خیالات کا سلسلہ توڑا۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس، کیپٹن نعیم اور ان کے چند دوست اس وقت چیمبرز میں میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا حکم ہے؟" دوسری طرف سے کچھ کہا گیا اور انہوں نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو کیپٹن۔" بیرے نے ٹرے میز پر رکھ دی۔ میں نے اٹھتے اٹھتے مرہٹی میں کہا۔

"دو منٹ ٹھہر نہیں سکتے ڈیڈی ....." کیپٹن اور مہتا نے مشترکہ قہقہہ لگایا۔ میرے ساتھ آنے والے دوست بغیر سمجھے ہنسنے لگے۔ کیپٹن دلیش مکھ نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "یہ میرے ذمے سہی ...." میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر "ایکس کیوزمی" کہا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت ہز ہائی نس کے علاوہ مہارانی، سادھنا دیوی اور چند خادمائیں تھیں۔ اندر داخل ہوتے ہی میں نے اور کیپٹن دلیش مکھ نے بیک وقت سیلوٹ کیا۔ ہز ہائی نس نے مسکرا کر جوابدیا۔ میں نے آگے بڑھ کر گھٹنوں کو ہاتھ لگانے چاہے تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور میری کمر پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے سادھنا دیوی کے سامنے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی۔" ہز ہائی نس نے بیٹھتے ہوئے سامنے والے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ یشونت ......" کیپٹن دلیش مکھ میرے برابر میں بیٹھ گئے ...... ہز ہائی نس نے پرمیلا کی طرف دیکھا اور وہ پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی۔ ہز ہائی نس نے حقے کی مہنال ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "آج کل کہاں ہو ٹائیگر، بمبئی؟"

میں نے کہا۔ "کلکتہ یورہائی نس ...... شاید آپ نے انیل گھوش کی گرفتاری کے بارے میں اخبار میں پڑھا ہو گا۔" ہز ہائی نس نے کیپٹن دلیش کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "صحیح ہے یورہائی نس۔" میں نے اندازہ لگایا کہ کیپٹن نے صرف میرے بیان کی تائید میں جھوٹ بولا تھا۔ اگر اخبار میں تفصیل دیکھی ہوئی تو وہ گرفتار کرنے والے کے نام کا ذکر ضرور کرتے۔ کیونکہ وہاں نعیم کا کوئی ذکر نہ تھا۔ ہز ہائی نس نے کہا۔ "گڈ ..... تو شاید تم کلکتہ سے آئے ہو۔" میں نے کہا۔ "نہیں یورہائی نس ..... بمبئی ہوتا ہوا یہاں پہنچا ہوں ایک آفیشل کام تھا .... شاید کل صبح واپس چلا جاؤں۔"

ہز ہائی نس بولیں۔ "لام پر تو نہیں جا رہے ٹائیگر۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جانا ہے گا یورہائی نس ...... شاید جلد ہی ...... جنگ روز بروز شدت اختیار کرتی جا رہی ہے۔"

وہ کہنے لگیں۔ "ارجن سنگھ تمہارے جانے سے پریشان نہیں ہوں گے؟" ہز ہائی نے

مسکرا کر کہا۔ "پریشان ہونے کی کیا بات ہے یُورہائی نس' زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ ہے۔" پھر کیپٹن کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "یشونت اسموکنگ روم میں چائے کا انتظام ہو رہا ہے۔ ٹائیگر کو ساتھ لے کر چلے جاؤ .... تم پیوگی سادھنا۔"

سادھنا نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "ضرور پیونگی .... کرنل ارجن سنگھ جی کے ناتے یہ صرف کیپٹن نہیں۔ کنور جی بھی تو ہیں یورہائی نس۔" ہزہائی نس ہنس دیئے۔ "ہاں' لیکن اس سے پوچھو تو اب بھی یہ خود کو ٹائیگر نعیم ہی کہلوانا پسند کرے گا۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس پر فخر ہے یُورہائی نس۔" کیپٹن دلیش مکھ آگے آگے چلنے لگے۔ دروازے سے نکل کر کاریڈور میں آتے ہی سادھنا دیوی میرے برابر میں آ گئیں۔ کیپٹن آگے نکل گئے تو کہنے لگیں ..... "کیا واقعی کل جا رہے ہو نعیم۔"

میں نے کہا۔ "یہ سچ ہے دیدی!"

"پھر آنے کا مقصد کیا تھا؟" انہوں نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "ہمیں چونکانا۔"

"آپ کے درشن کرنا۔" میں نے جواب دیا۔ وہ بولیں۔ "وہ تو اب بھی نہیں ہوئے .... اچھا ٹھہرو ...." وہ ہزہائی نس کے سٹنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئیں۔ میں سگریٹ سلگا کر آہستہ آہستہ کاریڈور میں ٹہلنے لگا۔ اسموکنگ روم کے دروازے سے پرمیلا نے سر نکال کر جھانکا' مجھے تنہا دیکھ کر مسکرائی اور باہر نکل کر کہنے لگی۔ "کیپٹن دلیش مکھ اکیلے بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ دعوت تمہاری ہے یا ان کی۔"

میں نے اس کو واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "سادھنا دیوی کو لے کر آ رہا ہوں پرمیلا۔" وہ پلٹ کر چل دی۔ میں پھر رک گیا۔ تھوڑی دیر اور انتظار کر کے میں نے سٹنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ سادھنا دیوی وہاں نہ تھیں۔ شاید وہ دوسرے دروازے سے نکل کر کہیں چلی گئی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا سموکنگ روم میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن نے دیکھتے ہی سادھنا دیوی کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آ رہی ہیں ......" انہوں نے مٹھائی کی پلیٹیں کھول کر کھانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پرمیلا چائے لے آؤ۔" وہ سر جھکا کر دروازے کی طرف چل دی۔ میں نے چمچہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی یہاں تو کچھ گڑبڑ ہے۔ صبح ٹیلی فون پر بات کی تو یشودھرا کے بجائے سچترا پہنچ گئیں ..... اور اب سادھنا دیوی ہزہائی نس کے سٹنگ روم میں گئیں تو نہ جانے کہاں غائب ہو گئیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔" بولے۔ "کھاؤ پیو ..... تھوڑی دیر میں آ جائیں گی۔ میرے خیال میں وہ یشودھرا کو ہی بلانے گئی ہیں۔"

انہوں نے کھانا شروع کر دیا۔ میں بھی ان کا ساتھ دینے لگا۔ پرمیلا نے چائے کی ٹرے لا کر رکھ دی .... اور پیالیوں میں انڈیلنے لگی۔ میں نے دروازے کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا "پرمیلا' سادھنا دیوی کہاں چلی گئیں ...... کیا ہمارے ساتھ چائے نہیں پئیں گی؟"
اس نے کپ میری طرف سرکایا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "سچترا دیوی مل گئی ہونگی انہیں ......" میں نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا۔ "ٹھیک کہتی ہو۔" کیپٹن نے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بہت دیر ہو گئی نعیم ...... ہز ہائی نس انتظار کر رہے ہوں گے۔" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "چلئے سر۔" پرمیلا نے کہا۔ "کیپٹن چائے پیجئے۔ میں ایک منٹ میں سادھنا دیوی کو بلا لاتی ہوں۔ وہ یشودھرا کماری کے کمرے میں ہونگی۔" میں نے کپ رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ...... تمہاری پہلی بات زیادہ صحیح تھی وہ سچترا دیوی سے الجھ گئیں۔ خیر' انہیں میرا سلام کہہ دینا۔" "آیئے سر۔" کیپٹن نے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ پیو ...... چلتے ہیں ...... تم جاؤ پرمیلا۔ لیکن ٹھہرنا نہیں۔" پرمیلا سر جھکا کر چل دی۔ وہ کیپٹن سے کہیں زیادہ جانتی تھی اور اگر کیپٹن ساتھ نہ ہوتے تو مجھے بہت کچھ بتا چکی ہوتی ...... میں نے سگریٹ لے کر سلگایا۔ کیپٹن نے کش لے کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگے۔ "نیچرل ہے بوائے" ...... سچترا دیوی نے ریزیڈنٹ کی مہاراجہ سے ملاقات کے بعد خاموش ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ پورا راج محل پراسراریت کی گرفت میں ہے۔" میں نے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں ڈیڈی ...... وہ چہل پہل اور رونقیں معدوم ہو چکی ہیں ...... میں اسے جنگ کا اثر سمجھا تھا ...... لیکن ایسا نہیں ہے ..... خیر آیئے ...... اب کسی کا انتظار کرنا بیکار ہے۔ مجھے ان سے ملنے کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنا ہو گا۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر دونوں باہر نکلے۔ ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم سے سگنل ملنے پر اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے اجازت طلب کی۔ انہوں نے سادھنا دیوی کے متعلق دریافت کیا تو کیپٹن نے کہا۔ "وہ اوپر تشریف لے گئیں ......" ہز ہائی نس ان کے جواب پر مہارانی کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئے پھر مسکرا کر میری طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے دونوں ہاتھوں میں لے کر ہونٹوں سے لگایا۔ مہارانی کے سامنے سر جھکایا اور انہوں نے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیا۔ "بھگوان تمہاری رکھشا کریں ہنگر۔" کیپٹن دیش مکھ نے رخصتی سلام کیا اور مجھے ساتھ لے کر دروازے کی طرف چل دیئے۔ برآمدے میں نکلتے ہی بولے۔ "نعیم کوئی خطرناک قدم نہ اٹھانا ...... یشودھرا تمہاری نصیب میں ہے۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے ڈیڈی ...... لیکن شاید میں رات کو کسی وقت آپ کے پاس آؤں۔ کوئی اعتراض تو نہیں۔" وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے انہیں افسردہ دیکھ کر کہا۔ "اس طرح نہیں کہ آپ پر کوئی حرف آئے ڈیڈی اور ...... خیر یہ نہ بھولئے آپ خود بھی ایک دل کے مالک ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگے۔ "مجھے

یب
رکا
سے
سکتا
لیکن
ملتا

معلوم ہے نعیم ..... لیکن خدا جانتا ہے کہ میری خاموشی کا یہ مطلب نہیں تھا ...... میں تمہاری سلامتی کی طرف سے فکر مند ہوں ...... تم پاگل قسم کے آدمی ہو۔ نہ معلوم تمہارے آنے کا کیا انداز ہو؟" میں نے ہال کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "اوکے ڈیڈی .... آپ فکر نہ کیجئے۔" وہ مسکرا کر میرے ساتھ چلنے لگے۔ چیمبرز کے قریب پہنچتے پہنچتے میں نے اپنے چہرے سے افسردگی کے تمام آثار نوچ پھینکے۔ مسکرا کر مسٹر مہتا سے مصافحہ کیا اور دوستوں کو ساتھ لے کر چل دیا۔ کاویڈور کو تاحد نظر خالی دیکھ کر میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ جسے کیپٹن دلیش مکھ نے پوری طرح محسوس کیا اور مسکرا کر ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ لفٹ کے سامنے پہنچنے تک کوئی حسین چہرہ دکھائی نہ دیا۔ تمام گزرگاہوں پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے فورتھ فلور پر کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے .... میں اپنے دلی جذبات چھپانے کے لئے کیپٹن دلیش مکھ کی طرف متوجہ رہ کر زیادہ سے زیادہ شگفتہ نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لفٹ نیچے آنے تک میں اس ماحول سے متاثر رہا۔ راج محل سے باہر نکلنے کے بعد میجر وانسن کی باتوں نے سب کچھ بھلا دیا۔

کیمپ میں پہنچ کر اپنے اپارٹمنٹ میں آتے ہی میں نے دروازہ بند کر کے یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف ریسیور اٹھا لیا گیا اور آواز آئی۔ "یشودھرا ....." میں نے کہا "نعیم، میں ابھی راج محل آیا تھا۔" کہنے لگی۔ "مجھے معلوم ہے سرتاج۔"

"سرتاج بری طرح مجروح ہو کر لوٹا ہے یشو۔" میں نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "راج محل میں کرفیو لگا ہوا تھا۔ ہز ہائی نس اور مہارانی کا آشیرواد لے کر واپس ہو گیا۔ لیکن .... لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انہیں خود کسی آشیرواد کی ضرورت ہے۔ سادھنا دیوی ملیں اور بات کئے بغیر غائب ہو گئیں۔ خیر اس وقت ساڑھے چھ بجے ہیں۔ تمہیں ہر حالت میں آٹھ سے پہلے امین پور روڈ گیٹ پر پہنچنا ہے ڈارلنگ ......"

وہ بولی۔ "آ رہی ہوں ...... آٹھ بجے۔" میں نے خدا حافظ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔
سگریٹ سلگایا اور ریزیڈنٹ کا نمبر ڈائل کیا۔ اردلی سارجنٹ نے کال ریسیو کی اور میرا نام سن کر ریسیور ان کو دے دیا۔ "گڈ ایوننگ" کہتے ہی بولے۔ "مجھے اطلاع مل گئی نعیم' ہز ہائی نس تمہیں دیکھ کر خوش ہوئے۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے سر' انہوں نے مجھے اور میرے دوستوں کو اچھا ری سپشن دیا۔" "کہنے لگے۔" ہمیں یہی امید تھی۔ وہ بہت وسیع النظر ہیں بوائے .... تم اپنی منگیتر سے ملے؟"

"نہیں جناب ...... شاید آٹھ بجے وہ کیمپ کے ویسٹرن گیٹ پر آئیں ...... مل سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں ...... ضرور ملو ...... ہمارے بنگلے پر لے آؤ۔"

"شکریہ سر۔" یہ پیشکش میرے لئے بڑا اعزاز ہے لیکن مناسب نہیں .... کرنل

گجندر سنگھ کی وجہ سے ...... میں نیشنل گارڈن یا کسی اور جگہ تنہائی میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ہنس دیئے اور او۔ کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

آٹھ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ میں کھانا کھا کر کمرے سے نکل رہا تھا کہ ایک ایم۔ پی سارجنٹ میگزین کی طرف سے موٹر سائیکل پر میرے اپارٹمنٹ کے سامنے آ کر رکا اور سیلوٹ کر کے بولا۔ "سر مجھے آپ کو گارڈ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں ویسٹرن گیٹ سے خفیہ طور پر آپ کو فالو کروں گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سارجنٹ اس کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں۔" کہنے لگا۔ "سر مجھے حکم دیتے وقت بتایا گیا ہے' آپ ایک پوری بٹالین ہیں۔ لیکن آپ کے دشمنوں کی تعداد ایک رجمنٹ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے واپس تو میں جا نہیں سکتا ...... اگر آپ مجھے ڈائریکشن دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔"

میں چکرا گیا ...... اس مسلح گارڈ کی موجودگی میں ڈیلائٹ کارنر فیڈ ان ہونے سے پہلے فیڈ آؤٹ ہو گیا۔ اور سوکھی باتوں کے لئے سات سو میل کا سفر اور اتنی بڑی بڑی شخصیتوں کا احسان ایسی ہی بات تھی جیسی ایک کاربن پنسل کے لئے بیس ہزار فٹ کی بلندی سے کود جانا۔ مجھے خاموش دیکھ کر سارجنٹ نے کہا۔ "سر' میرے اور آپ کے درمیان کم از کم دو سو گز کا فاصلہ رہے گا۔" مجھے اس کی ذہانت پر ہنسی آ گئی۔ ایسا لگا جیسے اس نے میرے خیالات لفظ بلفظ پڑھ لئے ہوں۔ "اوکے سارجنٹ۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم گیٹ کے پاس کسی ایسی جگہ جا کر کھڑے ہو جاؤ جہاں سے سڑک پر کھڑی ہوئی کار تمہیں نظر آ سکے اور میں تمہیں دیکھ سکوں۔ کار شہر سے آئے گی اور میں گیٹ تک پیدل جا کر اس کا انتظار کروں گا۔ سارجنٹ نے سیلوٹ کیا اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر تیزی سے امین پور روڈ گیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں گیٹ پر پہنچا تو وہ دیوار کے قریب دروازے کی روشنی سے بچا ہوا اندھیرے میں کھڑا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔ میں اس کے اشارے کا جواب دیتا ہوا گیٹ سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ چند منٹ گزرے تھے کہ ایک کار نے نیشنل گارڈن کی طرف سے امین پور روڈ کا ٹرن لیا اور آہستہ ہوتے ہوتے میرے قریب آ کر رک گئی۔ یہ پیکارڈ نہ تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے بھی رنگین نہ تھے۔ میں یشودھرا کے بجائے **سچترا** کو وہیل پر بیٹھی دیکھ کر سناٹے میں آ گیا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے دروازہ کھول کر کہا۔ "گڈ ایوننگ کیپٹن آیئے۔"

میں نے گاڑی پر بھرپور نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "شکریہ میڈم' میں ایک دوست کا انتظار کر رہا ہوں۔"

"یشودھرا کا؟" اس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں نے گاڑی کے شیشے کا

ڈھکنا دو تین انچ اٹھا ہوا دیکھ کر لائٹر جلایا اور سگریٹ نکالتے نکالتے کنکھیوں سے بکس کے نیچے ایک مردانہ کلائی دیکھی۔ سگریٹ جلایا اور کش لے کر کہا۔ "سچترا دیوی' یشودھرا میری بیوی ہے اور انتظار شوہر نہیں۔ بیوی کیا کرتی ہے۔" میں نے گیٹ لیمپ کی روشنی میں اس کے چہرے کو غصے سے سرخ ہوتے دیکھ کر ایک بار پھر لگیج بکس کی طرف دیکھا۔ اب کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ سچترا نے خود کو سنبھال کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے کیپٹن ...... لیکن اگر تم بیوی کے بجائے ہونیوالی بیوی کہتے تو بہتر تھا۔ خیر میں تم سے اپائنٹ منٹ لے چکی ہوں۔ آؤ گاڑی میں بیٹھ جاؤ ...... ذرا آگے چل کر باتیں کرتے ہیں ...... ہو سکتا ہے ہم کسی فیصلے پر پہنچ جائیں ....."

میں نے ہنس کر کہا۔ "سچترا دیوی حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے دوست کا انتظار کر رہا ہوں' لیکن خیر' کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس لئے چلئے ...... اچھا اس طرف آ جایئے۔ ڈرائیو میں کروں گا۔" وہ تھینک یو کہہ کر اسٹیئرنگ سے سرک گئی۔ میں دائیں طرف پہنچنے کے لئے کار کے پیچھے کی طرف چل دیا۔ ادھر سچترا نے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور ادھر میں نے ایک زور دار جھٹکے سے لگیج بکس کا ڈھکنا بند کر کے ہینڈل کو ٹرن دے دیا۔ لگیج بکس ایئر ٹائٹ بند ہو گیا اور اب چابی لگائے بغیر نہیں کھل سکتا تھا۔ اس سے پہلے کہ سچترا پلٹ کر پیچھے دیکھتی میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور وہیل سنبھالتے ہوئے کہا ...... "سچترا دیوی مجھے امید ہے تم یشودھرا کے انتخاب کو ملحوظ رکھ کر مجھ سے بات کرو گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "یقیناً" میں نے سگریٹ باہر پھینک کر دروازہ بند کیا اور گیئر لگا کر گاڑی بیک کی۔ اسی وقت لگیج بکس میں دھم دھم ہونے لگی۔ میں نے انجن کو ریس دیتے ہوئے گیئر لگایا اور گاڑی اشن پور کی طرف دوڑنے لگی۔ پچھلے حصے میں دھماکے زور دار ہونے لگے۔ میں ایکسلریٹر پر دباؤ بڑھاتا رہا۔ مجھے معلوم تھا پانچ منٹ میں سارا کھیل ختم ہو جائے گا اور جب دیوی جی ڈھکنا کھول کر دیکھیں گی تو چہرہ مبارک ہر زاویہ کیمرہ سے پوز لینے کے قابل ہو گا۔ میرا ارادہ ندی کے دوسرے کنارے ویران ریسٹ ہاؤس پر جا کر رکنے کا تھا جو شہر سے تقریباً" بارہ میل۔ یعنی کم از کم پندرہ منٹ کا رن تھا۔ اور پندرہ منٹ میں انسان تو کیا شیر اور ہاتھی بھی آکسیجن کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ میں سچترا کے ذہن کو مصروف رکھنے کے لئے گاڑی کی رفتار تیز سے تیز تر کئے جا رہا تھا۔ اسپیڈومیٹر پچپن اور ساٹھ کے درمیان لہرا رہا تھا۔ ندی کا پل قریب آنے لگا تو میں نے ٹرن لینے کے لئے اسپیڈ کم کرتے ہوئے بیک ویو مرر پر نظر ڈالی۔ موٹر سائیکل اسی رفتار سے کار کے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ موڑ لیتے ہی سچترا نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہیں گاڑی روک دیں کیپٹن۔" میں نے اس کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔ "ندی کے دوسرے کنارے ریسٹ ہاؤس کے سامنے چٹانوں اور پھولدار جھاڑیوں کا منظر بڑا حسین ہے

سچترا دیوی ...... چاندنی رات میں اس ندی کے کنارے کسی چٹان پر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تو بڑے رومانٹک ہو نعیم ...... لیکن زندگی مسلسل رومانس نہیں ہوتی ...... کہیں کہیں چند لمحے آتے ہیں۔ جن کی کبھی نہ کبھی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ کیوں صحیح کہہ رہی ہوں نا؟"

میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "یقیناً سچترا دیوی ...... لیکن اگر اشارہ میری طرف ہے تو نوٹ کر لیجئے۔ میں مسلسل رومان کا قائل ہوں اور اس کا ایڈوانس پے منٹ کر چکا ہوں۔ لہٰذا اب ہلکی یا بھاری کوئی قیمت مجھے نہیں آپ کو ادا کرنی پڑے گی۔" اس نے تیز نظروں سے میری طرف دیکھا اور ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ گاڑی پل کے درمیان انتہائی بلندی پر پہنچ چکی تھی۔ میں نے ہنس کر کہا پستول چاہئے دیدی؟"

ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔ "تمہارا خیال ہے میں پستول نکال رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "نکال بھی لو تو کیا۔ اتنی اسپیڈ پر ڈرائیور کو وہی شوٹ کر سکتا ہے جو اپنے جسم کے بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرانا چاہتا ہو ...... آپ احمق تو ضرور ہیں' لیکن اتنی احمق ہرگز نہیں۔" وہ غصے سے تلملا کر چیخی۔ "کیا؟"

میں نے جواب دیا۔ "میں نے آپ کو احمق کہا ہے ..... اور یہ تھوڑی دیر میں آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔"

اس نے جھلا کر کہا۔ "وہ دیکھیں گے۔"

میں نے او کے کہہ کر پل کا آخری سرا طے کیا اور تیزی سے ریسٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ بریک لگاتے لگاتے اس نے جھک کر تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور ڈیش بورڈ کے نچلے خانے میں سے پستول نکال لیا لیکن قبل اس کے کہ وہ میری طرف پستول کا رخ کرتی اس کی کلائی میری گرفت میں تھی۔ اس نے جھٹکے اور مروڑیاں دے کر ہاتھ چھڑانا چاہا لیکن گرفت سخت تھی کامیاب نہ ہو سکی۔ میں نے دباؤ اور بڑھایا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ثانئے میں پستول چھین لیا۔ اس نے میرے بائیں ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر کلائی پر دانت گاڑ دیئے۔ میں نے ہنس کر اس کی کنپٹی پر پستول رکھتے ہوئے کہا۔ "دیدی!"

اس نے خوف زدہ ہو کر میری کلائی سے منہ ہٹا لیا اور سیدھی ہو کر ہانپنے لگی۔ میں نے پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "دیدی! آخر اپنا احمق ہونا ثابت کر دیا نا؟" اس نے گھور کر میری طرف دیکھا اور منہ بنا کر کہنے لگی۔ "ہونہہ ..... دیدی ..... جیسے کوئی راجکمار ہو۔" میں ہنس دیا۔ مجھے حیرت تھی۔ وہ ابھی تک اپنے معاون کار کو کس لئے نظر انداز کئے ہوئے تھی۔ "تو آپ مجھے ایک ..... صرف ایک' سنگل سولیٹری راجکمار بھی نہیں مانتیں

دیدی۔" میں نے اس کو پھر چڑایا .... خیر نہ مانئے ...... لیکن وہ بات ...... جو آپ کہنے کو مجھے یہاں لائی تھیں۔" میرا آخری جملہ سن کر جیسے اچانک اسے کچھ یاد آ گیا ہو ...... پوری طاقت سے چیخی۔ "شٹ اپ۔" میں ہنس دیا۔ وہ پھر چیخی۔ "شٹ اپ۔" میں نے ہنس کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس نے تلملا کر دروازے کا ہینڈل گھمایا اور کھول کر باہر نکلنے لگی۔ میں نے اس کا بازو پکڑ کے کھینچتے ہوئے کہا۔ "دیدی ..... پاگل ہو گئی ہو ..... یہاں شیر اور چیتے پھرتے رہتے ہیں۔ ذرا سی دیر میں پھاڑ کر کھا جائیں گے۔" اس نے گھبرا کر دروازہ بند کر دیا اور نرم پڑتی ہوئی بولی۔ "تو پھر مجھے ایسی جگہ کیوں لائے ہو کیپٹن۔"

میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "خوب ..... میں لایا ہوں یا آپ؟"

وہ بولی۔ "خیر' میں لائی ...... اب واپس چلو ..... مجھے تم سے کچھ نہیں کہنا۔ اپنی جان کے خوف سے میں نے پھر سب کچھ بھلا دیا۔"

"بہت اچھے!" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "تم نے میرا تمام پروگرام خاک میں ملا دیا ...... میری تمناؤں کا خون کر دیا .... میرا خون کرنے کی بھی کوشش کی .... اب کہہ رہی ہو کہ ......"

پل کی طرف سے کسی تیز رفتار گاڑی کی ہیڈ لائٹ دیکھ کر میں نے بولتے بولتے رک کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ سچترا بھی پلٹ کر دیکھنے لگی ...... اسی وقت میں نے چٹانوں کے پیچھے موٹر سائیکل اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔ چند سیکنڈ گزرے تھے کہ سارجنٹ تیزی سے کار کے قریب پہنچ کر رک گیا اور سلیوٹ کر کے پل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "سر کوئی دوست متوقع ہے؟" سچترا آنکھیں پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے کہا۔ "شاید" اس نے موٹر سائیکل بڑھائی اور ریسٹ ہاؤس کے کارنر پر جا کر ٹرن لیا۔ سچترا نے آہستہ سے کہا۔ "تمہارا باڈی گارڈ ہے کیا؟" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "باڈی گارڈ تو راجکماروں کی سیوا کرتے ہیں دیدی ..... ہم تو خود تم جیسی شخصیتوں کے باڈی گارڈ ہیں۔"
وہ کچھ کہنے والی تھی کہ آنے والی کار پل عبور کر کے میدان میں آئی۔ میں نے گردن گھما کر دیکھا۔ یہ پیکارڈ تھی۔ "یشودھرا" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ کار ہمارے برابر میں آ کر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ یشودھرا نے کھڑکی کا شیشہ گرا کر کہا۔ "دیدی آپ؟ .... نعیم تم۔" میں نے ایکس کیوزی' کہہ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل کر یشودھرا کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے وہیل پر بیٹھے بیٹھے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "یشو ڈارلنگ اگر میں تمہاری طرح اپائنٹ منٹ کی پابندی کرتا تو اب تک تم کئی بار اغوا ہو چکی ہوتیں۔"

اس نے پیچھے سرک کر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اندر آ جاؤ' میں سب بتاتی ہوں۔" میں نے ریسٹ ہاؤس کے کونے کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھایا۔ موٹر سائیکل

اسٹارٹ ہوئی اور دوسرے لمحے سارجنٹ میرے قریب پہنچ کر رکا۔ میں نے سچترا کی طرف پلٹ کر کہا۔ "ڈیڈی' آپ گاڑی اسٹارٹ کریں ...... سارجنٹ آپ کو نیشنل گارڈن تک حفاظت سے پہنچائیں گے ...... تھینک یو فار دی ٹربل ...... گڈ نائٹ ......"

اس نے تیز نگاہوں سے یشودھرا کی طرف دیکھا اور سوئچ آن کر کے انجن اسٹارٹ کیا۔ میں نے جیب سے اسکا پستول نکال کر کارتوس ایجیکٹ کیے اور آگے بڑھ کر پستول اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ اشتعال میں یہ بھی نہ سوچ سکی کہ دو مرتبہ چیخنے کے باوجود گاڑی کے لگیج بکس میں جو کوئی بھی تھا اس کی مدد کو کیوں نہیں پہنچا؟ مجھے یقین تھا اب نہ وہ کسی کی مدد کو پہنچ سکتا ہے نہ کوئی اس کی کوئی مدد کر سکتا ہے۔ اس کو گیئر لگاتے دیکھ کر میں نے گاڑی میں سوار ہو کر وہیل سنبھالا اور ریورس گیئر لگا کر گاڑی کو راستہ دینے کے لئے پیچھے ہٹایا۔ سچترا نے تیزی سے یوٹرن لیا اور شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کے پیچھے سارجنٹ بھی چل دیا۔ میں نے گاڑی کا رخ شہر کی طرف کرتے ہوئے۔ "ناؤ یور ایکسی لنسی۔" یشودھرا نے جواب دینے کے بجائے میری گود میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ ویمپ بابل کے کھنڈرات سے نکل کر یہاں کیسے پہنچ گئی یشو؟"

اس نے میری گود سے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چومتے ہوئے کہا۔ "کیا رس بھرے نین ہیں ہماری شریمتی حضور کے ...... معلوم ہوتا ہے گنگا میا' شنکر جی کی جٹا سے نہیں' یہیں سے نکلی ہیں۔" وہ روتے روتے کھلکھلا کر ہنس دی۔ "تم مجھے مرنے بھی نہیں دو گے پریتم۔" اس نے کہا۔

"تمہاری وجہ سے میں خود کو بھی مرنے نہیں دے رہا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اب محبت میں ناکام ہو کر مر جانے والوں کے لئے لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد کی طرح جنت میں جھولا جھلانے کا رواج نہیں رہا۔ نئے سوشل آرڈر کے مطابق یہیں کچھ گزرو تو برادری میں نام اور اخباروں میں سنسنی خیز خبریں پیدا کر سکتے ہو ورنہ ...... ڈھش ...... اور آپ کی ڈیڈی رانی ایسا ہی کچھ کرنا چاہتی تھیں۔"

اس نے ہنستے ہنستے ایک دم سنجیدہ ہو کر کہا۔ "تو کیا یہ پستول جو تم نے لوٹایا ......؟"

"ہاں یہ پستول جو میں نے لوٹایا ...... انہوں نے بڑے نیک کام کے لئے نکالا تھا۔" میں نے کہا۔ "لیکن افسوس' میں پستول نکالنے سے پہلے انہیں ڈیڈی کہہ بیٹھا تھا۔ لہٰذا میرے لئے ان کے ساتھ کوئی نیک کام کرنے کا چانس نہ تھا ...... ورنہ ...... ڈیم اٹ۔"

وہ پھر ہنس دی اور کہنے لگی۔ "ڈیم اٹ کیا؟" میں نے گیئر لگا کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "اس کے معنی ہیں ...... باقی آئندہ ...... جاری ہے ...... مسلسل ...... اور پھر کبھی سہی وغیرہ وغیرہ ...... لیکن ابھی سننا چاہتی ہیں تو یہ کہ میں عرض کرنے والا تھا۔ ورنہ ہم بھی انڈین ڈان ژوان عرف واجد علی شاہ سے بڑے کلاکار ہیں

.... بائی دی وے یہ پل صراط عبور کرتے ہی ڈیلائٹ کارنر آ رہا ہے ڈارلنگ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ان حالات میں؟"

میں نے کہا۔ "آپ کی سہولت کے لئے۔"

ہنس کر میرے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔ "ڈیم اٹ ...... اور دیکھئے' یہ ڈیم اٹ کتنا صحیح کہا گیا ہے۔ اس کے معنی' پھر کبھی سہی ہرگز نہیں ہوتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً ڈارلنگ ...... تم نے ڈیم اٹ' ابھی سہی کے مفہوم میں استعمال کیا ہے .... واقعی اس طرح سے کہتے ہیں مخمور اپنا اور اپنے پارٹنر کا سہرا ......" وہ سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ ابھی تو مجھے بہت کچھ کہنا ہے .... دوپہر کو نہ آنے اور اس وقت دیر سے پہنچنے کا سبب بیان کرنا ہے .... حالات بڑے خطرناک ہیں ....."

"پہلے سے زیادہ نہیں ...... میرا مطلب ہے' جب میں صرف باڈی گارڈ تھا اور آپ .... یورایکسی لنسی ......"

"ڈارلنگ' اس وقت لنکا میں گھر کے بھیدی نہیں تھے .... آج کل میں مائیکرو اسکوپ کے نیچے ہوں ...... تم نے دو مرتبہ مجھے فون کیا ...... دونوں مرتبہ اس نے ہماری باتوں کا ایک ایک لفظ سن لیا۔ مجھے چکر میں ڈالا اور خود پہنچ گئی۔"

"جانتا ہوں ...... لیکن میرا وشواس ہے .... ایک وقت آتا ہے جب ہر عیار اپنے بچھائے ہوئے جال میں خود پھنس کر ہلاک ہو جاتا ہے ..... اور وہ وقت بہت دور نہیں ہے .... اوہ ڈارلنگ ..... شائد ہم منزل سے آگے نکل گئے۔" اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے گاڑی آہستہ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "واللہ بیگم آپ کی یہ سول نافرمانی یہ ترک موالات' یہ عدم تعاون تو ہمارے لئے سوہان روح ہے۔"

اس نے میرے پیر پر پیر رکھ کر بریک دباتے ہوئے کہا۔ "بیگم اور سول ڈس اوبیڈینس کے سوا خاک نہیں سمجھی ڈیئر۔" ریورس گیئر لگاتے لگاتے میرا ذہن پھر سچترا کی طرف منتقل ہو گیا۔ مجھے سو فی صد یقین تھا وہ اپنی گاڑی میں لاش لئے پھر رہی ہے اور کسی بھی لمحے اس کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ خدا جانے وہ کون بدنصیب تھا۔ کرائے پر حاصل کیا ہوا کوئی پیشہ ور قاتل یا اسکے میکے یا سسرال والوں میں سے کوئی گرانقدر شخصیت اگر ایسا ہوا تو نہ معلوم اس کا یہ انجام دیکھنے پر سچترا کا رد عمل کیا ہو .... یہ خیال آتے ہی میرا ہاتھ رک گیا۔ یشودھرا نے مجھے پس و پیش میں مبتلا پا کر کہا۔ "مجھے جلد واپس ہو جانا چاہئے نعیم ....."

میں نے اوکے کہہ کر پہلا گیئر لگایا۔ گاڑی تیزی سے شہر کی طرف دوڑنے لگی۔

"میں کل بمبئی چلا جاؤں گا یشو۔" میں نے کہا۔ "ویسے اب مسئلہ طے ہو چکا ہے .... اور تم جب چاہو میرے پاس آ سکتی ہو۔" مسکرا کر بولی۔ "کب نہیں آ سکتی تھی۔"

"ٹھیک ہے ...... میرا مطلب تھا اب تمہیں میری ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

"ہوں۔" اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھا .... "کب اور کس طرح؟"

میں نے کوٹ کی اندرونی جیب میں سے اپنا کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا موجودہ نام اور پتا ہے ڈیئریسٹ ...... تم مجھے خط لکھنا یا آنا چاہو تو دیدہ و دل۔ فرش راہ بلانا چاہو تو ٹیلی گرام کر دینا۔ چند گھنٹوں میں حاضر خدمت۔" اس نے کارڈ پر نظر ڈالی اور میری طرف دیکھ کر "لیفٹننٹ وکٹر ہیرس .... کیل کٹا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نام بدلتے رہتے ہیں۔ روح نہیں بدلنی چاہئے ...... وہ تمہاری ہے .... جہاں بھی ہو ...... مزید تبدیلیوں کی تمہیں اطلاع ملتی رہے گی۔ فی الحال یہی کہ لیفٹننٹ کے بجائے کیپٹن ...... اور نعیم کے بجائے وکٹر....."

اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "کافی ہے ڈارلنگ .... شکریہ۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کو آغوش میں سمیٹ لیا۔ برٹش کیمپ بمشکل دو میل کے فاصلے پر ہو گا کہ سامنے سے موٹر سائیکل کے ہیڈ لیمپ کی روشنی سڑک پر پڑنے لگی۔ میں نے گاڑی کی اسپیڈ کم کر دی۔ چند لمحے میں سارجنٹ نے ہمارے قریب پہنچ کر ہارن دیا۔ میں نے گاڑی کھڑی کر دی۔ اس نے موٹر سائیکل کو ٹرن دیا اور دروازے کے قریب آ کر کہنے لگا۔ "سر میڈم کیمپ کی کمپاؤنڈ وال کے قریب کھڑی ہیں اور آپ لوگوں کو فوراً بلایا ہے۔"

"کیوں؟" میں نے سوال کیا۔ کہنے لگا۔ "معلوم نہیں لیکن انہوں نے وہاں گاڑی روک کر چیک کی تھی۔ شاید انجن میں کچھ خرابی ہو گئی ہے۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔ "نعیم اگر کوئی نئی چال ہوئی تو؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سوچ رہا تھا۔ "ہو نہ ہو' اس نے کیش بکس کھول کر دیکھ لیا ہے .... اور اب .... اور اب ...... اب؟" میں گراموفون نیڈل کی طرح اب پر اٹک کر رہ گیا۔ اب کا تعلق سچترا کے عمل اور رد عمل سے تھا اور اس کے متعلق کیسے کہا جا سکتا تھا کہ کیا ہو گا؟ گاڑی کا ٹیل لیمپ نظر آنے لگا تو میں نے خیالات سے دامن چھڑا کر کہا۔ "خدا جانے ڈیئر....... یہ نیا تعارف بہر کیف کچھ مہنگا ہی پڑ رہا ہے۔"

یشودھرا نے افسردہ ہو کر کہا۔ خیر اب تم جیسے کو تیسا کی پالیسی اختیار کرو۔ مجھے ان سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔"

میں نے "او کے" کہہ کر رفتار کم کی اور سچترا کی کار کے قریب پہنچ کر گاڑی کو روک دیا۔ وہ اسٹیئرنگ وہیل پر سر رکھے بیٹھی تھی۔ ہماری گاڑی دیکھتے ہی سر اٹھا کر چیخی ...... "نعیم بھیا۔" اس غیر متوقع انداز تخاطب پر چونک کر میں نے دروازہ کھولتے کھولتے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ اس نے پھر "نعیم بھیا" کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

میں نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "جی سچترا دیدی .... حکم؟" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "بڑی ٹریجڈی ہو گئی بھیا۔"

میں نے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے سارجنٹ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں دیدی ...... ورنہ آپ اور مجھے بھیا کہنے کی توہین گوارا کریں' خیر بتایئے میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔" اس نے جواب دینے کے بجائے پیکارڈ کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اندر بیٹھو ذرا ....." میں نے دروازہ پکڑ کر کہا۔ "پہلے آپ دیدی۔" وہ سر جھکا کر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں بھی اس کے قریب بیٹھ گیا۔ یشودھرا نے پچھلی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوا دیدی؟" سچترا نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے میری طرف دیکھا۔ "نعیم میں تمہارے ساتھ اپنے طرز عمل پر بہت شرمندہ ہوں۔"

میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ یشودھرا نے کہا۔ "بات کیجئے دیدی۔" وہ بولی۔ "یشو میں تو لٹ گئی۔" اس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر سسکیاں لینی شروع کر دیں۔ میں نے اس سے متاثر ہوئے بغیر پشت گاہ سے کمر لگا کر سگریٹ کا کش لیا۔ یشودھرا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈرامہ نہ کیجئے دیدی .... کہہ بھی ڈالئے کہیں۔" اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر آنسو پونچھے اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "میں نے ذرا سی غلطی کر کے اپنے دیور کو ختم کر دیا۔ نعیم۔" یشودھرا نے چونک کر کہا۔ "مدھو کو؟ .... کیسے ....؟" وہ بولی۔ "کیا بتاؤں یشو ...... وہ میری کار کی ڈکی میں چھپا ہوا تھا ...... تیزی سے گاڑی چلانے میں نہ جانے کیسے ڈھکنا بند ہو گیا اور وہ ......"

"لگیج بکس میں تمہارا دیور؟ کیوں؟ کس لئے؟" میں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی بات کاٹی ..... کہنے لگی .... "شائد مذاق کرنا چاہتا تھا۔" اس نے اپنی پریشانی چھپانے کے لئے پھر رونا شروع کر دیا۔ میں نے اس کے ٹسوروں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "تو غلطی اس کی ہے ...... اتنا گھٹیا مذاق کیوں کیا اور کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ ڈکی کا ڈھکنا زور سے گرتے ہی لاک ہو جاتا ہے اور جب تک باہر سے ہینڈل نہ گھمایا جائے' نہیں کھلتا؟"

یشودھرا نے کہا۔ "نہیں دیدی .... بات کچھ اور ہی ہے۔" میں نے کہا۔ "خیر کچھ بھی ہو ...... ایک ایکسی ڈنٹ تھا ہو گیا .... اب ...... لیکن کیا وہ واقعی گھٹ کر مر گیا .... آیئے دیکھتے ہیں۔"

وہ بولی۔ "کیا دیکھو گے بھیا .... کوئی اوپائے بتاؤ۔"

میں نے جواب دینے کے بجائے نیچے اتر کے اس کی کار کے پیچھے جا کر لگیج بکس کا ڈھکنا اٹھایا۔ روشنی ناکافی ہونے کے باوجود اندر ایک جوان عمر شخص مڑا تڑا کروٹ کے بل پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے اس کا اوپر اٹھا ہوا ہاتھ چھو کر دیکھا۔ وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

لائٹر جلا کر تفصیل سے دیکھنے کے لئے جھکا تو سجتوا نے آ کر کہا۔ "چھوڑو نعیم' اس میں کچھ باقی نہیں رہا۔ اب یہ بتاؤ میں کیا کروں؟"

میں نے کہا۔ "دیدی کرنا کیا ہے ...... راج محل لے جاؤ اور ہزہائی نس کو بتا دو' وہ جس طرح مناسب سمجھیں گے' کریں گے۔"

کہنے لگی۔ "نعیم ...... میرا شوہر ...... اس پر مجھے زندہ چھوڑ دے گا؟ وہ مجھ پر قتل عمد کا الزام عائد نہ کرے گا۔"

"قتل عمد۔" میں نے کہا۔ "حادثہ قتل عمد کیونکر ہو سکتا ہے دیدی؟ اور پھر اس کے سوا اور کچھ ہو بھی تو نہیں سکتا ...... آپ لاش کو چھپا تو نہیں سکتیں۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کار کے دوسری طرف لے جا کر سرگوشی کے انداز میں کہنے لگی۔ "نعیم اس کو ضائع ہی کرنا پڑے گا ورنہ۔" میں نے کہا۔ "ضائع کیسے ضائع؟ کریں گی دیدی ...... آپ پر سچ مچ قتل کا الزام آ جائے گا۔"

"وہ آ چکا ہے نعیم ...... تم میری مدد کرو بھیا ...... ورنہ میرے لئے خودکشی کے سوا کوئی راستہ نہیں۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "سوری میں قتل میں معاونت نہیں کر سکتا دیدی ...... اور اب اس سلسلے میں مزید کہنے سننے کی کوشش نہ کیجئے۔ اگر میں آپ کی طرح ہر مسئلے کا حل قتل سمجھتا تو ریسٹ ہاؤس پر سب سے پہلے آپ کو قتل کرتا ...... آپ نے مجھے شوٹ کرنے کے لئے پستول نکالا تھا۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ صحیح ہے نعیم ...... خیر میں سزا کی مستحق ہوں ...... اور وہ مجھے مل رہی ہے ...... جاؤ یشودھرا تمہیں مبارک ہو۔" میں نے کہا۔ "دیدی وہ مجھے بہت پہلے سے مبارک ہو چکی ہے۔ کاش آپ نے پہلے اس انداز میں سوچا ہوتا ...... کاش ......"

وہ بولی۔ "خیر نعیم دیر سے سہی' لیکن اب میں تمہیں اپنا بہنوئی تسلیم کرتی ہوں۔" میں نے آہستگی سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

وہ کچھ نہ سمجھی۔ اسی طرح کھڑی دیکھتی رہی۔ میں نے آگے بڑھ کر پیکارڈ کا دروازہ کھولا اور وہیل سنبھالا۔ وہ تیزی سے قریب آ کر کہنے لگی۔ "نعیم! یشودھرا' اگر راج محل میں اس بات ذکر نہ کرے تو میں چند چیزیں لانے کے لئے اس کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔" میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یشو میرے سر کی قسم کھاؤ۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ دیدی کو نقصان پہنچانے والی کوئی بات نہ کروں گی۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور چند منٹ میں کیمپ کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر گاڑی سے اتر گیا۔ یشودھرا گاڑی لے کر چلی گئی تو سارجنٹ چکر

کاٹ کر میرے پاس پہنچ گیا۔ اسی وقت سچترا پہنچی اور ہاتھ اٹھا کر سلام کرتی ہوئی تیزی سے گزر گئی۔ میں سارجنٹ کے ساتھ اپنی قیام گاہ پہنچ گیا۔ سارجنٹ ریزیڈنٹ کو میری واپسی کی اطلاع دینے چلا گیا۔ میں نے اردلی کو میس سے کوارٹر وسکی اور کافی لانے کو بھیجا اور یونیفارم اتار کر سلیپنگ سوٹ پہن کر منہ ہاتھ دھوئے۔ اردلی نے ٹرے میز پر رکھ کر بوتل کھولی اور گلاس میں انڈیلی اور رخصت ہو گیا۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈال کر سگریٹ سلگایا اور گلاس اٹھا کر پینے لگا۔ چند پیگ پینے کے بعد کوفت دور ہو گئی۔ میں نے کافی انڈیلی اور دوسرا سگریٹ سلگا کر چسکیاں لینے لگا۔

وال کلاک نے ساڑھے دس کا گھنٹہ بجایا اور میں نے پیالی خالی کر کے میز پر رکھی اور بستر پر دراز ہونے لگا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی جھنجھنائی۔ میں نے لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور "ہیلو" کہا۔ آواز آئی۔ "نعیم جاگ رہے تھے یا میں نے ڈسٹرب کیا؟"

یہ سادھنا دیوی تھیں۔ میں نے آداب عرض کر کے تکیے کے سہارے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "دیدی ڈسٹرب تو آپ نے شام کو کیا تھا...... کہاں بھاگ گئی تھیں؟"

ہنس کر بولیں۔ "نعیم میں یشودھرا کو بلانے گئی تھی۔ وہاں سچترا موجود تھی...... میں بھی یشودھرا کے ساتھ مصیبت میں گرفتار ہو گئی...... شرمندہ ہوں...... تم نے کیا سوچا ہو گا...... خیر اب تو تمہیں معلوم ہو گیا' کس قدر مجرمانہ ذہنیت کی مالک ہے۔"

میں نے کہا۔ "جی...... معلوم ہو گیا...... وہ اپنے انجام کو پہنچ گئی...... اگر یشودھرا نے آپ کو بتا دیا ہے تو خود بھی سمجھ سکتی ہیں کہ وہ ڈراپ سین سے گزر رہی ہے۔" وہ بولیں۔ "نعیم اس کا کیا بنے گا؟ ہماری نیند حرام ہو چکی ہے...... یشودھرا کو بڑا صدمہ ہے...... افسوس ہم خاموشی سے آنسو بہانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے...... کچھ بھی تو نہیں کر سکتے۔"

میں نے سگریٹ کا طویل کش لے کر کہا۔ "دیدی آپ انہیں معاف کر دینا چاہتی ہیں؟"

یشودھرا اور سادھنا دونوں کی مشترکہ آواز آئی۔ "ہاں' نعیم پلیز...... پلیز نعیم کو ٹیک۔" میں نے کہا اگر وہ بھی یہیں ہیں تو انہیں روک لیں...... اور آپ...... یشو نہیں...... فوراً" کار لے کر کیمپ کے اسٹیشن کی طرف والے گیٹ پر پہنچیں۔ میں دس منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں...... گڈ نائٹ...... میں تیزی سے اٹھا اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر یونیفارم پہننے لگا۔

گیٹ پر پہنچا تو پونے گیارہ بج چکے تھے۔ گارڈ نے مجھے دیکھ کر سلامی دی اور کہنے لگا۔ "سر آپ باہر جانا چاہتے ہوں تو سارجنٹ کو ساتھ لے جایئے۔" میں نے گارڈ روم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ایک لیڈی آنے والی ہے اور میں اس سے دروازے پر ہی

چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے "بہتر ہے" کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ میں آگے بڑھ کر سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت ایک کار اسٹیشن کی طرف سے آئی اور دیوار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ یہ پیکارڈ تھی' دروازہ کھلا اور سادھنا باہر نکلی۔ میں نے پیک کیپ کو ہاتھ سے چھو کر گڈ ایوننگ میڈم کہا اور ان کے قریب پہنچ گیا۔ گارڈ دروازے سے نکل کر ہم سے دس قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "وہیں ہے نا؟" بولیں۔ "ہاں میں سمجھا کر روک آئی ہوں۔" میں نے کہا۔ "کسی قابل اعتماد ڈرائیور کو بھاری انعام دے کر گاڑی کسی اونچی پہاڑی سے جنگل میں کسی ایسی جگہ لڑھکوا دو جہاں آس پاس کوئی آبادی یا کوئی کھیت وغیرہ نہ ہوں۔" وہ پوری توجہ سے سنتیں رہیں۔ پھر کہنے لگیں۔ "کیا وہ خود یہ نہیں کر سکتی؟" میں نے نفی میں سرہلایا۔ "اگر وہ کر سکتی تو اب تک کر چکی ہوتی ......" وہ بولیں۔ "اچھا ...... نعیم شکریہ ...... صبح دس بجے تک میرے ٹیلی فون کا انتظار کرنا' اگر ممکن ہوا تو میں خود بھی پہنچنے کی کوشش کرونگی۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے دیدی ...... اور ہاں دیکھئے ڈرائیور سے کہئے کسی سیرگاہ یا پکنک اسپاٹ کا انتخاب کرے' جہاں جانے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔" بولیں۔ "یہ سب میں سمجھا دوں گی۔" میں نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا اور وہ گاڑی میں سوار ہو کر چل دیں۔ میں گارڈ کا شکریہ ادا کر کے اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ بستر پر لیٹتے ہی مجھے مہاراجہ کے وہ الفاظ یاد آئے جو انہوں نے کرنل ماما سے کہے تھے ......" ارجن سنگھ یہ وہ شہزادہ ہے جس کے آگے پیچھے مصاحبوں کے بجائے لاشیں چلتی ہیں----" "اور آج میرے قیام کے پہلے ہی دن میرے پیچھے ایک اور لاش چل رہی تھی۔ لیکن شاید یہی میری زندگی کا راز تھا کہ میرے گرد و پیش لاشیں رقص کرتی رہیں ...... اس رقص سے گریز اور عدم توجہی' خوف اور تساہل' خفیف سی لغزش اور معمولی سی ہچکچاہٹ بھی کسی لمحے مجھے لاش میں تبدیل کر سکتی تھی۔ سچترا کی کار کے ڈکّی بکس میں ایک شخص کی موجودگی کا انکشاف ہونے کے بعد سوچنے اور پس و پیش کرنے کا موقع کہاں تھا۔ جب کہ وہ میرے چہرے پر نظریں جمائے مسلسل بولے جا رہی تھی۔ صرف وہی ایک لمحہ تو فیصلہ کن تھا۔ جب میں اس کی گاڑی کے پیچھے ہو کر گزرا۔ اگر اس وقت ایک سیکنڈ بھی ضائع کر دیا ہوتا تو ریسٹ ہاؤس پر سچترا کی زبان سے "شٹ اپ" نکلتے ہی مدھو چھلانگ لگا کر باہر نکلتا اور ...... اس رقص بسمل میں اس کے بجائے میری لاش شامل ہوتی ...... اور برمزار ماغریباں نے چراغے نے گلے' کی تو ایسی کی تیسی' یہ ڈھیر ساری غنچہ دہن' حسن چمن' شعلہ بدن جو اپنی اپنی جگہ نعیم' کرن' پرنسلی' اور وکٹر کا انتظار کر رہی تھیں۔ ایک لاش پر چار ہنگامہ خیز شخصیتوں کا کہاں کہاں ماتم کریں ..... خداوندا .....

صبح دس بجے جب کہ میں ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر سادھنا دیوی کے ٹیلی فون کا انتظار کر رہا تھا کہ گھنٹی بجی۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں رگڑ کر ریسیور اٹھایا اور کیپٹن

نعیم کہا دوسری طرف سے ریزیڈنٹ کی آواز آئی۔ "گڈ مارننگ کیپٹن ..... مصروف تو نہیں ہو؟"

"میں نے کہا۔ "اتنا مصروف نہیں سر کہ آپ کے پاس حاضر نہ ہو سکوں .... اگر ضرورت ہو۔" بولے۔ "اوکے۔ یونیفارم پہنو اور فوراً" میرے پاس پہنچ جاؤ .... بنگلے پر ...." میں نے "بہتر ہے سر" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور یونیفارم پہن کر دس منٹ میں بنگلے پر پہنچ گیا۔ اردلی سارجنٹ نے مجھے دروازے پر ریسیو کیا اور پردہ ہٹا کر ایک طرف ہو گیا۔ میں نے اندر داخل ہو کر ریزیڈنٹ کو سلیوٹ کیا۔ اور انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔ ان کے دہنے بائیں صوفوں پر دیوان ریاست' انسپکٹر جنرل پولیس اور میجر برنی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پیک کیپ کو ہاتھ لگا کر گڈ مارننگ کہا۔ تینوں نے اٹھ کر مجھ سے مصافحہ کیا۔ ریزیڈنٹ نے اپنے سامنے والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "آپ تمام صاحبان ایک دوسرے کو جانتے ہیں اس لئے تعارف کی ضرورت نہیں۔" دیوان نے کہا۔ "دیٹس رائٹ سر۔" پھر مجھ سے مخاطب ہو کر ہز ایکسی لنسی اور ان کی لیڈی کی خیریت دریافت کی۔ چند رسمی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے پولیس چیف کی طرف دیکھا اور میری طرف مخاطب ہوا۔ ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ویٹ اے منٹ چیف ..... پہلے میں کیپٹن کو آپ لوگوں کی آمد کا مقصد بتا دوں۔ کیپٹن۔" انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کل رات' کسی وقت ایک ایکسی ڈنٹ ہوا ہے۔ راجکماری وہاٹس ہر نیم؟" میجر برنی نے کہا۔ "سچترا سر۔" ریزیڈنٹ کے بولنے سے پہلے میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "کیا ہوا ان کو میجر؟ وہ شام کو آٹھ بجے تو مجھ سے مل کر گئی ہیں۔" پولیس چیف نے کہا۔ "ہمیں معلوم ہے کیپٹن ..... اور اسی لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں وہ کار کیسی تھی اور کیا آپ اسے دیکھنے پر شناخت کر سکتے ہیں؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں نے کار پر کوئی خاص توجہ نہیں دی چیف۔ انہوں نے میرے قریب پہنچ کر دروازہ کھولا اور میں سوار ہو گیا۔ ہم ندی کے اس پار ریسٹ ہاؤس تک گئے۔ تھوڑی دیر میں راجکماری یشودھرا پہنچ گئیں اور میں ان کی کار میں بیٹھ کر واپس آ گیا اور کیمپ کے گیٹ پر اتر گیا۔ وہ اپنی اپنی گاڑیوں میں شہر کی طرف چلی گئیں۔ دیٹس آل۔"

میجر برنی نے کہا۔ "آپ نے کار کا پلیٹ نمبر تو دیکھا ہو گا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "میجر مجھے کار کی تفصیلات میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" پولیس چیف نے کہا۔ "صحیح ہے .... لیکن پھر بھی نظر تو پڑ ہی جاتی ہے ....." میں نے کہا۔ "میرے نزدیک ان کی کار کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ میں ان کی باتوں کی طرف متوجہ تھا اور ان کی باتوں میں بھی موسیقت سے زیادہ سمع خراشی کا پہلو تھا ..... میں یشودھرا کا

..... آئم سوری .... راجکماری یشودھرا کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فوراً پہنچ کر مجھے بوریت سے نجات دلائی۔"

اس نے کہا۔ "کیا سچترا دیوی نے آپ سے تلخ لہجے میں باتیں کیں۔" میں نے کہا۔ "اتنا تلخ بھی نہیں ..... شکایتی انداز تھا .... آخر وہ ایر سٹور کریٹ ہیں ایک سولجر کو اپنی صف میں آتے دیکھ کر انہیں تکلیف پہنچنا فطری ہے ...... ناؤ پلیز' کم از کم' مجھے یہ تو بتایئے کہ وہ خیریت سے تو ہیں؟"

میجر برنی نے کہا۔ "وہ خیریت سے ہیں کیپٹن۔" میں نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تھینک گاڈ ...... میں تو یہ سمجھا تھا کہ انہیں کچھ ہو گیا اور آپ اس کا سلسلہ میری ملاقات سے ملانا چاہتے ہیں۔"

پولیس چیف نے مسکرا کر کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں کیپٹن ...... آپ کے ساتھ موٹر سائیکل پر جو باڈی گارڈ تھا اس کا بھی یہی بیان ہے۔ راجکماری یشودھرا بھی یہی کہتی ہیں .... ہم صرف کار کی شناخت کے سلسلے میں ......"

میں نے کہا۔ "چیف میرے سوال کا آپ نے ابھی تک پورا جواب نہیں دیا۔" وہ کہنے لگا۔ "دراصل سچترا دیوی کی کار ساٹھ فٹ بلندی سے جھیل کی چٹانوں پر گر کر تباہ ہو گئی ہے۔ اور اس میں ان کے شوہر کا چھوٹا بھائی بھی جل کر ہلاک ہو گیا۔ سچترا دیوی کا بیان ہے کہ وہ سادھنا دیوی کی کار لے کر آپ سے ملنے آئی تھیں۔ سادھنا دیوی ان کی تائید کرتی رہیں۔ لیکن گیٹ کے گارڈ کا بیان اس سے مختلف ہے وہ ان کو اس گاڑی میں واپس آتے دیکھا جانا بیان کرتا ہے جو حادثے میں تباہ ہوئی ...... تقریباً" یہی وقت حادثے کا ہے یا اس سے کچھ پہلے .... کیونکہ اس کے بعد سیر و تفریح کے لئے جھیل پر جانے کا وقت نہیں رہتا۔"

"چیف۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "گارڈ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ سچترا دیوی اگر اپنی کار میں راج محل لوٹیں تو پھر وہی کار تقریباً" اسی وقت حادثے کا شکار کیسے ہو گئی؟ کیا اس کار کو دوبارہ راج محل سے نکلتے دیکھا گیا؟"

"نہیں۔" چیف نے جواب دیا۔ "لیکن راج محل سے نکلنے کا ایک راستہ ایسا بھی ہے جہاں پہرہ نہیں ہوتا۔"

"مجھے معلوم ہے۔" میں نے کہا۔ "ملازموں کے کوارٹرز کی طرف سے ...... لیکن وہاں سے کار گزرنے کی درجنوں شہادتیں بھی مل سکتی ہیں ...... ٹرائی کیجئے۔" میجر برنی نے کہا۔ "تفتیش جاری ہے لیکن ابھی تک اس راستے سے کسی کار کے جانے کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔"

پولیس چیف نے کہا۔ "خیر یہ تو ہوتا رہے گا ...... شکریہ کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے

ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ دوسرے لمحے دو اردلی چائے وغیرہ کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئے اور میز پر رکھ کر چلے گئے۔ چائے کے ساتھ موضوع گفتگو تبدیل ہو گیا۔ دیوان نے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن نعیم، کئی سال ساتھ رہنے کے باوجود میں نے آج آپ کو تفصیل سے دیکھا ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ نے میری عزت افزائی کی خان بہادر صاحب۔"
ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "امید ہے آئندہ بھی ہمت افزائی کرتے رہیں گے۔" سب ان کے جملے پر ہنس دیئے۔ دیوان نے مسکرا کر کہا۔ "اس میں کیا شک ہے جناب۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "ابھی تو کچھ دن ٹھہریں گے آپ۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "نہیں کے بی، آج شام کو واپس جا رہا ہے۔" وہ 'اوہ' کہہ کر چائے پینے لگے۔

ریاستی حکام کے جانے کے بعد میں نے ریزیڈنٹ سے رخصت طلب کی تو بولے "بیٹھ جاؤ ...... مجھے معلوم ہے۔ میرے لئے تمہارے پاس اصل کہانی ہے اور وہ اس سے بہت مختلف ہے۔"

میں نے کہا۔ "یقیناً ہے سر۔" اور میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ مسکرا کر بولے۔ "میرا یہی خیال تھا بوائے .... تعجب ہے انہیں سادھنا کے آنے کے متعلق پتا نہیں چل سکا ...... سب احمق ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں جناب ...... چند عقلمند بھی ہیں ...... لیکن انہیں ہم سے دلچسپی ہے اور وہ ہر اس غلطی کو مٹا ڈالتے ہیں جس پر میری تحریر کا گمان ہو ......"

وہ ہنس دیئے ...... "شاید میجر برنی انہی میں سے ایک ہے۔" میں نے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے ...... دوسرے کیپٹن دلیش مکھ ہیں جو پہلے اور آخری ہیں۔" وہ بولے۔ "او کے .... میں ان کا خیال رکھوں گا ......" میں نے کہا۔ "تھینک یو سر ...... اور اب اگر آپ مجھے دو روز کی ایکس ٹینشن دیں تو میں ایک دوست سے ملنے کے لئے کوئٹہ جانا چاہتا ہوں۔"

مسکرا کر بولے۔ "سوری ...... تمہارے بیس گھنٹے اور باقی ہیں اس کے بعد تمہیں بمبئی کی طرف واپس ہو جانا ہے۔" میں نے بولنا چاہا تو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے بولے ...... "دیٹس فائنل کیپٹن .... مجھے یہ کہنے پر مجبور نہ کرو کہ یہ میرے اختیار میں نہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں اصرار نہیں کرونگا سر ..... تھینک یو ویری مچ ....." انہوں نے مسکرا کر میری طرف بڑھا دیا اور میں مصافحہ کر کے اپنی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی اردلی نے کہا۔ "سر ابھی دس منٹ پہلے کسی نے آپ کو ٹیلی فون کیا تھا۔" میں نے نام دریافت کیا تو اس نے کہا۔ "صاحب سے کہنا آپ کا دھارہ

وہیڑہ والا باڈی گارڈ شام کو چار بجے اسٹیشن پر سلام کرنے کو آ رہا ہے۔ میں "او کے" کہہ کر بیڈ روم میں آیا اور یونیفارم اتارنے لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بھاسکر مجھ سے کیوں ملنا چاہتا تھا۔ میں اس وقت گلابو سے ملنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اور نہ اس کو بلا سکتا تھا ...... پھر...... بھاسکر کس سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتا تھا ...... میں دیر تک غور کرتا رہا۔ آخر ریسیور اٹھا کر کیپٹن دلیش کھ کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "پرب' جناب عالی۔" میں نے کیپٹن کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا۔ " سرکار وہ تو شری حضور کے پاس گئے ہوئے ہیں ...... کوئی حکم؟" میں نے کہا۔ "وہ آئیں تو کہنا مجھے رنگ کریں۔" بولا۔ "بہت بہتر ہے صاحب بہادر۔" میں نے ریسیور رکھ دیا۔ مسئلہ اب بھی حل نہ ہو سکا' اور کوئی ذریعہ نہ تھا ...... میں سگریٹ سلگا کر بستر پر پہنچ گیا اور ایک رسالہ پڑھنے لگا۔

سہ پہر کو تین بجے میجر ڈریج میرے ساتھ چائے پی رہے تھے کہ کیپٹن دلیش کھ پہنچ گئے۔ میں نے ان کو کار سے اترتے دیکھ کر اردلی کو چائے لانے کو کہا اور برآمدے میں پہنچ کر ریسیو کیا۔ وہیل پر بھاسکر بیٹھا ہوا تھا۔ انجن بند کر کے باہر نکلا اور سلیوٹ کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ کیپٹن نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "تم نے مجھے فون کیا تھا کیپٹن؟" میں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "آپ سے باتیں کرنے کو جی چاہ رہا تھا ...... ڈیڈی چلئے اندر میجر ڈریج بیٹھے ہوئے ہیں۔" وہ اندر داخل ہوئے میجر ڈریج نے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ میں دروازے پر رک گیا۔ وہ دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ میں کھسک کر بھاسکر کے قریب پہنچ گیا اور سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "تم نے کیوں فون کیا تھا بھاسکر؟"

وہ بولا۔ "جی ...... میں آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ اے ڈی سی آپ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ہاشمی گروپ سے آپ پر حملہ کرانے والا وہی ہے۔ اور ہاشمی صاحب کو شری حضور سے بچانے والا بھی وہی ہے۔" میں نے کہا۔ "خیر وہ آج تک میرا کیا بگاڑ سکا جواب بگاڑ لے گا ...... تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "سر اب وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے ...... اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو آسانی سے پھنسا سکتا ہوں ...... یہ نہیں جانتا آپ میرے لئے سگے بھائی سے زیادہ ہیں ...." میں نے اسکا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "چند منٹ بعد پھر تم سے بات کروں گا بھاسکر ......" اس نے کہا۔ "ابھی میں نے پوری بات نہیں کی ہے سر...... میں کچھ ثبوت بھی پیش کروں گا ......" میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر کہا۔ "او کے بوائے اندر آ جاؤ۔"

سٹنگ روم میں دروازے کے قریب ہی کیپٹن اور میجر ڈریج باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو سگریٹ پیش کرتے ہوئے اردلی کی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ "بیٹھ جاؤ بھاسکر۔" کیپٹن دلیش کھ نے کہا۔ "یہ تمہیں بہت یاد کرتا ہے ٹائیگر۔" میں تم سے ملانے

کے لئے ساتھ لے آیا۔" میں نے بھاسکر کو سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا بہترین دوست ہے کیپٹن۔" بھاسکر مسکرا کر رہ گیا۔ اسی وقت اردلی چائے لے کر آ گیا۔ میجر ذریج اٹھتے ہوئے بولے۔ "او کے کیپٹن ..... اب میں اجازت چاہوں گا۔" میں نے کہا۔ "ایک پیالی اور جناب۔" کیپٹن دلیش مکھ نے بھی میری ہم نوائی کی۔ مسکرا کر بولے۔ "آج شام کو میں کیپٹن نعیم کو رخصتی پارٹی دے رہا ہوں۔ آپ بھی شریک ہو کر ہماری عزت افزائی کریں۔"
"میجر آج ہم بڑی مصیبت میں ہیں ..... ایک راجکماری کے ......" میجر نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "اوہ وہ کار ایکسی ڈنٹ؟" کیپٹن نے اثبات میں سر ہلایا۔ "دراصل میں نعم سے بھی نہیں مل سکتا تھا۔ لیکن سوا چار بجے کی ٹرین سے مرنے والے کا بھائی راجکمار دگمبر سنگھ آ رہا ہے اور مجھے ان کو ریسیو کرنے کے لئے آنا تھا۔ چند منٹ پہلے چلا آیا۔" میجر نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان سے مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔ کیپٹن دلیش مکھ نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کل جا رہے ہو نعیم؟ میں نے کہا۔ "جی ڈیڈی ...... آج شام تک کسی وقت آپ کار لے جائیں۔" میں ٹرین سے جانا چاہتا ہوں۔" وہ چائے کا گھونٹ لے کر بولے۔ "بمبئی لے جاؤ ...... یہاں بے کار پڑی ہے۔"

میں نے کہا۔ "میرے پاس ایک اور موریس ہے۔ اور پھر میں بمبئی سے جا چکا ہوں۔"

وہ بولے۔ "تو پھر اسے ڈسپوز آف کر دو۔" میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "پڑی رہے ...... میں یہاں آتا رہتا ہوں۔ کہاں کسی سے مانگتا پھروں گا۔" انہوں نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ "ہز ہائی نس کو سلام کرنے تو آؤ گے نا؟"

میں نے کہا۔ "ڈیڈی اس سوگوار ماحول میں وہ مجھ سے مل کر کیا خوش ہوں گے ..... ایک نوجوان راجکمار کی اندوہناک موت ..... کیسے ہوا یہ حادثہ؟"

کہنے لگے۔ "شام کو کسی وقت سچترا دیوی کی کار لے کر جھیل پر گیا تھا۔ واقفیت تو کچھ تھی نہیں۔ جھیل دیکھنے کے لئے شکار گاہ کی طرف والی چٹان پر آگے بڑھتا چلا گیا ہو گا۔ کار سمیت نچلی چٹانوں پر گر گیا۔ کار کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور جو کچھ بچا تھا وہ آگ نے بھسم کر دیا۔ وہ جگہ ویسے بھی اتنی دور ہے کہ کوئی سیر کو بھی نہیں جاتا۔ صبح ڈھونڈ پڑی تو پتا چلا۔ ہر چیز جل کر کوئلہ ہو چکی تھی ...... ماجا دیوا ...... بے چارہ دو روز پہلے ہی بھاوج کو لینے آیا تھا۔" میں نے کپ رکھتے ہوئے کہا۔ "سن کر واقعی بہت صدمہ ہوا۔"

چند منٹ باتیں کرنے کے بعد انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے بھاسکر سے بات کرنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ برآمدے تک ان کے ساتھ آیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئے تو میں نے کہا۔ "ڈیڈی بہت ممکن ہے میں کل دس بجے ہز ہائی نس سے

رخصت ہونے کو آؤں۔ آپ بنگلے پر ہی رہیے .... میں پہلے آپ کے پاس آؤں گا۔ بھاسکر تم بھی وہیں ملنا۔" اس نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ضرور سرکار۔" میں نے کیپٹن کو سلیوٹ کیا اور انہوں نے گاڑی چلتے چلتے مصافحہ کر کے کہا۔ "ضرور آنا کیپٹن میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

شام کو ساڑھے سات بجے میجر ڈریج نے مجھے کلب میں ڈنر دیا۔ جس میں میجر واٹسن، کیپٹن اسمتھ، کرنل گجندر سنگھ، لا انسٹرکٹر چند دوسرے کے سی اور شامل تھے۔ رات کے گیارہ بجے تک پینے پلانے کا سلسلہ جاری رہا۔

صبح آٹھ بجے میں نے رخصت ہوتے وقت ریزیڈنٹ سے ہز ہائی نس کو رخصتی سلام کرنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے میجر واٹسن کو جو اسی وقت میرے ساتھ آئے تھے۔ راج محل جانے کا اشارہ کیا اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے کہا۔ "سر ہز ہائی نس کل والے ایکسی ڈنٹ سے پریشان ہیں۔ نہ معلوم وہ مجھ سے ملنے کی پوزیشن میں ہیں یا نہیں۔ اس لئے میں پہلے کیپٹن دلیش مکھ کے بنگلے جا کر حالات کا جائزہ لونگا۔ اگر مناسب نہ ہوا تو بغیر ملے چلا آؤنگا۔" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ روک لیا اور واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تمہاری کمانڈ میں رہے گا۔" "واٹسن نے مسکرا کر کہا۔ "ویری ویل سر۔" پھر میری طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "تمہیں یہیں واپس آنا ہے .... چار گھنٹے کے اندر اندر ...."

میں نے بہتر ہے سر' کہہ کر سلیوٹ کیا۔ میجر واٹسن مجھے قیام گاہ پر چھوڑ کر تیار ہونے کو چلے گئے۔

ساڑھے نو بجے میں میجر واٹسن کے ساتھ راج محل پہنچا تو گیٹ کھلا ہوا تھا اور پورچ کے سامنے کمپاؤنڈ میں بیس پچیس کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ہم سیدھے کیپٹن دلیش مکھ کے بنگلے پر پہنچے۔ سیڑھیوں پر بھاسکر نے ہمیں ریسیو کیا اور اندر لے جا کر ڈرائنگ روم میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "سر! کیپٹن تو آٹھ بجے سے ہز ہائی نس کے ساتھ ہیں ...... انہوں نے آپ کے لئے چائے اور ناشتے کا انتظام کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے۔ اگر دس بجے تک واپس نہ آئے تو میں انہیں ٹیلی فون سے آپ کے آنے کی اطلاع دوں گا۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے بھاسکر۔ پربھ سے الماری کی چابی لاؤ پہلے۔" اس نے جیب سے چابی نکال کر الماری کھولی اور میری طرف دیکھا۔ میں نے بوتل کی طرف اشارہ کیا اور اس نے اسکاچ اور گلاس نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ پربھ باورچی خانے سے کھانے کے لئے ہلکی پھلکی چیزیں لے آیا اور ہم مصروف ہو گئے۔ دس بجے میں نے مسٹر مہتا کو فون کر کے کیپٹن دلیش مکھ کو اپنے متعلق اطلاع دینے کو کہا۔ اس نے رسمی مزاج پرسی کے بعد کہا۔ "ٹائیگر! دیوان ہال راجکمار دگمبر جی کے رشتہ داروں سے بھرا پڑا ہے۔ دلیش

کہ ہز ہائی نس کے ساتھ ہیں۔ فرصت ملتے ہی اطلاع دوں گا۔" میں نے تھینک یو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ واٹسن نے میری طرف استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "پیو اور انتظار کرو۔" واٹسن نے مسکرا کر بوتل اٹھائی اور گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر یشودھرا کا نمبر ڈائل کیا۔ دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ آخر کسی عورت نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "یشودھرا کماری شری حضور کے پاس گئی ہوئی ہیں۔" میں نے ریسیور رکھ کر گلاس اٹھایا اور واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مشکل ہے سر....... شاید ہی آج ملاقات ہو سکے۔" مسکرا کر بولے۔ "پیئے جاؤ۔" ابھی تھری کوارٹر باقی ہے۔"

اور ہم پیتے رہے۔ بیرا ہر وہ چیز جو تلی یا روسٹ کی جا سکتی تھیں۔ پلیٹیں اور ڈشیں بھر بھر کے لاتا رہا۔ ہم نگلتے اور انڈیلتے رہے۔ حتیٰ کہ ساڑھے گیارہ بج گئے۔ ہمیں کیپٹن دلیش مکھ کی معاشی حالت پر اور ان سے زیادہ اپنی جسمانی حالت پر رحم آنے لگا۔ میز چھوڑ کر سگریٹ سلگائے اور آرام کرسیوں پر نیم دراز ہو گئے۔ بارہ سوا بارہ بجے مسٹر متا نے فون کر کے مجھے چیمبرز میں طلب کیا۔ میں واٹسن سے اجازت لے کر راج محل پہنچا۔ چیمبرز میں اس وقت ایڈی کانگ کے سوا کوئی نہ تھا۔ مجھے دیکھتے ہی مسکرا کر ہیلو ٹائیگر کہتے ہوئے اٹھا۔ مصافحہ کیا۔ میں نے کیپٹن دلیش مکھ کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگا۔ "ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں ہیں۔ اور ہز ہائی نس کے ساتھ چند مہمان بیٹھے ہیں۔ اسموکنگ روم میں ملاقات کریں گے۔"

میں ان کے ساتھ چل دیا۔ کاریڈور میں ہوتے ہوئے اسموکنگ روم میں پہنچے تو وہاں چند داسیوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ وہ ہمیں دیکھ کر با ادب با ملاحظہ ہو گئیں۔ ایڈی کانگ نے میرا بازو تھام کر صوفہ چیئر پر بٹھایا اور ایک لڑکی سے کہا۔ "ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں جا کر ساوتری بائی سے کہو کہ ٹائیگر آ گیا ہے۔ ہز ہائی نس کو اطلاع دینے سے پہلے لائٹ ریفرشمنٹ اور چائے کا انتظام کریں۔" میں نے کھانا کھا کر آنے کا عذر پیش کیا تو ہنس کر کہنے لگے۔ "ہلکا پھلکا ناشتہ کسی وقت بھی چل سکتا ہے ٹائیگر۔" میرے جواب سے پہلے لڑکی روانہ ہو گئی۔

ساوتری کا نام سن کر میں ماضی کے حسین تصورات میں گم ہو گیا۔ مہارانی کی یہ معتمد حسینہ راج محل کی شوبھا کہلاتی تھی۔ دو سال قبل ہولی کے تیوہار پر خود کو خطرے میں ڈال کر میری زندگی بچا چکی تھی۔ کئی بار میری خواب گاہ میں راتیں گزرنے کے باوجود میں نے اس کی انسانیت کا احترام کیا تھا۔ محض اس لئے کہ وہ میری محسنہ تھی۔ اس کو مایوس کرنا میرے ضمیر نے گوارا نہ [illegible] مجھ سے اس کی محبت وارفتگی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ وہ میرے ایک اشارے پر آگ میں چھلانگ لگا سکتی تھی۔ بھاسکر کے اشارے کے بعد میں ایڈی کانگ کی طرف سے بدظن ہو چکا تھا اور اس کے کھانے پینے کو کبھی تیار نہ ہوتا۔ لیکن

ساوتری کا نام آتے ہی مطمئن ہو گیا۔ وہ مجھ سے ہنس ہنس کر باتیں کئے جا رہا تھا اور میں اس کو لیس سر اور نو سر میں الجھائے ہوئے تھا۔ چند منٹ بعد ساوتری ٹرے لئے ہوئے دروازے میں نمودار ہوئی۔ پرمیلا نے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے ٹرے لی اور ہمارے سامنے ٹیبل پر رکھ دی۔ ساوتری نے جھک کر سلام کیا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "ٹائیگر' مبارک ہو تم کیپٹن ہو گئے ......" ایڈی کانگ نے ہنس کر کہا۔ "اب یہ ٹائیگر نہیں ببر شیر ہو گیا ہے۔" اس نے مسکرا کر ٹرے سے خوان پوش اٹھایا اور پلیٹیں میز پر رکھنے لگی۔ ایڈی کانگ نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب تم جا سکتی ہو۔" وہ دونوں جھک کر سلام کرتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ ساوتری ایڈی کانگ کی کرسی کے قریب کھڑی ہوئی سرد کر رہی تھی۔ اس نے موہن بھوگ کی پلیٹ میرے سامنے رکھتے ہوئے آنکھیں مچکائیں اور دوسری پلیٹ ایڈی کانگ کی طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "ٹائیگر' ہاتھ دھونا چاہتے ہو۔" ساتھ ہی اثبات میں سر ہلا کر اشارہ کیا۔ میں اٹھ کر دائیں ٹوائلٹ کی طرف چل دیا۔ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو ایڈی کانگ نے کہا۔ "سلفچی لے آؤ ساوتری ......" وہ پلٹ کر باتھ روم میں گئی اور سلفچی لا کر اسکے بائیں طرف کھڑی ہو کر ہاتھ دھونے کا اشارہ کیا۔ ایڈی کانگ گھوم کر ہاتھ دھونے لگا۔ اس نے پانی ڈالتے ڈالتے میری طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اپنی پلیٹ اٹھا کر اسکے سامنے اور دوسرے ہاتھ اس کی اپنے سامنے رکھ لی۔ ساوتری نے مسکرا کر تولیہ اس کے سامنے کر دیا وہ ہاتھ پونچھتے ہی "شروع کرو ٹائیگر" کہہ کر کھانے لگا۔ میں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ تمام چیزیں تھوڑی تھوڑی کھا کر چائے پی۔ سگریٹ وغیرہ سے فارغ ہو کر اس نے ساوتری سے کہا۔ "پرمیلا کو بھیج کر ٹرے اٹھواؤ اور تم ہز ہائی نس کو اطلاع دو کہ ایڈی کانگ ٹائیگر کو لے کر آ رہے ہیں۔" وہ سر جھکا کر چل دی۔ وہ مجھ سے حادثے کے سلسلے میں مہاراجہ کی مصروفیت سے متعلق باتیں کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ساوتری واپس آئی اور کہنے لگی۔ "شری حضور نے [illegible] ہے کہ آپ [illegible]رز میں جا کر چغتائی صاحب اور ان کے رشتہ داروں کو ریسیو کیجئے۔ ٹائیگر کو میں لے کر جا رہی ہوں۔" ایڈی کانگ ہز ہائی نس کا فرمان سنتے ہی اٹھ کر "او کے ٹائیگر" کہتا ہوا باہر نکل گیا۔ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ساوتری میرے ساتھ دروازے تک آئی۔ باہر جھانک کر دروازہ بند کیا اور پلٹ کر میری گردن میں جھول گئی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا۔ معاً وہ سنبھلتی ہوئی بولی۔ "آہ نعیم آج تمہیں بچانے میں مجھے ختم ہونا پڑے گا۔"

میں نے اس کو آغوش میں لے کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پریتا ...... تمہیں ہاتھ لگانے والے کو پہلے مجھے ختم کرنا ہو گا ...... اور اتنا طاقتور یہاں کوئی نہیں ہے ...... میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں ...... ایڈی کانگ اپنے جال میں خود پھنسا ہے۔ ذرا سا خطرہ محسوس ہوتے ہی یشودھرا' سادھنا یا دلیش مکھ کے پاس پہنچ جانا اور سب کچھ بتا دینا ...... وہ تمہیں برٹش کیمپ

میں میرے پاس پہنچا دیں گے ...... یا ......" میں نے ایک کارڈ پر اپنا فون نمبر لکھ کر دیا۔ اس نمبر پر رنگ کرنا میں خود شاگرد پیشہ والے گیٹ پر آ کر تمہیں لے جاؤں گا۔" وہ مسکرا دی۔ میں نے پھر اسکا منہ چوم لیا۔ وہ تفصیل بیان کرنے لگی تو میں نے کہا۔ "وقت بہت کم ہے پرتما ...... صرف یہ بتاؤ کیا یہ سب کچھ ہز ہائی نس کے اشارے پر ہوا؟" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "سچترا نے اس سفید شیطان کو ہموار کیا اور اس نے مجھے' ایک ہزار روپیہ میری جیب میں آ چکا ہے اور چار ہزار ملنے والا تھا جو اب نہیں ملے گا۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں تمہیں بچانے میں کامیاب ہو گئی اور اب یہ روپیہ برہمنوں میں تقسیم کر دونگی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دو ...... تم نے اچھا کیا ڈارلنگ تیار ہو گئیں ورنہ تم نہیں تو کوئی اور تیار ہو جاتی اور ٹائیگر ......" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے اس کو فرش پر ٹکا کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا ...... مہارانی تمہاری حفاظت کرے گی ...... اور اگر خطرہ نظر آئے تو ...... نعیم تمہارا ...... باڈی گارڈ ہے مائی لیڈی۔" وہ ہنستی ہوئی باہر نکل آئی اور ہز ہائی نس کے ڈرائنگ روم میں مخالف سمت میں چلتی ہوئی کہنے لگی۔ "لیڈی کانگ نے تمہیں اپنے طور پر بلا کر شکار کرنا چاہا تھا نعیم ...... اب جب کہ بازی پلٹ چکی ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کہ شری حضور پر ظاہر کریں کہ تم اس کے ساتھ چائے پی کر آ رہے ہو۔" میں نے کہا "جیسے تم مناسب سمجھو ...... لیکن پرمیلا وغیرہ بھی تو موجود ہیں ...... ہز ہائی نس کو معلوم تو ہو کر رہے گا۔" بولی۔ "آج انہیں اتنی فرصت کہاں ہے کہ کوئی ان سے مل سکے۔ تم بھی چند منٹ سے زیادہ نہ ٹھہرنا۔ اگر ممکن ہوا تو میں یشودھرا دیوی کو تمہارے آنے کی اطلاع دینے کی کوشش کرونگی۔" میں او کے' کہہ کر خاموش ہو گیا۔

میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو ہز ہائی نس کے ساتھ مہارانی' چترا' دگمبر' سادھنا اور کئی نئے آدمی موجود تھے۔ میں نے سلام کر کے مدھوکر کی موت پر افسوس کا اظہار کیا اور اپنی واپسی کے متعلق بتایا۔ انہوں نے چند رسمی باتیں کر کے مہارانی کی طرف دیکھا۔ کہنے لگی۔ "نعیم' ہمیں معلوم ہوا ہے کرنل ارجن سنگھ ریزیڈنٹ کے پاس آئے تھے۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کب یور ہائی نس۔" بولیں۔ "پرسوں" میں نے کہا۔ "پرسوں میں آیا تو وہ ریزیڈنسی میں نہیں تھے یور ہائی نس ...... پہلے چلے گئے ہوں تو مجھے معلوم نہیں ...... ریزیڈنٹ صاحب نے بھی ان کے متعلق مجھ سے کوئی ذکر نہیں کیا۔" بولیں۔ "ریزیڈنٹ کو کیا معلوم کہ وہ تمہارے دھرم پتا ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ بھی صحیح فرمایا آپ نے یور ہائی نس۔" دگمبر نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تو یہ ہیں کیپٹن نعیم۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا خادم۔" بولا۔ "کیپٹن' کیا ارجن سنگھ نے تمہیں گود لیا ہے۔"

میں نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "وہ مجھے بیٹا کہتے ہیں ...... ڈیٹس آل۔" مہارانی مسکرا دیں۔ میں نے ہز ہائی نس کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ "اجازت یور ہائی نس۔" وہ بولے "اوکے ٹائیگر۔" میں نے مہارانی کے چرنوں کو ہاتھ لگایا۔ سادھنا اور سچترا کو جھک کر سلام کیا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ کاریڈور میں آتے ہی ساوتری پھر ساتھ ہو گئی۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے باڈی گارڈ نے اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ یہ کوئی نیا جوان تھا۔ لفٹ کی طرف چلتے ہوئے میں نے یشودھرا کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے ہمارے قریب پہنچ گئی۔ "شاید ساوتری پر آج کوئی مصیبت آ جائے .... تمہیں اس کو پروٹیکشن دینا ہے اور ہر قیمت پر میرے پاس لے کر پہنچنا ہے۔ اس نے میری زندگی بچائی ہے ...... تم سمجھ گئیں نا؟" وہ مسکرا کر بولی۔ "ہاں یہ کچھ کہہ رہی تھی .... اچھا ساوتری تم میرے اپارٹمنٹ میں پہنچ جاؤ اور بالکل فکر نہ کرو۔" ساوتری سر جھکا کر زینے کی طرف چل دی اور سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ میں نے لفٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ "آنے سے پہلے مجھے رنگ کرنا یشو .... خدا حافظ ......"

کیپٹن دلیش لکھ کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد میں میجر واٹسن کے ساتھ کیمپ پہنچ گیا۔ ریزیڈنٹ سے مل کر شام تک ٹھہرنے کی اجازت طلب کی۔ اور جب انہوں نے مسکرا کر اظہار رضا مندی کیا تو روانگی کے بعد راستے میں بارہ گھنٹے کا بریک جرنی بھی منظور کر لیا اور میں شکریہ ادا کر کے اپارٹمنٹ پہنچ گیا۔ سامان پیک کر کے سوٹ کیس کے بکس میں رکھوایا۔ فیول ٹینک فل کرایا اور گاڑی لاک کر کے یونیفارم پہنے پہنے بستر پر دراز ہو گیا۔

ساڑھے چھ بجے جب کہ میں یشودھرا کے فون کا انتظار کرتے کرتے مایوس ہو چکا تھا اور باہر نکلنے کی تیاری کر رہا تھا۔ دفعتاً ٹیلی فون کی گھنٹی نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسیور کان سے لگایا۔ آواز آئی۔ "کیپٹن دس از یشو۔" میں نے کہا۔ "بہت انتظار کرایا یور ایکسی ......" تیزی سے بات کاٹ کر بولی۔ "وہ مصیبت سچ مچ آ گئی ڈارلنگ ...... اولڈ مین ہسپتال پہنچ گیا ہے ...... تمہاری فرینڈ گھبرا رہی ہے .... لیتی آؤں کیا ......؟" میں نے کہا۔ "کوئی معقول وجہ ہو تو فوراً لے آؤ ورنہ یکایک غائب ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کرنا حماقت ہے۔" وہ بولی۔ "بظاہر کوئی وجہ نہیں ...... خیر لے آتی ہوں ...... تم خود سمجھ لینا۔ اگر وہ مطمئن ہو گئی تو واپس لے جاؤنگی۔" میں نے "اوکے" کہہ کر ریسیور رکھنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگی ...... "سنو ڈارلنگ کہیں ایسا تو نہیں کہ جذباتی وابستگی کے تحت ایسا ہو رہا ہے؟" میں نے کہا۔ "یشو ڈیئر وابستگی تو یقیناً ہے .... لیکن یکطرفہ .... میں اس کو اپنی محسنہ سمجھ کر اس کا احترام کرتا ہوں اور کچھ نہیں۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "مجھے یقین ہے ڈارلنگ ...... لیکن اگر وہ یہاں سے جانے پر اصرار کرے تو لے کر کہاں جاؤ گے ...."

کوئی جگہ تو بتاؤ؟" میں نے جواب دیا وہ کسی راجکماری کے پاس ہی رہے گی .... اور تم یقیناً کبھی نہ کبھی دیکھ لو گی ...... درخواست صرف یہ ہے کہ ایسا ہو تو اس سے واقفیت کا اظہار نہ کرنا پلیز......"

خدا حافظ کہہ کر اس نے ماؤتھ پیس کو بوسہ دیا اور ریسیور رکھ دیا۔ میں کچھ دیر بیٹھا سگریٹ پیتا رہا پھر گاڑی لے کر ریزیڈنٹ کی طرف چل پڑا تاکہ ان سے الوداعی ملاقات کر کے رخصت ہو سکوں۔ اردلی سارجنٹ نے مجھے دروازے پر ریسیو کیا اور پردہ ہٹا کر ایک طرف ہو گیا۔ میں نے اندر داخل ہو کر ریزیڈنٹ کو سلیوٹ کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھے تھے اور ان کے بائیں طرف میم بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا اور بولے۔ "ویل کیپٹن! تم تیار ہو کر آئے ہو؟" میں نے کہا۔ "یس سر---- آپ کی اجازت ہو تو میں رخصت ہو جاؤں۔" انہوں نے کہا۔ "اوکے کیپٹن! لیکن احتیاط کے ساتھ۔ میں نے سارجنٹ مائیکل سے کہہ دیا ہے وہ تمہیں کچھ دور تک واچ کرے گا۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے سر! لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی----" مسکرا کر بولے۔ "کیپٹن ہمیں تمہاری زندگی عزیز ہے۔" اور کھڑے ہو کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ میں نے مصافحہ کر کے انہیں سلیوٹ کیا اور میم کی طرف جھک کر انہیں سلام کیا اور باہر آ گیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر چلنے لگا تو سارجنٹ مائیکل نے اپنی موٹر سائیکل پر قریب آ کر سلیوٹ کیا اور بولا۔ "سر میں کچھ دور تک آپ کو فالو کروں گا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اوکے سارجنٹ لیکن فاصلے کا خیال رہے اور ہاں آج بھی مجھے کوئی ملنے آ رہا ہے۔" بولا۔ "اوکے سر آپ مطمئن رہیں۔" میں نے گاڑی سٹارٹ کی اور گیٹ کی طرف چل دیا۔ اب تک یشودھرا کو پہنچ جانا چاہئے تھا۔ گیٹ سے نکل کر تھوڑی دور گیا تھا کہ سڑک سے ہٹ کر ایک کار کھڑی دکھائی دی اور میں اسے پہچان گیا یہ یشودھرا تھی۔ میں نے گاڑی آہستہ کر کے کار کے قریب لا کر روک دی اور کار سے باہر نکل کر یشودھرا کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا وہ اکیلی تھی۔ میں نے کہا۔ "ہاں یشو کیا رہا ساوتری کا؟" بولی۔ "نعیم میں نے اسے سمجھا دیا اور وہ سمجھ گئی اور اس نے آنے کے لئے بالکل اصرار نہیں کیا۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یشو! ڈارلنگ سب ٹھیک ہو جائے گا تم بالکل فکر نہ کرنا اب مجھے اجازت دو۔" اور اس نے اپنا سر میری گود میں ڈال دیا۔

میں نے کچھ دیر کے بعد یشودھرا کو رخصت کیا اور جب وہ گاڑی بیک کر کے واپس ولاس پور کی طرف چلی گئی تو آ کر میں بھی اپنی گاڑی کے وہیل پر بیٹھ گیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ سارجنٹ کی موٹر سائیکل ڈیڑھ' دو سو گز کے فاصلے سے میرے پیچھے آ رہی تھی۔ برٹش کیمپ آتے ہی میں نے گاڑی آہستہ کر کے روک لی۔ سارجنٹ قریب آ کر رکا تو میں نے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا۔ "اوکے سارجنٹ اب تم واپس جاؤ۔" اس

نے ہاتھ ملا کر کہا۔ "سر میں آخری چیک پوسٹ تک بلکہ اس سے بھی کچھ آگے تک آپ کے ساتھ ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شادی شدہ ہو یا کنوارے' مائیکل!"

وہ بولا "صرف سولجر سر' جسے آپ کو بحفاظت برٹش حدود تک پہنچانے کا حکم ملا ہے۔" میں نے جواب دینے کی بجائے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور وہ مجھ سے بیس پچیس گز کے فاصلے سے میرے پیچھے چلنے لگا۔

آخری چیک پوسٹ تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر تھا۔ ہم بیس منٹ میں پہنچ گئے۔ سارجنٹ میرے دائیں جانب ساتھ ساتھ باتیں کرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ ہرڈل سے نکلنے کے بعد برٹش حدود میں آتے ہی اس نے گردن گھما کر پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "دفتر کے پیچھے ایک کار کھڑی ہوئی ہے۔" میں نے بیک ویومرر سے نظر ڈال کر دیکھا۔ پوسٹ لیمپ کی روشنی میں واقعی ایک کار موجود تھی۔ جس کا رخ ولاس پور کی طرف تھا۔ لیکن ایسی کار کہیں بھی ہو سکتی تھی۔ میں نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور گاڑی دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "او کے سارجنٹ ...... گڈ بائی ......" وہ اسی طرح چلتا ہوا بولا۔ "یہاں سے چار میل پر ندی کا پل ایک خطرناک پوائنٹ ہے سر......... میں اس کو عبور کرا کے واپس ہو جاؤں گا۔"

"میں نے دیکھا ہے سارجنٹ۔" میں نے کہا۔ کہنے لگا۔ "اس پر کوئی پروٹیکشن نہیں ہے اور آج کل ندی کا پورا پاٹ بھرا ہوا ہے۔" میں خاموش ہو گیا اور اسپیڈ بڑھانے لگا۔ چند منٹ میں ہم پل کے قریب تھے۔ پل حد نظر تک خالی تھا۔ اس کی چوڑائی بیس فٹ کے قریب اور لمبائی دو اڑھائی سو گز معلوم ہوتی تھی۔ پل سے دس فٹ نیچے پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ سارجنٹ ابھی تک کار کے پہلو بہ پہلو چل رہا تھا۔ پل پر آتے ہی میں نے ہیڈ لائٹس اور تیز کر دیں اور رفتار کم کر کے چلنے لگا۔ کیونکہ سڑک کے سرے پر ایک فٹ اونچی لوہے کی تین پٹیوں کے سوا اور کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ بمشکل نصف پل عبور کیا ہو گا کہ سامنے سے دو گاڑیوں کے ہیڈ لیمپس کی تیز روشنی نے چندھیا دیا۔ گاڑیاں فل اسپیڈ میں پہلو بہ پہلو چلی آ رہی تھیں۔ پل پر کسی طرف دو فٹ سے زیادہ جگہ نہ تھی۔ سارجنٹ نے چیخ کر کہا۔ "چھلانگ کیپٹن۔" میں نے دو ٹرک ایک ساتھ قریب آتے دیکھ کر تیزی سے گاڑی بائیں طرف گھمائی۔ ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔ گاڑی جنگلے کو توڑتی ہوئی انجن کے بل ندی میں گرنے لگی۔ میں نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ وہیل اور دوسرے سے سیٹ کی پشت گاہ تھام لی۔ گاڑی پانی میں ڈوب کر سطح سے ٹکراتے ٹکراتے پانی کے بہاؤ سے ایک بار پھر سیدھی ہو گئی۔ ناہموار سطح کا امپیکٹ برائے نام تھا۔ میرا سر گاڑی کی چھت سے ٹکرا دیا۔ دماغ میں پھلجھڑیاں سی چھوٹیں اور میں چکرا گیا۔ لیکن زندہ رہنے کے شدید جذبے نے مجھے بے ہوش نہ ہونے دیا۔ گاڑی ساکت ہوتے ہی دروازوں اور کھڑکیوں کی درزوں سے فوارے کی طرح پانی اندر آنے لگا۔



میرے حواس ابھی تک بجا تھے۔ اس جھٹکے میں ٹوٹ پھوٹ سے بچ جانے پر مجھے ایک بار پھر بچ نکلنے کی امید ہونے لگی۔ میں نے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک لمبا سانس لیا اور دوسرے ہاتھ سے دروازے کا ہینڈل گھما کر زور سے باہر کی طرف دھکیلا۔ دروازہ کھلنے سے پہلے ہی ایک ثانئے میں گاڑی پانی سے بھر گئی۔ میں نے دروازے کی سمت کا اندازہ لگا کر سر باہر نکالا اور ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں گاڑی کی باڈی سے ٹکرا کر لوٹنے والے پانی نے مجھے باہر دھکیل دیا۔ میں نے اوپر آنے کے لئے ہاتھ مارنے شروع کئے' نصف منٹ بعد میں سطح آب پر تھا اور موجیں تیزی سے بہائے لئے جا رہی تھیں۔ اوپر آتے ہی میں نے "سارجنٹ سارجنٹ" پکارنا شروع کیا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا تو سو گز کے فاصلے پر پل نظر آیا۔ ایک سرے پر ٹرک کا ٹیل لیمپ چمک رہا تھا۔ سارجنٹ اور اس کی موٹر سائیکل کا کہیں نشان نہ تھا۔ میں نے چاند کی روشنی میں قریبی کنارے کے فاصلے کا اندازہ لگایا اور دھارے سے بچ نکلنے کے لئے بتدریج اسی طرف بڑھنے لگا۔ کنارہ زیادہ سے زیادہ پچاس گز کے فاصلے پر تھا اور بہاؤ کا زور مجھے تیزی سے لئے جا رہا تھا۔ لیکن جسم پر پورا لباس اور پاؤں میں فل بوٹ ہونے کے باعث تیرنے میں بہت زیادہ طاقت لگانی پڑ رہی تھی اور خوف تھا کہ اگر پندرہ بیس منٹ میں کنارے پر نہ پہنچ سکا تو تھک کر ڈوب جانا یقینی ہے۔ بہرکیف میں ہاتھ پیر چلا رہا تھا اور ہر گزرنے والا لمحہ مجھے قریب سے قریب تر کر رہا تھا۔ جھاڑیاں اور درخت واضح ہوتے جا رہے تھے۔ ایک دو بار پھر سارجنٹ کا نام لے کر پکارا اور اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہ ملا۔ پندرہ بیس منٹ گزر گئے میرے بازو تھک کر شل ہو گئے۔ کنارہ دس بارہ گز رہ گیا تھا اور یہ فاصلہ زیادہ تھا۔ لیکن یہاں دھارے کا زور جو مجھے تیزی سے بہا کر لا رہا تھا' ٹوٹ چکا تھا اور تیرنے میں پہلے سے زیادہ طاقت لگانی پڑ رہی تھی۔ کنارے سے صرف پانچ گز کے فاصلے پر تھک کر ڈوب جانے کا خطرہ قریب ہو گیا۔ آخری پانچ گز مجھے پانچ میل نظر آ رہے تھے۔ بازوؤں نے جواب دے دیا تھا۔ لیکن کنارے کے قرب نے ایک بار پھر ہمت بندھائی اور میں نے ایک لمبا سانس لے کر غوطہ لگایا جو بمشکل آٹھ دس سیکنڈ کا رہا ہو گا۔ سانس ختم ہونے پر اوپر ابھرا تو دو گز کے فاصلے پر ایک درخت کی تین چار جڑیں نظر آئیں جو کنارہ کٹ جانے کی وجہ سے باہر نکل آئی تھیں۔ میں نے آہستہ آہستہ چند اسٹروک لگائے اور ہاتھ بڑھا کر ایک موٹی جڑ کو

پکڑ لیا جسم کو آگے گھسیٹتے ہی دونوں پاؤں زمین پر ٹک گئے۔ میں تھکن سے چور ہو کر لاش بن چکا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے جڑ کا بالائی حصہ تھام کر اس پر سینہ لگا دیا اور گہرے سانس لینے لگا۔ چند منٹ بے حس و حرکت کھڑا رہنے کے بعد جسم میں کچھ توانائی آئی تو جڑ کا سہارا لیتا ہوا اوپر آیا اور آہستہ آہستہ پل کی طرف چلنے لگا۔ میرے گرد و پیش گھنا جنگل تھا۔ سولہویں سترہویں تاریخ کا چاند افق مشرق سے ایک نیزہ بلند ہو چکا تھا اور ہر طرف ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سماں پر کیف تھا۔ لیکن میری اپنی حالت نے کم از کم میرے لئے اس کی تمام دلکشی چھین لی تھی۔ میں پانی میں شرابور تھا۔ جنگل کی سرد ہوا سے تمام جسم کانپ رہا تھا اور جلد از جلد سڑک پر پہنچ جانا چاہتا تھا۔ تاکہ کسی آنے جانے والے ٹرک یا چھکڑے میں لفٹ مل سکے۔ مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں پل کو جانے والی سڑک سے کتنی دور ہوں۔ بس سمٹا سکڑا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد میری ٹانگوں میں طاقت آئی اور تیزی سے چلنے لگا۔ دریا کا کنارہ ہونے کی وجہ سے زمین ہموار تھی۔ لیکن جھاڑیوں اور درختوں کی رکاوٹیں راستے میں حائل ہو رہی تھیں اور ان سے بچ بچ کر چلنا پڑ رہا تھا۔ چند منٹ تیزی سے چلنے کے بعد پل نظر آنے لگا۔ کچھ اور آگے بڑھ کر غور سے دیکھا تو وہ حصہ بھی نظر آنے لگا' جہاں سے جنگلہ ٹوٹا تھا اور میں گاڑی سمیت دریا میں گرا تھا۔ مجھے جھرجھری سی آ گئی۔ آج پھر قدرت نے بال بال بچا لیا تھا اور جس طرح بچایا تھا وہ ایک معجزے سے کم نہ تھا۔ سارجنٹ کی وارننگ کے بعد میں نے سوچنے میں ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ٹرک کی ٹکر کھا کر ٹوٹ پھوٹ کر گرنے کے بجائے صحیح سالم چھلانگ لگا دینے میں کہیں زیادہ بچت تھی۔ لیکن سارجنٹ! میرا وہ محافظ دوست' جس نے بروقت وارننگ دے کر میری زندگی بچائی .... اس وقت .... نہ معلوم زندہ بھی ہے یا نہیں .... یہ خیال آتے ہی میں ایک بار پھر کانپ اٹھا۔ سڑک اب بالکل قریب آ گئی تھی۔ میں نے پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالا اور جھٹک کر کوٹ کی آستین سے پونچھا۔ سڑک آتے ہی ایک بار پھر پل پر نظر ڈالی۔ اب کوئی ٹرک یا اس کا لیمپ سرے پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں پل عبور کر کے آسانی سے چیک پوسٹ پہنچ سکتا تھا' جو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ لیکن اس کا تعلق ولاس پور سے تھا اور ممکن تھا کہ جو کار دفتر کی آڑ میں کھڑی دیکھی گئی تھی۔ اس کا اس حملے سے کوئی گہرا تعلق ہو اور وہ ابھی وہیں موجود ہو .... اور پھر سارجنٹ مائیکل .... وہ یقیناً دریا میں گر گیا۔ اگر کسی طرح بچ گیا ہوتا تو ٹرک والوں کو کبھی زندہ نہ چھوڑتا۔ اس کے پاس گن تھی ...... مائیکل کے متعلق سوچتے سوچتے میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ اس وقت گیارہ بج کر پچاس منٹ ہو چکے تھے۔ سڑک دونوں طرف حد نظر تک خالی پڑی ہوئی تھی۔ میں نے پستول کا میگزین کھول کر چیک کیا۔ ری فل بالکل خشک تھا میگزین میں پانی داخل نہیں ہو سکا تھا۔ مجھے

اطمینان ہو گیا کہ ضرورت پڑنے پر کام دے سکتا ہے۔ میگزین بند کیا اور تیزی سے چیک پوسٹ کی طرف چلنے لگا۔

چیک پوسٹ سے سو گز کا فاصلہ رہا ہو گا کہ میں سڑک سے نیچے اتر گیا اور دائیں جانب کے درختوں کے سائے میں چلتا ہوا دفتر کے عقب میں پہنچ گیا۔ اس وقت یہاں کوئی کار نہ تھی۔ ہرڈل نیچے پڑا ہوا تھا اور نگران غائب تھا۔ میں دبے پاؤں کھڑکی کے قریب پہنچا اور اندر نظر ڈالی۔ تپائی پر ایک ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔ دو آدمی فرش پر چادر اوڑھے سو رہے تھے۔ سڑک کی طرف کھلنے والے دروازے کی کنڈی چڑھی ہوئی تھی۔ دروازے سے ذرا ہٹ کر دیوار میں ٹیلی فون لگا ہوا تھا۔ بظاہر چیک پوسٹ والوں کے اس حملے کی سازش میں ملوث ہونے کے کوئی آثار نہ تھے۔ میں چند منٹ خاموشی سے اندر کا جائزہ لیتا رہا اور جب ان کے بے خبر سونے کا یقین ہو گیا تو دفتر کا چکر کاٹ کر دروازے پر آیا اور کنڈی کھٹکھٹائی۔ اندر سے کسی نے خواب آلودہ آواز میں کہا۔ "کون؟" میں نے جواب دیا۔ "ملٹری" اندر کچھ کھسر پھسر ہوئی اور ایک لمحے بعد دروازہ کھل گیا۔ میں تیزی سے اندر داخل ہوا' دروازہ کھولنے والے نے سہم کر میرے سراپا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "حضور .... سرکار ...... صاحب بہادر ...... آپ۔" میں نے اس کی گھبراہٹ سے اکتا کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں بری طرح بھیگ گیا ہوں۔" اس نے لیمپ کی لو اونچی کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو جگایا .... "نور الدین جلدی سے اٹھ کر انگیٹھی جلاؤ ...... ایک چادر نکالو .... کپتان صاحب ...." اس کا ساتھی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور میری طرف دیکھ کر "ارے ارے ...... یہ کیا ہوا صاحب......" کہتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا تھا۔ میں نے دیکھا دونوں میں سے کوئی بھی مجھے شناخت نہ کر سکا تھا۔ ان کی گھبراہٹ اور سراسیمگی حالات سے بے خبر ہونے کا ثبوت تھی۔ پہلے شخص نے جھک کر بستر سے چادر اٹھائی اور میری طرف دیکھ کر اسے یہ کہنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ اسے اوڑھ کر کپڑے اتار ڈالئے۔ میں نے چادر اس کے ہاتھ سے لے کر بنچ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اسے رہنے دو' برٹش کیمپ کو ٹیلی فون کرو۔" اس نے پھر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے اس کا عندیہ سمجھ کر میجر واٹسن کا نمبر دیا اور وہ آگے بڑھ کر ڈائل کرنے لگا۔" ہیلو سنتے ہی میں نے اس کے ہاتھ سے ریسیور لے کر کان سے لگایا اور میجر کی آواز سنتے ہی کہا۔ "زحمت کی معافی چاہتا ہوں میجر' لیکن ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے جس کے نتیجے میں ...."

میں نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ سنا دیا۔ اس نے مجھے تسلی دی اور ایک گھنٹے میں ضروری سامان لے کر چیک پوسٹ پہنچنے کا وعدہ کیا۔ میں نے ریسیور رکھ دیا۔ پوسٹ کے آدمیوں نے انگیٹھی میرے قریب رکھ دی اور میں کھڑے کھڑے ہاتھ تاپنے لگا۔ نور الدین نے اپنے ساتھی کو دوسرے کمرے میں جا کر چائے تیار کرنے کو کہا اور جھک کر میرے

جوتوں کے تسمے کھولنے لگا۔ میں بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جوتے اور موزے اتار کر انگیٹھی میرے پیروں کے قریب کر دی اور موزے نچوڑ کر سینکنے لگا۔ میں نے کوٹ کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی گڈی نکال کر بنچ پر رکھ دی اور سگریٹ کیس کھول کر دیکھا۔ تمام سگریٹ خراب ہو چکے تھے۔ اس نے سگریٹ کیس اٹھا کر انگیٹھی میں خالی کر دیا اور تکیے کے نیچے سے بیڑیاں نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیں۔ میں نے شکریہ ادا کر کے ایک بیڑی سلگائی اور پینے لگا۔

تھوڑی دیر میں دوسرا آدمی چائے بنا کر لے آیا اور پیالی بنچ پر رکھ دی۔ میں اٹھا کر پینے لگا۔ دو تین چسکیاں لینے کے بعد میں نے جسم میں حرارت محسوس کی۔ نور الدین نے موزے خشک کر کے میرے قریب رکھ دیئے اور نوٹ اٹھا کر سینکنے لگا۔ اس کے ساتھی نے چائے کی پیالی لبریز کر دی۔ میں نے بیڑی سلگا کر کش لیتے ہوئے کہا .... "ہم نے تم لوگوں کو بہت تکلیف دیا۔" نور الدین نے مسکرا کر کہا۔ "صاحب بہادر ...... یہ تو ہمارا فرض ہے .... ہمیں خوشی ہے اللہ نے ہمیں آپ کی خدمت کا موقع دیا۔ آپ ندی میں گر گئے تھے کیا؟" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر کہا۔ "ہاں مسٹر نور ہم اور ہمارا سارجنٹ دونوں گر گئے تھے۔ ہم تیر کے نکل آیا۔ اس کا معلوم نہیں۔" دونوں افسوس کرنے لگے۔ نور الدین نے المناک لہجے میں سوال کیا۔ "یہ کیسے ہوا صاحب بہادر؟" میں اس کو جواب دینے والا تھا کہ سڑک پر کسی گاڑی کے تیزی سے ہرڈل کے قریب پہنچ کر رکنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ہارن سنائی دیا۔ میں پیالی رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نور الدین کے ساتھی نے لپک کر دروازہ کھولا اور ہرڈل کی طرف دوڑا۔ میں نے دروازے سے جھانک کر دیکھا تو وہ ہرڈل اٹھا چکا تھا۔ ملٹری ٹرک تیزی سے دفتر کے سامنے پہنچ کر رکا اور میجر وانسن' ڈریج اور کئی جونیئر افسر اور سپاہی اتر کے میرے پاس پہنچے۔ میجر وانسن نے دونوں ہاتھ میرے شانوں پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن یہ کیسے ہوا؟" میجر ڈریج نے کہا۔ "پہلے انہیں گاڑی میں جا کر خشک کپڑے پہننے دیں میجر!" میں نے ٹرک کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے سر....... مجھ پر ایکسپوژر کا کوئی اثر نہیں۔ پہلے آپ سارجنٹ مائیکل کا پتا لگائیں .... مجھے خوف ہے وہ دریا سے نکل نہیں پایا۔" جونیئر افسروں نے مجھے اٹھا کر ٹرک میں سوار کرا دیا۔ نور الدین نے میرے جوتے' موزے اور نوٹ اٹھا کر ایک آفیسر کو دے دیئے۔ دو سپاہیوں نے میرے کپڑے تبدیل کرائے اور کوٹ پہنایا۔ چند منٹ بعد میں جب کہ برانڈی کا گلاس ہاتھ میں لئے اپنے دوستوں کو ٹرکوں کے حملے کی تفصیلات سنا رہا تھا' ایک لفٹیننٹ کار لے کر پہنچ گیا اور انہوں نے مجھے اس میں منتقل کر کے ولاس پور کی طرف روانہ کر دیا اور ٹرک پل کی طرف چل دیا۔

کیمپ میں کرنل گجندر سنگھ نے اپنے دفتر کے سامنے مجھے ریسیو کیا۔ وہ اس وقت فل

یونیفارم میں تھے۔ بچ جانے کی مبارکباد دے کر چند باتیں دریافت کیں اور اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "لیفن ہاسپٹل لے چلو" گاڑی چلنے لگی۔ "سر میں بالکل ٹھیک ہوں .... آپ کی دعا سے مجھے خراش تک نہیں آئی ہے۔" پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہنے لگے "چیک اپ ضروری ہے کیپٹن ......اور اس طرح تم ایک دو ہفتے آرام بھی کر سکو گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سرہالے کو بلانے کا وعدہ کیجئے ......" بولے "او کے چوبیس گھنٹے نہیں گزرنے پائیں گے وہ یہاں ہو گا......" میں خاموش ہو گیا۔

ہسپتال کے ڈرائیو ان کے اختتام پر دو وارڈ بوائے اسٹریچر لئے ہوئے تیار کھڑے تھے۔ گاڑی رکتے ہی ہم باہر آئے تو ایک وارڈ بوائے نے کرنل کو سلام کر کے کہا۔ "سر پیشنٹ ......" مجھے ہنسی آ گئی۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں پیشنٹ ہوں ...... کیا یہ اسٹریچر مجھے اٹھا کر لے جانا پڑے گا۔" وہ سر جھکا کر پیچھے ہٹ گئے۔ کرنل گجندر سنگھ مسکرا دیئے اور ہم برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہو گئے۔ ڈاکٹر کرنل فیروز شاہ مجھے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ ایگزامن کرتے کرتے چند سوال کئے اور پوری طرح اطمینان کرنے کے بعد ایک مگ کافی پلا کر بستر پر لٹا دیا۔ سارجنٹ مائیکل کے خیال نے مجھے نیند نہ آنے دی۔ پندرہ منٹ بعد ایک نرس آہستگی سے دروازہ کھول کر دیکھنے آئی تو میں تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا میجر واٹسن کے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال رہا تھا۔ نرس نے ایک نظر میری طرف ڈالی اور کچھ کہے بغیر چل دی۔ میں سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا۔ نصف سگریٹ ختم ہوا تھا کہ ڈاکٹر شاہ کمرے میں داخل ہوئے۔ مسکرا کر بولے۔ "تمہیں سو جانا چاہئے تھا کیپٹن ...... خیر بایاں ہاتھ ادھر کرو۔" میں نے بایاں ہاتھ بڑھا دیا۔ نرس سرنج لئے ہوئے اندر داخل ہوئی اور اس نے آستین اوپر سرکا کر انجکشن لگا دیا۔ ڈاکٹر نے میرے ہاتھ سے سگریٹ لے کر نرس کو دے دیا اور سو جانے کی ہدایت دے کر دونوں باہر نکل گئے۔ میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

ایک نرس نے مجھے جھنجھوڑ کر جگایا اور چائے کا مگ ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن پانچ منٹ میں تیار ہو جاؤ۔ ریزیڈنٹ فون پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔ پانی کا گلاس اٹھا کر سلفچی میں دو تین کلیاں کیں۔ منہ پر چھپا کے مارے اور جلدی جلدی چائے پی کر سگریٹ سلگاتا ہوا نرس کے ساتھ آفس میں پہنچا۔ میٹرن نے ریزیڈنٹ کا نمبر ڈائل کیا اور ریسیور میری طرف بڑھا دیا۔ دوسری طرف سے "ہیلو" سنتے ہی میں نے کہا۔ "گڈ مارننگ سر۔" سلام کا جواب دے کر ریزیڈنٹ نے سوال کیا۔ "کیسے ہو کیپٹن؟" میں نے جواب دیا۔ "بالکل ٹھیک ہوں سر' شکریہ ...... سارجنٹ مائیکل ...."

ات کاٹ کر بولے۔ "وہ بھی ایک ڈیول ہے کیپٹن .... تمہاری طرح ....

صبح پانچ بجے پہنچ گیا .... تمہاری یونیفارم لے کر آ رہا ہے۔ فوراً ٹپ ٹاپ ہو کر ہمارے بنگلے پہنچ جاؤ .... گڈ بائی ...." میں نے گڈ بائی کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔ چند منٹ بعد مائیکل میری یونیفارم لے کر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ایک باربر تھا۔ میں دونوں کو ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آیا۔ مائیکل نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔ "سر آپ کو صحیح سلامت دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے خوف تھا' اگر آپ اس کریش میں بچ بھی گئے تو کار میں پھنس کر رہ جائیں گے۔ اگر کسی طرح کار سے بھی نکل گئے تو فل یونیفارم میں تیر کر نکل جانا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ سر آپ بلا کے تیراک ہیں .... سر اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں آپ کے ہاتھ چومنا چاہتا ہوں۔" میں نے اسٹول پر بیٹھتے بیٹھتے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے تھام کر بوسہ دیا۔ باربر نے میری گردن کے گرد سفید تولیہ ڈال کر برش سے صابن لگانا شروع لگا دیا۔ میں نے مائیکل کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے لئے تم سے زیادہ فکر مند تھا .... کیا تم ندی میں گرنے سے بچ گئے تھے؟"

وہ کہنے لگا۔ "سر آپ کو وارننگ دینے کے بعد میں نے سڑک پر پاؤں ٹکا کر موٹر سائیکل گھمائی اور پل کراس کر کے پھر پلٹا تو دونوں ٹرک آگے پیچھے میرے تعاقب میں پل کے سرے پر پہنچ چکے تھے۔ میں پستول نکالنے کے چکر میں گاڑی کا توازن قائم نہ رکھ سکا اور مع گاڑی سڑک سے نیچے جا گرا۔ گھٹنے میں چوٹ آ گئی اور اس سے سنبھلنے اور گاڑی سڑک پر لانے میں کئی منٹ لگ گئے .... اس اثناء میں دونوں ٹرک بیک ہو کر پل کراس کر چکے تھے۔ میں ان کا پیچھا کرنے کے بجائے پل پر کریش کی جگہ رک گیا۔ آپ کا کہیں پتا نہ تھا ...... دیر تک دیکھتا رہا ...... آخر مایوس ہو کر ٹرکوں کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ تیس پینتیس میل کے فاصلے پر ٹیل لیمپ دکھائی دیئے۔ میں نے اسپیڈ بڑھائی اور قریب پہنچ گیا۔ یہ وہی دو ٹرک تھے۔ میں نے گن سنبھال کر انہیں اوور ٹیک کرنا چاہا۔ لیکن میرے رینج میں آنے سے پہلے ٹرک میں سے رائفل فائر ہونے لگے اور میں رفتار کم کر کے ان کی رینج سے باہر رہ کر پیچھا کرتا رہا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد میں کسی شہر میں انہیں گھیرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ ہر شہر کو آؤٹ فلینک کرتے جا رہے تھے۔ ایک پہاڑی کے موڑ پر انہوں نے رک کر گولیاں چلائیں اور دس پندرہ منٹ مجھے فائر کر کے روکے رکھا ...... آخر ٹنڈر بار سے دس گیارہ میل کے فاصلے پر میری گاڑی میں پٹرول ختم ہو گیا ...... اور وہ نکل گئے۔ تین بجے کے قریب میجر ڈریج اور صوبیدار وارث علی خاں مجھے تلاش کرتے ہوئے پہنچے اور ٹرک میں ڈال کر کیمپ چھوڑ گئے .... سر کیا یہ سوچا سمجھا حملہ نہیں تھا۔"

میں نے مسکرا کر اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں بھی اس میں کوئی شک ہے سارجنٹ ..... تم تو بہت کچھ ... یہ چکے ہو۔" باربر نے میرے ... ں میں کنگھا کر کے تولیہ

اٹھایا اور سامان بیگ میں ڈال کر چل دیا۔ میں نے یونیفارم پہنی اور ناشتے سے فارغ ہو کر مائیکل کے ساتھ ریزیڈنٹ کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

ہم کوارٹر کے سامنے سے گزر رہے تھے کہ کرنل گجندر سنگھ بنگلے کی طرف سے آتے ہوئے ملے۔ میں نے سلیوٹ کیا تو مسکرا کر بولے۔ "صاحب تمہارا انتظار کر رہے ہیں کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "میں وہیں جا رہا ہوں سر...... آپ اقبال سنگھ کو ٹیلی گرام دیں ..... ہسپتال کا ریفرینس ضرور دیں ورنہ وہ نہیں آئے گا۔" انہوں نے مسکرا کر سلیوٹ کیا اور کوارٹر گارڈ کی طرف چل دیئے۔ ہم آگے بڑھ گئے۔

گول کمرے میں ریزیڈنٹ' ان کی میم' سادھنا دیوی اور یشودھرا اور مسز واٹسن بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے ریزیڈنٹ کو سلیوٹ کیا۔ لیڈیز کو سر جھکا کر گڈ مارننگ اور آداب عرض کہا۔ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ریزیڈنٹ کی میم نے دونوں ہاتھوں سے میرے گال تھپتھپا کر کہا۔ "ٹائیگر! گاڈ بلیس یو۔" سادھنا نے کہا۔ "زندہ باد نعیم۔" میں نے "تھینک یو میم ...... شکریہ سادھنا دیوی!" کہہ کر یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "نئی زندگی مبارک نعیم۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ کیپٹن۔" میں شکریہ ادا کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ انہوں نے دروازے پر جا کر پردہ سرکاتے ہوئے کہا۔ "سارجنٹ اب کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے۔"

"اب کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں بتاؤ یہ کس طرح ہوا؟" میں نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ بیان کر دیا۔ وہ بولے۔ "تمہارا بچ جانا معجزہ ہے کیپٹن .... افسوس یہ ہے کہ وہ صاف نکل گئے .... کچھ معلوم ہے کون ہو سکتا ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "ہیڈ لیمپس کی تیز روشنی میں کچھ دیکھ نہ سکا سر..... اس وقت دریا میں چھلانگ لگا دینا ہی بہت بڑا کام تھا۔ شکر ہے جنگلہ بہت کم زور تھا۔ ورنہ خیر' سر..... جو کچھ ہو گیا اس سے بہتر کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔" مسز واٹسن نے کہا ..... "ان نیکٹ ..... تمہیں ..... اس حادثے سے بچ جانے پر خیرات کرنی چاہئے کیپٹن ....." میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ پھیکا پڑ چکا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "مسز واٹسن اتنی بڑی بڑی شخصیتوں کی موجودگی میں اپنی چھوٹی سی جیب میں کیا ہاتھ ڈالوں ..... اگر میری گاڑی نکال لی گئی تو ...." ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "خدا بھیگے ہوئے نوٹ قبول نہیں کرتا کیپٹن ....." یشودھرا کے سوا سب ان کے جملے پر ہنس دیئے۔ سادھنا دیوی نے ہنستے ہنستے کہا "میرے پاس کچھ نوٹ ہیں ..... جو خشک بھی ہیں اور حاضر بھی کئے جا سکتے ہیں۔" میں نے کہا۔ "دے ڈالئے دیدی ...... لیکن واپس نہیں ہوں گے۔" مسز واٹسن نے اپنا پرس کھول کر نوٹوں کی گڈی نکالتے ہوئے کہا۔ "ایک ہزار سے کچھ کم تو یہ ہیں جو جان نے

بھجوائے تھے .... تمہیں ان کے سکھانے کی فیس دینی ہو گی کیپٹن۔"

ریزیڈنٹ نے ہاتھ بڑھا کر نوٹ لیتے ہوئے کہا۔ "یہ کیپٹن کا سفر خرچ ہے مسز واٹسن ...... خیرات پرنسس یشودھرا کی ذمہ داری ہے ..... ہم ان کے خاموش رہنے یا شرمانے کا کوئی نوٹس نہیں لیتے۔" یشودھرا ان کی طرف دیکھ کر ہنس دی اور زیر لب بڑبڑائی۔ "ایز یو پلیز" ریزیڈنٹ نے نوٹ میرے ہاتھ میں دے دیئے اور سنجیدہ ہوتے ہوئے بولے۔ "میں نے ہزایکسی لنسی کو اس حادثے کی اطلاع دے دی ہے کیپٹن ...... تم ایک ہفتہ یہاں ٹھہر سکتے ہو ...... اگر کیمپ کی چار دیواری میں رہنا پسند کرو۔" میں نے شکریہ ادا کیا تو کہنے لگے۔ "معلوم ہے انہوں نے کیا کہا کیپٹن؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں سر......" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

یشودھرا نے پرس کھول کر چیک بک نکالی اور سادھنا کی طرف دیکھ کر چیک لکھنا شروع کر دیا۔ سادھنا نے جھک کر کچھ کہا اور اس نے چیک مکمل کر کے ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے رقم پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "سر' یہ تو پورا انکم ٹیکس ہے اگر اجازت ہو تو میں قبول کر لوں۔" یشودھرا نے مسکرا کر کہا۔ "تم دوسرا چیک لے سکتے ہو ...... چاہئے۔" ریزیڈنٹ نے ہنس کر کہا۔ "شیور شیور ...... وہ بھی مجھے دے دو ..... تاکہ جوائنٹ اکاؤنٹ کھلوا دیا جائے ......" یشودھرا نے ہنس کر پرس بند کر دیا۔ میں نے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جوائنٹ اکاؤنٹ کھل چکا ہے سر..... تھینک یو ...." انہوں نے مسکرا کر مبارکباد دی اور ہاتھ بڑھا کر بزر دبایا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ ہیلو کہہ کر سننے لگے ...... میں ان کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھنے لگا۔ چند سیکنڈ ...... آئی سی ...... یس یس اور او کے کرنے کے بعد بولے۔ "گاڑی سے تمام سامان نکلوا کر ٹھیک کراؤ اور گاڑی گیراج میں ...... اچھا پہلے ورکشاپ میں بھیجو۔ پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "کیپٹن تمہارے سوٹ کیس میں نوٹ وغیرہ ہیں؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ماؤتھ پیس میں کہنے لگے۔ "سوٹ کیس میجر واٹسن کی نگرانی میں کھلوا کر کپڑے لانڈری میں بھجوا دو ..... گڈ بائی۔" ریسیور رکھ کر کہنے لگے۔ "تمہاری گاڑی کو کافی نقصان پہنچا ہے کیپٹن ...... بمپر اور مڈگارڈ بری طرح پچک گئے ہیں ...... باڈی صحیح سالم ہے ..... تمہاری طرح ......"

لیڈیز میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا۔ میں اس گاڑی کا شکر گزار ہوں سر' اس نے میری حفاظت کی ہے۔"

اندر کے دروازے سے بیرر ٹرالی لے کر آیا اور میزوں پر چائے کا سامان رکھنے لگا۔ چائے کے دوران میں نے ریزیڈنٹ سے کہا۔ "سر گاڑی مل گئی' آپ کے سارجنٹ اور

کیپٹن بھی بچ گئے۔ اب میں درخواست کروں گا کہ اس معاملے کو ختم کر دیا جائے۔" وہ بولے۔ "تمہارا مطلب ہے مجرموں کو آزاد چھوڑ دیا جائے؟" میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "سر آپ کو معلوم تو ہے ان کا میری طرف بہت کچھ ڈیو ہے ......" کہنے لگے ...... اور ہز ایکسی لنسی دریافت کریں تو ......" میں نے جواب دیا۔ "سر ایکسی ڈنٹ ہی تو تھا ...... آپ انکوائری ختم کر دیں پلیز......" وہ ہنس کر چپ ہو گئے۔ چائے ناشتہ ختم کرنے کے بعد سگریٹ سلگاتے ہوئے بولے۔ "او کے کیپٹن ...... لیکن شرط یہ ہے کہ تم خود بھی کوئی گڑ بڑ نہیں کرو گے ...... راج محل کی طرف رخ بھی نہ کرو گے۔" میں نے کہا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں سر۔" وہ "او کے" کہہ کر لیڈیز کی طرف مخاطب ہو گئے۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ سادھنا نے کہا۔ "کیپٹن شاہد ہز ہائی نس تمہیں بلا کر اس حادثے کے متعلق پوچھیں گے ......" میں نے کہا۔ "ویری میں حاضر ہوں گا ...... ویسے آپ بتا دیں ایک ٹرک کی تیز روشنی کی وجہ سے گاڑی بچانے میں جنگلے سے ٹکرا کر الٹ گئی تھی۔"

وہ مسکرا دیں۔ ریزیڈنٹ نے کہا۔ "بس یہی۔ خیر میجر وائسن ان کے ساتھ جائیں گے وہ ہز ہائی نس کو سمجھا سکتے ہیں ......" سادھنا نے کہا۔ "غنیمت ہے ...... ایکسی ڈنٹ ریاست کے حدود سے باہر ہوا ورنہ اسٹیٹ پولیس بھی تفتیش میں شامل ہوتی اور پھر یقیناً وہ مختلف انداز میں سوچتے۔"

ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "شیور ...... شیور ......" سادھنا نے ان کے لہجے کو نظر انداز کر کے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے ...." یشودھرا نے اٹھتے ہوئے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب اجازت چاہیں گے۔" سب اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو گئے اور وہ میرے سوا سب سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گئی ...... ریزیڈنٹ اور ان کی لیڈی دروازے تک ان کے ساتھ گئے۔ چند منٹ بعد میں نے بھی اجازت طلب کی ریزیڈنٹ نے دروازے سے باہر نکل کر کہا۔ "کیپٹن کیا تمہیں دگمبو پر کوئی شک نہیں؟" میں نے نفی میں سر ہلایا۔ بولے۔ "اس کی وائف پر؟؟" میں نے کہا۔ "نو سر...... میں چاہتا تھا ..... لیکن آپ سے وعدہ کر چکا ہوں اور اب اس کے متعلق سوچنا بھی نہیں چاہتا ......" انہوں نے مسکرا کر ہاتھ بڑھا دیا اور میں مصافحہ کر کے میجر وائسن کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

سہ پہر کو چار بجے کے قریب ریزیڈنٹ کے اردلی نے آ کر پیغام دیا کہ مہاراجہ نے آپ کو بلایا ہے اور صاحب نے حکم دیا ہے کہ فوراً بنگلے پہنچیں۔ میں یونیفارم میں کیونکہ میرے تمام کپڑے کیمپ کی لانڈری میں پڑے ہوئے تھے' اٹھ کر اردلی کے ساتھ چل دیا۔ بنگلے کے سامنے ریزیڈنٹ کی گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور وہیل پر سارجنٹ مائیکل

بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی باہر نکلا اور سیلوٹ کر کے بولا۔ "سر...... میجر واٹسن ...... اندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے آگے بڑھ کر پردہ سرکایا ...... میجر واٹسن ریزیڈنٹ سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے اندر داخل ہو کر سیلوٹ کیا۔ ریزیڈنٹ نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ممکن ہے ہزہائی نس تمہیں کریدنے کی کوشش کریں ...... ایکسی ڈنٹ کے سوا کچھ ثابت نہ ہونے دینا ...... یہ بھی ممکن ہے دگمبر وہاں موجود ہو اور تمہیں مشتعل کرے ......"

میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "سر وہ کیا چیز ہے کہ مجھے اس سے زیادہ بولنے پر مجبور کر سکے۔ جتنا میں کہنا چاہتا ہوں ...... اور ہزہائی نس کے سامنے میرے مشتعل ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں اب بھی ان کا اتنا ہی احترام کرتا ہوں جتنا پہلے کرتا تھا۔" مسکرا کر بولے۔ "ٹھیک ہے ...... ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں واٹسن تمہارے ساتھ نہیں ہوں گے ...... لیکن اس کے علاوہ اگر کوئی اور تمہیں انوائٹ کرے ...... میرا مطلب ہے سادھنا دیوی وغیرہ ...... تو وہاں تم میجر کو ساتھ لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے سر۔" وہ بولے۔ "او کے ...... پسٹل ہے تمہارے پاس۔"

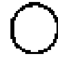
میں نے پتلون کی جیب پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ہے جناب۔" انہوں نے سر ہلاتے ہوئے اردلی سارجنٹ کو آواز دے کر بلایا اور بولے۔ "لپک کر دفتر جاؤ اور کرنل گجندر سنگھ سے کہو اپنا ہولسٹر دے دیں۔" سارجنٹ تیزی سے باہر نکل گیا۔ میجر واٹسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو کیپٹن ہولسٹر چلتے چلتے لے لیں گے۔" میرے اور ریزیڈنٹ کے سگریٹ سلگاتے سلگاتے اردلی سارجنٹ ہولسٹر کو لے کر آ گیا اور میں نے اپنا پستول اس میں رکھ کر کندھے پر ڈال لیا ...... گاڑی چل دی۔

ہم چوتھی منزل پر لفٹ سے باہر نکلے تو کیپٹن دلیش مکھ دربار ہال کے سامنے داہداری میں ٹہل رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی آگے بڑھے۔ میجر واٹسن کو سیلوٹ کر کے ان سے مصافحہ کیا۔ مجھ سے ہاتھ ملایا۔ اوپر سے نیچے تک دیکھ کر صحیح سالم ہونے کی مبارکباد دی اور باتیں کرتے ہوئے ایڈی کانگ چیمبرز میں لائے۔ میں نے مسٹر مہتا سے ان کے باس کے فوت ہو جانے کا افسوس ظاہر کیا۔ انہوں نے کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے مودی صاحب کو رنگ کیا اور چائے بھیجنے کو کہا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے ہمیں سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ "ہزہائی نس دگمبر کمار اور سچترا دیوی کے ساتھ چائے پی رہے ہیں کیپٹن ...... اس لئے دس پندرہ منٹ انتظار کرنا ہو گا۔ میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا اور دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ کیپٹن ...... ہم بھی چائے کا انتظار کر رہے ہیں ...... بائی دی وے سادھنا دیوی بھی اندر ہیں کیا؟ انہوں نے مجھے رنگ کرنے کو کہا تھا۔"

انہوں نے ریسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "دیکھ لیتے ہیں۔" مہتا نے

ریسیور اٹھا کر ان کے ہاتھ میں دے دیا اور نمبر ڈائل کیا۔ کیپٹن نے ایک لمحے بعد "نمستے سادھنا دیوی۔" کہہ کر میری طرف نظر ڈالی اور مزاج پرسی کرتے ہوئے کہا ...... "کیپٹن نعیم آ گئے ہیں ...... جی دیوی ..... چیمبرز میں ہیں .... نہیں انتظار کر رہے ہیں ...... ہزہائی نس' سچترا دیوی' اور دگمبر جی کے ساتھ چائے پی رہے ہیں ...... بہتر ہے جی ...... کہہ دیتا ہوں ..... جے جے ......"

ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "آ رہی ہیں کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "زحمت کے لئے شکریہ۔" میں واقعی اس وقت ان کا شکرگزار تھا۔ اس لئے نہیں کہ انہوں نے ٹیلی فون کرنے کی زحمت کی تھی بلکہ اس لئے کہ بڑی خوبصورتی سے سچترا اور دگمبر کے ڈرائنگ روم میں موجود ہونے کی اطلاع بہم پہنچائی تھی۔ سادھنا دیوی کے ساتھ یشودھرا کا پہنچنا بھی لازمی تھا اس طرح میرے معاونوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ سگریٹ ختم ہونے سے پہلے دو تین بیرر چائے اور پھل' مٹھائی لے کر پہنچ گئے۔



کیپٹن دلیش مکھ مجھے ساتھ لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ اندر ہزہائی نس مہارانی' سادھنا' یشودھرا اور ان کے سامنے سچترا اور دگمبر بیٹھے ہوئے تھے۔ مہرانی کے پہلو میں ساوتری اور پرمیلا کھڑی تھیں۔ میں نے ہزہائی نس کو سلام کیا۔ رجکماریوں کی طرف دیکھ کر سر جھکاتے ہوئے یوراکیسی لینسی' یوراکیسی لینسی کہا۔ مہارانی کے گھٹنے چھوئے۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ٹائیگر ..... ہمیں خوشی ہے بھگوان نے تمہیں اس خطرناک حادثے سے بچا لیا۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کی دعا ہے یورہائی نس۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "شائد تم امر ہو نعیم ..... اچھا بیٹھو .... تم بھی بیٹھو یشونت۔" انہوں نے اپنے دائیں جانب والے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ میرے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ ہزہائی نے یشودھرا کی طرف اور پھر ہزہائی نس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نعیم ہم نے سادھنا کی زبانی اس حادثے کی تفصیلات سنیں ...... کیا واقعی یہ محض ایک حادثہ تھا یا ٹرک والوں نے کسی پلان کے تحت ......"

میں نے کہا۔ "یورہائی نس میرے خیال میں تو یہ ایک حادثہ ہی تھا۔ ٹرک والوں کی اگر کوئی غلطی تھی تو یہ کہ انہوں نے لائٹ ڈم نہیں کی اور میری آنکھیں چندھیا گئیں۔" ہزہائی نس "آئی سی" کہہ کر خاموش ہو گئے۔ دگمبر نے مہاراجہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یوری ہائی نس' شری نعیم بہت اچھے تیراک معلوم ہوتے ہیں۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں تمہارا خیال صحیح ہے ...... کیپٹن دلیش مکھ نے اپنی تمام خوبیاں اس میں منتقل کر دی ہیں

یہ ان کا بہترین شاگرد ہے۔"

کیپٹن نے اٹھ کر کہا۔ "یورہائی نس' آپ میری عزت افزائی فرما رہے ہیں۔" دگمبو تھوڑی دیر پلک جھپکائے بغیر میری طرف دیکھتا رہا۔ پھر یشودھرا کے چہرے پر نظر ڈال کر کہنے لگا۔ "شری نعیم جی ......" ہزہائی نس نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "کیپٹن نعیم کہو۔" دگمبو سر جھکا کر بولا۔ "سوری کیپٹن نعیم آپ سچترا سے مل چکے ہیں۔" میں نے کہا "جی ...... سچترا دیوی نے دو مرتبہ میری عزت افزائی کی ہے۔"

اس نے سچترا کے چہرے پر اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا ..... "انہوں نے تم سے ناراضگی کا اظہار تو نہیں کیا؟" میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا آپ ایک راجکماری سے ایسی توقع کر سکتے ہیں شریمان؟ اور پھر مجھ سے ناراضگی کی کوئی وجہ؟" جھینپ کر کہنے لگا۔ "یہ یشودھرا کی بڑی بہن ہیں اور ......"

میں نے تیزی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے ...... انہوں نے تعارف کراتے وقت ہی مجھے بتا دیا تھا۔" وہ سوچ میں پڑ گیا ..... سادھنا نے اس کو خاموش دیکھ کر مہاراجہ سے مخاطب ہو کر کہا ...... "یورہائی نس میں نعیم کی دعوت کرنا چاہتی ہوں ...... اگر آپ اجازت دیں۔"

انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ریزیڈنٹ صاحب اس کو اجازت دے دیں گے ......؟ تمہیں معلوم تو ہے۔" سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "ان سے میں اجازت لے لوں گی۔"

مہارانی نے کہا ...... "ہمارا نام لینا ......" مہاراجہ نے کہا "آپ بھی چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے ...... پھر ریزیڈنٹ اور ان کے اسٹاف کو انوائٹ کیجئے ..... کب تک ٹھہرو گے نعیم۔"

میں نے کہا ...... "معلوم نہیں یورہائی نس ...... اصولاً تو مجھے اس وقت بمبئی میں ہونا چاہئے تھا۔"

مہارانی نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ ریزیڈنٹ کو ابھی فون پر کہہ دیں کہ کل شام کا کھانا نعیم کے ساتھ یہاں کھائیں۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اتنی جلدی نہ کیجیے۔ پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ریزیڈنٹ کو فرصت بھی ہے یا نہیں ......"

میں سمجھ گیا وہ کسی وجہ سے دعوت دینے کے حق میں نہ تھے اور یہ میری مرضی کے عین مطابق تھا۔ ایڈی کانگ کا واقعہ پرانا نہیں ہوا تھا۔ اس خیال کے ساتھ ہی میری نظر ساوتری کی طرف اٹھ گئی۔ اسی وقت دگمبو نے میری طرف دیکھا۔ میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس میرے لئے یہ بہت بڑی عزت افزائی ہے۔ لیکن کیا

میں سرتاپا آپ کا نہیں ہوں ...... پھر اس زحمت ......"

دگمبر نے بات کاٹتے ہوئے کہا ...... "کیپٹن ہمارے ساتھ اس وقت کی چائے پیجئے ...... اجازت ہے یور ہائی نس؟" مہاراجہ نے کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھا۔ "تم نے یہاں آنے سے پہلے اس کو چائے نہیں پلائی یشونت؟"

کیپٹن دلیش مکھ کے بولنے سے پہلے دگمبر نے کہا ...... "یور ہائی نس مجھے کیپٹن سے چند منٹ دوستانہ باتیں کرنی ہیں' چائے تو محض رسمی سی بات ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "میں اسے آپ کی محبت سمجھتا ہوں دگمبر جی اور شاید ہز ہائی نس بھی اسے ناپسند نہیں فرمائیں گے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ایک سینئر آفیسر میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے تنہائی میں آپ سے ملنے کی اجازت نہ دے گا ......"

ہز ہائی نس نے کہا۔ "میجر واٹسن تو نہیں؟" میں نے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے یور ہائی نس۔" انہوں نے دگمبر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر تم اس کی موجودگی گوارا کر سکتے ہو تو اسموکنگ روم میں لے جا کر ڈرنکس آفر کرو اور بات کر لو ...... یشونت تم بھی ساتھ رہو گے۔" دگمبر نے کہا۔ "بہتر ہے یور ہائی نس۔" مہاراجہ نے کہا۔ "او کے نعیم۔"

میں نے اٹھ کر سلام کیا اور مہارانی کے سامنے سر جھکا کر کیپٹن کے ساتھ چیمبرز کی سمت کھلنے والے دروازے کی طرف چل دیا۔ دگمبر ہمارے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کیپٹن نے باہر نکلتے ہی کہا۔ "یہ محض وقت کے ضیاع کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔" میں نے سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی' دوستی اور دشمنی کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ پیچھے دھکیلنا بداخلاقی اور بزدلی ہے۔ انہوں نے مسکرا کر سگریٹ کھینچ لیا۔ میں نے ان کو لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا اور دگمبر کو باہر نکلتے دیکھ کر کہا۔ "آئیے شریمان۔"

دگمبر نے جس انداز سے میجر واٹسن کو مدعو کیا اس سے میں اس کے گرگ باراں دیدہ ہونے کا معترف ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر خود ہی اپنا تعارف کرایا۔ واٹسن اور مائیکل سے مصافحہ کیا اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "میجر واٹسن! میں ہز ہائی نس کی طرف سے آپ کو ڈرنک آفر کرنا چاہتا ہوں ...... چند منٹ آپ سے اور کیپٹن نعیم سے دوستانہ باتیں بھی رہیں گی۔" واٹسن نے میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "اف یو پلیز میجر ......" میجر واٹسن نے مائیکل کو اشارہ کیا اور دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مہتا سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل آئے۔ دگمبر نے مہتا کو مودی خانے ٹیلی فون کر کے اسکاچ' سوڈا اور کٹلس وغیرہ اسموکنگ روم میں بھیجنے کے لئے کہا۔ وہ میجر واٹسن سے باتیں کرتا ہوا چل رہا تھا۔ کیپٹن میرے ساتھ تھے۔

اسموکنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ساوتری اور پرمیلا سامنے کھڑی ہوئی تھیں۔ کیپٹن دلیش مکھ نے پرمیلا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم کس لئے؟" اس نے میجر اور دگمبر

وغیرہ کو اندر جانے دیا اور پردہ سرکاتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "دادا کو چائے پلانے کے لئے۔" کہنے لگے "بھاگ جا.... دادا وہسکی پیے گا..... اور جب نشے میں آئے گا تو....." وہ ہنس کر خاموش ہو گئے۔ پرمیلا شوخی سے آنکھیں مٹکاتی ہوئی بولی۔ "تو کیا دادا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم کو اٹھا کر میرے اوپر دے مارے گا۔" بولی "ارے ٹائیگر تمہارے اوپر نیچے جگہ کدھر باقی ہے۔ ہم کو دادا سے بات کرنے دو۔" کیپٹن نے ہنس کر پستول نکال لیا اور سیدھا کرتے ہوئے بولے۔ "ڈھش ...... اور پرمیلا کا رام نام ستیہ۔" وہ کھلکھلا کر ہنستی ہوئی بولی۔ "ارے دادا اسی واسطے تم کنوارہ رہ گیا۔ ٹائیگر کو دیکھو تم سے دگنا شراب پیتا ہے اور ..... اور ..... باپ رے ..... تم اتنا بھی گنتی نہیں جانتا دادا ..... چلو ساوتری۔"

کیپٹن دلیش مکھ نے ہنس کر پستول ہولسٹر میں ڈالا اور کہنے لگے۔ "چلو برخوردار اب تو سرٹیفکیٹ بھی مل گیا۔ دگمبر سمجھے گا ہم باہر کھڑے ہوئے سازش کر رہے ہیں۔" میں نے ساوتری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "چلئے ڈیڈی' اب انہیں کون سمجھائے اگر پدر نتو اند پسر تمام کند ...... دونوں میں سے ایک بھی تو فارسی نہیں جانتی۔" دونوں مسکراتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف چل دیں۔ کیپٹن نے پردہ ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ۔"

دگمبر اور میجر واٹسن ایک ہشت پہلو میز پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ کیپٹن نے مجھے واٹسن کے پہلو میں بٹھایا اور میرے سامنے والی کرسی پر مائیکل کے قریب بیٹھ گئے۔ دگمبر نے مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن نعیم میں بہت دنوں سے تمہارے متعلق سن رہا تھا۔ آج خدا نے تم سے ملنے کا موقع دیا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "واٹسن نے موقع دیا---- ورنہ میں آپ کی موجودگی میں ایک مرتبہ پہلے بھی آ چکا ہوں۔"

وہ بولا۔ "ہاں---- مجھے معلوم ہوا آپ میرے بھائی کی تعزیت کے سلسلے میں آئے تھے۔ اس روز مجھے کچھ زیادہ ہوش نہ تھا---- اور----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس کی جوان موت کا دلی افسوس ہوا دگمبر سنگھ جی۔"

دروازے پر آہٹ ہوئی اور میں نے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے با آواز کہا۔ "آجاؤ۔" دو لڑکے ڈرنکس کی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئے اور میز پر رکھ کر پچھلے قدموں واپس ہو گئے۔ دگمبر نے بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلی اور موضوع گفتگو تبدیل ہو گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے میری صحت کا جام پروپوز کیا اور سب پینے لگے۔ دگمبر پوری بوتل ختم ہونے تک باتیں کرتا رہا۔ میرے باڈی گارڈز میں داخل ہونے سے ملٹری میں جانے کے زمانے تک مختلف سوالات کئے۔ میں جواب دیتا رہا لیکن اس نے یشودھرا کا کوئی ذکر نہ کیا نہ سچترا سے میری ملاقات کا---- رسمی باتیں کیں جن سے یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ میرے بیک گراؤنڈ کے متعلق کچھ جانتا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ان میں ایسی بات کون سی تھی جس کے لئے اس نے اتنی زحمت گوارا کی۔ یقیناً

اسے بہت کچھ کہنا تھا۔ جو کیپٹن دلیش مکھ اور انگریز افسروں کی موجودگی میں کہنے کی جرات نہ کر سکا۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ اسے سچترا نے یہ بھی نہ بتایا ہو کہ یہ ہے وہ خطرناک آدمی جس نے کچھ نہ ہوتے ہوئے ہمیں نیچا دکھایا۔ وہسکی ختم ہونے کے قریب تھی۔ پلیٹوں میں برائے نام کچھ رہ گیا تھا۔ دگمبر نے بزر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میجر واٹسن نے مسکرا کر کہا۔ "مسٹر دگمبر اب زحمت نہ کیجئے ---- کافی ہو گئی۔" مسکرا کر بولا۔ "آل رائٹ میجر کافی ہی سہی۔" کیپٹن دلیش مکھ نے کہا۔ "نہیں دگمبر سنگھ جی ---- بہت زیادہ ہو گئی ---- اب اسے مہمیز نہ لگایئے ---- شکریہ۔"

میجر واٹسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت دیجئے۔" سب کے ساتھ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا ---- مصافحے اور گڈبائی کرنے میں مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے چلتے چلتے رک کر کہنے لگا۔ "بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر کیپٹن ---- خصوصاً" اس حادثے سے بچ جانے پر ----" میں "شکریہ" کہنا چاہتا تھا کہ اس نے نیچی آواز میں کہا "لیکن یہ نہ سمجھئے سلسلہ یہیں ختم ہو گیا۔" میں نے چونک کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے باہر سے پردہ سرکا کر کہا۔ "آیئے نا کیپٹن۔" میں نے جواب دیا۔ "حاضر ہوا" پلیز ایک منٹ۔" وہ مسکرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ میں نے دگمبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھا نہیں شریمان۔" تیوری چڑھا کر بولا۔ "اتنے بھولے بھی نہ بنو کیپٹن ---- تم اچھی طرح سمجھ رہے ہو ---- اور نہیں سمجھے تو اب سمجھ جاؤ کہ تم نہیں تمہاری لاش بمبئی جائے گی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "وجہ ---- یشودھرا ---- یا کچھ اور بھی۔"

وہ بولا۔ "بہت کچھ ---- اور بھی ---- یقین کرو مجھے سب معلوم ہے اور ہم پر دھتکار ہے اگر تمہارا حساب بیباق نہ کیا۔"

میں نے اس کے شانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "دگمبر یقین کرو ---- اگر تم میرے متعلق سب کچھ جانتے ہوتے تو مجھے چیلنج کرنے کی جرات کبھی نہ کرتے ---- جاؤ ہزہائی نس سے اپنے خیالات کا اظہار کر کے دیکھو ---- وہ تمہیں بہتر مشورہ دے سکتے ہیں۔"

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں نے چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔" میں ہنس دیا۔ دروازے کا پردہ پھر سرکایا گیا اور کیپٹن دلیش مکھ نے جھانک کر کہا۔ "کمال ہے کیپٹن ہمیں کیوں بور کر رہے ہو؟"

میں نے دگمبر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوکے جنٹل مین ---- میں تمہارا انتظار کروں گا ---- بائی بائی ----" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ دروازے کی طرف نظر ڈالی اور کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں پلٹ کر چل دیا۔

کاریڈور میں آتے ہی واٹسن نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔ "میرا

خیال ہے اصل باتیں اب ہوئی ہیں کیپٹن۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ کیپٹن نے چلتے چلتے رک کر کہا۔ "دوستانہ۔"

میں نے کہا۔ "بڑی حد تک سر۔۔۔۔" وہ پلٹ کر اسموکنگ روم کی طرف چلنے لگے۔ میں نے ان کے شانے کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "زحمت نہ کیجئے ڈیڈی۔۔۔۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔" وہ بادل ناخواستہ ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ میں نے چلتے چلتے سگریٹ سلگایا۔ دربار ہال کے گیٹ پر پہنچ کر وہ پھر رک گئے اور کہنے لگے۔ "بتاؤ گے نہیں کیپٹن۔" میں نے چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ضرور بتاؤں گا۔۔۔۔ لیکن اس کے لئے آپ کو کیمپ آنا پڑے گا۔"

وہ بولے۔ "ضرور آؤنگا۔۔۔۔ صرف اتنا اشارہ کر دو کہ کیا معاملہ ہے؟"

"سیریس ہلکا لفظ ہے ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ "ڈگمبو نے مجھے چیلنج کیا ہے۔۔۔۔ بس اس سے زیادہ نہ پوچھئے اور پلیز ہزہائی نس سے کوئی ذکر نہ کیجئے۔۔۔۔ اس کے لئے ہمیں ریزیڈنٹ سے مشورہ کرنا ہو گا۔۔۔۔" وہ لفٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئے اور سر جھکا کر سوچنے لگے۔ میں نے بٹن پر انگلی رکھ کر دبائی۔

کیپٹن دلیش مکھ ہمیں کار تک پہنچانے آئے۔ مصافحہ کر کے رخصت ہونے لگے تو میں نے ایک بار پھر انہیں مہاراجہ کے سامنے اس ضمن میں کوئی بات نہ کرنے کی درخواست کی اور وہ نو بجے کیمپ آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔

راج محل کے گیٹ سے باہر نکلتے ہی میجر واٹسن نے مجھ سے سب کچھ اگلوا لیا۔ میں نے دیکھا ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ کیمپ پہنچنے تک خاموش رہے۔ گیٹ میں داخل ہوتے ہی مائیکل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "ریزیڈنٹ کے بنگلے سارجنٹ۔" مائیکل نے گاڑی کو بائیں جانب ٹرن دیا اور بنگلے کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ اردلی سارجنٹ ہمیں دیکھتے ہی اندر اطلاع دینے چلا گیا۔ میجر واٹسن نے دروازہ کھول کر اترتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن اب یہ تمہارا ذاتی مسئلہ نہیں رہا۔۔۔۔ اس لئے ریزیڈنٹ کے سامنے فیکٹس بیان کرنے کے سوا کوئی لفظ نہ کہنا۔ تم سمجھ گئے نا میرا مطلب؟" میں نے کہا۔

"سمجھ گیا سر۔۔۔۔ مجھے اب اس کو اس حرکت پر پیٹے بغیر چلے آنے پر سخت افسوس ہے۔" مسکرا کر بولے۔ "نہیں۔۔۔۔ تم نے اچھا کیا۔۔۔۔ قاتل کو چانٹا مار کے نہیں چھوڑا جاتا۔" وہ کچھ اور کہنے جا رہے تھے کہ اردلی سارجنٹ نے دروازے کا پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔ "آ جائیے سر۔" واٹسن نے مجھے اشارہ کیا اور دونوں گول کمرے میں داخل ہوئے۔ ریزیڈنٹ ہونٹوں میں پائپ لگائے سامنے والے صوفے پر بیٹھے تھے۔ سیلوٹ کرتے ہی مسکرا کر بولے۔ "کہو واٹسن۔۔۔۔ خیریت۔"

میجر واٹسن نے میری طرف دیکھا۔ ریزیڈنٹ نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔۔ شاید تم اچھا

اٹھ لے کر نہیں آئے۔" ہم دونوں ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ میجر نے چند جملوں میں ملاقات کا حال بیان کر کے کہا۔ "یہاں تک وہ ہے جو میں نے دیکھا اور سنا لیکن اس کے بعد دگمبو نے نعیم کو روک کر تنہائی میں جو کچھ کہا وہ ناقابل برداشت ہے۔" انہوں نے منہ سے پائپ نکال کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "دگمبو نے اعتراف کیا کہ وہ حملہ اسی نے کرایا تھا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ مجھے ختم نہ کر دیا جائے۔" ریزیڈنٹ نے تیوری چڑھا کر کہا۔ "از اٹ؟" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "سر اس نے قسم کھائی کہ میرے بجائے میری لاش بمبئی پہنچے گی۔"

انہوں نے میجر واٹسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مہاراجہ کے سکریٹری کو رنگ کر کے کہو ہم ہزہائی نس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" واٹسن نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔ ریزیڈنٹ نے پائپ منہ میں لگایا اور صوفے کی پشت گاہ سے کمر لگا کر آنکھیں میچ لیں۔ دو تین منٹ میں ہزہائی نس سے رابطہ قائم ہو گیا اور واٹسن نے "گڈ ایوننگ یور ہائی نس" کہہ کر ریسیور ریزیڈنٹ کے ہاتھ میں دے دیا۔ انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور منہ سے پائپ نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اگر زحمت نہ ہو تو راجکمار دگمبو کو کیپٹن ڈیش کھ یا میجر برنی کے ساتھ ریزیڈنسی بھیج دیں—— نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ چند باتیں کرنا چاہتے ہیں—— جی ہاں دوستانہ باتیں—— انہوں نے بھی تو ہمارے آفیسرز سے دوستانہ انداز میں ہی باتیں کی ہیں—— انہیں انٹرٹین کیا ہے—— اسی سلسلے میں—— میجر واٹسن انہیں انٹرٹین کرنا چاہتے ہیں—— بہتر ہو گا کیپٹن ڈیش کھ ساتھ آئیں—— شکریہ یور ہائی نس۔" ریسیور کریڈل پر رکھ کر ہماری طرف دیکھا۔ "ناؤ آفیسرز—— وہ آ رہا ہے—— ہو سکتا ہے کچھ ٹال مٹول کرے—— لیکن آئے گا ضرور—— ایچ ایچ نے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے—— گو اس اچانک طلبی پر ان کے دل کی رفتار ضرور بڑھ گئی ہو گی۔"

میجر واٹسن نے کہا۔ "سر وہ ایک گھنٹے سے پہلے تو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ کھانا وغیرہ کھائیں۔ میں اس کو ہینڈل کر سکتا ہوں—— وہ اتنی اہم شخصیت نہیں کہ آپ اس کا انتظار کریں۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ٹھیک ہے—— لیکن تم وعدہ کرو کہ ریش نہ ہو گے۔" میجر نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا۔ "سر میں کوشش کروں گا کہ ایسا نہ ہو اور اگر ہونے لگا تو اردلی سارجنٹ کو اشارہ کر کے آپ کو بلالوں گا۔" مسکرا کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "او کے۔" ہم اٹھ کر کھڑے ہوئے گئے اور وہ پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے۔

میں نے سگریٹ کیس نکال کر میجر کی طرف بڑھایا۔ واٹسن نے خشمگیں نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر سگریٹ کھینچ لیا—— میں نے لائٹ دیتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "سر میں بھی پی سکتا ہوں نا۔" پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "نوپ" میں نے

کیس بند کر کے جیب میں سرکا دیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ کش لے کر کہنے لگے۔ "ڈرتے ہو یشودھرا ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"

"مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ظاہر ہے میجر۔" بولے "شٹ اپ---- وہ نہیں نکل سکتی---- بلکہ ہمیں خطرہ ہے تم اس کے ہاتھ سے نکل جاؤ گے۔ نکل گئے ہوتے اگر کرنل ہچکنس نے تمہیں ٹٹ سولجر نہ بنا دیا ہوتا۔ اتنے زبردست فال کے بعد فل یونیفارم میں آدھا گھنٹہ میں بھی نہیں تیر سکتا۔" میں نے کہا۔ "میجر میں اس حادثے سے بچ گیا نا؟ لیکن اس وقت آپ نے سگریٹ پینے کی اجازت نہ دی تو میری زندگی پانچ منٹ میں میرا ساتھ چھوڑ دے گی۔" وہ مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دروازے کی طرف چلتے ہوئے بولے۔ "او کے اجازت ہے۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لے کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہ باہر جا چکے تھے۔ میں ٹانگیں پھیلا کر ایٹ ایز ہو گیا اور سگریٹ پینے لگا۔

دس منٹ گزر گئے۔ میں تنہا بیٹھے بیٹھے بور ہونے لگا سگریٹ ایش ٹرے میں ڈال کر اٹھا اور باہر نکلا۔ میجر واٹسن غائب تھے۔ اردلی سے پوچھا تو اس نے بتایا وہ کوارٹر گارڈ کی طرف گئے ہیں۔ ان کا اس طرح غائب ہو جانا میری سمجھ میں نہ آ سکا۔ تھوڑی دیر انتظار کرتا رہا پھر کوارٹر گارڈ کو ٹیلی فون کرنے کا خیال آیا اور کمرے میں داخل ہوا۔ ابھی میز پر رکھی ہوئی نوٹ بک میں کوارٹر گارڈ کا نمبر دیکھ رہا تھا کہ اردلی نے پردہ ہٹا کر کہا۔ "سر میجر واٹسن آ رہے ہیں۔" میں نوٹ بک رکھ کر دروازے پر آیا اور میجر کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر رک گیا۔ اندر آتے ہی کہنے لگے۔ "کیا اکیلے گھبرا گئے کیپٹن؟" میں نے کہا۔ "دیکھ رہا تھا کہ آپ کہاں چلے گئے۔" کہنے لگے۔ "مجھے یقین نہیں کہ دگمبر یہاں آنے کی جرات کر سکے۔ وہ مہاراجہ کا حکم ملتے ہی فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں ایسا نہیں سمجھتا میجر---- اگر وہ اتنا ڈرپوک ہوتا تو حملے کا اعتراف اور قتل کی دھمکی ہرگز نہیں دے سکتا تھا۔ خیر---- یہ بتائیے---- آپ کہاں گئے تھے؟"

مسکرا کر کہنے لگے۔ "میں نے دو جیپوں میں چار جوان بھیجے ہیں کہ راج محل کے دونوں دروازوں کے قریب کھڑے رہیں اور اس کو ادھر ادھر نہ جانے دیں۔" میں ہنس دیا۔ "یہ غیر ضروری ہے میجر---- اور ضروری ثابت ہوا تو ناکافی ہے کیونکہ راج محل کا ایک دروازہ اور بھی ہے اور اس نے نکلنا چاہا تو ادھر سے نکل جائے گا---- لیکن ایسا ہو گا نہیں۔"

وہ بولے۔ "دیکھتے ہیں۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا اور سگریٹ کیس نکال کر ان کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے مسکرا کر سگریٹ کھینچ لیا اور انہیں لائٹ دے کر اپنا سگریٹ سلگایا

اور دونوں پینے لگے۔

آٹھ بجے کے قریب ایک کار دروازے کے سامنے پہنچ کر رکی اور اردلی سارجنٹ، دگمبو کمار، میجر برنی اور کیپٹن دلیش مکھ کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ہم نے اٹھ کر میجر برنی اور کیپٹن سے مصافحہ کیا۔ واٹسن نے دگمبو سے مصافحہ کئے بغیر اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی جسے وہ بمشکل چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے بیٹھتے ہی واٹسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیسے یاد فرمایا میجر؟" انہوں نے سگریٹ کیس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "بتاتا ہوں، سگریٹ لیجئے۔" تینوں نے سگریٹ کھینچ لئے۔ میجر نے انہیں لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن---- مسٹر دگمبو نے کیپٹن نعیم سے تنہائی میں جس وقت ہم تم کاریڈور میں آ چکے تھے---- چند باتیں کی تھیں---- میں وہی سننا چاہتا ہوں---- لیس مسٹر دگمبر---- فرمایئے۔" دگمبو نے سگریٹ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑتے ہوئے کہا۔ "میجر واٹسن وہ ہمارے اور کیپٹن نعیم کے درمیان ہے اور آپ کو اس میں انٹرفیر نہیں کرنا چاہئے۔"

میجر واٹسن نے کہا۔ "کیپٹن نعیم اس وقت برٹش آرمی میں ہے اور اس کی زندگی پوری برٹش انڈیا آرمی کا ذاتی مسئلہ ہے۔" کیپٹن دلیش مکھ نے کہا۔ "آپ بجا فرما رہے ہیں میجر۔" واٹسن نے دگمبر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سو مسٹر دگمبو آپ ہمیں سادہ الفاظ میں بتائیں کہ کیا آپ نے اعتراف کیا کہ کیپٹن نعیم پر حملہ آپ نے کرایا تھا؟" دگمبو جواب دینے کے بجائے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ میجر برنی نے کہا۔ "میجر واٹسن----" واٹسن نے ہاتھ کے اشارے سے ان کو روکتے ہوئے کہا۔ "میں مسٹر دگمبو کا جواب سننا چاہتا ہوں۔" دگمبر نے ہونٹوں پر زبان پھراتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں نے کہا تھا میجر اور یہ بھی----"

واٹسن نے کہا۔ "یہ کافی ہے مسٹر دگمبو---- آپ نے نعیم کو قتل کرنے کی دھمکی بھی دی ہے---- لیکن وہ ہمارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی---- آپ خود کو اس وقت زیر حراست سمجھیں----" میجر برنی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میجر آپ اس معاملے کو اتنا سنگین نہ بنایئے کہ ہمارے آپ کے درمیان گفت و شنید کے تمام راستے بند ہو جائیں---- کم از کم اتنی لچک ضرور رکھیں کہ ہزہائی نس اور ریزیڈنٹ کے لئے اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کرنے کی گنجائش باقی رہے---- آپ رولنگ فیملی کے ایک نوجوان کی غلط یا صحیح حرکت پر حکومت برطانیہ اور انڈین اسٹیٹس کے دیرینہ تعلقات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔"

"میجر----" واٹسن نے کہا۔ "میں اس کیس کی سماعت نہیں کر رہا۔ یہ ہائی کورٹ کا کام ہے---- اسٹیٹ اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات بھی اپنی جگہ پر برقرار ہیں۔ میں

نے صرف ان الفاظ کی روشنی میں جو مسٹر دگمبو نے آپ کی موجودگی میں کے اپنا وڑدکٹ سنایا ہے---- آپ چاہیں تو ہزہائی نس کو ٹیلی فون کر سکتے ہیں۔"

کیپٹن دیش مکھ نے اٹھ کر ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا اور دس سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں رابطہ قائم ہو گیا۔ شاید وہ ان کی طرف سے ٹیلی فون کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ ہیلو کہتے ہی انہوں نے چند جملوں میں تمام واقعہ بیان کر دیا۔ کچھ دیر سنتے رہے پھر "بہتر ہے یور ہائی نس" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئے۔ سب خاموش تھے۔ میجر واٹسن نے دگمبو کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔ کاش آپ نے قاتلانہ حملے کا ذکر کرنے کے بجائے صرف دھمکی دینے پر ہی اکتفا کیا ہوتا تو شاید ہم اس کا نوٹس بھی نہ لیتے۔" دگمبر نے جواب دینے کے بجائے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ واٹسن نے اپنا سگریٹ کیس ان کے سامنے کر دیا اس نے مسکرا کر واٹسن کی طرف دیکھا اور سگریٹ کھینچ لیا۔ میجر برنی نے اس کو لائٹ دی۔

چند منٹ بعد اندر سے ایک اردلی آیا اور میجر واٹسن کو ایک کاغذ کی چٹ دے کر چلا گیا۔ انہوں نے ایک طرف جا کر اس کو پڑھا اور تہہ کر کے جیب میں رکھ لی۔ کیپٹن دیش مکھ' برنی کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ میجر واٹسن اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور سگریٹ پینے لگے۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار دروازے پر آ کر رکی۔ اردلی سارجنٹ نے پردہ اٹھایا اور سچترا' سادھنا' اور یشودھرا اندر داخل ہوئیں۔ سب اٹھ کر کھڑے ہوئے گئے میجر واٹسن نے انہیں سلام کر کے بیٹھنے کو کہا اور ریسیور اٹھا کر ریزیڈنٹ کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ چند سیکنڈ میں ریزیڈنٹ اور ان کی میم ہیلو ہیلو کرتے ہوئے اندر آ گئے اور تینوں راجکماریوں سے مصافحہ کر کے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ سادھنا دیوی نے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہزہائی نس کو اس واقعے پر بہت افسوس ہے۔ انہوں نے ہمیں آپ سے درخواست کرنے کو کہا ہے کہ ذاتی طور پر مداخلت فرما کر اس معاملے کو آگے بڑھنے سے روک دیں تو بڑی مہربانی ہو گی---- وہ کل خود آپ سے ملاقات کریں گے اور آپ کی مرضی کے مطابق اس کا حل تلاش کریں گے۔" ریزیڈنٹ نے میجر واٹسن کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اٹھ کر قریب آتے ہوئے کہا۔ "سر آپ اور ہزہائی نس بہتر سمجھ سکتے ہیں۔" ریزیڈنٹ نے تھینک یو کہہ کر سادھنا کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے آپ سے یہی امید تھی---- شکریہ----" سچترا نے کہا۔ "میں آپ کی اور میجر واٹسن کی ذاتی طور پر احسان مند ہوں۔" یشودھرا نے مسکرا کر واٹسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میجر واٹسن' میں آپ کا شکریہ اس وقت ادا کروں گی جب آپ کیپٹن نعیم کو کمپرومائز کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

واٹسن نے ہنس کر کہا۔ "یور ایکسی لینسی شاید معاملہ اس کے برعکس ہے۔" یشودھرا منہ پھرا کر ریزیڈنٹ کی میم کی طرف دیکھنے لگی۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "شاید واٹسن یہ

کہنا چاہتا ہے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرے گا اگر آپ نعیم کو کمپرو مائز کرنے پر مجبور کر دیں۔" پھر واٹسن کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "میجر' میرے الفاظ آف دی ریکارڈ رکھنا۔۔۔۔ میں اس جھگڑے کے متعلق کوئی رائے نہیں رکھتی۔" ریزیڈنٹ نے سادھنا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چائے یا کافی یورایکسی لینسی؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "دونوں۔" ریزیڈنٹ نے مسکرا کر بزر دبا دیا۔

کافی کے دوران ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ جن کا اس جھگڑے سے کوئی تعلق نہ تھا اور مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ میں میجر واٹسن کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ بھی میری طرح ان غیر متعلق باتوں سے بور ہو رہے تھے۔ کافی ختم ہونے کے بعد سادھنا دیوی نے ہزہائی نس کی طرف سے ریزیڈنٹ اور ان کے عملے کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا اور اجازت طلب کی۔ سب انہیں دروازے تک رخصت کرنے آئے۔ میں نے آگے بڑھ کر یشودھرا کی کار کا دروازہ کھول کر اس کو اور سادھنا کو سوار کرایا۔ یشودھرا نے وہیل سنبھالتے ہوئے کہا۔ "نعیم میں تمہیں کس وقت فون کروں۔" میں نے اس کو بتایا ابھی مجھے اکاموڈیشن نہیں مل سکی' کمرہ مل جانے پر میں خود فون کروں گا۔ اس نے مجھ سے لنچ پر آنے کا وعدہ لیا اور روانہ ہو گئی۔۔۔۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد واٹسن نے ریزیڈنٹ سے اجازت طلب کی اور میں ان کو ساتھ لے کر اسٹیشن کے ریفرشمنٹ روم میں کھانا کھانے چل دیا۔

کھانے کے دوران ایک پیگ پیتے ہی میجر واٹسن نے پھر دگمبر کے کیس کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کل لنچ کے بعد تم دونوں کے شیک ہینڈ پر معاملہ ختم ہو جائے گا۔" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "ظاہر ہے میجر۔۔۔۔ ہماری اصطلاح میں اسے ٹائیں ٹائیں فش کہتے ہیں۔۔۔۔ اور میں اس کا قائل نہیں ہوں۔" مسکرا کر بولے۔ "میں بھی اسے پسند نہیں کرتا۔۔۔۔ لیکن کیا کر سکتے ہیں۔۔۔۔ صرف یہی کہ۔۔۔۔ نہیں ریزیڈنٹ کے حکم کے خلاف نہیں جا سکتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ نے بات بدل دی میجر۔۔۔۔ خیر یہ فطری ہے لیکن میں دگمبر سے مصافحہ نہیں کروں گا۔۔۔۔ جب تک کہ وہ ایک بار میرے ساتھ مقابلہ نہ کرے۔"

میجر نے قہقہہ لگایا۔ میں نے بوتل اٹھا کر ان کے اور اپنے گلاس میں انڈیلی وہ گلاس ٹکراتے ہوئے بولے۔ "مائی ڈیئر ڈوئل کا زمانہ تین سو سال پہلے ختم ہو چکا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یورپ میں۔۔۔۔ لیکن انڈیا یورپ سے پانچ سو سال پیچھے ہے اس لئے یہاں دو سو سال بعد ختم ہو گا۔۔۔۔ اور اگر یہ منطق غلط سمجھی گئی تو مجھے راج محل کا تیسرا راستہ ہی نہیں چوتھا' پانچواں اور چھٹا راستہ بھی معلوم ہے۔۔۔۔ بے اصول دشمن کے لئے میں کسی اصول کی پابندی ضروری نہیں سمجھتا۔ کل دگمبر سے میری صلح کرانے والی صرف دو

طاقتیں ہیں---- ایک موت---- اور دوسری تم جانتے ہو۔"

میجر نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں۔" میں نے اس کا گلاس تین چوتھائی بھر دیا۔ رات کے گیارہ بجے تک جام چلتے رہے اور جب واٹسن نے کلب کے اپارٹمنٹ میں پہنچا کر شب بخیر کہا تو میں دروازہ بند کر کے بمشکل بستر تک پہنچ سکا۔ یشودھرا کو فون کرنا تو درکنار مجھے اپنا ہوش نہ تھا۔ مسہری پر لیٹتے ہی نیند نے آ دبوچا۔

صبح آٹھ بجے جب کہ میں چائے پی رہا تھا۔ میجر واٹسن کا اردلی میرا سوٹ کیس لے کر آ گیا۔ میرے تمام کپڑے لانڈری سے دھل کر آ گئے تھے۔ تھوڑی دیر میں میجر واٹسن بھی بریف کیس لئے ہوئے پہنچ گئے اور تمام نوٹ نکال کر دیتے ہوئے مسکرا کر بولے۔ "یہ مسز واٹسن نے استری سے سکھائے ہیں کیپٹن۔" میں گڈیوں کی ترتیب اور صفائی دیکھ کر مسز واٹسن کی نفاست پسندی پر حیران تھا۔ تمام نوٹ برانڈ نیو معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "واقعی اس محنت پر دس فیصد کمیشن کچھ نہیں ہے---- اگر مسز واٹسن قبول فرمائیں۔"

واٹسن نے قہقہہ لگایا۔ "وہ کہہ رہی تھیں کہ کمیشن ڈیو رہا اور تم سے نہیں راجکماری یشودھرا سے لیا جائے گا---- اوکے، گنو اور سوٹ کیس میں رکھ دو۔" میں نے نوٹ اٹھا کر سوٹ کیس میں رکھ دیئے۔ دونوں چائے پینے لگے۔

دس بجے کے قریب ریزیڈنٹ نے مجھے ٹیلی فون کیا اور فوراً یونیفارم پہن کر بنگلے پہنچنے کا حکم دیا۔ میں پندرہ بیس منٹ میں تیار ہو کر پہنچا تو میجر واٹسن، ڈریج، کرنل سوڈھی، کیپٹن ہاورڈ اور دو لیفٹننٹ گول کمرے میں کھڑے ہوئے ریزیڈنٹ کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے سیلوٹ کیا اور میجر واٹسن کے قریب کھڑا ہو گیا۔ کرنل گجندر سنگھ کو دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ مجھے حیرت تھی ریزیڈنٹ نے انہیں کیوں مدعو کر لیا۔ جب کہ میں انہیں سب کچھ بتا چکا تھا---- وہ اس وقت سینئر موسٹ آفیسر تھے۔ میں ان سے اس سلسلے میں کوئی سوال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے خود ہی مسکرا کر کہا۔ "کیپٹن یہ تمہارے اعزاز میں ہی دعوت دی گئی ہے کیا؟" میں نے کہا۔ "معلوم نہیں سر، کس کے اعزاز میں ہے۔ اتنا جانتا ہوں پانچوں گھی میں ہیں۔" وہ ہنس دیئے۔ "ڈریج بھی مسکرا دیا۔ انگریز افسروں میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ وہ نہ مرغن غذائیں کھاتے ہیں نہ پانچوں انگلیاں استعمال کرتے ہیں کہ اس محاورے سے محظوظ ہوتے۔ کرنل نے کہا۔ "شاید یہ تمہارے حادثے سے بچ جانے کی خوشی میں ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ ممکن ہے سر کل ہزہائی نس کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ ممکن ہے انہوں نے ریزیڈنٹ صاحب کو دعوت نامہ بھیجا ہو----"

وہ سر ہلا کر رہ گئے۔ ان کی باتوں سے پتا چلتا تھا کہ وہ رات کے معاملے سے واقف

نہیں ہیں---- میں نے ان کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "سر آپ نے اقبال سنگھ کو ٹیلی گرام تو کر دیا ہو گا؟"

وہ بولے۔ "کیا ہے کیپٹن---- کوئی جواب نہیں آیا---- اس سے معلوم ہوتا ہے---- شاید آج شام تک خود پہنچ جائے۔" ریزیڈنٹ کو کمرے میں آتے دیکھ کر سب نے سلام کیا۔ انہوں نے مسکرا کر سب پر ایک نظر ڈالی اور کرنل سے مخاطب ہو کر بولے۔ "کرنل ہم ہزہائی نس سے ملنے جا رہے ہیں۔ چار بجے کے بعد آئیں گے۔ اگر ہزایکسی لنسی کا کوئی پیغام آئے تو فوراً" میسنجر کے ساتھ بھجوا دینا۔ کرنل نے اٹینشن ہو کر کہا۔ "بہت اچھا جناب۔" ریزیڈنٹ نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "کم آن آفیسرز۔" سب ان کے پیچھے پیچھے ڈرائنگ روم سے نکلے اور کاروں میں سوار ہونے لگے۔ کرنل سوڈھی نے ریزیڈنٹ کو رخصتی سلام کیا اور دفتر کی طرف چل دیئے۔

میرا خیال تھا راج محل پہنچنے کے بعد اتنا وقت ضرور ملے گا کہ کیپٹن دلیش مکھ کے بنگلے جا کر ان سے بات کر سکوں لیکن ایسا نہ ہوا۔ جس وقت ہم اندر پہنچے وہ نئے ایڈی کانگ اور چند درباری حکام کے ساتھ استقبال کے لئے پورٹیکو میں موجود تھے۔ سلامی اور مصافحے معانقے میں انہیں بمشکل اتنی فرصت ملی کہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے اور پھر دوسروں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دربار ہال کے دروازے پر ہزہائی نس' مہارانی اور چند راجکماروں اور راجکماریوں نے استقبال کیا۔ جن میں سچترا' دگمبر' یشودھرا' سادھنا وغیرہ بھی شامل تھیں آج دربار ہال آراستہ کیا گیا تھا۔ پورے ہال میں سرخ قالین اور صوفے بچھے ہوئے تھے۔ دروازے پر سارجنٹ میجر آئزیک اور بنارس خاں فل یونیفارم میں موجود تھے---- وہی یونیفارم جس کے صرف شولڈرز ہی اس وقت آنے والے تمام برٹش آرمی آفیسرز کی یونیفارم کی مجموعی قیمت کے مساوی تھے۔ میں نے دروازے سے گزرتے گزرتے مسکرا کر دونوں پر نظر ڈالی اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ نشستوں پر جگہ لیتے ہی طرح طرح کے مشروبات میزوں پر آگئے اور ہزہائی نس اور ریزیڈنٹ کے درمیان رسمی باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نصف گھنٹے کے قریب جنگی اور سیاسی حالات پر ریزیڈنٹ سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا "میرے خیال میں اب ہمیں کیپٹن نعیم اور دگمبر کمار کے تنازعے کا تصفیہ کرا دینا چاہیے۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ہاں یہ تعطل ختم ہو جائے تو بہتر ہے۔" مہاراجہ نے کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم کانفرنس روم جا رہے ہیں---- یشونت' تم میجر واٹسن' دگمبر کمار وغیرہ کو ساتھ لے کر دس منٹ میں اس طرف سے پہنچ جاؤ۔" انہوں نے کاریڈور کی طرف اشارہ کیا۔ کیپٹن دلیش مکھ نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ہائی نس۔" مہاراجہ ریزیڈنٹ کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیئے۔ ان کے پیچھے تینوں راجکماریاں بھی چل دیں۔ کیپٹن دلیش

مکھ بیٹھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کیپٹن میرا خیال تھا تم میجر واٹسن کے ساتھ وقت سے پہلے میرے پاس آؤ گے۔" میجر واٹسن نے مسکرا کر کہا۔ "ابھی ہمیں کیپٹن کی زندگی عزیز ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "سر یہ بھی مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں---- لیکن جب موت آئے گی تو کسی کی محبت کی بنا پر مجھے ایک دن کی بھی ایکس ٹینشن دینا گوارا نہ کرے گی۔" میجر نے ہنس کر کہا۔ "یہ باتیں چرچ میں زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہیں---- اور ہم سب بد قسمتی سے فوجی ہیں۔ اس لئے یہ زید فروشی---- سچ کہنا تمہیں اپنا آوٹ آف ٹیون ہونا محسوس نہیں ہو رہا۔" میجر ڈریج نے کہا۔ "واقعی کیپٹن آج تم بہت بے سرے بول رہے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "حسن سماعت ہے میجر آپ کا۔" کیپٹن دلیش مکھ نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آیئے آفیسرز' پھر کانفرس روم میں چل کر سماعت ہی ہو جائے۔" سب اٹھ کر کاریڈور کی طرف چل دیئے۔

کانفرس روم کے دروازے پر اے ڈی سی نے ہمیں ریسیو کیا۔ ہزہائی نس اور ریزیڈنٹ ایک گول میز کے گرد بیٹھے ہوئے کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی خاموش ہو گئے اور بیٹھنے کا اشارہ کر کے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ میجر واٹسن نے مجھے ریزیڈنٹ کے سامنے بٹھایا اور خود ہزہائی نس کے سامنے جگہ لی۔ ہمارے پہلو والی دو کرسیوں پر کیپٹن دلیش مکھ اور دگمبر بیٹھ گئے---- اے ڈی سی نے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ ریزیڈنٹ نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔ "میجر واٹسن اور کیپٹن نعیم ہزہائی نس نے مسٹر دگمبر کا بیان سن لیا۔ انہیں اس پر سخت افسوس ہے---- اب ہزہائی نس کی خواہش ہے کہ ان دونوں کی صلح کرادی جائے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں---- بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟" میجر نے سر جھکا کر کہا۔ "سر آپ چاہتے ہیں تو کیپٹن نعیم آپ دونوں کے حکم سے سرتابی کی جرات تو نہیں کر سکتے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اقدام قتل کمپرومائزیبل بھی ہے؟" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں میجر---- لیکن ہم چاہتے ہیں ان تمام قانونی پہلوؤں پر غور کرنے کی نوبت آنے سے پہلے اس کیس کو ختم کر دیا جائے۔ ملک کے سیاسی حالات بہت مخدوش ہیں۔ جنگ نے صورتحال مزید خراب کر دی ہے کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم آپس کے جھگڑوں میں اپنی انرجی ضائع کرنے کے بجائے اس انرجی کو بیرونی دشمنوں کے خلاف استعمال کریں؟ بہر حال ہم نے ان پہلوؤں کو جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے قطعی نظر انداز نہیں کر دیا ہے بلکہ----" انہوں نے رک کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھا۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ہزہائی نس نے مسٹر دگمبر کو حکم دیا ہے کہ وہ پچپن ہزار روپے تاوان ادا کریں---- اور----" میں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ وہ بولتے بولتے رک کر ہزہائی کی طرف دیکھنے لگے۔ میجر واٹسن ان دونوں کو بار بار ایک دوسرے کا سہارا لیتے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ میں نے ریزیڈنٹ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "

سر میں اپنا خون اتنا ارزاں نہیں سمجھتا کہ پچاس ہزار روپے لے کر قاتل کو معاف کر دوں---- لیکن اگر ہزہائی نس کا یہی حکم ہے تو میں روپے کو درمیان میں لائے بغیر قاتلانہ حملے کے دعوے سے دستبردار ہوتا ہوں کیونکہ ابھی تک میں ان کی ملازمت سے مستعفی نہیں ہوا ہوں اور آپ کے حکم کے ساتھ ساتھ ہزہائی نس کے حکم کی تعمیل بھی مجھ پر فرض ہے۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "شکریہ کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "تھینک یو کیپٹن۔" میں نے سر جھکا دیا۔ ہزہائی نس نے دیوار میں لگا ہوا بزر دبایا اور اے ڈی سی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کیپٹن نعیم کی تاریخ روانگی سے آج تک کی تنخواہ کی پے سلپ تیار کرا کے پیش کرو۔" اے ڈی سی "جو حکم" کہہ کر چلنے لگا اور کچھ سوچ کر رک گیا۔ کچھ ہچکچاتا ہوا بولا۔ "کس رینک سے یورہائی نس؟" کہنے لگے۔ "کیپٹن کے رینک سے بھئی----" "ہاں تمہیں ان کے پرموشن آرڈرز بھی جاری کرنا ہوں گے۔" میں نے اٹھ کر کہا۔ "یورہائی نس میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں---- لیکن یہ سب ضروری نہیں ہے۔" تیوری چڑھا کر بولے۔ "کیوں؟" اے ڈی سی پھر چلتے چلتے رک گیا۔ میں نے کہا۔ "یورہائی نس، اگر آپ مجھے کیپٹن پروموٹ کرنا چاہتے ہیں تو کیپٹن دلیش مکھ کو میجر پروموٹ کر کے پوسٹ خالی کرانی پڑے گی---- اسی تاریخ سے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مہنگا پڑا----" ریزیڈنٹ نے کہا "لیکن یہ ضروری ہے۔" انہوں نے اے ڈی سی کی طرف دیکھ کر کہا۔ دونوں کو پرموٹ کرو---- دونوں کی ایک تاریخ سے تنخواہ اور اضافے کی سلپ تیار کراؤ۔ اے ڈی سی سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ کیپٹن دلیش مکھ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیے۔ ہزہائی نس نے سگریٹ اٹھا کر سلگایا اور کش لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہمارے کہنے سے دگمبر کی پیدا کی ہوئی مشکلات حل کر دیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہ میرا فرض تھا یورہائی نس---- اس لئے کہ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ آپ اسے اپنی الجھن سمجھ رہے ہیں۔ رہا میرا اور دگمبر جی کا معاملہ تو وہ اپنی جگہ برقرار ہے۔ اور اس چیلنج سے نہ میں گریز اختیار کر سکتا ہوں نہ یہ پسپا ہو سکتے ہیں۔" ہزہائی نس نے چونک کر ریزیڈنٹ کی طرف دیکھا اور پھر کیپٹن دلیش مکھ کی طرف دیکھا۔ کیپٹن نے کہا---- "یورہائی نس ٹھیک ہے اس مسئلے پر پھر کسی وقت بات کریں گے۔ اصل بات ختم ہو گئی---- اور ہمیں ریزیڈنٹ صاحب میجر واٹسن اور کیپٹن نعیم کی زحمت اور تعاون کا شکریہ ادا کرنا چاہئے----" ہزہائی نس کیپٹن دلیش مکھ کا اشارہ سمجھ گئے اور "اوکے لیفٹننٹ---- اب یہ تمہارا پرابلم ہے۔" کہہ کر انہوں نے رسٹ واچ پر نظر

ڈالی اور تھینک یو جنٹلمین کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب ان کے ساتھ اٹھ گئے اور وہ ریزیڈنٹ اور دگمبر کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ ان کے پیٹھ پھرتے ہی کیپٹن ڈیش کھہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ "تھینک یو کڈ۔"

میجر واٹسن نے ان سے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "کانگریچولیشنز میجر۔" میں نے بھی انہیں پروموشن کی مبارکباد دی اور وہ ہمیں ساتھ لے کر چلنے لگے۔ کاریڈور میں آتے ہی میں نے واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سر آپ دونوں صاحبان دربار ہال میں تشریف لے جایئے۔۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں حاضر ہوتا ہوں۔" انہوں نے میجر واٹسن کی طرف دیکھا وہ مسکرائے اور "ڈیٹس آل رائٹ" کہہ کر انہیں ساتھ لے کر چل دیئے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کاریڈور عبور کر کے ٹہلتا ٹہلتا ہزہائی نس کے سٹنگ روم کے سامنے پہنچ گیا۔ میری توقع کے مطابق یہاں واسیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا۔ میں نے ایک لڑکی کو تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف جاتے دیکھ کر کہا۔ "سنو!" وہ میری آواز سن کر پلٹی اور مسکرا کر بولی۔ "آؤ ٹائیگر تم؟" یہ نرملا تھی۔ میں اس کو دیکھ کر سکتے میں آگیا۔ یہ آج بھی اتنی ہی ہنگامہ خیز تھی جتنی چند سال پہلے جب ہم مدھو سودن راج محل کے اسموکنگ روم میں ملے۔ مجھے خاموش دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اتنی قریب آگئی کہ میں نے بے اختیار ہو کر اس کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ وہ مسکرا کر رک گئی اور سنبھلتی ہوئی بولی۔ "نعیم۔۔۔۔ میری جان۔۔۔۔ تم اب اتنے اونچے پہنچ گئے کہ پریتم کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔" میں نے سنبھل کر سگریٹ پھینکتے ہوئے کہا۔ "پریتما اونچا نہیں ہوا ہوں۔۔۔۔ اس جگہ سے دور ہو گیا۔" کہنے لگی "خیر پریتم خوش رہو کبھی کبھی اب بھی یاد آجاتے ہو۔۔۔۔ میری شادی ہو گئی۔۔۔۔ تم کب شادی۔۔۔۔"

میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مبارک ہو نرملا ڈیر۔" وہ مسکرا دی۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر گرنیز نکالا اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "میری طرف سے شادی کا تحفہ خرید لینا۔۔۔۔ اور دیر تک سہاگن رہنا۔"

وہ بے ساختہ ہنس دی۔۔۔۔ "تمہیں تو آشیرواد دینا بھی نہیں آتا۔۔۔۔ اچھا کہاں جا رہے تھے۔۔۔۔ یشودھرا دیوی کی تلاش میں نا؟"

میں نے کہا۔ "ہاں وہ مل گئیں۔۔۔۔ سادھنا دیوی ڈرائنگ روم میں ہوں۔تو انہیں بھیج دینا۔" بولی۔ "آؤ۔۔۔۔ وہ سب سٹنگ روم میں ہیں۔" میں اس کے ساتھ واپس ہوا اور دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ وہ اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد لوٹی تو سادھنا اور یشودھرا اس کے ساتھ تھیں۔ میں نے سادھنا کو سلام کیا۔ مسکرا کر بولیں۔ "نعیم مجھے خوشی ہے تم نے دگمبر سے صلح نہیں کی۔" میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا دی اور باہر نکلتی ہوئی بولی۔ "آؤ سادھنا دیدی کے ڈرائنگ روم میں باتیں کریں گے۔" سادھنا

مسکرا کر آگے ہو گئیں اور تیزی سے چلنے لگیں۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد بولیں۔ "یشو ہرہائی نس کا سٹنگ روم ہی ٹھیک رہے گا۔ یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ میرے کمرے میں سچترا اور دگمبر کسی وقت بھی دندناتے ہوئے آسکتے ہیں۔" یشودھرا نے کہا۔ "ٹھیک تو ہے دیدی۔" آگے بڑھ کر سٹنگ روم کا دروازہ کھولا اور ہم اندر داخل ہوئے سادھنا نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے اس وارڈ روب پر نظر ڈالی جس میں چند سال پہلے مہارانی کے اچانک پہنچ جانے پر ایک گھنٹہ بند رہ چکا تھا۔ اس خیال کے ساتھ اور بہت سی یادیں تازہ ہو گئیں۔ یشودھرا نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بٹھا دیا اور مسکرا کر بولی۔ "اب ایسا نہ ہو گا نعیم، اگر وہ آئیں بھی تو تمہیں چوہے دان میں۔۔۔۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو تم سمجھ گئیں میں کیا سوچ رہا ہوں۔" سادھنا نے کہا۔ "یہاں سے نکلنے کے متعلق بھی ہمیں معلوم ہے۔۔۔۔ لیکن خیر۔۔۔۔ اس وقت کے واقعات سناؤ۔"

میں نے کہا۔ "کوئی خاص بات نہیں سادھنا بہن۔۔۔۔ سوائے اس کے کہ ہزہائی نس کی طرف سے چیک مل رہا ہے ایک مجھے اور ایک کیپٹن دلیش مکھ کو اور اب وہ میجر دلیش مکھ ہیں۔ میں نے حملے کو معاف کر دیا لیکن مصافحہ نہیں کیا اس لئے کہ چیلنج کا جواب دینا چاہتا ہوں۔" وہ یشودھرا کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "نعیم ہمیں خطرہ تھا کہ تم ہزہائی نس کے احترام میں دگمبر سے صلح کر بیٹھو گے۔"

میں نے کہا۔ "میں نے انہیں اس طرح چکر میں ڈالا کہ وہ تصفیہ کرانے میں کامیاب نہ ہونے کے باوجود خود کو کامیاب محسوس کریں۔ وہ مجھے ڈیمیجز دلانا چاہتے تھے۔ میں نے منظور نہ کیا تو انہوں نے میری سابقہ تنخواہ کی آڑ میں فائدہ پہنچانا چاہا۔۔۔۔ یہاں مجھے ایک سکسر لگانے کا موقع مل گیا اور میں نے کیپٹن دلیش مکھ کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیا۔۔۔۔ کیسی رہی؟"

"خاصی اچھی رہی۔" سادھنا نے کہا۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ اسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ سادھنا نے یشودھرا کو اشارہ کیا اور اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا سچترا نے اندر جھانک کر دیکھا اور بولی۔ "کیپٹن میں اندر آسکتی ہوں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آ جائیے دیدی۔۔۔۔ اگر اکیلی ہیں آپ۔" اس نے پیچھے کی طرف دیکھا۔ میں سمجھ گیا دگمبر ساتھ ہے۔ سادھنا نے تیزی سے دروازے پر جا کر کہا۔

"سچترا۔۔۔۔ ہم اسی مسئلے پر بات کر رہے ہیں۔۔۔۔ تم دگمبر کو لے کر چلی جاؤ پلیز۔۔۔۔ ضرورت ہوئی تو ہم خود تمہیں بلا لیں گے۔"

سچترا نے پیچھے کی طرف گھوم کر کچھ کہا اور اندر آ گئی۔۔۔۔ سادھنا نے منہ بنا کر دروازہ بند کر دیا۔ سچترا نے آگے بڑھ کر سادھنا کی جگہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ

دیتے ہوئے کہا۔ "یہ
کیپٹن۔" میں نے سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ "میں ٹھیک ہوں! مطلب یہ تو نہیں زحمت فرمائی۔" مسکرا کر یشودھرا کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "کیوں نعیم کیا، کیا بھلا؟" میں کے نہیں مل سکتی؟"

"شاید۔" میں نے کہا۔ "پھر بھی آپ---- فرمایئے---- اگر کوئی خدمت ہو۔"

"میں تمہاری شکر گزار ہوں نعیم---- اور یقیناً شکوہ یہی کہنے آئی تھی کہ تم نے دگمبر سے صلح کر کے مجھ پر احسان کیا ہے۔"

"آپ سے کسی نے غلط کہا---- صلح کیا ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا----" میں نے یشودھرا اور سادھنا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "سادھنا دیدی جانتی ہیں---- مجھے حملہ کرنے اور دھمکی دینے والوں کو معافی دینا یا معافی طلب کرنا نہیں آتا۔" سادھنا نے کہا۔

"یہ صحیح ہے سچترا---- تمہیں یہ ذکر نہیں چھیڑنا تھا۔" وہ بولی۔ "یہ غلط ہے---- نعیم نے مجھے دو مرتبہ معافی دی۔" میں ہنس دیا۔ "دیدی آپ یشودھرا کی بہن ہیں اگر بھائی ہوتیں تو آپ سے مختلف انداز میں بات کی جاتی---- امید ہے آپ سمجھ گئی ہوں گی۔"

سادھنا نے کہا۔ "تم جاؤ سچترا، نعیم آج شام تک یہ یہیں ہے۔ ہم کسی نہ کسی طرح اس کو سمجھالیں گے اور اگر نہ سمجھا سکے تو ہز ہائی نس اس کو----" اس نے بات کاٹ کر کہا۔ "ہز ہائی نس نے انکار کر دیا ہے۔" میں نے کہا۔ "وہ کبھی کسی پر ناجائز دباؤ ڈالنا پسند نہیں فرماتیں۔"

اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اچھا سادھنا دیدی، میں چلتی ہوں---- اگر آپ نعیم کو سمجھا سکیں تو اچھا ہے۔" وہ اٹھ کر چل دی۔ ہم تھوڑی دیر بعد تک باتیں کرتے رہے اس کے بعد میں نے بھی اجازت چاہی اور دربار ہال کی طرف چل دیا---- یشودھرا دروازے تک ساتھ آئی اور شام کو آٹھ بجے کیمپ پہنچنے کو کہہ کر سادھنا کے پاس واپس چلی گئی۔

ایک بجے ڈائننگ ہال میں کھانے پر دگمبر پھر ہز ہائی نس کے ساتھ موجود تھا۔ اس کا چہرہ پژمردہ تھا۔ ایسا معلوم تھا جیسے کانفرنس روم سے نکلنے کے بعد مہاراجا نے بری طرح لتاڑا ہو، اس نے میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور گردن جھکا لی۔ کھانے کے دوران ہز ہائی نس نے ریذیڈنٹ سے باتیں کرتے کرتے میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "نعیم کرنل ارجن سنگھ سے خط و کتابت جاری ہے نا؟"

میں نے کہا۔ "یور ہائی نس---- مہینے میں ایک دو خط ضرور تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔" مسکرا کر ریذیڈنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "انہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہے۔" ریذیڈنٹ نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے یور ہائی نس---- اور مجھے کوئی تعجب نہ ہو گا اگر کچھ عرصے میں آپ سنیں کہ گورنر جنرل نے انہیں رولنگ چیف بنا دیا۔" ہز ہائی نس نے مسکرا

مسکرا کر آگے ب ہے۔۔۔۔۔ بالکل اسی طرح جیسے کپتان دیش مکھ اچانک میجر ہو
ہزہائی نس کا نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ "بالکل درست۔۔۔۔۔ آپ میرا مطلب
سمجھتے ہیں" میجر دیش مکھ اور واٹسن ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔ کھانا کھانے
کے بعد ہزہائی نس کے سیکرٹیری نے چند کاغذات پر مہاراجہ سے دستخط کرائے اور ایک
ایک سلپ مجھے اور میجر دیش مکھ کو دے دی۔ دونوں نے اٹھ کر ہزہائی نس کو سلام کیا۔
انہوں نے مصافحہ کر کے مبارک باد دی اور کہا۔۔۔۔۔ "کل خزانے سے روپیہ وصول کر
کے ہمیں دکھانا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر یور ہائی نس۔" ریزیڈنٹ نے میرے ہاتھ سے سلپ
لے کر دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "وہاٹ اے لک۔۔۔۔۔ تقریباً تیس ہزار۔۔۔۔۔ کون
چھوڑتا ہے یور ہائی نس۔" مہاراجا ہنس دیئے۔

ڈھائی بجے کے قریب مہاراجا سے رخصت ہو کر ہم ریزیڈنٹ کے ساتھ کیمپ کو چل
دیئے۔ میجر دیش مکھ اور میجر برنی کیمپ تک ہمیں پہنچانے آئے۔ ریزیڈنٹ سے مصافحہ کر
کے رخصت ہونے لگے تو میں نے اپنے اپارٹمنٹ کی چابی دیتے ہوئے کہا "آپ میجر واٹسن
کے ساتھ چلیں۔۔۔۔۔"

بولے۔ "پھر کسی وقت آئیں گے کیپٹن۔" ریزیڈنٹ مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ
کر کے اندر داخل ہو گئے۔ میں نے چلتے چلتے آہستہ سے کہا۔ "ڈیڈی پھر نہیں۔۔۔۔۔
ابھی اس پروموشن پر دو چلو پانی بھی نہیں پینا چاہتے کیا؟" برنی نے مسکرا کر ان کو ٹھوکا دیا
اور واٹسن کے ساتھ چل دیئے۔ میں پردہ اٹھا کر گول کمرے میں داخل ہو گیا۔ ریزیڈنٹ اپنی
میم سے ہزہائی نس کی پذیرائی کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا تو مسکرا کر کہنے
لگے۔ "کیپٹن کو مبارک باد دو ڈارلنگ۔۔۔۔۔ یہ تیس ہزار کے نفع میں ہے۔" میم نے
مسکرا کر کہا۔ "کیا واقعی کیپٹن۔۔۔۔۔ بلکہ یور ایکسی لنسی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ابھی
ایسی کوئی بات نہیں میڈم۔۔۔۔۔ ہاں روپیہ ضرور ملا ہے۔" میں نے سلپ نکال کر اس پر
دستخط کئے اور ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اسے کیش کرا کے اپنے پاس رکھئے اور
ہماری شادی پر یشودھرا کے لئے پریزنٹ دینے کے کام میں لائیے۔" ریزیڈنٹ نے ہنس کر
کہا۔ "خوب کیپٹن۔۔۔۔۔ لیکن ہم تم سے زیادہ مالدار ہیں۔۔۔۔۔ کیا ایک تحفہ دینے کے
لئے بھی ہمیں ہزہائی نس کے چیک کو وائس ورسا کرنا پڑے گا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سر انہوں نے بھی تاوان ادا کرنے کے لئے ان ڈاریکٹ
طریقہ ہی اختیار کیا ہے۔" ریزیڈنٹ نے قہقہہ لگایا۔ "تمہارا جواب بہت صحیح ہے لیکن مجھے
اپیل نہیں کرتا۔" میں نے کہا۔ "دراصل میرے پاس اب روپیہ رکھنے کے لئے جگہ نہیں
رہی۔ اس لئے سیف کسٹڈی" وہ بولے۔ "اچھا۔۔۔ ہم کل لائیڈس بینک میں

تمہارا اکاؤنٹ کھلوا دیتے ہیں۔ کوئی اعتراض؟" لیڈی نے سلپ ان کو دیتے ہوئے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن کیپٹن سچ بتاؤ رکھنے کی جگہ نہ ہونے سے تمہارا مطلب یہ تو نہیں کہ۔۔۔۔۔" وہ ہنس دیں۔ میں نے کہا۔ "یس میڈم۔" بولیں۔ "خوب' کیا بھلا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یس۔۔۔۔۔ چند ملینز۔ اب آپ ہی بتایئے میں اتنے روپے کا کیا کروں' جبکہ میرے اخراجات بھی محدود اور زندگی بھی مختصر اور غیر یقینی۔۔۔۔۔"

وہ بولیں۔ "نان سینس۔۔۔۔۔ ایسا نہیں کہا کرتے۔۔۔۔۔ حالانکہ زندگی یقینی کسی کی بھی نہیں ہوتی کیپٹن۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "ہاں۔۔۔۔۔ لیکن یہ اپنا سر ہتھیلی پر رکھے نہیں بلکہ اچھالتا پھرتا ہے کہ ہے کوئی لینے والا۔۔۔۔۔ اسے سمجھاؤ ڈارلنگ کہ شہزادگی کے قریب پہنچ کر تو کچھ زیادہ عقلمندی کا ثبوت دے۔۔۔۔۔ ویسے۔۔۔۔۔"

لیڈی نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم غلطی پر ہو ڈارلنگ۔۔۔۔۔ میں سمجھتی ہوں اسے کچھ کم عقلمند ہونے کا ثبوت دینا چاہئے۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آج تک کوئی انٹیلی جینٹ۔۔۔۔۔" ریزیڈنٹ نے ہنس کر کہا۔ "اتنا کہ انٹیلی جینس میں ہے۔۔۔۔۔ اور کسی کو بھی چکر میں ڈال سکتا ہے۔" وہ بولیں۔ "میں یہی کہنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ تعلیم کہاں تک ہے اس کی ڈارلنگ؟"

ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کہا۔ "ہارڈلی میٹرک۔"

حیرت زدہ ہو کر بولیں۔ "او۔۔۔۔۔ ڈیئر ڈیئر ڈیئر۔۔۔۔۔ اس پر یہ عالم' اگر گریجوایٹ ہوتا تو؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کسی دفتر میں اپر ڈویژن کلرک ہوتا۔" دونوں نے مشترکہ قہقہہ لگایا اور دیر تک ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر ہنستے رہے۔ جب بے حال ہونے لگے تو میں نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "سر اب اجازت دیجئے۔ میرے دوست انتظار کر رہے ہیں۔" ریزیڈنٹ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "او کے یور ایکسی لینسی' تھینک یو ویری مچ۔" میں نے ان سے ہاتھ ملایا اور دروازے کی طرف چل دیا۔

اپارٹمنٹ میں پہنچا تو تینوں میجر صاحبان سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ میں نے واٹسن کو ڈرنکس کے متعلق اشارہ کیا تو بولے۔ "بیٹھو' تمہارا اردلی لے کر آ رہا ہے۔" میں نے میجر برنی کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میجر ڈیڈی کے پروموشن کی خوشی میں کچھ گانا ہونا چاہئے۔" بولے۔ "دریں چہ شک۔۔۔۔۔ اور وہ لڑکیاں آنی چاہئیں۔۔۔۔۔ وہی۔۔۔۔۔ سمجھ گئے نا؟" میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔ بلوا لو کسی کو بھیج کر۔" میجر ڈیش مکھ نے ہنس کر کہا۔ "میجر برنی خود بھی گائیں گے۔۔۔۔۔ وہ اڑھائی سال سے "ریاض" کر رہے ہیں۔" اردلی نے آ کر ٹرے میز پر رکھ دی اور بوتل کھول کر گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ اردلی کے جاتے ہی برنی نے کہا۔ "کیپٹن نعیم کی صحت کے نام۔" واٹسن نے مسکرا کر

کی۔ سب نے گلاس ٹکرائے اور پینا شروع کر دی۔ چند منٹ بعد میجر برنی نے سرور میں آتے ہی اپنا پسندیدہ گانا گانا شروع کر دیا۔ "اندھے کی لاٹھی تو ہی ہے۔" میجر دلیش مکھ نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کیا اور تالیاں بجا کر "دیا جلاؤ۔۔۔۔۔ جگ مگ جگ مگ" گانا شروع کر دیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "سبحان اللہ۔" برنی نے گانا بند کر دیا اور گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے بولے۔ "نان سینس' دلیش مکھ کی بد ذوقی نہیں بلکہ یہ دور اندیشی ہے۔ اندھے کے ہاتھ میں بھگوان کی اندھی لاٹھی آنے سے پہلے دیا جلا دینا ضروری ہے تاکہ معلوم تو ہو کس کی کھوپڑی زد میں ہے۔" واٹسن نے کہا۔ "واقعی۔۔۔۔ لاٹھی سے میں بھی گھبراتا ہوں۔۔۔۔ خصوصاً جب کہ وہ اندھے کے ہاتھ میں ہو۔" برنی نے کہا۔ "او کے پیو ریکارڈ پلٹ دیا جائے گا۔" سب نے گلاس اٹھا لئے۔

شام کے چھ بجے تک پینے پلانے تالیاں بجا بجا کر گانے اور قہقہہ لگانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر جب مزید پینے میں خطرے کا سگنل دکھائی دینے لگا تو محفل برخاست ہوئی اور تینوں میجر مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے کرنل سوڈھی کو ٹیلی فون کر کے اقبال سنگھ کے متعلق دریافت کیا اسے تو کیا آنا تھا۔ چاچا چیک پڑ گیا۔۔۔۔ دعوت میں نظر انداز کرنے کی شکایت۔۔۔۔ بنگلے پر نہ آنے کا شکوہ۔ میں نے بمشکل پیچھا چھڑایا۔۔۔۔ انہیں کس طرح بتا سکتا تھا کہ میری زندگی کا راز ہی انڈین آفیسرز سے الگ تھلگ رہنے میں مضمر تھا۔ ریزیڈنٹ کو بمبئی سے ہدایات بھی اسی قسم کی تھیں۔۔۔۔ اور کرنل سوڈھی سینئر موسٹ آفیسر ہونے کے باوجود اہم معاملات میں قابل اعتماد نہیں تھے۔

دوسری صبح ریزیڈنٹ نے سارجنٹ مائیکل کو میرے ساتھ بھیج کر ریاست کے خزانے سے روپیہ نکلوا کر بینک میں اکاؤنٹ کھلوایا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں نے ان سے شام کی ٹرین سے واپسی کی اجازت حاصل کی۔ انہوں نے چھ بجے کے قریب ٹکٹ اور سیٹ ریزرویشن کا انتظام کرایا اور اپنی روانگی سے متعلق کسی کو اطلاع نہ دینے کی ہدایت کی۔ میری کار ابھی تک ایم ٹی ورکشاپ میں پڑی تھی۔ انہوں نے اس کی مرمت اور اوور ہالنگ ہو جانے کے بعد گیراج میں رکھنے کا وعدہ کیا۔ سات بجے ایک سپاہی جس کا نام ثابت خان تھا اور سفید کپڑوں میں میری حفاظت کے لئے بمبئی تک جانے والا تھا۔ میرا سوٹ کیس وغیرہ لے کر اسٹیشن پہنچ گیا۔ بمبئی میل آج کل ساڑھے سات بجے ولاس پور اسٹیشن پہنچ کر سات چالیس پر روانہ ہوتی تھی۔ شام کا کھانا اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں کھایا اور گاڑی روانہ ہوتے ہی میں اپنے کمپارٹمنٹ میں سوار ہو گیا۔ ثابت خاں نے میرا ہولڈال کھول کر اپر برتھ پر بستر پھیلا دیا اور سرونٹ کلاس میں جا کر کھڑکی کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا کمپارٹمنٹ وی آئی پی کوپے تھا۔ جس میں میرے علاوہ پہلے سے ایک اور انڈین میجر موجود تھا جو مہو کینٹ سے بمبئی جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ بھی ایک اردلی تھا۔ تعارف کے بعد ہماری بات

چیت شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ کئی اسٹیشنوں تک جاری رہا۔ ساڑھے دس بجے کے قریب میں نے یونیفارم اتار کے سونے کے کپڑے پہنے اور اپر برتھ پر چڑھ کر بستر پر لیٹ گیا۔ میرا ہم سفر سیلپنگ سوٹ میں تھا۔ اس نے تمام بتیاں گل کیں اور بیڈ لیمپ کی روشنی میں لیٹ کر ایک رسالہ پڑھنے لگا۔

ٹرین کسی اسٹیشن پر ٹھہری اور مسافروں کی دوڑ' بھاگ' قلیوں اور خوانچہ والوں کے شور و پکار سے میری آنکھ کھل گئی۔ ایک کروٹ لی اور پھر سو گیا۔ مجھے معلوم نہیں گاڑی کس وقت وہاں سے چلی۔ لیکن کسی کے ڈانٹنے کی گرجدار آواز سن کر معاً" میری آنکھ کھل گئی۔ یہ آواز ہمارے کمپارٹمنٹ سے ہی آئی تھی۔ میں نے جھک کر نیچے دیکھا۔ میرے ہم سفر میجر کے ہاتھ میں پستول تھا اور اس کا رخ کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف تھا۔ ٹرین کی رفتار بمشکل پندرہ میل فی گھنٹہ رہی ہو گی۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ اسٹیشن سے چلے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ میں نے پیر سیکٹر کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ "کیا ہے میجر؟" اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ڈاکو---- دروازے کی کھڑکی کھول کر دیکھو' وہ ہینڈل پکڑے ہوئے پائیدان پر کھڑا ہوا ہے۔" میں نے پستول کا سیفٹی کیچ گرایا اور دوسرے ہاتھ سے کھڑکی کا شیشہ اوپر چڑھایا۔ لیکن اس سے پہلے فائر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک کراہ اور کسی کے گرنے کا دھماکہ۔ میں نے دروازہ کھولنے کے بجائے زنجیر کھینچ لی۔

اس کے بعد "خواب زادہ"
کے چوتھے حصے کا مطالعہ کریں۔

